عمران سیریز
ڈبل ٹارگٹ
Pakistanipoint
Waqar
Azeem
مظہر کلیم ایم اے
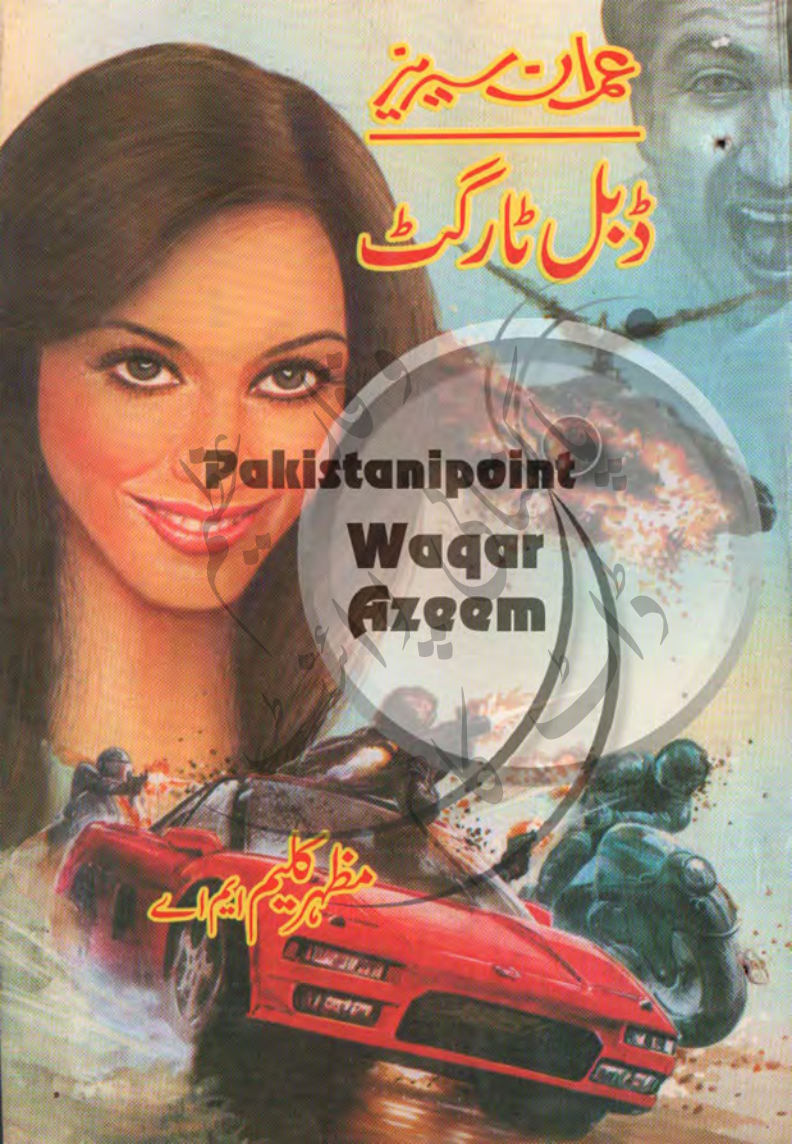
# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ میرا نیا ناول ''ڈبل ٹارگٹ'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک ایسے مشن پر کام کیا ہے جس میں انہیں مکمل طور پر اندھیرے میں رکھنے کے لئے انتہائی کامیاب اور پیچیدہ پلاننگ کی گئی تھی۔ ایسی پلاننگ کہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی چکر ہی کھاتے رہ گئے تھے۔ اس ناول میں سسپنس اس قدر عروج پر ہے کہ یقیناً ناول کے آخری صفحے تک عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرح آپ بھی تذبذب اور گومگو کی حالت میں رہنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے ضرور مطلع کیجئے گا کیونکہ حقیقتاً آپ کی آراء کا مجھے انتظار رہتا ہے۔ البتہ حسب روایت ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ کس قیامت کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں۔

رحیم یار خان سے سلیم جاوید لکھتے ہیں۔ طویل عرصے سے آپ کے ناولوں کا خاموش مگر باقاعدہ اور مسلسل قاری ہوں۔ آج پہلی بار آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ مجھے آپ کے خیر و شر پر مبنی ناول بے حد پسند ہیں آپ کے اکثر ناولوں میں جوڈو، مارشل آرٹس اور

کراٹے کے جو داؤ ہوتے ہیں وہ تقریباً فرضی ہوتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا ہے کہ آپ ان داؤ کے اصل نام لکھا کریں اور ان کی تفصیل دیا کریں۔ تاکہ پڑھنے والے پر حقیقت کا گمان ہو سکے۔ امید ہے آپ میری اس التجا پر ضرور توجہ دیں گے اور آئندہ ناولوں میں داؤ کے اصل نام اور ان کی تفصیل ضرور بتایا کریں گے۔

محترم سلیم جاوید صاحب۔ سب سے پہلے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک مارشل آرٹ، جوڈو اور کراٹے کے داؤ کی تفصیل کی بات ہے تو محترم فائٹ کے دوران اس کی باقاعدہ تفصیل لکھی جاتی ہے۔ مکمل فائٹ ہوتی ہے اور یہ فیصلہ کن حد تک جاری رہتی ہے۔ اگر آپ صرف داؤ کی تفصیل اور ان کی باریکیوں کی بات کر رہے ہیں تو ایسا کرنا ناممکن ہوگا اس سے ناول کی بلا وجہ ضخامت میں اضافہ ہوگا اور قاری بھی بور ہوگا اس لئے کام اتنا ہی ہونا چاہئے جتنا کہ سمجھ آ سکے۔ امید ہے آپ میری بات سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لودھراں سے شکیل انجم لکھتے ہیں۔ آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ یقین کریں کہ آپ کے ناولوں سے میری نالج میں اس قدر اضافہ ہوتا ہے جس کی مثال نہیں دی جا سکتی۔ آپ نے کافی عرصہ سے کوئی سپیشل نمبر نہیں لکھا ہے۔ آپ کے لکھے سپیشل نمبر تمام مصنفین سے الگ اور بہترین ہوتے ہیں جو کوئی اور نہیں لکھ سکتا ہے۔ امید ہے میری درخواست پر آپ جلد سے جلد سپیشل نمبر لکھیں گے اور ہم جلد ہی اسے پڑھ سکیں گے۔

محترم شکیل انجم صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ جیسے پرخلوص اور محبت کرنے والے قارئین ہی میرا اثاثہ ہیں۔ آپ نے درخواست کی ہے کہ میں نے سپیشل نمبر لکھنا چھوڑ دیئے ہیں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں آپ کی فرمائش کے تحت مسلسل لکھ رہا ہوں لیکن سپیشل نمبر لکھنے کی رفتار واقعی سست ہوتی ہے۔ عام ڈگر سے ہٹ کر لکھنے کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو جاتی ہے لیکن بہرحال جلد ہی آپ کو عام ناولوں کی طرح سپیشل نمبر بھی پڑھنے کو مل جائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

''لاہور سے شیخ محمد افتخار لکھتے ہیں کہ آپ کے لکھے ہوئے اب تک کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں۔ جو ایک سے بڑھ کر ایک ہیں مجھے خاص طور پر آپ کے اسرائیل پر لکھے ہوئے ناول بے حد پسند ہیں اور کافی وقت سے آپ نے اسرائیل کے خلاف کوئی ناول نہیں لکھا۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ ایسے ناول پھر سے تحریر کریں جو اسرائیل کے خلاف ہوں۔ میں اور مجھ جیسے بے شمار قارئین آپ کے ایسے لکھے ہوئے ناول کے شدت سے منتظر ہیں۔

محترم شیخ محمد افتخار صاحب۔ آپ نے خط لکھا اور آپ کو میرے لکھے ہوئے ناول پسند ہیں اس کے لئے بے حد شکریہ۔ آپ نے جو فرمائش کی ہے یہ میں نے ''ڈبل ٹارگٹ'' میں پوری کر دی

ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول خصوصی طور پر اسرائیل کے خلاف ہے جس کے لئے عمران اور اس کے ساتھی برسرپیکار ہوتے ہیں۔ اب آپ کو اور آپ جیسے قارئین کو جو اسرائیل پر لکھے گئے ناول پسند کرتے ہیں انہیں شدت سے انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ناول پڑھیں اور مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ امید ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے



Pakistanipoint
Waqar
Azeem
پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

اسرائیلی ایجنسی جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں رعب اور دبدبہ اپنے پورے جلال کے ساتھ نمایاں تھا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ کا تنا ہوا چہرہ یکلخت اس طرح ڈھیلا پڑ گیا جیسے غبارے سے ہوا نکل جائے۔

''اوہ یس۔کیا بات ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

''جناب پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں''...... ملٹری سیکرٹری نے کہا۔

''میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں جناب۔چیف آف جی پی فائیو جناب''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر کرنل ڈیوڈ۔ایک انتہائی حساس معاملے پر یہ ہنگامی میٹنگ کال کی گئی ہے۔آپ ایک گھنٹے میں پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کے میٹنگ ہال میں پہنچ جائیں۔یہ میٹنگ ٹاپ سیکرٹ ہے۔آپ سمجھ گئے ہیں نا''...... پرائم منسٹر نے وقار بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔اوکے سر۔میں ابھی پہنچ جاتا ہوں سر''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور کرنل ڈیوڈ نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔یہ نئے پرائم منسٹر تھے جو حال ہی میں منتخب ہوئے تھے اور ان کی یہ پہلی سرکاری میٹنگ کال تھی۔نئے پرائم منسٹر کے بارے میں کرنل ڈیوڈ کو معلوم تھا کہ یہ انتہائی جہاندیدہ اور تجربہ کار آدمی ہیں اور وقت کی پابندی کے ساتھ ساتھ وہ ڈسپلن کے بھی پابند ہیں اور ڈسپلن کی خلاف ورزی کرنے والوں اور لیٹ آنے والوں کی انتہائی سرزنش کرتے ہیں۔اس لئے وہ وقت پر پہنچ کر پرائم منسٹر صاحب کے سامنے اپنی اہمیت منوا کر انہیں اس بات کے لئے قائل کرنا چاہتا تھا کہ وہ نہ صرف وقت کا پابند ہے بلکہ ان کی طرح ڈسپلن پر بھی سختی سے کاربند رہنے کا عادی ہے۔

چنانچہ وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ تیار ہو کر وہ دفتر سے نکلا اور چند لمحوں کے بعد وہ اپنی



سرکاری کار میں بیٹھا پرائم منسٹر سیکرٹریٹ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔باوردی ڈرائیور کار چلا رہا تھا اور کرنل ڈیوڈ عقبی سیٹ پر بیٹھا اس طرح باہر چلتے ہوئے افراد کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ سب اس کی رعایا ہوں۔کچھ ہی دیر میں وہ میٹنگ ہال میں داخل ہو رہا تھا۔میٹنگ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ بری طرح چونک پڑا۔وہاں تین چار آدمی پہلے سے موجود تھے جن میں سے ایک نئی اسرائیلی ایجنسی کیٹ کی سربراہ مس جینڈی بھی تھی۔

یہ مس جینڈی پہلے جی پی فائیو میں شامل تھی لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ایک کیس میں کرنل ڈیوڈ اور مس جینڈی کی ناکامی کے بعد اس وقت کے پرائم منسٹر نے جو مس جینڈی کے بے حد حامی تھے۔مس جینڈی اور اس کے والد انٹیلی جنس کے چیف لارڈ شوفن کے کہنے پر اسرائیل کی ایک نئی اور خفیہ ایجنسی قائم کی جس کا نام کیٹ ایجنسی رکھا گیا تھا۔

یہ ایجنسی براہ راست صدر مملکت کے تحت کام کرتی تھی اور خصوصی دفاعی معاملات کو ڈیل کرتی تھی۔اس کی چیف جینڈی کو بلیک کیٹ کا نام دیا گیا تھا۔اس لئے مس جینڈی اب باقاعدہ بلیک کیٹ کہلاتی تھی اور کرنل ڈیوڈ نے کئی بار سنا تھا کہ کیٹ ایجنسی نے بعض ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ ملٹری انٹیلی جنس بھی سر انجام نہیں دے سکتی تھی۔

کرنل ڈیوڈ کے لئے یہ امر باعث اطمینان تھا کہ کیٹ ایجنسی کا

دائرہ کار صرف دفاع کی حد تک رکھا گیا تھا۔اس لئے یہ جی پی فائیو کے دائرہ کار میں مداخلت نہ کرسکتی تھی۔بلیک کیٹ کے علاوہ وہاں بلیک کیٹ کا والد اور انٹیلی جنس چیف لارڈ سٹوفن اور ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بھی موجود تھے۔

وہ سب ایک بڑی سی میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ہر ایک کے سامنے میز کے عہدہ اور نام کی تختی موجود تھی اور کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر اس وقت واقعی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔جب اس کی کرسی سب سے پہلے اور وزیراعظم کی کرسی کے ساتھ تھی۔جبکہ دوسری طرف بلیک کیٹ پہلی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔اس کے ساتھ اس کا والد انٹیلی جنس کا چیف تھا۔جبکہ کرنل ڈیوڈ کی کرسی کے ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف بیٹھا ہوا تھا۔وزیراعظم کی کرسی خالی تھی۔

کرنل ڈیوڈ نے کرسی کھسکائی اور پھر بڑی شان سے اس پر بیٹھ گیا۔سامنے بیٹھی ہوئی بلیک کیٹ اس کے اس انداز پر مسکرا دی لیکن وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔چند لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور نومنتخب وزیر اعظم جو کہ ادھیڑ عمر تھے اندر داخل ہوئے اور ان کے اندر داخل ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ سمیت سب احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔کرنل ڈیوڈ نے انہیں باقاعدہ سلیوٹ کیا جبکہ باقی افراد نے صرف سلام کیا۔

''تشریف رکھیں''...... وزیراعظم نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔وزیر اعظم کے پیچھے ان کا سیکرٹری تھا جس کے ہاتھوں



میں خاکی رنگ کی فائلیں تھیں۔اس نے بڑے ادب سے فائلیں وزیراعظم کے سامنے رکھیں اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔جب اس کے باہر جانے کے بعد دروازہ بند ہوا تو اس پر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

''آپ سب جانتے ہیں کہ میں حال ہی میں منتخب ہوا ہوں اور باضابطہ طور پر یہ میری اور آپ کی پہلی سرکاری میٹنگ ہے۔ میں نے آپ سب حضرات کی پرسنل فائلوں کو اچھی طرح پڑھ لیا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ سب اپنا تعارف خود کرائیں''۔ وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو''...... اس سے پہلے کہ کوئی اور کچھ کہتا کرنل ڈیوڈ اپنی اہمیت منوانے کے لئے ان سے سے پہلے بول پڑا اور وزیر اعظم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر باری باری بلیک کیٹ اس کے والد اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے اپنا تعارف کرایا۔

''ویل ڈن۔آپ سب کو میں نے ایک اہم سبب کے باعث کال کر کے بلایا ہے۔آپ سب حضرات گریٹ اسرائیل کے انتہائی اہم عہدوں پر فائز ہیں اور اپنے اپنے شعبوں کے چیف بھی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو مسئلہ اس وقت اسرائیل کو درپیش ہے اس پر آپ سب انتہائی ذمہ دارانہ انداز میں رائے دیں گے تاکہ اس بارے میں کوئی مناسب فیصلہ کیا جا سکے۔البتہ یہ بتا دیتا ہوں کہ یہ

مسئلہ اسرائیل کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے“...... وزیراعظم نے
کہا اور پھر انہوں نے ایک نظر سب کے چہروں کو دیکھا اور پھر
سامنے رکھی ہوئی فائلوں میں سے ایک فائل کھول لی۔ چند لمحوں تک
اس میں لگے ہوئے کاغذ پلٹتے اور انہیں غور سے پڑھتے رہے پھر
انہوں نے ایک طویل سانس لی اور فائل بند کر دی اور سر اٹھا کر ان
کی طرف دیکھنے لگے۔

پرائم منسٹر کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات نمایاں
تھے۔کمرے میں ایسی خاموشی طاری تھی کہ سوئی بھی گرتی تو اس کی
آواز سنائی دے جاتی۔انتہائی عجیب ماحول تھا اور پراسرار سا
سسپنس چھایا ہوا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وزیراعظم جان بوجھ
کر مسلسل اسی سسپنس کو بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔

”جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ اسلامی ممالک اسرائیل کے
ازلی دشمن ہیں اور اب تک لاکھ کوششوں اور سپر پاورز ملکوں کے
شدید دباؤ کے باوجود کسی اسلامی ملک نے اسرائیل کو سرے سے
تسلیم ہی نہیں کیا ہے۔دنیا کے تقریباً تمام اسلامی ممالک اسرائیل
کے دشمن ہیں خاص طور پر پاکیشیا جسے اسلام کا قلعہ کہا جاتا
ہے۔پوری اسلامی امت پاکیشیا کو اپنا محافظ سمجھتے ہوئے اسی پر
بھروسہ کرتی ہے اور پاکیشیا بھی ان اسلامی ممالک کا کھل کر ہر
مشکل اور آڑے وقت میں ساتھ دیتا ہے خاص طور پر پاکیشیا ان
اسلامی ممالک کو جنگی اسلحہ کی فراہمی اور فوجی طاقت کو بڑھانے میں



پیش پیش رہتا ہے اور دنیا بھر کے اسلامی ممالک کی فوج پاکیشیائی
فوج سے ٹریننگ حاصل کرتی ہے۔آپ سب یہ بھی جانتے ہیں کہ
پاکیشیا کے پاس بہترین لڑاکا فوج اور انتہائی محفوظ ترین دفاعی نظام
اور انتہائی اعلیٰ کوالٹی کے دفاعی ہتھیار موجود ہیں۔یہ بات درست
ہے کہ اسرائیل کسی بھی لحاظ سے اس سے پیچھے یا کم نہیں ہے لیکن
وہ جو ایک معیار ہوتا ہے۔اس میں بہرحال پاکیشیا ہم سے آگے
ہے۔میں نے پرائم منسٹر منتخب ہونے کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ میں
اسرائیل کو پوری دنیا میں ایک ناقابل تسخیر ملک بنا دوں گا۔اس کے
لئے میں نے دفاعی لیبارٹریوں کے انچارج سائنس دانوں کی ایک
میٹنگ کال کی اور طویل بحث و مباحثہ اور مختلف منصوبوں کے
جائزے کے بعد آخر کار مجھے ایک منصوبہ پسند آ گیا ہے۔یہ منصوبہ
اسرائیل کے ایک سائنس دان سر پیٹریٹ کال نے تیار کیا ہے۔اس
منصوبے کا بنیادی خاکہ یہ ہے کہ اس کی مدد سے نہ صرف پاکیشیا
بلکہ ایشیا کی سب سے بڑی پاور شوگران کا کو محض ایک بٹن پریس کر
کے مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔اس منصوبے کا نام ٹوٹل واش یا
ٹی ڈبلیو ہے۔اسرائیل کی سب سے بڑی اور سب سے اونچی پہاڑی
ڈاماری کی چوٹی پر ایک بہت بڑی فعال اور مکمل خود کار لیبارٹری
تیار کی گئی ہے۔جو خاص طور پر پاکیشیا کو ٹوٹل واش کرنے لئے
انتہائی کارآمد ثابت ہوسکتی ہے۔یہ منصوبہ مخصوص قسم کے ریز بلاسٹر
میزائل پر مبنی ہے۔لیبارٹری کے اوپر بنے میزائل اسٹیشن سے ریز

بلاسٹر میزائل فائر کیا جائے گا جو نہ صرف ٹھیک اپنا ٹارگٹ ہٹ
کرے گا بلکہ اس میزائل سے نکلنے والی فائر ریز یعنی ہر طرف آگ
لگا دینے والی ریز کا اثر پورے پاکیشیا میں پھیل جائے گا اور یہ ریز
انتہائی حدت آمیز ہو گی جو ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلا دے
گی۔اس ریز سے ہر طرف آگ ہی آگ بھڑک اٹھے گی جسے اس
وقت تک بجھایا نہیں جا سکے گا جب تک اس ریز کا اثر خود بخود ختم
نہیں ہو جاتا اور اس ریز کی سب سے بڑی خاصیت یہ ہے کہ یہ
جہاں بھی آگ لگاتی ہے وہاں کئی ہفتوں تک آگ مسلسل جلتی اور
بھڑکتی رہتی ہیں جس کی زد میں آنے والی ہر چیز چاہے وہ جاندار ہو
یا بے جان جل کر راکھ بن جاتی ہے۔اس آگ میں فولاد سمیت
پتھریلی چٹانیں تک پگھل جاتی ہیں۔اس ریز کو فائر ریز کہا جاتا
ہے۔پاکیشیا میں جب بلاسٹر میزائل سے فائر ریز پھیلائی جائیں گی
تو اس کی رینج اس قدر وسیع ہو گی کہ پورے پاکیشیا میں ہر طرف
آگ ہی آگ بھڑکا دے گی اور یہ آگ تب ہی ختم ہو گی جب
پاکیشیا کا ایک ایک علاقہ اس علاقے کا ایک ایک حصہ اور ایک
ایک مقام جل کر بھسم نہ ہو جائے۔یہ عظیم ٹیکنالوجی صرف اسرائیل
کے پاس موجود ہے اور اسرائیل نے بلاسٹر میزائل تیار کرنا بھی
شروع کر دیئے ہیں جنہیں اس جدید فائر ریز سے آراستہ کر کے
فائر ریز بلاسٹر میزائل میں ڈھال دیا جائے گا۔اس طرح اسرائیل
جس وقت بھی چاہے گا اور جس ملک میں بھی چاہے گا محض ایک



میزائل سے انتہائی خوفناک تباہی اور بربادی پھیلا کر دنیا سے اس
ملک کا نام و نشان تک مٹا سکتا ہے۔اس وقت اسرائیل کے تمام
وسائل اس اہم ترین منصوبے پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔فائر ریز
بنانے کا کام اور اس ریز کو میزائل میں فکسڈ کر کے اسے قابل
استعمال بنانے کا کام اسرائیل کے دو اہم پوائنٹس پر ہو رہے ہیں
اور ہم کافی حد تک ان میں کامیاب ہو چکے ہیں بلاسٹر میزائل کی
فیکٹری ہم نے حلات میں لگائی ہے اور فائر ریز پر کام ڈاماری خود
کار لیبارٹری میں ہو رہا ہے جہاں سے اسے لانچر سے ٹارگٹ اور
فائر بھی کیا جا سکتا ہے۔ہم نے اس کے تجربات بھی کر لئے ہیں اور
میزائلوں کو اس حد تک ایڈجسٹ کر لیا ہے کہ ہم ڈاماری سے براہ
راست میزائل ڈائریکٹ پاکیشیا پر فائر کر سکیں۔اس منصوبے پر ابھی
چند کام ہونا باقی ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر اسی طرح کام ہوتا
رہا تو زیادہ سے زیادہ دو ماہ کے اندر میزائل نہ صرف تیار ہو جائیں
گے بلکہ انہیں لانچنگ پوائنٹ پر ڈائریکٹ پاکیشیا پر فائر کرنے کے
لئے ایڈجسٹ بھی کر لیا جائے گا۔ہمارا یہ منصوبہ مکمل طور پر کامیاب
ہو گیا تو اسرائیل نہ صرف ناقابل تسخیر ملک بن جائے گا بلکہ ہماری
برسوں کی پاکیشیا کو تباہ کرنے کی خواہش بھی پوری ہو جائے گی اور
ایک بار ہم نے پاکیشیا کو تباہ و برباد کر دیا تو پھر پوری دنیا کے
اسلامی ممالک نہ صرف اسرائیل کو تسلیم کر لیں گے بلکہ ان اسلامی
ممالک کے ساتھ ساتھ سپر پاورز بھی ہمارے قدموں تلے ہوں گی

ہم جس وقت چاہیں گے کسی بھی ملک پر آسانی سے قبضہ کر سکیں گے اور اسرائیل گریٹ اسرائیل بن جائے گا“...... وزیراعظم نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن جناب وزیر اعظم صاحب۔ یہ واقعی بہت بڑا اور انتہائی شاندار منصوبہ ہے جناب“...... بلیک کیٹ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ باقی سب بھی پرائم منسٹر کے اس منصوبے کی تعریف کرنے لگے لیکن کرنل ڈیوڈ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”آپ نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا کرنل ڈیوڈ۔ کیا آپ کو میرا یہ منصوبہ پسند نہیں آیا ہے“...... پرائم منسٹر نے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”منصوبہ شاندار ہے جناب۔ اسرائیل کے ہر یہودی کی طرح میں بھی پاکیشیا کے وجود سے نفرت کرتا ہوں اور اسے ہر صورت ختم کرنے کا خواب دیکھتا ہوں۔ مگر......“ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مگر۔ مگر کیا“...... پرائم منسٹر نے پوچھا۔

”کچھ نہیں جناب وزیر اعظم۔ مجھے آپ کے اس منصوبے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ لیکن کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ پاکیشیا پر میزائل فائر کرنے سے پہلے اس کے تجربات کہاں کئے گئے ہیں“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”فی الحال تو ہم نے یہ تجربات بحرالکاہل کے دور افتادہ جزیروں



پر ہی کئے ہیں جو یہاں سے پاکیشیا جتنی دوری پر واقع ہیں لیکن ہم بہت جلد ایک محدود تجربہ پاکیشیا پر بھی کریں گے۔ اس کے لئے ہم نے پاکیشیا کے ایک پہاڑی مقام کو منتخب کیا ہے تاکہ اس تجربے سے ہم صحیح رینج اور صحیح ٹارگٹ حاصل کر سکیں اور ہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ بلاسٹر میزائل طویل چکر کاٹ کر ٹارگٹ پر ہٹ کرتا ہے۔ اس میزائل کو نہ تو کسی سیٹلائٹ سے دیکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی اینٹی میزائل سے راستے میں روکا جا سکتا ہے۔ اس میزائل کی تیاری اس انداز میں کی گئی ہے کہ کسی کو اس بات کا علم تک نہ ہو سکے کہ اس میزائل کو دنیا کے کس خطے یا حصے سے فائر کیا گیا ہے یہاں تک کہ اس میزائل کی فائرنگ رینج کا بھی پتہ لگانے کے لئے اب تک کوئی سائنسی آلہ تیار نہیں ہوا ہے“...... وزیر اعظم نے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

”یہ سب ٹھیک ہے سر لیکن میرا آپ کو مخلصانہ مشورہ ہے جناب کہ آپ اس میزائل کا تجربہ پاکیشیا پر نہ کریں“...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ اور کیوں“...... وزیراعظم نے بری طرح چونک کر کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ اگر میزائل پاکیشیا کے کسی بھی حصے پر فائر کیا گیا تو اس سے پاکیشیا چوکنا ہو جائے گا اور پھر اس کی تمام ایجنسیاں اس عجیب واقعے اور نامعلوم مقام سے آنے والے میزائل کی کھوج

میں لگ جائیں گی کہ میزائل کہاں سے فائر کیا گیا ہے۔ یہاں اسرائیل میں بھی ان کے ایجنٹ موجود ہیں۔ اس لئے انہیں جب علم ہو گیا کہ اسرائیل کسی ایسے منصوبے پر کام کر رہا ہے۔ تو پھر وہ اس منصوبے کو تباہ کرنے کے لئے پوری قوت سے حرکت میں آ جائیں گے۔

آپ نئے نئے وزیر اعظم منتخب ہو کر آئے ہیں۔ آپ کو پہلے کے واقعات کا علم نہیں ہے۔ ایک بار پہلے بھی ایسا ہی تجربہ پاکیشیا کے سرحدی شہر پر کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ گئی۔ یہ منصوبہ اسرائیل نے کافرستان کے ساتھ مل کر مکمل کرنے کی کوشش کی تھی۔ طاقتور اور انتہائی تباہ کن میزائل اسرائیل کے ایک دور دراز پہاڑی علاقے پر بنائی گئی ایک خصوصی اور خفیہ لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا تھا۔ اس کا دفاع مکمل طور پر فوج اور ملٹری سیکرٹ سروس کے پاس تھا اور اس پہاڑی علاقے تک کسی کے پہنچنے کا تصور تک نہ تھا۔ مگر عین آخری لمحات میں پوری لیبارٹری کو انتہائی طاقتور بموں سے اڑا دیا گیا وہ سائنس دان بھی ہلاک ہو گئے اور وہ مشین بھی تباہ ہو گئی۔ اس طرح یہ منصوبہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اور یہ ساری بربادی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مرہون منت تھی''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''اوہ اوہ۔ یہ تو انتہائی اہم بات ہے۔ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ مجھے بتائیں اس منصوبے کا نام کیا تھا اور اس پر



کیا ہوا تھا۔ اس منصوبے کی فائل میں خود دیکھنا چاہتا ہوں''۔ وزیر اعظم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ اس منصوبے کا سائنسی نام تو کچھ اور تھا البتہ اسے عام طور پر سائلنٹ اٹیک کے نام سے پکارا جاتا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''سائلنٹ اٹیک''...... پرائم منسٹر نے چونک کر کہا۔

''یس سر''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ صاحب۔ آپ نے بتایا ہے کہ لیبارٹری انتہائی خفیہ تھی اور وہ دشوار گزار پہاڑیوں میں چھپی ہوئی تھی اور جب کوئی شخص پہاڑی علاقے تک پہنچ ہی نہ سکتا تھا اور ملٹری انٹیلی جنس اور فوج نے بھی اس پہاڑی کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ تو پھر یہ لیبارٹری کیسے تباہ ہو گئی۔ کیا آسمان سے فرشتے اترے تھے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے''...... بلیک کیٹ نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں آپ کے سوال کا جواب نہیں دوں گا مس بلیک کیٹ۔ اگر آپ نے یہ سوال پوچھنا ہے تو اپنے والد محترم سے پوچھیں اس کا جواب آپ کے والد صاحب زیادہ بہتر طور پر دے سکتے ہیں کیونکہ یہ بھی اس سائلنٹ اٹیک منصوبے کے شریک کار تھے اور خصوصی اسرائیلی فورس کے ساتھ اسرائیل کے اس پہاڑی علاقے میں موجود تھے اور اس لیبارٹری کی حفاظت پر اسرائیلی فورس اور فوج

کے ساتھ شامل تھے''...... کرنل ڈیوڈ نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''لارڈ سٹوفن۔ کیا کرنل ڈیوڈ درست کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی ایسا ہوا تھا۔ مگر کیسے۔ یہ سب کیسے ممکن ہے''...... وزیراعظم نے چونک کر بلیک کیٹ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اس کے والد سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں پرائم منسٹر صاحب۔ کرنل ڈیوڈ بالکل درست کہہ رہے ہیں۔ یہ سب ایسا ہی ہوا تھا ہم نے اس کی مکمل تحقیقات کی تھیں اور ان تحقیقات کے نتیجے میں جو بات ہمارے سامنے آئی تھی۔ اس نے ہم سب کو انتہائی حیران کر دیا تھا۔ یہ سارا منصوبہ اصل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تباہ کیا تھا۔ انہوں نے اس کے لئے انتہائی عجیب طریقہ استعمال کی تھی۔ ایسا طریقہ کہ جس کا کبھی کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں وہ فائل لا کر آپ کو دے دوں گا آپ اس کا مطالعہ کر لیجئے گا۔ اس فائل سے آپ کو پاکیشیا سیکرٹ کی کارکردگی کا بھی پتہ چل جائے گا اور اس طریقے کا بھی جس کے استعمال سے انہوں نے ہمارا منصوبہ سبوتاژ کیا تھا اور اس کا مجھے آج تک افسوس ہے''...... لارڈ سٹوفن نے کہا۔

''آپ مختصر طور پر بتائیں کہ انہوں نے لیبارٹری تباہ کیسے کی تھی''...... وزیراعظم نے پوچھا۔

''عمران نے اسرائیلی فورس کے ایک کرنل کی جگہ لے لی تھی اور ہمارے ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں



بہت سی تبدیلیاں کی تھیں۔ ہیلی کاپٹر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اُڑایا جا سکتا تھا اور اسے کسی بھی مقام پر گرایا جا سکتا تھا۔ کرنل کے روپ میں عمران نے اسرائیلی فوج کے ایک اسلحے کے ڈپو سے بموں کا بڑا ذخیرہ حاصل کیا تھا جن میں بم اور ڈائنا مائٹ بھی موجود تھے اس نے بم اور ان ڈائنا مائٹس اس ہیلی کاپٹر میں چھپا دیئے تھے اور پھر اس نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ہیلی کاپٹر اڑایا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو ٹھیک لیبارٹری پر کریش کر دیا۔ ہیلی کاپٹر میں موجود بم اور ڈائنا مائٹس پھٹ پڑے اور انہوں نے پوری کی پوری لیبارٹری کو پہاڑی سمیت تباہ کر دیا تھا۔ اسرائیلی فورس اور اسرائیلی جی پی فائیو نے جب اس سلسلے میں تحقیقات کیں تو پتہ چلا کہ یہ کام پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے۔ جس کے بارے میں پہلے ہی اطلاع مل چکی تھی کہ وہ اس منصوبے کو تباہ کرنے کے لئے اسرائیل آ رہے ہیں۔ اور انہیں روکنے کی ذمہ داری اسرائیلی جی پی فائیو پر تھی۔ جس کے چیف کرنل ڈیوڈ ہیں۔ لیکن جی پی فائیو انہیں روکنے میں بری طرح ناکام رہی''...... لارڈ سٹوفن نے آخر میں ساری بات کرنل ڈیوڈ پر ڈالتے ہوئے کہا۔

''میں جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کو جانتا ہوں۔ ان میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور ان کی کارکردگی بھی بے حد اعلیٰ ہے۔ لیکن میں نے اسرائیل کی تمام ایجنسیوں اور خاص طور پر جی پی فائیو کا ریکارڈ بھی چیک کیا ہے جن کے مقابلے پر پاکیشیا سیکرٹ

سروس متعدد بار آ چکی ہے لیکن دوسری ایجنسیوں کی طرح آپ کی جی پی فائیو بھی ہمیشہ ناکام ہی رہی ہے کرنل ڈیوڈ۔ کیا میں آپ سے اس کی وجہ پوچھ سکتا ہوں''...... وزیراعظم نے کہا۔

''جناب پرائم منسٹر صاحب۔ یہ ایک اتفاق ہی تھا۔ اس مشن میں مس جینڈی بھی میرے ساتھ شامل تھیں اور اس مشن کی یہ انچارج بھی تھیں اور اس مشن کی تمام تر منصوبہ بندی سابقہ وزیر اعظم صاحب نے نہ صرف خود کی تھی بلکہ اس کی مکمل نگرانی بھی انہوں نے ہی کی تھی لیکن مس جینڈی اور جناب وزیراعظم کی تمام تر کوششوں کے بعد نتیجہ ناکامی کی صورت میں ہی نکلا تھا۔ جس کے بعد مس جینڈی کو جی پی فائیو سے علیحدہ کر کے نئی کیٹ ایجنسی بنائی گئی ہے اور یہ اب اسی ایجنسی کی بلیک کیٹ ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے بلیک کیٹ کو بھی اپنی ناکامی میں شامل کرتے ہوئے کہا۔

''اس کے پیچھے صرف اور صرف کرنل ڈیوڈ کی ناکام پالیسیاں اور ناکام پلاننگ کا ہاتھ تھا جناب۔ میں ان کے حکم کے تحت کام کرتی تھی اور اپنے طور پر مجھے کوئی بھی کام کرنے کا اختیار حاصل نہ تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے جیسا کہا میں نے ویسا ہی کیا تھا اور ان کی پلاننگ پر عمل کر کے ہی مجھے ناکامی سے دوچار ہونا پڑا تھا لیکن جناب اب آپ فکر نہ کریں۔ آپ یہ مشن میری ایجنسی کے حوالے کر دیں اور پھر دیکھیں کہ یہ مشن کیسے کامیاب نہیں ہوتا۔ اب میں کرنل ڈیوڈ کی ماتحت نہیں ہوں۔ میرے پاس اختیارات ہیں اور



میں اپنی ایجنسی کی چیف ہوں۔ اس لئے اب میں دعویٰ کرسکتی ہوں کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن کے آڑے آئی تو ان کی لاشیں ہی واپس جاسکیں گی''...... بلیک کیٹ نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ بہرحال اس میٹنگ کا یہ فائدہ تو ہوا کہ ایک اہم بات سامنے آگئی۔ اب یہ تجربہ پاکیشیا کے کسی علاقے کی بجائے کسی دور دراز جزیرے پر ہی کیا جائے گا۔ اس طرح یہ ہر لحاظ سے محفوظ رہے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی خبر بھی نہ ہو سکے گی۔ دوسری بات یہ کہ ڈاماری لیبارٹری مکمل طور پر خودکار ہے۔ اس میں فائر ریز کے خالق سائنس دان اکیلے کام کریں گے اور یہ لیبارٹری اس طرح بنائی گئی ہے کہ چاہے اس پر ایٹم بم ہی کیوں نہ برسائے جائیں اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور یہ مکمل طور پر ناقابل تسخیر ہے۔ میرے کہنے کا مقصد ہے کہ اگر کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم بھی ہو جائے تب بھی وہ لیبارٹری کو کسی طرح بھی تسخیر نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں اس لیبارٹری کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... وزیراعظم نے کہا۔

''دانشمندی اسی میں ہے جناب کہ اس منصوبے کا کسی کو علم نہ ہو سکے اور یہ مشن مکمل ہونے بلکہ پاکیشیا کی تباہی تک ٹاپ سیکرٹ ہی رہے''...... کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کرنل ڈیوڈ۔ آپ سب کو یہاں اکٹھا

کرنے کا میرا ایک اور مقصد بھی ہے کہ ہوسکتا ہے یہ منصوبہ کسی بھی طرح لیک آؤٹ ہو جائے تو پھر کیا ہوگا۔ یقیناً پاکیشیا اور شوگران کے ایجنٹ تو اس کے خاتمے اور تباہی کے در پے ہوں گے سو ہوں گے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ ایکریمیا اور روسیاہ کے ایجنٹ بھی ہر حالت میں فائر ریز فارمولے اور ان کے خالق سائنس دانوں کو اغوا کرنے کے لئے میدان میں اتر آئیں گے گو ڈاماری لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے پھر بھی ان ایجنٹوں کو روکنا بہرحال ضروری ہے اور یہ کام آپ نے کرنا ہے کوئی ایجنٹ کوئی سیکرٹ سروس کسی طرح بھی ڈاماری پہاڑی کے قریب بھی نہ پہنچ سکے ان سب کو ڈاماری پہاڑی سے دور رکھنا اور انہیں ان کے انجام تک پہنچانا آپ کی ذمہ داری ہے اور یہ سب کچھ اب آپ نے ہی کرنا ہے سمجھ گئے آپ سب“...... اس بار وزیراعظم صاحب نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”جی ہاں جناب۔ اس کے لئے میرے پاس ایک آئیڈیا ہے“...... بلیک کیٹ نے کہا۔

”کیسا آئیڈیا۔ کھل کر بات کریں“...... وزیراعظم نے کہا۔

”آپ ایسا کریں کہ اسرائیل کی حفاظت کے لئے اسے چار حصوں میں تقسیم کر دیں۔ ایک حصے کی ذمہ داری میرے پاس ہو۔ دوسری ملٹری انٹیلی جنس کے پاس تیسری جی پی فائیو کے پاس اور چوتھے حصے کی حفاظت کوئی اور ایجنسی کرے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو تو میں خود سنبھال لوں گی۔ شوگران کو ملٹری انٹیلی جنس آسانی سے



سنبھال سکتی ہے۔ ایکریمیا اور روسیاہ کے ایجنٹوں کو جی پی فائیو اور دوسری ایجنسی سنبھال سکتی ہیں۔ اس طرح ہم پوری ہوشیاری سے اپنے اپنے ٹاسک پر ایک دوسرے سے الگ رہ کر اطمینان سے اور بغیر کسی کے دباؤ کے کام بھی کر سکیں گے“...... بلیک کیٹ نے کہا۔

”آپ کی تجویز اچھی ہے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے مسٹر لارڈ سٹوفن“...... وزیراعظم نے انٹیلی جنس کے چیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میری ایک اور تجویز ہے جناب وزیر اعظم صاحب“...... لارڈ سٹوفن نے کہا۔

”کیا۔ کھل کر بات کریں“...... وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

”جیسا کہ آپ نے بتایا ہے کہ یہ منصوبہ دو حصوں میں تقسیم ہے جناب۔ ایک فائر ریز جس پر ڈاماری پہاڑی پر موجود لیبارٹری میں کام ہو رہا ہے اور دوسرا بلاسٹر میزائل جس کی فیکٹری حلات کے ریگستان میں قائم کی گئی ہے۔ یہ دونوں پوائنٹ آپ دو مختلف ایجنسیوں کی حفاظتی تحویل میں دے دیں اور وہ ایجنسیاں مکمل طور پر اس کی حفاظت کی ذمہ دار ہوں اور اپنی مرضی سے اس کی حفاظت کی پلاننگ کریں۔

تیسری اور چوتھی ایجنسی جنرل چیکنگ پر رہے کسی بھی ملک کے ایجنٹ ظاہر ہے نہ تو براہ راست اور فوراً ڈاماری تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ حلات تک۔ اس لئے اگر کسی بھی ملک کے ایجنٹوں کے

گروپ ان منصوبوں کے خلاف حرکت میں آئے تو اس کی اطلاع ملتے ہی وہ جنرل چیکنگ والی ایجنسیاں پوری قوت سے انہیں روکنے اور ان کے خاتمے کے لئے کام شروع کر دیں اور ساتھ ساتھ وہ حلات اور ڈاماری میں موجود دونوں ایجنسیوں کو بھی الرٹ کر دے۔ اگر وہ گروپ جنرل چیکنگ والی ایجنسیوں سے کسی طرح بچ کر ان دونوں میں سے کسی مقام پر پہنچ بھی جائے گا تو وہاں موجود ایجنسی جو پہلے سے ہوشیار ہو گی اسے آسانی سے کور کر لے گی اس طرح دنیا کا کوئی بھی ایجنٹ اسرائیل میں کھلے عام اپنا کام نہ کر سکے گا اور نہ ہی کسی طور پر حلات اور ڈاماری تک پہنچ سکے گا“...... لارڈ سٹوفن نے کہا۔

”ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن لارڈ سٹوفن۔ یہ انتہائی شاندار اور بہترین تجویز ہے۔ آپ کے بارے میں سنا تھا کہ آپ واقعی ذہین ہیں اور میں آپ کی ذہانت سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ آپ نے واقعی قابل عمل اور فول پروف تجویز پیش کی ہے۔ اس لئے یہ تجویز میں منظور کرتا ہوں۔ اب ایجنسیوں کی تعیناتی باقی رہ گئی ہے۔ اس کا بھی فیصلہ ہو جانا چاہئے۔ کرنل ڈیوڈ آپ کیا کہتے ہیں“۔ وزیراعظم نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جی ہاں وزیر اعظم صاحب۔ لارڈ سٹوفن صاحب کی تجویز واقعی شاندار ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ مجھے جہاں تعینات کرنا چاہیں کر دیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ



اس بار میری طرف سے آپ کو کوئی شکایت نہ ہو گی اور میں اس مشن کے لئے اپنی جان بھی لڑا دوں گا۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا دنیا کا کوئی بھی ایجنٹ آیا تو میں اس کے تار و پود بکھیر کر رکھ دوں گا۔ اس بار ان سب کو ہمارے ہاتھوں عبرتناک شکست کا ہی سامنا کرنا پڑے گا“...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”ویری گڈ۔ اب آپ بتائیں۔ مس جینڈی۔ آپ کیا کہتی ہیں“...... وزیراعظم نے بلیک کیٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرے خیال میں بھی یہ تجویز قابل عمل ہے اور مجھے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے“...... بلیک کیٹ نے اطمینان بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سر اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں“...... اچانک اب تک خاموش بیٹھے ہوئے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”اوہ یس مسٹر ہیلی کرٹ۔ بولیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ تو اب تک اس سارے معاملے میں بالکل ہی خاموش رہے ہیں“...... وزیراعظم نے کہا۔

”جناب یہ بات بالکل درست ہے کہ جناب لارڈ سٹوفن صاحب کی تجویز واقعی انتہائی بہترین اور قابل عمل بھی ہے۔ جناب کرنل ڈیوڈ ہی وہ واحد انسان ہیں جو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اچھی طرح واقف ہیں اور میری ایجنسی اسلامی ممالک کے ایجنٹوں کے

خلاف کام کرتی رہی ہے اور ہم نے غزہ میں بھی اپنا کنٹرول سنبھال رکھا ہے۔

روسیاہ اور ایکریمیا کے ایجنٹوں کو سیکرٹ سروس اور ملٹری انٹیلی جنس دونوں ہی سنبھال سکتے ہیں۔ ویسے ہمیں سب سے زیادہ خطرہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہی سب سے زیادہ فعال ہے۔ جناب لارڈ سٹوفن صاحب کی انٹیلی جنس انتہائی آسانی سے حلات کے ریگستان میں واقع بلاسٹر میزائل کی فیکٹری کی حفاظت کرسکتی ہے کیونکہ وہاں بڑے شہر صرف ایک دو ہی ہیں اور چونکہ وہ دور دراز کا علاقہ ہے وہاں اجنبی افراد ایک لمحے میں پہچانے جا سکتے ہیں۔ اس لئے انٹیلی جنس وہاں آسانی سے کسی بھی آنے والے کو چیک بھی کر سکتی ہے اور روک بھی سکتی ہے۔

کیٹ ایجنسی کے آدمیوں نے پہاڑی علاقوں میں دشمن ایجنٹوں کو روکنے اور ختم کرنے کی خصوصی ٹریننگ لی ہوئی ہے اور کیٹ ایجنسی نے ایسے مشنز میں نمایاں کامیابی بھی حاصل کی ہے جن کا تعلق پہاڑی علاقوں سے ہے۔ اس لئے کیٹ ایجنسی کی حفاظت میں ڈاماری دے دیں۔ ملٹری انٹیلی جنس سرحدوں کی چیکنگ کرے گی تاکہ کسی ایسی جگہ سے ایجنٹوں کا کوئی گروپ خفیہ طور پر داخل نہ ہو سکے جہاں سے عام پبلک نہ آتی ہو اور باقی دارالحکومت کا کنٹرول جی پی فائیو کے پاس رہنے دیں۔ حلات اور ڈاماریں دونوں مقامات پر جانے کے لئے پاکیشیا، شوگران، ایکریمیا



اور روسیاہی سب ایجنٹوں کو ہر صورت میں دارالحکومت سے گزرنا پڑے گا۔ وہاں جی پی فائیو انتہائی کامیابی سے ان کا راستہ روک سکتی ہے اور اگر واقعی وہ کسی طرح ان دونوں مقامات یا کسی ایک مقام کی طرف جانے لگیں تو جی پی فائیو باقی ایجنسیوں کو بروقت الرٹ کرسکتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ پلاننگ ہر لحاظ سے مکمل طور پر فول پروف رہے گی''...... ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے کہا۔

''اوہ یس سر۔ بالکل ٹھیک ہے جناب۔ یہ واقعی بہترین انتہائی قابل عمل تجویز ہے میں آپ کی اس تجویز سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر باری باری سب نے اس پر رضا مندی کا اظہار کر دیا۔

''اوکے۔ اگر آپ سب میری اس تجویز سے متفق ہیں تو پھر یہ تجویز فائنل ہو گئی اور آپ نے اب اسی تجویز کے تحت کام کرنا ہے۔ جلد ہی اس تجویز کے بارے میں سرکاری طور پر احکامات آپ کے ہیڈ آفسز میں پہنچ جائیں گے۔ مزید تفصیلات آپ آپس میں طے کر سکتے ہیں۔

یہ سمجھ لیں کہ فی الحال یہ سب پیش بندی کے طور پر کیا جا رہا ہے لیکن اگر واقعی کوئی گروپ حرکت میں آتا ہے اور پھر جس کی طرف سے بھی ناکامی کی رپورٹ آئی تو اس کو انتہائی عبرتناک سزا دی جائے گی کیونکہ میری نظروں میں وہ میرا نہیں بلکہ اسرائیل کا مجرم ہو گا اور اسرائیل کا مجرم قومی مجرم ہوتا ہے اور ہم نے یہ سب

گریٹ اسرائیل کے مستقبل کے لئے کرنا ہے اور اسرائیل گریٹ اسرائیل، پاکیشیا کو ٹوٹل واش کر کے ہی قائم ہو سکتا ہے اس بات کو سب اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیں۔ اگر ہمارا یہ منصوبہ ناکام ہو گیا تو اسرائیل کئی صدیوں تک کسی کے سامنے سر اٹھانے کے بھی قابل نہ رہے گا''...... وزیراعظم نے کہا۔

''لیس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اس بار اسرائیل کو اپنا مقصد حاصل کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور جس نے بھی ہمارے اس مقصد کو روکنے کی کوشش کی ہم اسے کچل کر رکھ دیں گے''...... بلیک کیٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''سر۔ کیا آپ ہمیں یہ بتائیں گے کہ تجربہ کس شہر یا چھاؤنی پر کیا جائے گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کیوں۔ آپ یہ کیوں پوچھنا چاہتے ہیں''...... وزیراعظم نے ایک بار پھر چونک کر پوچھا۔

''جناب۔ اگر یہ منصوبہ لیک آؤٹ ہو سکتا ہے تو اس تجربہ کی وجہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے جہاں بھی آپ تجربہ کرنا چاہیں وہاں ہم پہلے چیکنگ کر لیں کہ وہاں کوئی دشمن ایجنٹ تو موجود نہیں ہے تمام چیکنگ کے بعد ہی تجربہ کیا جائے تو وہی ہمارے مفاد میں بہتر ہو گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یہ بتائیں کہ کیا آپ تمام دشمن ایجنٹوں کو اس حد تک جانتے ہیں اور ان سے اس قدر واقف ہیں کہ آپ انہیں دیکھتے ہی پہچان



جائیں گے''...... وزیراعظم نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''اوہ۔ نو سر میرے کہنے کا یہ مقصد نہ تھا۔ جی پی فائیو کا ایک خاص طریقہ کار ہے۔ اس سے ہم دشمن ایجنٹوں کی موجودگی کی بو سونگھ لیتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ جب کوئی نیا مقام یا چھاؤنی طے ہوئی تو آپ کو پیشگی اطلاع دے دی جائے گی''...... وزیراعظم نے کہا۔

''اوکے سر''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس بات کو بھی یاد رکھیں کہ اس سلسلے میں آپ سب مجھے ڈائریکٹ رپورٹ کریں گے تاکہ آپ ہر علاقے میں اور ہر ادارے کے خلاف کھل کر کام کر سکیں اور جہاں آپ کو کسی قسم کی رکاوٹ پیش آئے وہاں میری اجازت سے آپ کارروائی عمل میں لا سکیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''تب پھر اس کے لئے آپ کو ہمیں ریڈ کارڈز جاری کر دینے چاہئیں جناب تاکہ ہم ہر ایک کے خلاف بلاامتیاز اور بغیر کسی جھجک کے کام کر سکیں''...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کل آپ چاروں کو ریڈ کارڈز بھی جاری کر دیئے جائیں گے''...... پرائم منسٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''مس جینڈی آپ بیٹھیں۔ مجھے آپ سے الگ طور پر کچھ باتیں کرنی ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا تو بلیک کیٹ نے اثبات میں

سر ہلایا اور وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر حیرانی لہرا رہی تھی کہ پرائم منسٹر نے ساری باتیں کلیئر کر دی تھیں تمام ڈسکس پوری کر لی تھی پھر انہیں اس طرح بلیک کیٹ کو وہاں روکنے کی کیا ضرورت تھی لیکن وہ بھلا پرائم منسٹر کے سامنے کیا کہہ سکتا تھا اس لئے دوسرے افراد کے اٹھتے ہی وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ ان سب کے ساتھ وہاں سے مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔



عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے عمران کا زیادہ وقت فلیٹ پر ہی گزرتا تھا۔ کتابوں اور رسالوں کی اس کے پاس کمی نہ تھی اس لئے عمران ہر وقت کتابی کیڑا بنا رہتا تھا اور عمران جب بھی فلیٹ میں ہوتا تو سلیمان بے چارے کی شامت ہی آجاتی تھی۔ ایک تو سلیمان کو اسے مسلسل چائے اور کافی بنا کر دینی پڑتی تھی اور دوسرا عمران اس پر اس طرح سے نکتہ چینی کرتا رہتا تھا جیسے وہ بے کار رہ کر چڑچڑا ہو گیا ہو۔ وہ ہر وقت سلیمان سے غصے اور چڑچڑے پن سے ہی پیش آتا تھا جیسے چڑچڑا پن اور غصہ اس کا وطیرہ بن گیا ہو۔

اس نے سلیمان کے ہر کام میں جیسے کیڑے نکالنے شروع کر دیئے تھے جس سے سلیمان کی جان عذاب میں آئی ہوئی تھی۔ یہ سلیمان کی واقعی ہمت تھی کہ وہ عمران کے اس چڑچڑے پن کو نہ

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

صرف برداشت کر رہا تھا بلکہ وہ عمران کا ہر طرح سے خیال بھی رکھ رہا تھا کہ شاید آہستہ آہستہ عمران اپنی سابقہ خوش مزاجی کی طرف لوٹ آئے لیکن عمران کا چڑچڑا پن تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا بلکہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

عمران اس وقت سٹنگ روم میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''سلیمان''...... عمران نے کرخت آواز میں سلیمان کو پکارا۔

''جی صاحب''...... سلیمان نے فوراً ہی سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ابھی تک تمہاری بیڈ ٹی نہیں آئی''...... عمران نے کہا۔

''بیڈ ٹی تو آپ نے بیڈ پر پی لی تھی صاحب۔ یہ تو سٹنگ روم ہے''...... سلیمان نے کہا۔

''تو سٹنگ روم ٹی لے آتے۔ کیا کرتے رہے ہو تم اب تک۔ تمہاری عادتیں بہت زیادہ بگڑ چکی ہیں۔ تمہارا اب کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے''...... عمران نے چڑچڑے پن سے کہا۔

''اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آپ نے بیڈ ٹی کے ساتھ سٹنگ روم ٹی بھی پینی شروع کر دی ہے ورنہ میں وہ بھی بنا لاتا آپ کے لئے''...... سلیمان نے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ تمہاری عادتیں بگڑ چکی ہیں اور میری تمہیں کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ جس ملازم کو یہی نہ پتہ ہو کہ اس



کے مالک کو کب کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو ایسے ملازم کو کیا کہیں گے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سلیمان''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سلیمان نہیں وبال جان جو صرف مفت کی تنخواہیں وصول کرنا جانتا ہے اور بس''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''میں مفت کی تنخواہیں نہیں لیتا جناب۔ آپ کی خدمت کرتا ہوں۔ دن بھر کام کرتا ہوں اور آپ کے لئے وہ سب کچھ کرتا ہوں جو مجھے کرنا چاہئے''...... اس بار سلیمان نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

''کیا کرتے ہو میرے لئے۔ جب دیکھو کچن میں گھسے رہتے ہو اور اپنے لئے نجانے کون کون سے الم غلم ناشتے اور کھانے بناتے رہتے ہو۔ میرے لئے وہی سوکھا سڑا ناشتہ، باسی لنچ اور ڈنر بھی دو روز پرانا ہی مہیا کرتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''جو بھی کرتا ہوں آپ کے لئے کرتا ہوں صاحب۔ اب محلے دار ناشتے، لنچ اور ڈنر کے لئے جو بچا کھچا دیں وہی لا کر آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں اس کے سوا میں کر بھی کیا سکتا ہوں''۔ سلیمان نے کہا۔

''مجھے ان سب باتوں کا نہیں پتہ۔ بس تم جاؤ اور میرے لئے سٹنگ روم ٹی لاؤ''...... عمران نے چڑچڑے پن سے کہا۔

''سوری۔ آپ کو اب مزید چائے نہیں مل سکتی''...... سلیمان نے

کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیوں نہیں مل سکتی۔ کوئی خاص وجہ''...... عمران نے کہا۔

''اماں بی کا حکم ہے کہ آپ کو صبح ایک کپ سے زیادہ چائے نہ دی جائے''...... سلیمان نے اس بار خشک لہجے میں کہا تو عمران اچھل پڑا۔

''اماں بی۔ یہ اماں بی نے تمہیں کب یہ بات کہی ہے۔ میں صبح سے جاگ رہا ہوں اماں بی نے نہ تو کوئی کال کی ہے اور نہ ہی کسی ڈاک سے خط آیا ہے جس میں انہوں نے میرے لئے تمہیں یہ حکم دیا ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ صبح دس بجے اٹھتے ہیں صاحب جبکہ میں صبح پانچ بجے سے جاگ رہا ہوں۔ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد میں سیدھا کوٹھی چلا گیا تھا۔ میں نے بیگم صاحبہ کو بتایا کہ آپ بہت چڑچڑے اور بدمزاج ہو گئے ہیں تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ دن میں کتنی چائے پیتے ہیں ۔ میں نے کہا کہ تیس چالیس پیالیاں تو پی ہی جاتے ہیں تو وہ بے حد برہم ہو گئیں اور انہوں نے کہا کہ اتنی چائے پینے کے بعد ہی آپ کے دماغ پر خشکی چڑھ گئی ہے جو بدمزاجی اور چڑچڑے پن کی وجہ بنتی ہے۔ اس لئے انہوں نے مجھے حکم دیا کہ آپ کی چائے بالکل بند کر دی جائے''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''خدا کی پناہ۔ تم نے اماں بی سے اتنا بڑا جھوٹ بول دیا کہ



میں تیس چالیس پیالیاں چائے پیتا ہوں۔ اس جھوٹ پر تمہاری قبر میں کیڑے ہی پڑیں گے۔ کب پلاتے ہو تم مجھے تیس چالیس پیالیاں چائے۔ چوتھی پیالی کے بعد پانچویں بار چائے مانگو تو تمہارا منہ بن جاتا ہے پانچویں کے بعد چھٹی پیالی مانگو تو تم انکار کر دیتے ہو نہ صرف انکار کر دیتے ہو بلکہ چائے کی پتی، چینی، گیس کے بل کی زیادتی اور دودھ نہ ہونے کا رونا رونے لگتے ہو۔ بولو۔ کیوں بولا تم نے اماں بی سے جھوٹ''...... عمران نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ بتائیں کہ آپ کی نظر میں صفر کی کیا اہمیت ہے''۔ سلیمان نے الٹا عمران سے پوچھا۔

''صفر کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''بس تو پھر سمجھ لیں کہ میں نے اس نہ اہمیت رکھنے والے صفر کا ہی تین چار پیالوں کے ساتھ اضافہ کیا ہے۔ اب ظاہر ہے تین چار کے آگے صفر لگاؤ تو تیس چالیس ہی بنتے ہیں۔ آپ صفر کو نہ دیں اہمیت لیکن بڑی بیگم صاحبہ تو دیتی ہیں صفر کو اہمیت''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''تم کوٹھی میں کرنے کیا گئے تھے اور اماں بی سے ملے ہی کیوں کہ انہیں غیر اہمیت والے صفر کے بارے میں تمہیں بتانا پڑا''۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''کئی روز سے میری طبیعت بوجھل بوجھل سی تھی۔ بات یہ

بات پر مجھے غصہ آ جاتا تھا اور مجھے عجیب عجیب سے وہم آتے رہتے تھے۔ بڑے کہتے ہیں کہ ایسی کیفیت میں اگر بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں سلام کر لیا جائے تو یہ ساری کیفیت دور ہو جاتی ہے۔ اسی لئے میں صبح صبح اماں بی سے ملنے چلا گیا تھا اور آپ یقین کریں کہ جب سے میں اماں بی کو سلام کر کے آیا ہوں میرے ساری پریشانی، غصہ اور وہماتی کیفیت ختم ہو کر رہ گئی ہے اور میں پہلے جیسا ہشاش بشاش ہو گیا ہوں''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ ظاہر ہے اماں بی سے میری شکایت لگا کر تو تم نے ہشاش بشاش ہونا ہی تھا۔ تم جو مرضی کر لو لیکن تم مجھے نہیں جانتے۔ میں تمہیں اور تمہاری ہشاش بشاش طبیعت کو ذبح کر کے زمین میں دفنا دوں گا۔ جاؤ سٹنگ روم ٹی لے آؤ۔ اب تمہاری کام چوری بالکل نہیں چلے گی۔ چلو جاؤ''...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ آپ کہتے ہیں تو میں چائے لے آتا ہوں۔ میں آپ کا ملازم ہی تو ہوں اور ہر ملازم پر مالک کے حکم کی تعمیل فرض ہے۔ مجھے چائے لانے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ سے زیادہ میں اماں بی کے حکم کا احترام کرتا ہوں۔ آپ مجھ پر چائے کے لئے غصہ کر رہے ہیں اس لئے چائے لانے سے پہلے میں ایک بار اماں بی کو فون کر لیتا ہوں۔ اگر انہوں نے اجازت



دے دی تو ٹھیک ہے ورنہ سوائے سوری کہنے کے اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔ کروں فون''...... سلیمان کا انداز دھمکی دینے والا تھا۔ وہ میز کی طرف بڑھ آیا جہاں ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔

''رک جاؤ۔ تم میری اجازت کے بغیر فون نہیں کر سکتے۔ جاؤ۔ جا کر چائے لاؤ''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اگر آپ فون نہیں کرنے دیں گے تو پھر میں بھی آپ کے لئے چائے نہیں بناؤں گا چاہے آپ مجھے نوکری سے ہی کیوں نہ مس ڈس کر دیں''...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔

''مس ڈس نہیں۔ ڈس مس ہوتا ہے نانسنس''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ہوتا ہو گا۔ میں نے جو کہنا تھا کہہ دیا''...... سلیمان نے کہا۔

''تو تم چائے نہیں لاؤ گے''...... عمران نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''سوری جناب۔ میں بزرگوں کے حکم کی خلاف ورزی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ بہتر ہے آپ مجھے اماں بی سے فون پر بات کرنے دیں''...... سلیمان نے سنجیدگی سے کہا۔

''اور اگر نہ کرنے دوں تو''...... عمران نے کہا۔

''تو میں خود چلا جاؤں گا ان کے پاس۔ ویسے اماں بی نے آپ کو چائے کی بجائے زیادہ سے زیادہ دودھ پینے کا حکم دیا ہے۔ کہیں تو گلاس بھر کر لے آؤں دودھ''...... سلیمان نے کہا۔

"دودھ تم خود ہی پیو کسی فیڈر میں ڈال کر۔ میرے لئے چائے لاؤ۔ جاؤ جلدی ورنہ میں سچ مچ تمہیں گولی مار دوں گا۔ جاؤ"۔ عمران نے بری طرح سے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نے تو مجھے صرف گولی مارنی ہے لیکن اگر اماں بی کو پتہ چلا کہ میں نے ان کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے تو انہوں نے مجھے توپ سے ہی اُڑا دینا ہے۔ گولی سے لاش تو بچ جاتی ہے لیکن توپ کے گولے سے تو لاش کا بھی پتہ نہیں چلے گا"...... سلیمان نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"تم جاتے ہو یا نہیں"...... عمران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"پندرہ منٹ اور انتظار کر لیں پھر اماں بی خود ہی آ کر آپ کو اپنے ہاتھوں سے چائے بنا کر دیں گی"...... سلیمان نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو عمران اچھل پڑا۔

"اماں بی۔ کیا مطلب"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک گھنٹہ پورا ہونے میں ابھی پندرہ منٹ باقی ہیں۔ اگر میں نے اماں بی کو فون نہ کیا تو وہ خود یہاں آ جائیں گی۔ انہوں نے مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ عمران چائے مانگنے سے باز نہیں آئے گا، تم انکار کرو گے تب بھی وہ تم پر رعب جما کر چائے مانگے گا اور مجھے فون بھی نہ کرنے دے گا۔ اس لئے انہوں نے ہر ایک گھنٹے



بعد مجھے فون کرنے کا بھی حکم دیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا ہر گھنٹے بعد میرا انہیں فون نہ آیا تو وہ خود یہاں پہنچ جائیں گی اور وہ بھی نئی جوتیاں پہن کر اور صاحب آپ تو جانتے ہی ہیں کہ اماں بی یہاں آ گئیں تو وہ اپنی ان جوتیوں کو آپ کے سر پر مار کر ہی ان کی مضبوطی کی چیکنگ کریں گی"...... سلیمان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ایسی بات ہے تو پھر تم جلدی سے انہیں فون کرو اور ان سے کہو کہ میں نے تم سے ایک بار بھی چائے نہیں مانگی ہے بلکہ صبح سے دو تین گلاس دودھ پی چکا ہوں"...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ سوری۔ جھوٹ بولنے والا دوزخ میں جاتا ہے۔ میں آپ کی خاطر اتنا بڑا جھوٹ بول کر دوزخ میں نہیں جانا چاہتا"...... سلیمان نے اسی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو پیارے سلیمان۔ دوزخ میں جائیں تمہارے دشمن۔ تم تو بے حد نیک، ایماندار اور فرمانبردار انسان ہو تم تو سیدھے جنت میں جاؤ گے۔ اس دنیا میں تم نے میری جتنی خدمت کی ہے اس سے زیادہ جنت کی حوریں تمہاری خدمت کریں گی۔ آخر تم آغا سلیمان پاشا ہو کوئی ایرے غیرے نتھو خیرے تو نہیں۔ میں نے تمہاری اتنی تعریف کر دی ہے اب تو اماں بی کو فون کر دو۔ انہیں یہاں آنے سے روک دو ورنہ واقعی آج وہ

مجھے گنجا ہی کر کے رکھ دیں گی اور تم تو جانتے ہو کہ گنجے کی اس دنیا میں کوئی قدر نہیں ہے۔ گنجے کو دیکھ کر چمارن بھی برے برے منہ بناتی ہے۔ ایسا ہوا تو میں کنوارا ہی رہ جاؤں گا‘‘...... عمران نے سلیمان کو بڑے خوشامدانہ لہجے میں پچکارتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے کی ساری سختی اور چڑچڑا پن یکسر غائب ہو گیا تھا۔

’’تو پھر کروں فون اماں بی کو‘‘...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’ہاں ہاں۔ جلدی کرو۔ میں ملا کر دیتا ہوں نمبر‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ میں خود ملا لوں گا نمبر آپ رہنے دیں‘‘...... سلیمان نے کہا اور اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

’’ارے۔ کیا ہوا۔ رسیور کیوں رکھ دیا تم نے۔ فون کیوں نہیں کر رہے اماں بی کو‘‘...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’مجھے یاد آ گیا ہے کہ میں نے پندرہ منٹ پہلے ہی انہیں فون کر دیا تھا۔ اب اگر میں نے انہیں دوبارہ فون کیا تو انہوں نے یہی سمجھنا ہے کہ آپ نے ہی مجھے فون کرنے پر مجبور کیا ہے۔ پھر انہوں نے نہ بھی آنا ہو تو فوراً یہاں آ جائیں گی اور وہ یہاں آ گئیں تو سمجھیں آ گئی آپ کی کمبختی۔ کہتے ہیں تو کر دیتا ہوں انہیں فون‘‘...... سلیمان نے کہا اور ایک بار پھر فون کی طرف ہاتھ



بڑھایا۔

’’ارے ارے۔ ایسی بات ہے تو نہ کرو انہیں فون۔ رک جاؤ۔ پلیز رک جاؤ‘‘...... عمران نے اٹھ کر فوراً فون پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

’’تو پھر وعدہ کریں کہ آپ مجھ سے چائے نہیں مانگیں گے‘‘...... سلیمان نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

’’نہیں مانگوں گا بالکل بھی نہیں مانگوں گا یہ الگ بات ہے کہ تم خود ہی چائے بنا کر لا دیا کرو گے اس طرح مجھے مانگنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’وہ میری مرضی ہو گی کہ میں آپ کا خیال کروں یا نہ کروں۔ میری مرضی ہوا کرے گی تو آپ کو چائے مل جایا کرے گی ورنہ نہیں‘‘...... سلیمان نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’بھیک میں مانگوں گا تب بھی نہیں ملے گی چائے‘‘...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

’’آپ کا چڑچڑا پن اور غصہ اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو پھر شاید ابھی ایسی ہی نوبت آ جانی ہے‘‘...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

’’سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’فرمائیں‘‘...... سلیمان نے رک کر اس کی طرف مڑتے ہوئے

کہا۔

''میں درخواست تو کر سکتا ہوں نا تم سے''...... عمران نے کہا۔

''درخواست لکھ کر دی جاتی ہے اور اس پر کسی بڑے افسر کی
سفارش کے دستخط بھی ہونے چاہئیں اور آپ تو شاید کسی بڑے افسر
کو جانتے ہی نہ ہوں گے اس لئے اماں بی یا پھر بڑے صاحب
کے دستخط ہی کرا لیں میں ان سے ہی کام چلا لوں گا۔ زبانی
درخواست پر مجھے غور کرنا نہیں آتا''...... سلیمان نے جواب دیا تو
عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
سلیمان جواب دے کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا
چلا گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے دوبارہ اخبار اٹھا لیا۔ اس نے
تو واقعی سلیمان کو زچ کرنے کے لئے چڑچڑے پن اور غصیلے پن کا
لبادہ اوڑھ رکھا تھا لیکن سلیمان بھی اس کا ہی باورچی تھا۔ اس لئے
اس نے تنگ آ کر اماں بی والا ترپ کا پتہ شو کر دیا۔ عمران کو یقین
تھا کہ اب اس نے سلیمان کو مزید تنگ کیا تو اس نے واقعی اماں بی
کی خدمت میں حاضری دے دینی ہے اور سلیمان، اماں بی کا لاڈلا
تھا انہوں نے سلیمان کی بات سن کر فوراً فلیٹ میں پہنچ جانا ہے اور
پھر آتے ہی عمران کی کمبختی آ جانی ہے اور پھر عمران کو چائے پینے
کی بجائے اماں بی کی ہارڈ جوتیاں ہی سر پر کھانا پڑنی تھیں۔ تھوڑی
ہی دیر میں سلیمان چائے کی پیالی لے کر اندر آ گیا اور اس نے
پیالی عمران کے سامنے رکھ دی۔



''یہ آج کے لئے آپ کی آخری چائے ہے۔ اس کے بعد
آپ کو واقعی اماں بی کی اجازت سے ہی چائے ملے گی اور میں
انہیں باقاعدہ چائے کا پورا پورا حساب دوں گا''...... سلیمان نے کہا
تو عمران مسکرا دیا۔

''ٹھیک ہے بڑے بھائی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
اور سلیمان سر ہلاتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ عمران نے چائے کی
پیالی اٹھا کر اس کی پہلی چسکی لی ہی تھی کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی
فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''دیکھنا سلیمان۔ کون ہے دروازے پر۔ اگر کوئی رقم دینے والا
ہو تو کہہ دینا کہ صاحب موجود ہیں اور اگر کوئی لینے والا ہو تو کہنا
کہ وہ بیرون ملک گئے ہوئے ہیں اور ان کی جلد واپسی جلد ممکن ہی
نہیں ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''یہ آپ کی خام خیالی ہے کہ دینے والا ہمارے دروازے کا
رخ کرے گا۔ البتہ لینے والوں کی قطار ہر وقت لگی رہتی ہے اور
آپ اپنے دماغ کے ساتھ کانوں کا بھی علاج کرائیں کیونکہ یہ ڈور
بیل نہیں فون کی گھنٹی بجی ہے جو آپ کے قریب ہی پڑا ہوا ہے۔
اس لئے آپ فون کا رسیور اٹھا کر خود ہی جواب دے دیں مجھ سے
جھوٹ بولنے کی توقع مت رکھیں''...... باورچی خانے سے سلیمان
کی جواباً آواز سنائی دی۔ اس دوران فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جا
رہی تھی۔

”ہونہہ۔ لگتا ہے یہ کسی قرض خواہ کا ہی فون ہے جو ٹلنے کا نام ہی نہیں لے رہا اور مسلسل ٹرٹرائے چلا جا رہا ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”اگر آپ قرض خواہ ہیں تو کان کھول کر سن لیں کہ علی عمران بیرون ملک گیا ہوا ہے۔ اس کی جلد واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اگر آپ اس کا انتظار کرنا چاہتے ہیں تو دس بیس سال انتظار کریں اور اگر آپ کے پاس انتظار کرنے کا حوصلہ نہیں ہے تو پھر آپ عمران کے باورچی سلیمان سے بات کر لیں جو کروڑ پتی بلکہ ارب پتی باورچی ہے۔ آپ اس سے آسانی سے اپنا قرضہ وصول کر سکتے ہیں اور اگر آپ قرضہ واپس کرنا چاہتے ہیں تو پھر عمران سرتاپا حاضر ہے“...... عمران کی زبان رسیور اٹھاتے ہی پوری رفتار سے چل پڑی۔

”عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں۔ آپ جتنی رقم چاہیں آپ کو پہنچا دی جائے گی“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے۔ میرے بھائی مجھے سرکاری قسم کا قرضہ بالکل بھی نہیں چاہئے۔ ساری عمر اتارتے رہو تو بھی بجائے کم ہونے کے بڑھتا ہی رہتا ہے۔ ایسا سود در سود کے چکر میں آدمی پڑتا ہے کہ گھن چکر بن کر رہ جاتا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ میں آغا سلیمان پاشا کے سامنے ہی دم نیچی کر لوں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ دُم



ہے ہی نہیں۔ اس لئے اونچی نیچی کا سلسلہ ہی نہیں بن سکتا“۔ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ اسرائیل سے ابوحلم کی کال آئی ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ابوحلم۔ تمہارا مطلب ہے سنہری عقاب“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”جی ہاں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کیوں کال کیا ہے اس نے۔ کیا اس نے کوئی خاص اطلاع دی ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسرائیل میں ایک مسلم تنظیم سنہری عقاب موجود تھی جو تحریک آزادی کے لئے خفیہ اور منظّم انداز میں کام کر رہی تھی۔ عمران نے اس تنظیم سے اسرائیلی مشنز کے دوران ایک دو بار کام بھی لیا تھا۔ اس تنظیم کا سربراہ ابوحلم تھا۔ عمران کی اس سے کئی بار ملاقات بھی ہو چکی تھی اور چونکہ ابوحلم ایک انتہائی نفیس، ذہین اور باصلاحیت انسان تھا اس لئے عمران نے اسے اسرائیل میں مستقل طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ مقرر کر دیا تھا۔ ابوحلم کو کافی عرصے سے اسرائیل میں فارن ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا لیکن اس نے آج پہلی بار ایکسٹو کو کال کیا تھا۔ اس لئے عمران اس کا نام سن کر چونک پڑا تھا۔

”اس نے ایک عجیب سی اطلاع دی ہے“...... بلیک زیرو نے

جواب دیا۔

''کیا اطلاع ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس نے کہا ہے کہ اسے رپورٹ ملی ہے کہ اسرائیل کی ایک چھاؤنی جو تارت شہر میں واقع ہے۔ وہاں اچانک ایک میزائل گرا اور اس میزائل کے گرتے ہی ہر طرف تیز اور چمکدار روشنی پھیل گئی۔ اس روشنی کا دورانیہ چند سیکنڈ ہی تھا لیکن جیسے ہی روشنی ختم ہوئی وہاں اچانک ہر طرف آگ بھڑک اٹھی۔ یہ آگ اس قدر خوفناک تھی کہ اس کے شعلے آسمان تک بلند ہو رہے تھے اور اس آگ کی زد میں آنے والی ہر چیز راکھ بن رہی تھی۔ وہاں بکتر بند گاڑیاں تھیں۔ ٹینک تھے۔ بڑے بڑے فولادی کنٹینر تھے اور اسلحے کا ایک چھوٹا سا ڈپو بھی موجود تھا۔ آگ نے سب کچھ مکمل طور پر تباہ کر دیا اور یہی نہیں اس مخصوص علاقے میں بڑی بڑی چٹانیں اور بھاری پتھر تک یوں جل کر راکھ بن گئے ہیں جیسے وہ خشک لکڑیاں ہوں۔ اس سارے علاقے میں ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا دائرہ بن گیا ہے جو گہرا بھی ہے اور اس کی گہرائی پچاس فٹ تک کی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ کتنے افراد ہلاک ہوئے ہیں اس واقعہ میں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''کم از کم دو سو فوجی جل کر راکھ ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔



''حیرت ہے۔ اسرائیل میں اتنا بڑا واقعہ رونما ہو گیا۔ اتنی جانیں گئیں وہ بھی اسرائیلی فوجیوں کی، لیکن اخبارات اور میڈیا میں تو ایسے کسی واقعے کی رپورٹ نہیں آئی۔ حالانکہ یہ ایسا واقعہ ہے کہ اخبارات تو اس پر ضمیمے چھاپ دیتے ہیں اور میڈیا بریکنگ نیوز بناتا ہے''...... عمران کے لہجے میں بھی حیرت کی جھلکیاں نمایاں ہو گئی تھیں۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ میں نے بھی یہ بات ابوحلم سے پوچھی تھی''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''پھر کیا جواب دیا ہے اس نے اس سوال کا''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''اس کے کہنے کے مطابق اس نے اس بارے میں جو تحقیقات کرائی ہیں اس سے پتہ چلا ہے کہ اس خبر کو خصوصی طور پر ذرائع ابلاغ میں جانے سے روک دیا گیا تھا۔ بہرحال میں نے اسے مزید تحقیقات کا کہہ دیا ہے تاکہ اس حیرت انگیز واقعے کی حقیقت کا پتہ چلایا جا سکے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوکے۔ میں آ رہا ہوں۔ فوج کو خاص طور پر میزائل سے نشانہ بنانے والی بات سے تو یہ پتہ چلتا ہے وہاں کوئی خصوصی تجربہ کیا گیا ہے''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر اب سنجیدگی اور گہری سوچ کے تاثرات نمایاں تھے۔ فوجی اسرائیل میں ہلاک ہوئے تھے اور

نقصان اسرائیل کا ہی ہوا تھا لیکن جس انداز میں اس خبر کو چھپایا جا رہا تھا اس سے عمران کو یہ پریشانی لاحق ہونا شروع ہو گئی تھی کہ اسرائیل اس واقعہ کی ذمہ داری فلسطین پر تھوپ سکتا ہے اور اس کو بنیاد بنا کر اسرائیل میں موجود فلسطینیوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ سکتا ہے اور خاص طور پر اسرائیلی سرحدی پٹی پر موجود غزہ میں تباہی اور بربادی کا بازار گرم کر سکتا ہے۔ یہودی اپنے پر کئے گئے اپنے ہی ظلم کا بدلہ بے گناہ اور معصوم فلسطینیوں سے ہی لیتا تھا اور اس کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ اس لئے عمران جلد سے جلد اس اصل واقعے کے بارے میں پتہ چلانا چاہتا تھا اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس خوفناک واقعے کے بعد اسرائیل کا کیا ردعمل سامنے آتا ہے اور وہ اس واقعے کا مورد الزام کسے ٹھہراتا ہے۔



کمرے کا دروازہ کھلا اور بھرے ہوئے جسم اور بھاری تن و توش کا مالک ایک نوجوان بدو کمرے میں داخل ہوا تو کمرے میں بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر بدو نے جو سامنے میز پر پھیلائے ہوئے ایک نقشے پر جھکا ہوا تھا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر چونک کر سر اٹھایا۔

''آپ نے مجھے یاد کیا تھا ابا حضور۔ خیریت''...... حاتب بن حلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ آؤ بیٹھو۔ ایک اہم مشن درپیش ہے''...... ابو حلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ ابو حلم اسرائیل میں فلسطینی تحریک آزادی سنہری عقاب کا سربراہ تھا اور تحریک آزادی کے ساتھ ساتھ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بطور فارن ایجنٹ بھی کام کر رہا تھا۔ حاتب اس کا بیٹا تھا اور سنہری عقاب تنظیم میں صرف اس کا بیٹا حاتب بن حلم ہی یہ بات جانتا تھا کہ اس کا باپ پاکیشیا سیکرٹ

سروس کے لئے بھی کام کرتا ہے ورنہ اسرائیل میں ابوحلم کا نام سنہری عقاب کے طور پر ہی لیا جاتا تھا اور اسرائیل میں سنہری عقاب کی تنظیم بے حد فعال اور باوسائل تھی۔

"کیسا مشن۔ اوہ۔ کہیں وہ ریکارڈنگ ٹیپ والا معاملہ تو نہیں ہے۔ اگر یہ بات ہے تو میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ اس ریکارڈنگ ٹیپ کی نقل ہونے کا اسرائیلی حکام کو علم ہو گیا ہے اور سپیشل سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر کو گرفتار بھی کر لیا گیا ہے"...... حاتب بن حلم نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیسے۔ کیسے معلوم ہوا تمہیں یہ سب"...... ابوحلم نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی مجھے ابوحسن نے اطلاع دی ہے اور اس سپیشل سیکرٹری نے انہیں یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس نے یہ ٹیپ پاکیشیائی ایجنٹوں کو فروخت کی ہے"...... حاتب بن حلم نے کہا۔

"اس نے یہ بیان کس بنیاد پر دے دیا ہے۔ کیا وہ ابوحسن کو جانتا تھا"...... ابوحلم اور زیادہ چونک پڑا۔

"نہیں۔ ابوحسن اس سے خود براہ راست نہیں ملا تھا۔ اس نے ایک درمیانی ایجنٹ کے ذریعے سودا کیا گیا اور پھر ریکارڈنگ ٹیپ مل جانے کے بعد ابوحسن نے اس درمیانے آدمی کو گولی مار دی تھی تاکہ بات لیک آؤٹ نہ ہو سکے لیکن اس درمیانے آدمی کی لاش اس نے کسی گٹر میں ڈالنے کی بجائے ایک چوک پر پھینکوا دی۔



جہاں سے پولیس کو اس کی جیب سے ایک کاغذ مل گیا۔ اس کاغذ پر اس ایجنٹ نے سپیشل سیکرٹری کا نام اور فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ یہ بات انتہائی اہم تھی کیونکہ یہ درمیانی آدمی بظاہر ایک عام سا آدمی تھا۔ اس کا تعلق پرائم منسٹر کے سپیشل سیکرٹری کے ساتھ کیسے ہو سکتا تھا۔ چنانچہ سپیشل سیکرٹری سے اس آدمی کے بارے میں خصوصی طور پر پوچھ گچھ کی گئی تو آخر وہ بول پڑا۔ شاید اس آدمی نے اسے یہ بات بتائی ہو گی کہ یہ ریکارڈنگ ٹیپ پاکیشیائی ایجنٹ کو دی گئی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ابوحسن کو اس حیثیت سے جانتا ہو"...... حاتب بن حلم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے"...... ابوحلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"...... حاتب بن حلم نے جواب دیا۔

"چلو جو ہوا سو ہوا۔ بہرحال ٹیپ سے جو مقصد حاصل ہونا تھا وہ تو ہو گیا اور ابوحسن انتہائی محتاط انداز میں کام کرنے کا عادی ہے۔ اس لئے اس تک کسی صورت بھی یہ لوگ نہ پہنچ سکیں گے۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم لازماً اس مشن پر کام کرنے کے لئے یہاں آئے گی اور میں چاہتا ہوں کہ ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے اس منصوبے کی تمام بنیادی باتیں معلوم کر لوں"...... ابوحلم نے کہا۔

"بنیادی باتیں۔ کیا مطلب۔ کیسی بنیادی باتیں"...... حاتب بن

حلم نے چونک کر پوچھا۔

''ان باتوں کو چھوڑو اور میری بات دھیان سے سنو۔ اس ٹیپ کی ریکارڈنگ سے ہمیں یہ تو پتہ چل ہی گیا ہے کہ ڈاماری پہاڑی پر واقع لیبارٹری کی حفاظت کیٹ ایجنسی کر رہی ہے''...... ابوحلم نے کہا۔

''جی ہاں''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''اور جب سے کیٹ ایجنسی قائم ہوئی ہے۔ اس پر نظر رکھنے کا ٹاسک میں نے تمہیں دے رکھا ہے''...... ابوحلم نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ بے فکر رہیں میں اس ایجنسی پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہوں''...... حاتب بن حلم نے اثبات میں سر ہلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو بتاؤ کہ کیا تم نے اس ایجنسی کا کوئی ایسا آدمی ٹریس کیا ہے جو کیٹ ایجنسی کے ڈاماری لیبارٹری کے سلسلے میں کئے گئے حفاظتی انتظامات کی ہمیں تفصیلات مہیا کر سکے۔ میں نے یہی معلوم کرنے کے لئے تمہیں بلایا تھا''...... ابوحلم نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ اس بلیک کیٹ کے ہیڈ کوارٹر کے ایک آدمی کو میں نے خریدا ہوا ہے۔ بلیک کیٹ تو اپنے گروپ کے ساتھ یہاں نہیں ہو گی۔ لیکن اگر اس نے ہیڈ کوارٹر بیٹھ کر کوئی پلاننگ کی ہو گی تو اس پلاننگ کی تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں''...... حاتب بن حلم نے



کہا۔

''ویل ڈن۔ کیا نام ہے اس آدمی کا''...... ابوحلم نے پوچھا۔

''ایڈلس کارلے۔ اس کا نام ایڈلس کارلے ہے''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

کیا اس سے فون پر بات ہو سکتی ہے''...... ابوحلم نے کہا۔

''ہاں میں ابھی بات کرتا ہوں۔ وہ اس وقت یقیناً ٹارگ کلب میں ہو گا''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''صرف اس کی موجودگی چیک کر لو۔ فون پر کوئی بات نہ کرنا۔ سیکرٹ سروس اور انٹیلی جنس بے حد چوکنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انہوں نے مخصوص آدمیوں کی نگرانی کا انتظام کر رکھا ہو یا ان کے فون وغیرہ ٹیپ کرنے کا بندوبست کر رکھا ہو''...... ابوحلم نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... حاتب بن حلم نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ٹارگ کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''مسٹر ایڈلس کارلے سے بات کرائیں''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''آپ کون بات کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''میں ان کا ایک دوست ہوں''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

”باس ابھی تک یہاں نہیں آئے۔ البتہ ان کے آنے کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ اپنا نمبر بتا دیں جب وہ آئیں گے تو آپ کو فون کر دیا جائے گا“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں خود تھوڑی دیر بعد دوبارہ فون کر لوں گا۔ شکریہ“...... حاتب بن حلم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”ایسے بات نہیں بنے گی۔ وہاں ہمیں خود ہی جانا پڑے گا“...... حاتب بن حلم نے کہا۔

”ٹھیک ہے چلو۔ تم اس سے بات کرنا۔ میں نگرانی وغیرہ چیک کروں گا“...... ابو حلم نے کہا۔

”اوکے“...... حاتب بن حلم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ایسے جاؤ گے۔ پہلے تم میک اپ کر لو۔ کیونکہ تمہارا اس سے رابطہ تو کوڈ کے ذریعے ہی ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے بات چیت کے بعد تمہاری بھی نگرانی شروع ہو جائے“...... ابو حلم نے کہا اور حاتب بن حلم سر ہلاتے ہوئے اٹھا اور ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ پندرہ منٹ بعد جب وہ باہر آیا تو اس کا حلیہ مکمل طور پر تبدیل ہو چکا تھا اور پھر وہ دونوں علیحدہ علیحدہ کاروں میں سوار ہو کر اپنے ہیڈ کوارٹر سے نکل کر ٹارگ کلب کی طرف بڑھنے لگے۔ آگے حاتب بن حلم کی کار تھی۔ جبکہ اس کے عقب میں دوسری کار میں ابو حلم تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد دونوں کاریں ٹارگ



کلب کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو رہی تھیں۔ کاریں پارکنگ میں روکنے کے بعد وہ دونوں نیچے اترے اور آگے پیچھے چلتے ہوئے کلب کی عمارت کی طرف بڑھتے گئے۔ یہ ایک اوپن کلب تھا۔ اس لئے یہاں ممبر شپ کا کوئی چکر نہ تھا۔

کلب کا وسیع ہال مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا اور ہر شخص سامنے شراب رکھے اسے پینے اور باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ ابو حلم جانتا تھا کہ کلب کے نیچے تہہ خانے میں بہت بڑے پیمانے پر جوا بھی کھیلا جاتا ہے اور یہاں ایسے کمرے بھی ہیں جو گھنٹوں کے لئے بک کئے جاتے ہیں۔ بہرحال اندر داخل ہوتے ہی ابو حلم خاموشی سے ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ حاتب بن حلم کو اس نے ایک میز پر بیٹھے ہوئے مرد اور عورت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی مرد ایڈلس کارلے ہو گا۔

حاتب بن حلم اس کی میز کے قریب جا کر رکا اور اس نے جھک کر جیسے ہی ایڈلس کارلے سے کچھ کہا۔ اس نے اپنے سامنے بیٹھی ہوئی عورت سے کچھ کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کلب سے باہر جا رہے تھے۔ ابو حلم چند لمحوں تک وہاں بیٹھا اس بات کو چیک کرتا رہا کہ ان کے پیچھے تو کوئی نہیں جاتا اسے سب سے زیادہ خطرہ اس عورت کی طرف سے تھا جو اس ایڈلس کارلے کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی لیکن وہ عورت ایڈلس کارلے کے اٹھتے ہی شراب کا جام اٹھا کر ایک اور میز پر جا بیٹھی

جہاں ایک غنڈہ ٹائپ آدمی بیٹھا ہوا تھا اور وہ دونوں ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگے۔ جب ابوحلم کی تسلی ہو گئی کہ کوئی ان دونوں کے پیچھے نہیں گیا تو وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کی عمارت سے باہر آ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ حاتب بن حلم ایڈلس کارلے کو لے کر کسی سپیشل روم میں گیا ہو گا۔ یہ سپیشل روم عمارت سے ذرا ہٹ کر ایک طرف ایک بڑے بلاک کی صورت میں بنے ہوئے تھے۔ ابوحلم تیزی سے اس بلاک کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن وہ اندر جانے کی بجائے وہیں ایک طرف ایک گھنے درخت کے نیچے موجود بنچ پر بیٹھ گیا۔ اس نے کوٹ کی جیب سے ایک اخبار نکالا اور اسے کھول کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

ابوحلم ہمیشہ اپنی کوٹ کی اندرونی جیب میں اخبار رکھتا تھا۔ تاکہ کسی بھی وقت اگر اسے کہیں انتظار کرنا پڑے تو وہ اس اخبار سے مدد حاصل کر سکے۔ اس طرح دیکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ یہ شخص مطالعے کا شوقین ہے اور فارغ وقت میں کھلی جگہ پر بیٹھ کر مطالعے میں مصروف ہے اور اس کا انداز بھی ایسا ہوتا تھا جیسے وہ ہمہ تن مطالعے میں ہی مصروف ہو اور اس کا دنیا مافیہا سے ذرا برابر بھی کوئی تعلق نہ ہو لیکن یہ سب کچھ دکھاوا تھا۔ ورنہ ابوحلم کن انکھیوں سے باقاعدہ ہر طرف کا جائزہ لے رہا تھا۔

حاتب بن حلم اور ایڈلس کارلے تقریباً آدھے گھنٹے بعد سپیشل بلاک سے نکلتے ہوئے دکھائی دیئے اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم



اٹھاتے کلب کے سامنے کے رخ کی طرف چلے گئے لیکن ابوحلم اسی طرح بیٹھا ہر طرف کا جائزہ لیتا رہا لیکن کوئی بھی ان دونوں کے پیچھے نہ تھا کچھ دیر بعد اس نے اخبار سمیٹ کر اسے دوبارہ کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے سامنے کے رخ سے ہوتا ہوا سیدھا پارکنگ کی طرف بڑھتا گیا۔ حاتب بن حلم کی کار اس وقت پارکنگ سے نکل رہی تھی۔

''ہیڈ آفس''...... حاتب بن حلم نے بڑبڑاتے ہوئے اس وقت کہا جب ابوحلم چلتا ہوا اس کے قریب سے گزرا تھا۔ ابوحلم اسی طرح چلتا ہوا آگے بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار بھی کلب کمپاؤنڈ سے نکل کر ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ گئی۔

''ہاں حاتب۔ کیا رہا۔ کچھ پتہ چلا''...... ابوحلم نے اپنے مخصوص کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ حاتب بن حلم پہلے ہی وہاں پہنچ کر کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

''جی ہاں۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ بلیک کیٹ بیس آدمیوں کے گروپ کے ساتھ ڈاماری پہاڑی کی حفاظت کے لئے گئی ہے۔ اس کا ارادہ ڈاماری پہاڑی سے ملحقہ کوٹوری پہاڑی میں کیمپ لگانے کا تھا۔ وہ دو تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر، میزائل لانچرز اور کئی آٹو میٹک ائیر کرافٹ گنوں کے علاوہ انتہائی جدید اسلحہ اور سائنسی آلات بھی ساتھ لے گئی ہے۔ بس اتنا ہی بتا سکا ہے وہ''...... حاتب بن حلم نے کہا اور ابوحلم نے سر ہلایا اور میز کی دراز سے ایک بار پھر

نقشہ نکال کر میز پر پھیلایا اور اس پر جھک گیا۔ اس نے سرخ پنسل سے اس تفصیلی نقشے پر موجود کوٹوری پہاڑی کو تلاش کر کے اس کے گرد نشان لگا دیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈاماری پہاڑی کے گرد بھی نشان لگا ہوا تھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس ہوسکتا ہے پہلے اس حلات فیکٹری کو نشانا بنانا چاہے اور ہم ساری توجہ ڈاماری کی طرف مبذول کیے ہوئے ہیں''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''نہیں۔ اصل اہمیت اس ڈاماری پہاری پر واقع لیبارٹری کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ چیف پہلے اسے تباہ کرنے کی کوشش کرے گا''...... ابوحلم نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ ساتھ پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ابوحلم نے چونک کر ایک نظر ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھا لیا

''ابوحلم بول رہا ہوں''...... ابوحلم نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس سر''...... ابوحلم کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

''ابوحلم۔ تمہاری بھیجی ہوئی ٹیپ بنیادی کلیو ثابت ہوا ہے۔ تم نے اس ٹیپ کو حاصل کر کے واقعی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے ڈاماری پہاڑی پر موجود لیبارٹری کو تباہ کیا جائے گا۔ بلاسٹر میزائل کی فیکٹری کو بعد میں تم اپنے طور پر ختم کر دینا۔ سیکرٹ سروس کی ٹیم عمران کی قیادت میں بھجوائی جا رہی ہے



اب عمران تم سے براہ راست رابطہ کرے گا اور تم نے اب اس کی ماتحتی میں کام کرنا ہو گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ابوحلم کا چہرہ ایکسٹو کے تحسین آمیز جملوں کی وجہ سے فرط مسرت سے کھل اٹھا۔

''آپ کا بہت بہت شکریہ جناب۔ ویسے میں نے اس سلسلے میں ابتدائی طور پر تھوڑی سی معلومات اور بھی حاصل کر لی ہیں۔ ڈاماری پہاڑی کی حفاظت کی ذمہ داری کیٹ ایجنسی کو دی گئی ہے اور کیٹ ایجنسی کی چیف بلیک کیٹ بیس افراد کا گروپ لے کر وہاں پہنچ گئی ہے۔ اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر ڈاماری پہاڑی سے ملحقہ کوٹوری پہاڑی پر قائم کیا ہے اور وہ اپنے ساتھ دو تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر، میزائل لانچروں، بکتر بند گاڑیوں اور کئی آٹو میٹک ایئر کرافٹ گنوں کے علاوہ انتہائی جدید اسلحہ اور سائنسی آلات بھی لے گئی ہے''...... ابوحلم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم یہ ساری تفصیلات عمران کو بتا دینا۔ میں نے اس مشن کا انچارج اسے ہی بنایا ہے''...... ایکسٹو نے کہا۔

''یس چیف''...... بوحلم نے کہا۔

''وہ جلد ہی تم سے رابطہ کر لے گا''...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ابوحلم نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''لو بیٹا جی تیار ہو جاؤ۔ میری چھٹی حس پھڑکنا شروع ہو گئی

ہے''...... ابو حلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چھٹی حس۔ کیا مطلب''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''ہاں۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اس مشن کی تکمیل کے لئے خوب جان لڑانی پڑے گی''...... ابو حلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن میرا خیال کچھ اور ہے''...... حاتب بن حلم نے کہا۔

''وہ کیا''...... ابو حلم نے پوچھا۔

''یہ کہ چیف ایکسٹو جب بھی عمران صاحب کو کسی مشن کا لیڈر بناتے ہیں تو وہ اکیلے ہی اس مشن کے لئے اپنی جان لڑا دیتے ہیں جبکہ باقی سارے ممبر تو بس ان کے پیچھے بھاگتے اور ان کے احکامات ماننے تک ہی محدود رہ جاتے ہیں''...... حاتب بن حلم نے کہا تو ابو حلم بھی مسکرا دیا۔

''اگر کارکردگی کی بات کی جائے تو پھر میں تو یہی کہوں گا کہ عمران صاحب کی حیثیت واقعی سورج جیسی ہے اور ان کے مقابلے میں سیکرٹ سروس کے ممبران محض چراغ ہیں اور سورج کو چراغ دکھانے والا محاورہ ایسے موقع کے لئے بتایا گیا ہے''...... ابو حلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ بھی ایسے چراغ جو صرف ٹمٹماتے ہیں''...... حاتب بن حلم نے ہنستے ہوئے کہا اور ابو حلم بھی ہنس پڑا۔ اسی لمحے ایک بار پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ابو حلم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ابو حلم بول رہا ہوں''...... ابو حلم نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔



''مطلب یہ کہ اب تم کافی بڑے ہو گئے ہو جو بولنا بھی سیکھ گئے ہو''...... دوسری طرف سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور ابو حلم بے اختیار مسکرا دیا۔

''آپ کے سامنے بھلا میں کچھ بولنے کی ہمت بھی کیسے کر سکتا ہوں''...... ابو حلم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... دوسری طرف سے عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک جنس ہوتی ہے عورت۔ جو صرف بولنا ہی جانتی ہے اور جب بھی وہ بولنے پر آتی ہے تو نان اسٹاپ بولتی ہی چلی جاتی ہے اور کسی کی نہیں سنتی۔ آپ تو اس جنس سے بھی بڑھ کر ہیں۔ آپ جب بھی بولتے ہیں تو عورتوں کے منہ پر بھی تالے لگ جاتے ہیں''...... ابو حلم نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو تم مجھے عورت کہہ رہے ہو''...... عمران نے ہنس کر کہا۔

''ان سے بھی اونچے درجے پر ہیں آپ''...... ابو حلم نے کہا۔

''دنیا میں دو ہی جنسیں ہیں ایک مرد کی اور ایک عورت کی اونچی چیز تو ان دونوں کے درمیان ہوتی ہے۔ خواجہ۔ ارے۔ کہیں تم نے مجھے وہی تو نہیں سمجھ لیا''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو ابو حلم اور حاتب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ارے۔ توبہ توبہ کریں عمران صاحب۔ میں بھلا آپ کے

بارے میں ایسی واہیات بات سوچ بھی کیسے سکتا ہوں“...... ابوحلم نے کہا۔

”تو پھر اس سے بھی اونچی چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔ وضاحت کرو اس کی فوراً“...... عمران نے کہا۔

”آپ نے مجھے کن باتوں میں پھنسا دیا۔ میں تو صرف اتنا کہنا چاہتا تھا کہ باتوں میں آپ سے جیتنا کسی کے بس کی بات نہیں ہے چاہے وہ عورت ہو یا مرد“...... ابوحلم نے کہا۔

”اچھا پھر ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ چیف نے تمہیں کوئی ہدایت دی ہے یا نہیں“...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے چیف کا فون آیا تھا انہوں نے مجھے ہدایات دے دی ہیں“۔ ابوحلم نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

”ویری گڈ۔ تو پھر تم ایسا کرو کہ اپنے بیٹے حاتب بن حلم کو ساتھ لے کر داماگ کی سرحد پر واقع اسرائیلی شہر رکوتا پہنچ جاؤ۔ تم نے رکوتا شہر میں واقع جیف کلب کے منیجر سے جا کر ملنا ہے اور اسے پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بتانا ہے۔ وہ تمہیں ہم تک پہنچا دے گا لیکن خیال رکھنا کرنل ڈیوڈ کے آدمی تمہارے پیچھے پیچھے وہاں نہ پہنچ جائیں“...... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ اس بات کا کسی بھی ایجنسی اور خاص طور پر جی پی فائیو کو کسی طرح بھی علم نہ ہو سکے گا“...... ابو حلم نے پر اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔



”اور اس بات کو بھی ذہن نشین کر لو کہ تمہیں رکوتا آج سے ٹھیک دو روز بعد پہنچنا ہے۔ اللہ حافظ“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ابوحلم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران صاحب نے اس بار داماگ کی طرف سے اسرائیل میں داخل ہونے کا پروگرام بنایا ہے“...... حاتب بن حلم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے“...... ابوحلم نے جواب دیا۔

”کیا عمران صاحب کے خیال میں یہ راستہ سیف ہے اور کیا اس راستے سے وہ آسانی سے اپنے ساتھیوں سمیت اسرائیل پہنچ جائیں گے“۔ حاتب بن حلم نے کہا۔

”ہاں۔ عمران صاحب نے کچھ سوچ کر ہی یہ فیصلہ کیا ہو گا۔ اب تم ان باتوں کو چھوڑو اور جا کر تیاری کرو۔ ہمیں ہر صورت کل یہاں سے روانہ ہونا ہے“...... ابوحلم نے کہا۔

”کل صبح۔ وہ کیوں عمران صاحب نے دو روز بعد کا کہا ہے نا“...... حاتب بن حلم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں پہلے ہی وہاں پہنچ کر اس شہر کا تفصیلی جائزہ لینا چاہتا ہوں“...... ابوحلم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور حاتب بن حلم بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک فائل کھلی ہوئی تھی جسے وہ انہماک سے پڑھ رہا تھا۔ وہ فائل پڑھنے میں اتنا مصروف تھا کہ اسے کمرے کے دروازے پر ہونے والی دستک کی بھی آواز سنائی نہ دی۔ پھر جب باہر سے دروازے پر قدرے زور سے ہاتھ مارا گیا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔ اس نے فائل سے سر اٹھایا اور دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔

''لیس۔ کم اِن''...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو اسی لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔ آفس میں داخل ہونے والی ایک خوبصورت لڑکی تھی۔

''اوہ ریڈ روزی تم۔ آؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو وہ لڑکی مسکراتی ہوئی آگے بڑھی اور سر کے اشارے سے کرنل ڈیوڈ کو سلام کر کے میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بڑے اطمینان سے بیٹھ گئی۔



''کافی تھکی ہوئی دکھائی دے رہی ہو۔ کام کا کیا ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے لڑکی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ بلیک کیٹ کے جی پی فائیو سے علیحدہ ہونے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے سپیشل ملٹری انٹیلی جنس سے ریڈ روزی کا تبادلہ جی پی فائیو میں کرا لیا تھا۔ اس کا نام تو روزی تھا لیکن وہ چونکہ لیڈی سیکرٹ ایجنٹ تھی اس لئے اس نے اپنے نام کے ساتھ ریڈ لگا لیا تھا اور اب سب اسے ریڈ روزی کے نام سے ہی جانتے اور پہچانتے تھے۔ ریڈ روزی انتہائی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین اور تربیت یافتہ بھی تھی اور اس کی سب سے بڑی خوبی جو کرنل ڈیوڈ کو پسند آئی تھی وہ اس کی فرنانبرداری تھی اور وہ ہر قسم کی سچوئیشن کو اپنی ذہانت اور کارکردگی سے ہینڈل کرنے کا فن جانتی تھی۔ کرنل ڈیوڈ کی توقعات پر پورا اتر کر اس نے بہت جلد جی پی فائیو میں اپنا مقام بنا لیا تھا اس لئے کرنل ڈیوڈ دوسرے آفیسرز کی بجائے ہر معاملے میں ریڈ روزی کو ہی زیادہ فوقیت دیتا تھا۔

''لیس باس۔ کیا آپ کے خیال میں ریڈ روزی کبھی ناکام لوٹ سکتی ہے''...... ریڈ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ ریڈ روزی نے ناکام ہونا سیکھا ہی نہیں ہے۔ بتاؤ کیا رپورٹ ہے۔ بولو۔ جلدی بولو''...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر اور بے تاب سے لہجے میں پوچھا۔

''رپورٹ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم علی عمران کی

قیادت میں ڈاماری پہاڑی پر واقع لیبارٹری کی تباہی کے مشن پر روانہ ہو چکی ہے اور اس بار وہ لوگ داماگ کی سرحد کراس کر کے اسرائیل میں داخل ہوں گے اور رکوتا شہر کے جیف کلب کے منیجر کو ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوں گی“...... ریڈ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کا چہرہ ریڈ روزی کی رپورٹ سن کر جگمگا اٹھا۔

”اوہ اوہ۔ کیا یہ رپورٹ مصدقہ ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لیس باس۔ ریڈ روزی آپ کو غیر مصدقہ رپورٹ کیسے دے سکتی ہے“...... ریڈ روزی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”ویل ڈن ریڈ روزی۔ ریئلی ویل ڈن تم نے کمال کر دیا۔ یہ بتاؤ کہ اس قدر واضح رپورٹ تمہیں کہاں سے مل گئی“...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ اگر ہمت اور محنت کے ساتھ ساتھ سلیقے سے کام کیا جائے تو پھر ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے“...... ریڈ روزی نے کہا۔

”ہاں۔ یہ سچ ہے۔ پھر بتاؤ کیسے کیا تم نے یہ مسئلہ حل“۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی انداز میں پوچھا۔

”آپ نے مجھے ایک ابو ہاشم کے بارے میں بتایا تھا“...... ریڈ روزی نے کہا۔

”ابو ہاشم۔ وہ ابو ہاشم جس کے بارے میں مجھے شبہ تھا کہ اس



کا تعلق یہاں اسرائیل میں پاکیشیا کے فارن ایجنٹ ابو حلم کے گروپ سے ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”لیس باس“...... ریڈ روزی نے کہا۔

”اوہ۔ پھر کیا کیا تم نے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”میں نے اس پر فوری طور پر کام شروع کر دیا تھا باس اور اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اس گروپ کا ایک اہم آدمی حاتب بن حلم ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی نگرانی شروع کر دی۔ اس کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ پولیس کی طرح انتہائی مشکوک ذہن کا انسان ہے۔ اس لئے میں اس سے براہ راست نہ ملی البتہ میں نے اس کے ایک ملازم کو خرید لیا۔ اس ملازم کے نام طاؤس ہے اور طاؤس ابھی حال ہی میں اس کے پاس آیا ہے۔ وہ فطری طور پر انتہائی عیاش ٹائپ کا آدمی ہے۔

بہرحال میں اسے ایک گھنٹے کے اندر ہی ڈھب پر لے آئی اور پھر باس آپ سن کر حیران ہو جائیں گے کہ میں نے اس طاؤس کے ذریعے اس حاتب بن حلم کی کوٹ کے کالر کے اندر سپر ڈکٹا فون بٹن پہنچا دیا۔ یہ وہ کوٹ تھا جو آج اس حاتب بن حلم نے پہننا تھا۔ کیونکہ طاؤس ہی اس کے لباس وغیرہ کا خیال رکھتا ہے۔ اس سپر ڈکٹا فون کا رسیور میرے پاس تھا۔ میں نے سپر ڈکٹا فون کو ایکٹیو کر دیا تھا۔ جب میں نے رسیور پر اس ڈکٹا فون سے ان کی باتیں سنیں تو انتہائی حیرت انگیز انکشافات ہوئے۔ اس سے ابو حلم

کی بات چیت بھی سامنے آئی۔ البتہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہ چل سکا کیونکہ میں نے اس حاتب بن حلم کی براہ راست نگرانی نہیں کی۔ کیونکہ اگر وہ نگرانی چیک کر لیتا تو پھر سارا سیٹ اپ ہی خراب ہو جاتا۔ سپر ڈکٹا فون کی رینج چونکہ بے حد وسیع ہوتی ہے۔ اس لئے میں اس سے کافی فاصلے پر رہی۔ حاتب بن حلم اس ابوحلم سے ملا پھر اس حاتب بن حلم نے کیٹ ایجنسی کے ایک آدمی ایڈلس کارلے سے جا کر ملاقات کی اس سے اس نے بلیک کیٹ اور اس کے گروپ کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ پھر اس نے یہ معلومات ابوحلم کو بتا دیں۔

اس دوران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا فون آ گیا۔ اس نے کسی ٹیپ کی بابت بتایا جو اس ابوحلم نے اسے بھجوائی تھی۔ اس نے اس کی کارکردگی کی تعریف کی اور اسے بتایا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم علی عمران کی سربراہی میں ڈاماری پہاڑی پر واقع لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے بھیجی جا رہی ہے اور اب اس سے رابطہ علی عمران خود کرے گا۔ اس کے بعد علی عمران کا فون آیا وہ مسخرہ سا آدمی لگتا تھا۔ اس نے پہلے تو اس ابوحلم سے گھٹیا سا مذاق کیا۔ اس کے بعد انہیں کہا کہ وہ دو روز بعد داماگ کی سرحد پر واقع اسرائیل شہر رکوتا پہنچ جائیں جہاں جیف کلب کے منیجر سے ملنے کے بعد وہ اسے پرنس آف ڈھمپ کا کوڈ بتائیں گے تو انہیں ان تک پہنچا دیا جائے گا۔



اس نے ابوحلم کو حاتب بن حلم کو بھی ساتھ لے آنے کے لئے کہا۔ اس کے بعد حاتب بن حلم واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گیا۔ اس نے شاید لباس تبدیل کر دیا تھا کیونکہ اس کے بعد سپر ڈکٹا فون خاموش ہی رہا میرے لئے یہ وقفہ کافی تھا اس لئے میں آپ کو رپورٹ دینے یہاں آ گئی“...... ریڈ روزی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری ویل ڈن ریڈ روزی۔ تم نے واقعی بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ میں نے تمہیں جی پی فائیو میں ٹرانسفر کرا لیا ہے۔ تم جیسی ذہین اور تیز رفتار لیڈی ایجنٹ میرے پاس ہی ہونی چاہئے تھی۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ ویل ڈن۔ ویری ویل ڈن“...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ویل ڈن ویل ڈن کہتے ہوئے ریڈ روزی کی مسلسل تعریف کرنی شروع کر دی۔

”تھینک یو باس“...... ریڈ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو کو چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کہاں ہے اس حاتب بن حلم کی رہائش گاہ مجھے بتاؤ۔ میں ابھی اسے گرفتار کر کے سب سے پہلے تو اس ابوحلم گروپ کا خاتمہ کرتا ہوں۔ اس گروپ نے اسرائیل کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ لیکن آج تک اس کا پتہ بھی نہ چل رہا تھا۔ اس ابو ہاشم کی بھی طویل عرصے تک نگرانی ہوتی رہی تھی۔ لیکن ہمیں تو آج تک یہ کلیو نہ مل سکا جبکہ تم نے پہلی ہی بار اس قدر تفصیلی

معلومات حاصل کر لیں۔ ویل ڈن''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ ہمیں اس حاتب بن حلم کی بجائے رکوتا کے اس ہوٹل منیجر کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اس حاتب بن حلم نے تو یہیں رہنا ہے ہم کسی بھی وقت اسے اٹھا سکتے ہیں لیکن اگر ہم درست پلاننگ کریں تو ہم اس منیجر کے ذریعے اس پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کر سکتے ہیں''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''اوہ۔ وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ منیجر میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔ میں اس منیجر کی ہڈیوں کو پیس کر بھی اصل بات اگلوا لوں گا۔ تم مجھے فی الحال اس حاتب بن حلم کی رہائش گاہ بتاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا تھا۔ ریڈ روزی نے رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور پھر دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میجر فرانک ایک پتہ نوٹ کر لو۔ فوراً''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ریڈ روزی کا بتایا ہوا پتہ نوٹ کرا دیا۔

''یس چیف۔ نوٹ کر لیا ہے''...... میجر فرانک نے کہا۔

''اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ جاؤ اور اس پتے پر فل ریڈ کرو۔ یہاں ایک آدمی جس کا نام حاتب بن حلم ہے رہتا ہے۔ تم نے



اسے زندہ گرفتار کر کے یہاں ہیڈ کوارٹر لے آنا ہے۔ دھیان رکھنا وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اسے مرنا نہیں چاہئے۔ میں اسے ہر صورت میں زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں اس کے بعد میں خود اس سے پوچھ گچھ کروں گا۔ سمجھ گئے تم''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے میجر فرانک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے انٹر کام کا رسیور رکھا اور پھر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''رکوتا میں موجود جیف کلب کے منیجر سے میری بات کراؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''کس حیثیت سے جناب۔ ذاتی یا سرکاری حیثیت سے''۔ پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''نانسنس۔ اب میں دو ٹکے کے منیجر سے ذاتی حیثیت سے بات کروں گا۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ رسیور رکھتا۔ ریڈ روزی نے جلدی سے اٹھ کر باقاعدہ اس کے ہاتھ سے رسیور چھین لیا۔

''سنو۔ ابھی مت ملاؤ یہ نمبر''...... ریڈ روزی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ آپ کون ہیں"...... دوسری طرف سے پی اے نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا جبکہ کرنل ڈیوڈ انتہائی حیرت بھرے انداز میں ریڈ روزی کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ ریڈ روزی اس کے ساتھ اس طرح کی حرکت بھی کر سکتی ہے۔ اس کی آنکھیں یکلخت شعلے برسانے لگیں۔

"میں ریڈ روزی بول رہی ہوں"...... ریڈ روزی نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا اور اسی لمحے کرنل ڈیوڈ جیسے پھٹ پڑا۔

"تم۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت ریڈ روزی کہ تم اس طرح میرے ہاتھوں سے کرنل ڈیوڈ کے ہاتھوں سے رسیور چھینو اور میرے ہی پی اے کو میرے حکم کی تعمیل سے منع کرو۔ نانسنس"...... غصے کی شدت سے کرنل ڈیوڈ کے منہ سے کف سی نکلنے لگ گئی تھی۔

"باس۔ آپ میری ساری محنت ضائع کر دینے پر تل گئے ہیں۔ میجر سے جیسے ہی آپ نے بات کی۔ وہ فوراً ہی غائب ہو جائے گا اور اس کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہم کہاں ڈھونڈیں گے آپ نے پہلے ہی حاتب بن حلم پر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ جیسے ہی اس ابو حلم کو اس کی گرفتاری کا علم ہو گا وہ فوراً اس کی اطلاع پاکیشیا پہنچا دے گا اور خود بھی روپوش ہو جائے گا اور پھر سمجھ لیں کہ ہمارا سارا کھیل ساری پلاننگ ختم ہو جاتی ہے"...... ریڈ روزی نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو تم کیا چاہتی ہو کہ میں صرف ان کی شکلیں دیکھتا



رہوں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ میں انہیں کوئی چھوٹ نہیں دے سکتا میں ان کو زندہ دفن کر کے رکھ دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"باس۔ آپ جی پی فائیو کے چیف ہیں جو اسرائیل کی سب سے بڑی اور فعال سروس ہے۔ آپ عام پولیس آفیسر نہیں ہیں۔ آپ کو اس انداز میں کام نہیں کرنا چاہئے۔ آپ کا انداز ایسا ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو سرے سے کسی بات کا علم ہی نہ ہو اور انہیں اس انداز میں گھیر لیا جائے کہ وہ کسی طرح بھی بچ کر نہ نکل سکیں"...... ریڈ روزی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا اس کے ذہن پر ابھی تک شدید غصے کی کیفیت طاری تھی۔

"میجر فرانک بول رہا ہوں جناب۔ جو پتہ آپ نے دیا تھا وہاں صرف ایک آدمی کی تشدد زدہ لاش موجود ہے۔ باقی وہاں کچھ بھی نہیں"...... دوسری طرف سے میجر فرانک کی آواز سنائی دی۔

"لاش۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ ہم جب اس کوٹھی کے

اندر داخل ہوئے تو وہاں خاموشی طاری تھی جیسے کوٹھی خالی ہو اور واقعی کوٹھی خالی پڑی تھی۔ ایک لاش البتہ ایک کمرے میں پڑی تھی۔ جس کے چہرے پر ایسے نشانات ہیں جیسے اس پر تشدد کیا گیا ہو۔ اس کے دل پر گولی ماری گئی ہے۔ اس کے علاوہ وہاں نہ ہی کوئی آدمی ہے اور نہ ہی کوئی خاص سامان۔ صرف فرنیچر وغیرہ موجود ہے۔

میں نے ساتھ والی کوٹھی کے چوکیدار سے پوچھ گچھ کی ہے تو اس نے بتایا ہے کہ ایک کار ہمارے آنے سے آدھے گھنٹے پہلے وہاں سے نکل کر گئی ہے۔ لیکن وہ ان پڑھ آدمی ہے۔ اس لئے کار کا نمبر اس سے معلوم نہیں ہو سکا۔ میں نے جب اندر لے جا کر اسے وہ لاش دکھائی تو اس نے بتایا کہ یہ یہاں رہنے والے صاحب کا نیا نوکر تھا۔ اس کا نام طاؤس ہے۔ اس پر انتہائی بہیمانہ تشدد کیا گیا ہے اور پھر اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے''...... میجر فرانک نے اس بار تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور ریڈ روزی جو لاؤڈر پر یہ ساری باتیں سن رہی تھی نے بے اختیار دونوں ہاتھوں میں سر پکڑ لیا اور اس نے بے اختیار اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب وہ کرنل ڈیوڈ کی طرف تیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''تم نے اچھی طرح سے رہائش گاہ چیک کی''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے ایک ایک انچ کا جائزہ لیا ہے۔ اس کے



لئے میں خصوصی سائنسی آلات بھی ساتھ لایا تھا''۔ میجر فرانک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم واپس آجاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''جس کا مجھے ڈر تھا وہی ہوا ہے نا باس''...... ریڈ روزی نے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھ کر تند لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ شاید تم ٹھیک کہتی ہو ریڈ روزی لیکن میں کسی مجرم کو مہلت دینے کا قائل نہیں ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے قدرے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ اس کو یقیناً شک پڑ گیا ہو گا اور پھر اس نے طاؤس سے سب کچھ اگلوا لیا ہو گا اور اب وہ سارا سیٹ اپ ہی بدل دیں گے۔ اب میرے خیال میں اس منیجر سے بھی کچھ حاصل نہ ہو سکے گا''...... ریڈ روزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ میرے آدمیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی اسے شک پڑا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''بہرحال اب تو ہم جہاں سے چلے تھے وہیں دوبارہ پہنچ گئے ہیں''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''نہیں۔ میں تم سے زیادہ اس علی عمران کی فطرت جانتا ہوں۔ وہ جو پلاننگ کر لے اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ اس لئے وہ لازماً رکوتا کی طرف سے ہی اسرائیل کی سرحد پار کرے گا۔ اس لئے اب

ہمیں فوری طور پر رکوتا پہنچنا ہو گا اب وہی ایک ایسی جگہ ہے جہاں ہم اس پر اور اس کے ساتھیوں پر قابو پا سکتے ہیں۔ ایک بار وہ ہمارے سامنے آ جائیں تو اس بار وہ زندہ نہ بچ سکیں گے‘‘۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’یس باس۔ واقعی اب یہی طریقہ ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس طرح شاید ہم ان کا کوئی کھوج نکال لیں‘‘...... ریڈ روزی نے جواب دیا۔

’’اوکے۔تم میرے ساتھ جاؤ گی اور سنو اب تم میری نمبر ٹو ہو لیکن ایک بات کا آئندہ خیال رکھنا۔ گھر اور دفتر میں فرق ہوتا ہے۔ آئندہ تم نے اس طرح میرے ہاتھ سے رسیور جھپٹنے کی جرأت کی یا میرے حکم کے خلاف کوئی بات کی تو میں تمہارا یہ خوبصورت جسم گولیوں سے چھلنی کر دوں گا تم صرف مجھے مشورہ دے سکتی ہو۔ میں سب کچھ برداشت کرسکتا ہوں لیکن اپنی انسلٹ نہیں۔تم اپنی حد میں رہو گی تو اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ ورنہ تمہار انجام میرے ہاتھوں بے حد برا ہو گا۔سمجھ گئی تم‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آئی ایم سوری باس۔ میں ایسے حالات میں آپ کے ساتھ کام نہیں کرسکتی ہوں۔ آپ مجھے واپس سپیشل ملٹری انٹیلی جنس میں بھجوا دیں اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو میں خود چیف آف ملٹری انٹیلی جنس سے بات کر لیتی ہوں تا کہ وہ



مجھے فوری طور پر واپس بلا لے‘‘...... ریڈ روزی پہلی بار اس طرح اکڑ گئی تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے اس نے انتہائی فرمانبرداری سے کرنل ڈیوڈ کے ہر حکم کی تعمیل آنکھیں بند کر کے کی تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ ریڈ روزی کے اس جواب پر کرنل ڈیوڈ اسے اس طرح حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ جیسے اس کے سامنے ریڈ روزی کی بجائے کوئی اور عورت بیٹھی ہوئی ہو۔

’’کک کک۔ کیا مطلب۔ تم یہ کہہ رہی ہو۔ تم ریڈ روزی۔ تم‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یس باس اس کی ایک خاص وجہ بھی ہے‘‘...... ریڈ روزی نے کہا۔

’’کون سی وجہ‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

’’باس۔ میں آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھاتا نہیں دیکھ سکتی۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ ہر میدان میں کامیاب رہیں لیکن آپ جس طرح کچھ سوچے سمجھے بغیر جلد بازی اور بے صبری سے کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح کامیابی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ واپس چلی جاؤں‘‘...... ریڈ روزی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔تم کہہ رہی ہو کہ میں جلد باز ہوں۔ نانسنس ہوں۔ یہی کہنے کا مطلب ہے نا تمہارا‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ میں بس آپ کے ساتھ کام نہیں کر سکتی۔ آپ مجھے واپس بھجوانے کے انتظامات کر دیں''...... ریڈ روزی نے منہ بنا کر کہا۔

''تم۔تم کرنل ڈیوڈ کے سامنے ایسے انداز میں بات کر رہی ہو نانسنس۔ اب کچھ بھی ہو تم میری مرضی کے بغیر واپس نہیں جا سکتی ہو۔ میں دیکھتا ہوں۔ تم کیسے واپس جاتی ہو۔ میں ابھی تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگواتا ہوں۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے۔ تم نے اب تک میرا ایک ہی روپ دیکھا ہوا ہے لیکن اب میں تمہیں اپنا اصل روپ دکھاؤں گا''...... کرنل ڈیوڈ پر تو جیسے پاگل پن کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے جو آپ کی مرضی آئے کرتے رہیں۔ مجھے روک سکتے ہیں تو روک لیں میں جا رہی ہوں''...... ریڈ روزی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئی اور کرنل ڈیوڈ صرف اسے جاتے ہی دیکھتا رہ گیا۔

''ہونہہ۔ یہ نانسنس تو ضرورت سے زیادہ ہی سر پر چڑھ گئی ہے۔ میں کسی کو سر پر چڑھانا جانتا ہوں تو اسے سر سے اتارنا بھی آتا ہے مجھے۔ نانسنس۔ نجانے خود کو کیا سمجھ بیٹھی ہے کہ اس کے بغیر جی پی فائیو چل ہی نہیں سکتی۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت غصے سے قدرے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس نے بیک وقت کئی نمبر پریس کر دیئے۔



''اینڈرل''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''فوراً ریڈ روزی کو گرفتار کر کے میرے سامنے لے آؤ۔ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر فوراً میرے سامنے لاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''ہونہہ۔ مجھے احمق کہہ رہی ہے۔ نانسنس۔ میں اب اسے بتاؤں گا کہ کرنل ڈیوڈ کسے کہتے ہیں۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور کرنل ڈیوڈ نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کا خیال تھا کہ اینڈرل، ریڈ روزی کو گرفتار کر کے لایا ہو گا۔ لیکن دروازے پر موجود ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

''ارے۔ کرنل کارل۔ تم یہاں۔ لیکن تم کہاں سے اچانک ٹپک پڑے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ابھی ابھی آیا ہوں اور یہاں آتے ہی میں نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر میرا بے اختیار سر پیٹنے کو دل چاہا تھا''...... کرنل کارل نے کہا۔

''اوہ۔ ایسا کیا دیکھ لیا تم نے''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ تمہارا اینڈرل، ریڈ روزی کو ہینڈز اپ کرائے کھڑا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ تمہارا آرڈر ہے۔ میں

نے اسے منع کر دیا اور پھر ریڈ روزی سے واقعات پوچھے تو اس نے جو کچھ بتایا ہے۔ اس پر واقعی میرا تمہاری عقل پر ماتم کرنے کو ہی دل چاہ رہا ہے“...... کرنل کارل نے آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

”ہونہہ۔ تم نہیں جانتے کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیا کیا ہے اس نے تمہارے ساتھ“...... کرنل کارل نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”اس نے میرے ہاتھوں سے فون کا رسیور چھین لیا اور پی اے کو میرے حکم کی خلاف ورزی کرنے کے لئے کہا۔ پھر اس نے مجھے جلد باز، احمق، نانسنس اور نجانے کیا کیا کہا ہے۔ مجھے اس پر شدید غصہ ہے۔ میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا“...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”میری بات دھیان سے سنو کرنل ڈیوڈ۔ کیا تم جانتے ہو کہ جینڈی تم سے کیوں علیحدہ ہو گئی تھی۔ اس نے تمہارے متعلق کیا رپورٹ دی تھی“...... کرنل کارل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میرے متعلق رپورٹ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ ویسے وہ خود میرے ساتھ نہ چل سکی تھی اس لئے علیحدہ ہو گئی لیکن یہ رپورٹ والی بات تم نے پہلی بار کی ہے۔ کیا رپورٹ دی ہے اس نے بتاؤ مجھے“۔ کرنل ڈیوڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔



”اس نے تمہارے بارے میں ایک تحریری رپورٹ دی تھی اور تمہیں اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ جینڈی کی اس رپورٹ پر وزیراعظم تمہیں تمہارے عہدے سے برطرف کرنا چاہتے تھے۔ لیکن مجھے اس کا علم ہو گیا اور میں نے صدر صاحب سے بات کی۔ جنہوں نے وزیر اعظم کو اس اقدام سے روک دیا۔ ورنہ وزیراعظم صاحب اصولی طور پر فیصلہ کر چکے تھے کہ وہ تمہیں برطرف کر کے جینڈی کو جی پی فائیو کا چیف بنا دیں۔ صدر مملکت کے منع کرنے کے بعد ہی انہوں نے علیحدہ ایجنسی قائم کر کے جینڈی کو اس کا سربراہ بنا دیا۔ بہرحال اس رپورٹ میں جینڈی نے یہی درج کیا تھا کہ تم انتہائی مشتعل مزاج، سوچ سمجھ سے نابلد اور جلد باز فطرت کے مالک ہو اور ایسا آدمی جی پی فائیو کا چیف نہیں ہونا چاہئے۔ بہرحال وہ بات ختم ہو گئی لیکن اب ریڈ روزی نے مجھے جو کچھ بتایا ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ جینڈی کی رپورٹ درست تھی۔ تم ریڈ روزی کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکتے ہو زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا کہ اسے واپس ملٹری انٹیلی جنس میں بھجوا دیا جاتا کیونکہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کئی بار صدر مملکت سے اس بارے میں درخواست کر چکا ہے کہ اس کی ذہین ترین لیڈی ایجنٹ کو واپس بھجوایا جائے لیکن صدر مملکت نے میرے کہنے پر یہ درخواست ہر بار مسترد کر دی۔ اب جب ریڈ روزی خود صدر سے بات کرتی تو پھر میں بھی اسے نہ روک سکتا اور ظاہر ہے ریڈ روزی جو کچھ صدر کو بتاتی اس

سے جینڈی کی رپورٹ درست ثابت ہو جاتی اور تم جانتے ہو اس کا کیا نتیجہ نکلتا۔ تمہیں حقیقتاً جی پی فائیو کے عہدے سے سبکدوش ہونا پڑتا تھا''...... کرنل کارل نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ مجھے تو ان باتوں کا تصور تک نہ تھا لیکن......'' کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں کرنل ڈیوڈ۔ میری بات دھیان سے سنو۔ ریڈ روزی تم سے معافی مانگنے پر تیار ہے لیکن ایک شرط ہے کہ تم ریڈ روزی کی ذہانت کی قدر کرو گے۔ یہ تمہاری جی پی فائیو کے لئے ایک گراں قدر سرمایہ ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس کے یہاں آ جانے کی وجہ سے ملٹری سیکرٹ سروس کی کارکردگی پہلے کی نسبت آدھی سے بھی کم رہ گئی ہے۔ اس لڑکی میں بے پناہ صلاحیتیں ہیں۔ تم ان صلاحیتوں کو اپنے حق میں استعمال کرو۔ بہرحال وہ اب تمہاری اتھارٹی کو تسلیم کرے گی اور جو تم کہو گے ویسے ہی کرے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ تمہیں اس کا بھی خیال رکھنا پڑے گا اس کے مشوروں پر عمل کرو گے تو تمہاری ایجنسی جی پی فائیو کا گراف بہت بلندی پر چلا جائے گا''...... کرنل کارل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر وہ مجھ سے معافی مانگ لے تو میں بھی اسے معاف کر دوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کرنل کارل اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں کے



بعد وہ واپس آیا تو ریڈ روزی اس کے ساتھ تھی۔ اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا اور وہ کافی غصے میں دکھائی دے رہی تھی۔

''آئی ایم سوری باس۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے آپ باس ہیں۔ اس لئے آپ کے ہر حکم کی تعمیل مجھ پر فرض ہے''...... ریڈ روزی نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو ریڈ روزی۔ مجھے یقین ہے کہ تم آئندہ خیال رکھو گی بہرحال میرا وعدہ کہ آئندہ میں ہر اہم معاملے میں تم سے مشورہ کر کے ہی کوئی اقدام کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی آئندہ محتاط رہو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ ریڈ روزی کے معافی مانگنے پر اس کی انا کو جیسے تسکین سی مل گئی تھی اور وہ اب بے حد ہشاش بشاش دکھائی دے رہا تھا۔

''اب مجھے اجازت میں تو ویسے ہی تم سے ملنے آ گیا تھا۔ بہرحال اچھا ہوا کہ میں بروقت پہنچ گیا ورنہ تم نے تو ساری گیم ہی الٹ کر رکھ دی تھی''...... کرنل کارل نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے بیٹھو۔ تم نے کچھ پیا بھی نہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ مجھے ایک نہایت ضروری کام ہے۔ جہاں مجھے فوراً پہنچنا ہے۔ پھر سہی۔ دعوت ادھار رہی''...... کرنل کارل نے

مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ کرنل کارل صدر مملکت کا پرسنل سیکرٹری تھا اور کرنل ڈیوڈ کا بچپن کا دوست اور کلاس فیلو بھی تھا اس لئے ان دونوں کے درمیان اب بھی بے حد گہری دوستی تھی۔

"مجھے واقعی جلد غصہ آ جاتا ہے ریڈ روزی۔ بہرحال اب بتاؤ کہ موجودہ صورتحال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بار میں بلیک کیٹ پر اپنی برتری ثابت کر دوں۔ عمران کے معاملے میں اسے میں کسی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت ہمارے ہاتھوں ہی ہو اور اس کا کریڈٹ صرف جی پی فائیو کو ہی ملے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس۔ آپ مجھے تھوڑا سا وقت دے دیں۔ میں اب نئے سرے سے کام شروع کرتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں پھر کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ اس بار میں ایسی گیم کھیلوں گی کہ ان کا بچ نکلنا مشکل ہو جائے گا"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"اوہ لیکن۔ اب ہمیں کوئی کلیو حاصل کرنے اور وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں نہ ہم اپنا ہیڈ کوارٹر رکوتا میں قائم کر لیں۔ عمران بہرحال رکوتا تو آئے گا ہی سہی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔



"یس باس۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے باس کہ وہ ہمیں ڈاج دے جائے۔ ہم رکوتا پہنچیں اور وہ یہاں دارالحکومت سے سیدھا ڈاماری چلا جائے کیونکہ اب کم از کم اسے یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہمیں اس کے رکوتا آنے کی خبر ہو گئی ہے"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"ہاں لیکن اب تم کس طرح کوئی کلیو حاصل کرو گی"...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ میں زیادہ سے زیادہ کل تک دوبارہ کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کر لوں گی"...... ریڈ روزی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔ بس یہ بات ذہن میں رکھنا کہ عمران جس آدمی کا نام ہے۔ یہ دنیا کا سب سے چالاک، سب سے شاطر اور سب سے ہوشیار آدمی ہے۔ یہ جو کہتا ہے ہمیشہ اس کے الٹ ہی کرتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ میں اس کے بارے میں سب کچھ جانتی ہوں۔ میں نے اس کی فائل پڑھی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اسے کیسے سنبھالنا ہے یہ میں جانتی ہوں"...... ریڈ روزی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ کرنل ڈیوڈ ریڈ روزی کے جانے کے کافی دیر بعد تک خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ جارج فورڈ بیکری''...... ایک کاروباری سی آواز سنائی دی۔

''کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ اولڈ جارج سے بات کراؤ''۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اولڈ جارج بول رہا ہوں جناب''......چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''یہ بتاؤ کہ کیا پاکیشیا سے کوئی رپورٹ ملی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا کیونکہ اولڈ جارج اس کا ماتحت تھا اور اس کی ذمہ داری پاکیشیا میں اسرائیلی ایجنٹوں کو ڈیل کرنا تھا بظاہر اس نے ایک بڑی بیکری بنائی ہوئی تھی۔

''نو باس۔ ابھی تک کوئی واضح رپورٹ تو نہیں مل سکی۔ البتہ ایک ایجنٹ نے ایک مبہم سی رپورٹ دی ہے کہ علی عمران سیر وتفریح کی غرض سے داماگ گیا ہے۔ اکیلا۔ اس کے کاغذات پر مقصد سفر سیاحت درج تھا''...... اولڈ جارج نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ کب گیا ہے وہ اور کیا اصل شکل وصورت میں گیا ہے یا میک اپ میں''...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔



''باس۔ اس ایجنٹ کے مطابق وہ آج صبح کی فلائٹ سے گیا ہے اور وہ میک اپ میں نہیں ہے بلکہ اصل شکل اور اصل کاغذات کے ساتھ گیا ہے''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''گڈ۔ یہ انتہائی اہم اطلاع ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور جلدی سے کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ بلیک ہوٹل''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہارڈ مین سے بات کراؤ۔ میں اسرائیل سے چیف کرنل ڈی بول رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس۔ ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ خاموش ہو گیا۔ ہارڈ مین داماگ کے دارالحکومت میں بلیک ہوٹل کا مالک تھا اور جی پی فائیو کا فارن ایجنٹ تھا اور کرنل ڈیوڈ اس سے کرنل ڈی کے نام سے بات کرتا تھا اور ہارڈ مین ڈی ون تھا۔

''ہیلو۔ ڈی ون اٹنڈنگ یو''...... چند لمحوں کے بعد ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''کرنل ڈی بول رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سنو۔ آج صبح کی فلائٹ سے پاکیشیا سے پاکیشیا سیکرٹ

سروس کا علی عمران اصل کاغذات کے ساتھ داماگ پہنچا ہے۔ اس نے پہلے یہاں اسرائیل میں موجود اپنے ایجنٹوں کو دو روز بعد وہاں پہنچنے کا کہا تھا اور اس سلسلے میں اس نے انہیں سرحدی اسرائیلی قصبے رکوتا کے جیف کلب کے منیجر سے ملنے کے لئے کہا تھا لیکن پھر اسے شاید اطلاع مل گئی کہ ہمیں اس بارے میں معلومات مل گئی ہیں۔ اس لئے وہ اکیلا وہاں پہنچا ہے۔ تم فوراً ایئر پورٹ سے معلومات کر کے اسے تلاش کرو اور اگر وہ اسرائیلی سرحد رکوتا کی طرف سے کراس کرنے کی کوشش کرے تو مجھے فوراً اطلاع دینا اور سنو وہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اس لئے تم نے صرف نگرانی کرنی ہے اور وہ بھی انتہائی ہوشیاری سے۔ اسے معمولی سا بھی شک نہ ہو کہ اس کی نگرانی کی جا رہی ہے ورنہ اسے تمہیں ڈاج دینے میں دیر نہ لگے گی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر۔ میں سائنسی آلات ساتھ لے جاتا ہوں جن کی مدد سے میں دور سے ہی اس کی نگرانی کروں گا اس طرح مجھے اس کے قریب جانے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی''...... دوسری طرف سے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ بہرحال جو بھی ہو اسے تمہیں ڈاج دینے یا تمہارے ہاتھوں سے نکلنے کا کوئی موقع نہیں ملنا چاہئے''...... کرنل ڈیوڈ نے اسی انداز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔



''ہونہہ۔ اب دیکھتا ہوں یہ عمران کس طرح سے میرے ہاتھوں سے بچ کر نکلتا ہے۔ اس بار اس کی موت میرے ہاتھوں ہو گی اور میں اسے عبرتناک موت ماروں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ چند لمحے وہ کچھ سوچتا رہا پھر اس نے اپنے سامنے رکھی ہوئی فائل کھولی اور پھر وہ دوبارہ اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ یہ وہی فائل تھی جسے وہ ریڈ روزی کے آنے سے پہلے پڑھ رہا تھا۔

خاور، نعمانی اور چوہان، تنویر کے ساتھ اسرائیلی دارالحکومت کے ایک بڑے ہوٹل کے کمرے میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ ان سب نے اسرائیلی میک اپ کر رکھے تھے۔

وہ چاروں آج صبح ہی یہاں پہنچے تھے۔ ائیر پورٹ پر پہنچنے کے بعد وہ سب اپنے کاغذات سمیت سیدھے ایک چھوٹے سے ہوٹل میں پہنچے جہاں ان کے کمرے پہلے سے ریزرو تھے۔ اس وقت وہ پاکیشیائی سیاحوں کے روپ میں تھے اور انہوں نے ائیر پورٹ سے نکلتے ہی اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کی باقاعدہ نگرانی ہو رہی ہے لیکن چونکہ وہ باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت آئے تھے اس لئے انہیں اس نگرانی سے ذہنی طور پر کوئی الجھن نہ ہوئی تھی۔ ہوٹل میں پہنچنے کے بعد چند گھنٹوں تک تو وہ اس طرح اپنے اپنے کمروں میں آرام کرتے رہے جیسے سفر سے تھک گئے ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اٹھ کر مقامی میک اپ کیا۔ لباس تبدیل کئے اور ضروری



کاغذات جو پہلے ہی ان کے پاس تھے اور کرنسی جیبوں میں ڈال کر وہ سب ایک ایک کر کے ایمرجنسی وے کی سیڑھیوں کے ذریعے اتر کر اس بڑے ہوٹل میں پہنچ گئے اور یہاں انہوں نے نئے سرے سے ایک ایک کر کے کمرے بک کرائے اور ہر شخص نے یہاں پہنچنے سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لیا تھا کہ وہ نگرانی کرنے والوں کو جھٹک چکے ہیں۔

ویسے بھی نگرانی کرنے والے ان کے طویل آرام کی وجہ سے کچھ مطمئن سے ہو گئے تھے۔ اس لئے انہیں وہاں سے نکل آنے میں کوئی مشکل نہ ہوئی تھی۔ ان کا وہ سامان اور کاغذات جن کی مدد سے وہ اسرائیل میں داخل ہوئے تھے۔ ابھی تک ان کے کمروں میں موجود تھا اور انہیں معلوم تھا کہ جب شام تک وہ کمروں سے باہر نہ نکلیں گے تو لازماً نگرانی کرنے والے چونکیں گے اور پھر جب انہیں ان کی اس طرح گمشدگی کا پتہ چلے گا تو پھر پورے دارالحکومت میں ان کی بھرپور انداز میں تلاش شروع ہو جائے گی لیکن انہیں معلوم تھا کہ شام ہونے سے پہلے ہی وہ پلاننگ کے تحت دارالحکومت سے باہر نکل چکے ہوں گے۔

چیف نے اس بار اس گروپ کا انچارج تنویر کو بنایا تھا اور تنویر کی خوشی دیدنی تھی کہ چیف نے اس بار اسے عمران کی سربراہی میں اسرائیل نہیں بھیجا تھا اور اسے ایک الگ گروپ کا انچارج بنا دیا تھا۔ اب وہ اپنی مرضی اور اپنے طریقے کے مطابق کام کر سکتا تھا۔

تنویر نے اس بار ڈی ایکشن کرنے کی بجائے پلاننگ کے تحت کام کرنے کا ارادہ کیا تھا اور وہ پلاننگ کے تحت ایک بڑی جیپ کا بندوبست کرنے گیا ہوا تھا۔ عمران گو کہ اس گروپ کے ساتھ نہیں تھا لیکن چیف نے تنویر کو سختی سے ہدایات دی تھیں کہ عمران اپنے دوسرے گروپ کے ساتھ جیسے ہی اسرائیل پہنچے گا تو اسے عمران سے نہ صرف رابطہ رکھنا ہو گا بلکہ عمران کی ہدایات پر عمل بھی کرنا ہو گا۔ تنویر کو چونکہ الگ گروپ کا لیڈر بن کر کام کرنے کا موقع مل رہا تھا اس لئے اس نے بخوشی چیف کی بات مان لی تھی۔

یہ ساری پلاننگ ظاہر ہے عمران کی ہی تھی۔ اس نے اس بار خصوصی پلاننگ کی تھی۔ اس پلاننگ کے تحت تنویر کی سرکردگی میں سیکرٹ سروس کی ٹیم براہ راست ڈاماری پہاڑی پر پہنچے گی اور اس کا مشن کیٹ ایجنسی کا خاتمہ یا پھر حالات دیکھ کر کیٹ ایجنسی میں شمولیت حاصل کرنی تھی جبکہ عمران باقی ٹیم کو لے کر داماگ کے راستے اسرائیل کے پہاڑی علاقوں میں داخل ہو گا اور وہاں موجود کسی اہم ترین پہاڑی بدو قبیلے میں شامل ہو کر وہ اس بدو قبیلے کے ساتھ ڈاماری پہنچے گا اور اس کے بعد دونوں ٹیمیں مل کر ڈاماری مشن مکمل کریں گے۔ نعمانی، خاور اور چوہان تنویر کی عدم موجودگی میں بیٹھے اس مشن کے بارے میں باتیں کر رہے تھے گائیکر کی مدد سے انہوں نے اس بات کی تسلی پہلے ہی کر لی تھی کہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔



"تمہارا کیا خیال ہے تنویر جو ایک ڈیشنگ ایجنٹ ہے کسی پلاننگ کے تحت کام کر سکے گا"...... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے ایسا نہیں لگ رہا ہے۔ تنویر کے لئے یہ انتہائی مشکل کام ہے کہ وہ کیٹ ایجنسی میں بطور ورکر شامل ہو۔ اس نے یہی کوشش کرنی ہے کہ عمران کے پہنچنے سے پہلے ہی سب کا خاتمہ بالخیر کر دے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ وہ ایسی ہی فطرت کا مالک ہے۔ وہ ناک کی سیدھ میں کام کرنے کا عادی ہے اور میرا خیال ہے یہی صورت زیادہ بہتر بھی ہے۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ ختم ہو جائے گا"...... چوہان نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہوا تو حالات اور زیادہ پیچیدہ ہو جائیں گے کیٹ ایجنسی کے خاتمے کے ساتھ ہی حکومت اسرائیل الرٹ ہو جائے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ اسرائیل کی پوری فوج ہی اس پہاڑی کی حفاظت کے لئے بھیج دے۔ ایسی صورت میں وہاں مشن مکمل کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا"...... خاور نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ بہرحال تنویر آئے گا تو تب پتہ چلے گا کہ وہ کیا چاہتا ہے"...... نعمانی نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور تنویر مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"آ گئے تم۔ ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے"...... نعمانی نے

پوچھا۔

''اچھی بات ہے''...... تنویر نے کہا۔

''بہرحال۔ جیپ کا کیا بنا۔ ملی یا نہیں''...... خاور نے پوچھا۔

''مل گئی ہے۔ نیچے موجود ہے۔ میں نے اسلحے کا بھی بندوبست کر لیا ہے اور تمام خصوص اجازت نامے بھی حاصل کر لئے ہیں۔ ان اجازت ناموں کی رو سے ہمارا تعلق محکمہ معدنیات سے ہے اور ہم ان پہاڑی علاقوں کے سروے کے لئے جا رہے ہیں''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن۔ تم نے واقعی کارکردگی دکھائی ہے''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلو اٹھو۔ ہمیں ابھی سے کام شروع کرنا ہے''...... تنویر نے کہا اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے اپنا خاص ٹائپ کا سامان جیبوں میں بھرا اور کمرے سے نکل کر لفٹ کے ذریعے ہال میں پہنچ گئے۔ تنویر نے کاؤنٹر پر کہہ دیا کہ وہ ایک ہفتے کے لئے سرکاری سروے پر جا رہے ہیں۔ اس لئے ایک ہفتے تک ان کے کمرے بند رہیں گے۔ چونکہ کرایہ وہ ایک ماہ کا ایڈوانس دے چکے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے ہوٹل انتظامیہ کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

انہوں نے بہرحال تنویر کی دی ہوئی اطلاع نوٹ کر لی اور وہ چاروں ہوٹل سے نکل کر پارکنگ میں موجود اس جیب میں بیٹھ



گئے۔ تنویر ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ خاور اس کی ساتھ والی سیٹ پر اور نعمانی، چوہان عقبی سیٹوں پر تھے۔ جیپ ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکلی اور تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ تقریباً دو گھنٹوں بعد وہ دارالحکومت کی آخری چوکی سے چیکنگ کے بعد دارالحکومت سے باہر نکل آئے۔ وہ جس پہاڑی کی طرف جا رہے تھے اس سلسلے کا آغاز جس میں ڈاماری پہاڑی تھی۔ دارالحکومت سے تقریباً تین سو کلو میٹر کے فاصلے پر شروع ہوتا تھا۔ اس لئے انہوں نے تقریبا تین سو کلیو میٹر تک تاحد نگاہ پھیلے ہوئے میدانی علاقے کا سفر کرنا تھا۔

''اگر ہماری چیکنگ کی گئی تو انہیں لازماً معلوم ہو جائے گا کہ چار افراد دارالحکومت سے باہر گئے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''میرے پاس جو کاغذات ہیں انہیں وہ کسی طرح بھی نقلی قرار نہیں دے سکتے اور چہروں پر میک اپ بھی سپیشل ہیں اس لئے تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور چوہان نے سر تو ہلا دیا لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات بہرحال موجود تھے تقریباً دو گھنٹوں تک مسلسل سفر کرنے کے بعد وہ ایک اور شہر کی حدود میں داخل ہوئے اور نعمانی کے کہنے پر تنویر نے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے جیپ روک دی۔ وہ اب یہاں سے کھانا کھا کر اور چائے پی کر آگے جانا چاہتے تھے کیونکہ اس کے بعد آگے راستے میں چھوٹے قصبے ہی تھے جہاں کھانا اچھا

نہ مل سکتا تھا۔ ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر انہوں نے اطمینان سے کھانا کھایا اور پھر چائے وغیرہ پینے کے بعد تنویر نے بل ادا کیا اور پھر وہ اٹھ کر باہر آ گئے لیکن وہ جیسے ہی باہر آئے یہ دیکھ کر ٹھٹھک گئے کہ ان کی جیپ کے ساتھ دو پولیس آفیسر کھڑے تھے۔

"رکو نہیں۔ چلتے رہو۔ ورنہ انہیں شک ہو جائے گا"...... تنویر نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے آ گئے۔

"کیا بات ہے جناب۔ خیریت"...... تنویر نے ایک پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا اس جیپ پر آپ سفر کر رہے ہیں"...... اس پولیس آفیسر نے چونک کر تنویر اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اس کا لہجہ خاصا سخت تھا۔

" ہاں۔ کیوں۔ کیا آپ کو ہمارے سفر پر کوئی اعتراض ہے"...... تنویر نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ کھڑے خاور نے جلدی سے تنویر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر مخصوص انداز میں دبا دیا۔ وہ تنویر کو تنبیہہ کر رہا تھا کہ وہ احتیاط سے کام لے اور غصہ نہ کرے ۔کیونکہ تنویر کی فطرت تھی کہ پولیس آفیسر کا سخت لہجہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہو گا اور وہ کام بگاڑ سکتا ہے۔

"ہاں۔ ہے اعتراض"...... اس پولیس آفیسر نے کہا۔



"کس بات کا اعتراض ہے"...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہمیں دارالحکومت سے احکامات ملے ہیں کہ ہم آپ کی جیپ کو اور خصوصی طور پر آپ سب کو چیک کریں اور انہیں رپورٹ دیں۔ اس کے بعد ہی آپ کو مزید آگے سفر جاری رکھنے کی اجازت ملے گی"...... اس پولیس آفیسر نے کہا۔

"اوہ لیکن......" تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہنا چاہا۔

"لیکن ویکن کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ کو ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر جانا ہو گا"...... اسی پولیس آفیسر نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہم آپ سے پورا پورا تعاون کریں گے جناب۔ ہم انتہائی قانون پسند شہری ہیں اور آپ سے تعاون کرنا ہمارا فرض ہے۔ آپ جیسا چاہیں تسلی کر لیں"...... اس بار نعمانی نے آگے بڑھ کر کہا اور پولیس آفیسر کا ستا ہوا چہرہ قدرے ڈھیلا پڑ گیا۔

"تھینک یو۔ آپ ایسا کریں کہ جیپ لے کر ہماری جیپ کے پیچھے آ جائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو جلد از جلد فارغ کر دیا جائے"...... اس پولیس آفیسر نے قدرے نرم لہجے میں نے کہا اور اپنے ساتھی کو اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے ایک طرف کھڑی پولیس جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

''اوہ۔ ہماری جیپ میں اسلحہ ہے اور جیپ چیکنگ میں یہ اسلحہ سامنے آ جائے گا تب''...... تنویر نے جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسلحہ بیگ میں ہو گا۔ پہاڑی سلسلے کے پاس درختوں کے جھنڈ موجود ہیں۔ ہم آگے جاتے ہوئے راستے میں خاموشی سے یہ بیگ کسی بھی محفوظ جگہ پر چھپا دیں گے۔ جہاں سے ہم واپسی پر اسے اٹھا سکتے ہیں۔ یہ پہاڑی سلسلے تک کا فاصلہ بے حد زیادہ ہے۔ اگر ہم مشکوک ہو گئے تو پھر ہمیں آگے بڑھنے نہ دیا جائے گا اور سارا کھیل ختم ہو کر رہ جائے گا اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم خاموشی سے ان کے ساتھ چلتے رہیں''...... چوہان نے کہا اور تنویر کا ستا ہوا چہرہ کھل اٹھا۔

''ہاں۔ اسلحے سے بھرا تھیلا عقبی طرف سیٹوں کے نیچے پڑا ہے''...... تنویر نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تم سب کی جیبوں میں جو اسلحہ ہے وہ بھی اس بیگ میں ڈال دو''...... خاور نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ریوالور اور خنجر نکال کر عقبی طرف بیٹھے نعمانی کی طرف بڑھا دیا۔ جو سیٹ کے نیچے سے سیاہ رنگ کا بڑا سا تھیلا باہر نکال چکا تھا۔ تنویر نے جیپ آگے بڑھا دی تھی اور تھوڑی دیر بعد ان کا سارا اسلحہ بیگ میں منتقل ہو چکا تھا اور اب نعمانی کوئی مناسب جگہ دیکھ رہا تھا اور پھر اچانک انہیں وہ مناسب جگہ نظر آ گئی۔ وہاں کافی درخت تھے جو



ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور ایک چھوٹا سا جھنڈ سا بن گیا تھا۔ اس جھنڈ کو دیکھتے ہی ان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ آگے جا کر سڑک بائیں طرف کو مڑ رہی تھی۔ پولیس جیب جیسے ہی وہاں سے آگے بڑھ کر مڑی۔ تنویر نے یکلخت جیپ کو بریک لگائی تو نعمانی نے تھیلے سمیت نیچے چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا وہ درختوں کے جھنڈ کے اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ واپس خالی ہاتھ آیا تو تنویر نے جیب آگے بڑھا دی۔ نعمانی جلدی سے جیپ پر چڑھ گیا۔ نعمانی جانتا تھا کہ تھیلے میں انتہائی طاقتور اور حساس بم بھی موجود ہیں اس لئے اگر وہ جیپ کے اندر سے تھیلا درختوں کے عقب میں پھینک دیتا تو یقیناً یہ بم انتہائی خوفناک دھماکوں سے پھٹ بھی سکتے تھے اور ان کا سارا اسلحہ ضائع ہو جاتا اور وہ آسانی سے ان کی پکڑ میں آ سکتے تھے۔ جیپ تیزی سے موڑ کاٹ کر آگے بڑھ گئی اور اب ان سب کے چہروں پر مکمل اطمینان موجود تھا تھوڑی دیر بعد وہ مقامی پولیس ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس کے ایک کمرے میں انہیں پہنچا دیا گیا اور کمرے کا دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا اور وہی پولیس آفیسر دو سپاہیوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں میک اپ واشر تھا۔

''سب سے پہلے ہم آپ کا میک اپ چیک کریں گے۔ امید ہے آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں گے''...... اس پولیس آفیسر نے

کہا۔

”ضرور۔ ہم آپ کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کریں گے آفیسر۔ آپ پوری تسلی کر لیں“...... خاور نے کہا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے چہروں پر سپیشل میک اپ ہے جسے واش کرنا اس عام سے میک اپ واشر کے بس میں نہیں ہے اور وہی ہوا میک اپ واشر نے ان کے چہروں کے اصل ہونے کا اعلان کر دیا۔

”اوکے۔ آپ اپنے سارے کاغذات مجھے دے دیں۔ میں ان کی جانچ پڑتال کروں گا اور دارالحکومت سے ان کی تصدیق کراؤں گا“...... آفیسر نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا اور تنویر نے جیب سے ایک موٹا سا لفافہ نکال کر انتہائی اطمینان سے پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ پولیس آفیسر نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ دونوں سپاہی پہلے ہی باہر جا چکے تھے۔ کاغذات کے دارالحکومت سے چیکنگ کی بات سن کر نعمانی اور چوہان قدرے بے چین سے نظر آنے لگے تھے۔ لیکن تنویر نے انہیں مسکراتے ہوئے آئی کوڈ سے مخصوص اشارہ کیا تو ان کے چہروں پر بھی اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ وہ سب ہلکی پھلکی باتیں کر رہے تھے اور ایسی کوئی بات نہ کر رہے تھے جن سے وہ مشکوک ہو سکتے ہوں۔ انہیں اس بات کا خطرہ تھا کہ اس کمرے میں یقیناً ڈکٹا فون ٹائپ آلات موجود ہوں گے۔ ان کی باتوں میں اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو وہ آسانی سے پکڑے جا سکتے تھے۔



”لگتا ہے ہمیں ابھی یہاں کافی وقت لگے گا کیونکہ جب تک یہ اپنی تسلی نہیں کر لیتے اس وقت تک ہمیں آگے نہیں جانے دیں گے اور اچھا ہے یہ ایک بار اچھی طرح سے تسلی کر لیں ورنہ ہمارے لئے آگے بڑھنا مشکل ہو جائے گا اور ہمیں خواہ مخواہ یہ لوگ تنگ کرتے رہیں گے“...... خاور نے کہا۔

”تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ انہیں مکمل تسلی کر لینی چاہئے لیکن بہرحال یہ کافی سست رو ثابت ہو رہے ہیں“...... تنویر نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ کھلا اور وہی پولیس آفیسر اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر معذرت کے تاثرات موجود تھے۔

”مجھے افسوس ہے دوستو اور میں آپ سب سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں نے مکمل تسلی کر لی ہے۔ آپ کے کاغذات اصل اور درست ہیں۔ چہرے بھی اصلی ہیں اور آپ کی جیب میں بھی کوئی قابل اعتراض چیز نہیں ہے۔ اب آپ حضرات اپنا سفر جاری رکھ سکتے ہیں۔ آپ ہماری طرف سے کلیئر اور آزاد ہیں“...... اس پولیس آفیسر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور لفافہ تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

”آپ کو معذرت کرنے کی ضرورت نہیں ہے جناب۔ ہم آپ کی تسلی چاہتے تھے۔ آپ کی تسلی ہو گئی۔ یہی ہمارے لئے کافی ہے“...... خاور نے کہا جبکہ تنویر لفافے میں سے کاغذات نکال کر

ان کا جائزہ لے رہا تھا کہ وہ پورے بھی ہیں یا نہیں۔

''کیا میں آپ سے کچھ پوچھ سکتا ہوں آفیسر''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں ضرور۔ کیوں نہیں۔ پوچھو کیا پوچھنا ہے''...... آفیسر نے کہا۔

''یہ ساری چیکنگ کس لئے ہو رہی ہے کیونکہ اس سے پہلے تو کبھی ایسی چیکنگ نہیں ہوتی تھی''......تنویر نے کہا۔

''بات اصل میں یہ ہے کہ ہمیں جی پی فائیو کی طرف سے اطلاع دی گئی تھی۔ انہیں چار افراد کی تلاش ہے جنہیں دارالحکومت میں وہ خود شدت سے تلاش کر رہی ہے۔ان افراد کے قدوقامت آپ چاروں سے ملتے جلتے ہیں اس لئے جیسے ہی انہیں دارالحکومت کی آخری چوکی سے آپ کی جیپ کے بارے میں اطلاع ملی انہوں نے کال کر کے مجھے حکم دے دیا کہ میں تفصیلی چیکنگ کر کے انہیں رپورٹ دوں۔ آپ کی جیپ کا نمبر مجھے بتا دیا گیا تھا اس لئے مجبوراً مجھے آپ حضرات کو روکنا پڑا اور یہ سب کرنا پڑا لیکن میں مطمئن ہوں۔ کم از کم آپ وہ افراد نہیں ہیں جن کی جی پی فائیو کو تلاش ہے''...... پولیس آفیسر واقعی کافی شرمندہ نظر آ رہا تھا۔

''اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ پھر تو واقعی آپ کو بھی ہمارے ساتھ ہی زحمت ہوئی اور ہمیں خوشی ہے کہ آپ کی تسلی ہو گئی ہے اور ہم آزادی سے اپنا سفر جاری رکھ سکتے ہیں''......تنویر نے کہا تو



پولیس آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پولیس آفیسر نے ایک بار پھر ان سے معذرت کی اور انہیں جانے دیا۔ وہ سب مقامی پولیس کے ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گئے اور پھر کچھ دیر بعد وہ اپنی جیپ میں بیٹھے واپس اسی راستے کی طرف جا رہے تھے جہاں سے وہ آئے تھے۔۔ اس موڑ تک انہوں نے اپنی نگرانی کو اچھی طرح چیک کیا لیکن جب انہیں یقین ہو گیا کہ نگرانی نہیں کی جا رہی تو تنویر نے اسی طرح موڑ مڑ کر جیپ روکی اور نعمانی اتر کر درختوں کے جھنڈ سے اسلحے کا تھیلا اٹھا کر واپس جیپ میں آ گیا اور اس کے بیٹھتے ہی تنویر نے یکلخت جیپ کی رفتار بڑھا دی اور اسے تیزی سے دوڑاتا لے گیا۔

اب وہ سب پوری طرح مطمئن تھے کہ اب انہیں آگے کسی جگہ بھی نہ چیک کیا جائے اور وہ اپنا مشن اطمینان سے مکمل کر سکیں گے لیکن اس قصبے سے نکل کر وہ ایک کچے راستے سے ہوتے ہوئے تقریباً سو کلو میٹر ہی آگے بڑھے ہوں گے کہ یکلخت انہیں اپنے سروں پر ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں کے بعد ہیلی کاپٹر جیپ کی سائیڈ پر انتہائی نیچی پرواز کرنے لگا۔ خاور نے سر باہر نکال کر دیکھا۔ یہ پٹرولنگ پولیس والوں کا ہیلی کاپٹر تھا۔ ہیلی کاپٹر پر باقاعدہ پٹرولنگ پولیس لکھا ہوا تھا۔

''خبردار۔ اپنی جیپ روک دو۔ فوراً۔ ورنہ ہم جیپ پر میزائل فائر کر کے اسے تباہ کر دیں گے جس کے نتیجے میں تم سب مارے

جاؤ گے"...... ہیلی کاپٹر کے اوپن ڈور سے ایک بھاری چہرے والے آدمی نے میگا فون سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ایک ہاتھ میں میزائل گن تھی۔

"میزائل فائر نہ کرنا۔ ہم جیپ روک رہے ہیں"...... خاور نے چیخ کر جواب دیا اور پھر اس نے سر اندر کر لیا۔

"شاید انہیں ہم پر شک ہو گیا ہے یا پھر کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ جو یہ اس طرح ہمارے پیچھے آ گئے ہیں"...... تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب ہمیں کچھ کرنا ہی ہو گا"...... نعمانی نے کہا۔

"کیا"...... خاور نے پوچھا۔

"اب ہمیں جیپ چھوڑ کر اس پٹرولنگ ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہو گا۔ جلدی کرو۔ اسلحہ لے لو"......خاور نے تیز لہجے میں کہا اور جب تک تنویر نے جیپ روکی۔ تھیلے میں موجود تمام اسلحہ انتہائی برق رفتاری سے خاور، چوہان اور نعمانی کی جیبوں میں منتقل ہو گیا۔ ایک مشین پسٹل خاور نے تنویر کی جیب میں بھی ڈال دیا اور دوسرے لمحے وہ سب اچھل کر جیپ سے باہر آ گئے۔ ہیلی کاپٹر اب بھی جیپ کے اوپر معلق تھا۔

"سنو۔ تم چاروں جیپ سے ہٹ کر دور کھڑے ہو جاؤ اور اپنے دونوں ہاتھ سروں پر رکھ لو۔ جلدی کرو۔ ورنہ فائر کھول دیا جائے گا۔ جلدی کرو"...... اسی آدمی نے چیخ کر کہا اور خاور کے اشارے



پر وہ سب تیزی سے ایک طرف ہٹتے گئے۔ تنویر کا چہرہ اس وقت آگ کی طرح سرخ ہو رہا تھا۔ اس کا بس چلتا تو اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر چھلانگ لگا دیتا لیکن اپنے ساتھیوں کی وجہ سے وہ مجبور ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ان سے کچھ فاصلے پر اتر گیا اور وہی بھاری چہرے والا نیچے اترا۔ اس کے ہاتھ میں ابھی تک میزائل گن تھی اور وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔

"سنو۔ تم چاروں میری طرف پشت کر لو اور سب اپنے دونوں ہاتھ پشت پر کر لو۔ جلدی کرو۔ ورنہ میں فائر کھول دوں گا اور تم سب کے پرخچے اڑ جائیں گے"...... اس نے قدرے قریب آ کر چیختے ہوئے کہا۔

"آخر اس کی وجہ۔ کیا ہم مجرم ہیں یا ڈاکو ہیں جو آپ ہمیں اس طرح سے گھیر رہے ہیں"...... اچانک تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ اپنا منہ بند رکھو ورنہ......" اس آدمی نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا اور وہ تیز تیز چلتا ہوا آگے آ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی کوئی جواب دیتا۔ تنویر نے یکلخت بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی چیخ مار کر پیچھے الٹ گیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر بجلی کی تیزی سے دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بھاگا مگر اسی لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔

ہیلی کاپٹر کا انجن چونکہ بند نہ کیا گیا تھا۔ اس لئے پائلٹ نے

جو اوپن ڈور میں سے اپنے ساتھی کو گرتا دیکھ چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا دیا۔ لیکن تنویر نے ہیلی کاپٹر کے اٹھتے ہی یکلخت کسی پرندے کی طرح اونچی چھلانگ لگائی۔ وہ ہیلی کاپٹر کے پیڈ پکڑنا چاہتا تھا لیکن اس کے فضا میں اٹھے ہوئے دونوں ہاتھ پیڈز سے صرف چند انچ نیچے رہ گئے اور وہ واپس منہ کے بل نیچے زمین پر گرا مگر نیچے گرتے ہی وہ قلابازی لگا کر ایک طرف ہو گیا۔ اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اوپر کو اٹھ کر چکر کاٹ کر واپس آگے جاتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے ایک بڑا سا شعلہ ٹکرایا اور پھر ایک خوفناک دھماکے کے ساتھ ہیلی کاپٹر زمین سے ٹکرایا اور اس کے پرزے دور دور تک بکھر گئے۔ وہ آگ کے ایک بڑے شعلے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ یہ کارنامہ چوہان نے دکھایا تھا۔ اس نے اس مرنے والے کے ہاتھ سے نکل کر گرنے والی میزائل گن اٹھا کر ہیلی کاپٹر پر میزائل فائر کر دیا تھا اور یہ اس میزائل کا نتیجہ تھا کہ ہیلی کاپٹر خوفناک تباہی کا شکار ہو گیا تھا ورنہ نیچے کھلے میدان میں وہ آسانی سے ہیلی کاپٹر سے ہونے والی فائرنگ کا شکار بن سکتے تھے۔

''اس آدمی کی لاش کو بھی اٹھا کر آگ میں ڈال دو تاکہ بعد میں آنے والے یہی سمجھیں کہ ہیلی کاپٹر تباہ ہونے سے یہ مر گئے ہیں''...... تنویر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے زمین پر پڑی اس لاش کو ہاتھوں



سے پکڑ اٹھایا اور دوڑ کر بھڑکتی ہوئی آگ کے الاؤ میں پھینک دیا اور پھر وہ سب تیزی سے جیپ کی طرف دوڑ پڑے کیونکہ کسی بھی لمحے سڑک پر کوئی کار وغیرہ آ سکتی تھی اور وہ اس سے پہلے وہاں سے دور نکل جانا چاہتے تھے۔

چونکہ یہ سڑک ویران پہاڑی سلسلے کی طرف جاتی تھی اس لئے یہاں ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ کسی وقت کوئی بس نظر آتی تھی۔ ورنہ سڑک سنسان ہی تھی۔ تنویر نے اس بار جیپ کو پوری رفتار سے دوڑانا شروع کر دیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ وہاں سے کافی دور نکل آئے۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر یہ لوگ ہمارے پیچھے کیوں آئے ہیں اور ایسی کون سی بات ہو گئی کہ انہیں ہم پر شبہ ہوا ہو گا''...... تنویر نے کہا۔

''کچھ نہ کچھ تو ہوا ہے۔ بہرحال اب ہمیں فوری طور پر اس جیپ سے چھٹکارا پانا ہے اور کوئی پناہ گاہ ڈھونڈنی ہے ورنہ اس پورے علاقے کو فورس کے ہیلی کاپٹروں اور جیپوں نے گھیر لینا ہے اور پھر ہمارے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہیں رہے گا''...... چوہان نے تیز لہجے میں کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس جیپ کی وجہ سے ہم پکڑے جا سکتے ہیں۔ اس کے لئے اسے یہیں چھوڑ کر ہم کسی بس میں سفر کرتے ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

”نہیں۔ وہ ہم سے مشکوک ہو چکے ہیں اس لئے وہ یقیناً بس کے مسافروں کی بھی چیکنگ کریں گے“...... تنویر نے کہا۔

”تو پھر کیا کریں“...... چوہان نے کہا۔

”اس کے لئے ہمیں اپنے حلیئے اور میک اپ بھی بدلنے ہوں گے“...... تنویر نے کہا۔

”وہ دیکھو۔ ادھر دور دھواں نکلتا نظر آ رہا ہے۔ اس طرف یقیناً کوئی زرعی فارم ہو گا۔ جیپ روک دو اور اسے درختوں کے جھنڈ میں چھپا دو۔ اب ہم یہاں سے پیدل جائیں گے۔ اگر ہم نے جیپ میں سفر کیا تو جیپ کے ٹائروں کے نشانات پر وہ سیدھے ہمارے پیچھے وہاں پہنچ جائیں گے“...... خاور نے کہا اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے جیپ سڑک سے اتار کر درختوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھا دی۔ جیپ روکتے ہی وہ نیچے آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب بھی اپنا سامان اٹھا کر جیپ سے اترے اور تیزی سے اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف انہیں دھواں اٹھتا دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ دیر تک وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے پھر کھیت دیکھ کر وہ تیزی سے دوڑنا شروع ہو گئے۔



ٹیکسی ہوٹل الائیڈ کے گیٹ کے پاس رکی تو عمران دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دیا اور پھر اس نے سیٹ پر رکھا ہوا بریف کیس اٹھایا اور دروازہ بند کر کے مڑا اور اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل الائیڈ کے گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ داماک کا سب سے بڑا اور شاندار ہوٹل تھا۔

دوپہر کا وقت تھا۔ اس لئے ہوٹل کا ہال لنچ کرنے والوں کی وجہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف وسیع و عریض کاؤنٹر تھا۔ جس پر چار خوبصورت لڑکیاں کھڑی ہر آنے والوں کو اٹنڈ کر رہی تھیں۔ چونکہ کاؤنٹر پر کافی رش تھا اس لئے عمران ایک طرف بریف کیس رکھ کر اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔

”لیس سر۔ فرمائیں“...... ایک لڑکی نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے“...... عمران نے کہا۔

"کیسا سوال"...... اس لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ بتائیں کہ کیا یہاں ہوٹل میں ملازمت مقابلہ حسن جیتنے کے بعد ہی ملتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی اس کی بات سن کر چونک پڑی۔

"جی۔ کیا فرمایا آپ نے۔ مقابلہ حسن"...... لڑکی شاید عمران کے فقرے کا مطلب فوری طور پر سمجھ نہ سکی تھی۔

"جی ہاں۔ جس قدر آپ حسین اور سمارٹ ہیں۔ مجھے تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ آپ گزشتہ کئی سالوں سے مقابلہ حسن جیت رہی ہوں گی۔ بلکہ آپ نے یقیناً مقابلہ حسن جیتنے کی باقاعدہ ہیٹ ٹرک تو کر ہی لی ہو گی"...... عمران نے کہا اور اس بار لڑکی کا چہرہ اس طرح جگمگا اٹھا جیسے کھال کے نیچے ہزاروں وولٹیج کا کوئی بلب اچانک جل اٹھا ہو۔ وہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔

"اوہ اوہ۔ تھینک یو۔ آپ کا تعریف کرنے کا انداز واقعی منفرد ہے۔ فرمائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"...... لڑکی نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

"خدمت اور آپ سے۔ سچ پوچھیں تو آپ جیسی حسین لڑکی کو دیکھ کر میرا تو جی چاہ رہا ہے کہ باقی ساری عمر آپ کی ہی خدمت کرتے گزار دوں"...... عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کی طرح کہا اور لڑکی کا چہرہ اور زیادہ جگمگا اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے قندیلیں سی جل اٹھی تھیں۔



"تھینک یو۔ رئیلی تھینک یو۔ آپ واقعی قدر شناس انسان ہیں۔ میں آپ کی اس تعریف کی بے حد مشکور ہوں"...... لڑکی سے شاید اور کوئی بات نہ بن سکی تھی۔

"آپ کی مثال کیسی ہیرے کی سی ہے اور ہیرے کو یقیناً ایک جوہری ہی پہچان سکتا ہے اور میں ویسا ہی ایک جوہری ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اب بس بھی کریں۔ آپ میری اتنی تعریفیں کیوں کر رہے ہیں"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تعریف اسی کی کی جاتی ہے جو تعریف کے قابل ہو"۔ عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"بہرحال بتائیں۔ میں آپ کے لئے کیا کر سکتی ہوں"۔ لڑکی نے کہا۔

"کچھ زیادہ نہیں۔ صرف یہ بتا دیں کہ اسٹیلن کہاں مل سکے گا۔ مجھے اس سے فوری ملنا ہے"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"سر۔ اسٹیلن۔ اوہ اوہ۔ مم مم۔ مگر......" لڑکی اسٹیلن کا نام سنتے ہی بری طرح گڑبڑا گئی۔

"فکر نہ کرو۔ درمیان میں آپ جیسی خوبصورت حسینہ کا نام نہ آئے گا"...... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ لڑکی چند لمحے عمران کی جانب غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے اثبات میں سر ہلایا

اور پھر اس نے جلدی سے ایک چٹ پر قلم سے کچھ لکھا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ لیں جناب۔ آپ چونکہ قدر شناس ہیں اور میں آپ جیسے قدر شناس کی بس یہی خدمت کر سکتی ہوں اس سے زیادہ نہیں''۔ لڑکی نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کاغذ پر ایک نظر ڈالی اس پر ایک فون نمبر لکھا ہوا تھا۔

''شکریہ۔ آپ سے پھر تفصیلی ملاقات ہو گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس نے لڑکی کے ہاتھ سے چٹ نہ لی تھی۔ لڑکی نے جلدی سے چٹ پر لکھے ہوئے نمبروں پر لکریں لگا کر اس انداز میں کاٹا کہ وہ نمبر پڑھے نہ جا سکیں پھر اس نے اس چٹ کے ٹکڑے کر کے ڈسٹ بن میں ڈال دیئے۔ یہاں چونکہ عمران سیل فون استعمال نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ ہوٹل کے باہر برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ فون بوتھ خالی تھا۔ اس نے جیب میں سے سکے نکالے اور فون پیس میں ڈال کر اس نے رسیور اٹھایا اور لڑکی کا لکھا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

''یس''...... دوسری طرف سے اچانک ایک پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔

''ارے ارے۔ اتنی اونچی آواز میں کیوں بول رہے ہو بھائی۔ آہستہ بولو۔ کیا بات ہے۔ بہرے ہو جو اس طرح پاگلوں کی طرح



سے چیخ رہے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کون۔ کون بول رہے ہو۔ کس میں یہ جرأت پیدا ہو گئی ہے کہ اسٹیلن کو اس کے خاص نمبر پر فون کر کے ایسی توہین آمیز بات کرے''...... دوسری طرف سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا گیا۔

''ہونہہ خاص نمبر۔ کاؤنٹر پر کھڑی لڑکیاں تک تو تمہارا نمبر جانتی ہیں اور تم اسے خاص کہہ رہے ہو۔ اس سے تو بہتر ہے کہ تم اس نمبر کا بورڈ چوکوں پر ہر جگہ لگوا دو''...... عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم ہو کون۔ جلدی بولو۔ کون ہو تم''...... اس بار اسٹیلن کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

''تم تو ایسے بول رہے ہو جیسے ڈھول پیٹ رہے ہو۔ مان لیتا ہوں کہ تم نامی گرامی بدمعاش ہو اور داماگ میں تمہارا ہی سکہ چلتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم چیخ چیخ کر بولنا شروع کر دو۔ تمہاری چیختی ہوئی آواز سن کر ایسا لگتا ہے جیسے بہت سی بدروحیں بین کر رہی ہوں۔ بہرحال تعارف کرا دوں۔ کہ میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے اور میں ریاست ڈھمپ سے تمہیں خاص طور پر ملنے آیا ہوں۔ بولو کہاں آؤں''...... عمران کی زبان چل پڑی۔

''ڈھمپ سے پرنس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہاں۔ یہ تمہاری خوش نصیبی ہے کہ ایک ریاست کا پرنس تم سے خود بنفس نفیس ملنے آیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ فون کہاں سے کر رہے ہو تم''...... اس بار اسٹیلن نے

قدرے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ہوٹل الائیڈ کے برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ سے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جہاں ہو وہیں رکے رہو۔ میں تم سب کو لینے کے لئے سیاہ رنگ کی ایک جیپ میں اپنے آدمیوں کو بھیج رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر باہر برآمدے میں ایک ستون کے ساتھ لگ کر اطمینان سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے اس بار مختلف قسم کی پلاننگ کی تھی۔ تحقیقات کرنے پر اسے معلوم ہوا تھا کہ داماگ کے دارالحکومت کا سب سے بڑا غنڈہ اسٹیلن اس کے قدوقامت کا آدمی ہے اس لئے عمران نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ وہاں جا کر اسٹیلن کا روپ دھار لے گا اور پھر اس کے ساتھیوں میں سے اپنے ساتھیوں جیسے قدوقامت کے افراد کو چن کر ان کے میک اپ اپنے ساتھیوں کے چہروں پر کر دے گا۔ اس کے بعد وہ مزید اقدام اٹھائے گا۔ کیونکہ اسٹیلن کا تعلق دراصل داماگ اور اسرائیل کے پہاڑی علاقوں میں بسنے والے پہاری قبائل میں سے بڑے اور طاقتور قبیلے ہودائی سے تھا۔ اس لئے وہ اسٹیلن ہودائی کہلاتا تھا اور اس کی غنڈہ گردی کی کامیابی کا راز بھی یہی تھا کہ اس نے اپنا پورا گروپ ہودائی قبیلے کے افراد پر مشتمل تھا۔ جو لڑنے مرنے میں ماہر تھا اور اسٹیلن کا ہودائی قبیلے



میں بڑا اثر رسوخ تھا۔ عمران نے گو اس سے پہلے ٹیم کے ساتھ داماگی سرحد پار کر کے ہودائی قبیلے میں جانے اور وہاں سے آگے ڈاماری پہاڑی کی طرف بڑھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن عین روانگی کے وقت اسے اسرائیل سے ابوحلم نے اطلاع دی کہ کرنل ڈیوڈ کو ان کے پروگرام کی اطلاع مل چکی ہے۔

ابوحلم نے بتایا تھا کہ ان کی فون کال ٹیپ کر لی گئی تھی اور کرنل ڈیوڈ نے اپنا پورا گروپ رکوتا بھجوا دیا ہے۔ اس پر عمران نے فوری طور پر پلاننگ میں ترمیم کر دی۔ سب سے پہلے تو اس نے رکوتا کے ہوٹل جیف کے منیجر ابن ہاد کو جو اس کا دوست تھا فون کر کے کہہ دیا کہ وہ کچھ عرصے کے لئے انڈر گراؤنڈ ہو جائے اور پھر باقی ٹیم کو وہیں روک کر خود وہ اکیلا داماگ آ گیا تھا۔ گو اس نے اسٹیلن کے بارے میں معلومات ٹائیگر کی مدد سے حاصل کی تھیں لیکن وہ ٹائیگر کو ساتھ نہ لایا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسٹیلن کی جگہ لے لینے کے بعد اکیلا ہونے کی وجہ سے اسے خاصی آسانی رہے گی۔ ٹائیگر نے ہی اسے بتایا تھا کہ اسٹیلن ہودائی خوبصورت عورتوں کا بڑا رسیا ہے۔ اس لئے اس کا خاص فون نمبر یا پتہ کسی حسین عورت سے ہی معلوم ہو سکتا تھا یہی وجہ تھی کہ عمران نے جب کاؤنٹر پر اس خوبصورت لڑکی کو دیکھا جو اپنی باقی ساتھی لڑکیوں سے واقعی کئی گناہ زیادہ حسین اور سمارٹ تھی تو اس نے جان بوجھ کر ایسی باتیں کیں کہ اگر یہ لڑکی اسٹیلن کے متعلق کچھ جانتی ہو گی تو لازماً بتا دے گی

اور اس کا اندازہ درست نکلا۔ لڑکی سے اسے اسٹیلن کا فون نمبر مل گیا تھا۔

اس نے اسٹیلن سے بھی یہ ساری باتیں اسی نفسیات کی بنا پر کی تھیں کہ اب اسٹیلن اس سے خود ملنے کے لئے بے چین ہو گا۔ ورنہ نجانے اسے اسٹیلن تک پہنچنے کے لئے کتنے مراحل طے کرنے پڑتے کیونکہ اس ٹائپ کے غنڈے صرف اپنا رعب قائم رکھنے کے لئے اپنے گرد کئی حصار قائم کیے رکھتے ہیں۔ اسے وہاں کھڑے چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ سیاہ رنگ کی لمبی سی نئے ماڈل کی ایک کار برآمدے کے سامنے آ کر رکی اور اس میں سے مضبوط جسم کا ایک آدمی نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

''سنو۔ تم پرنس آف ڈھمپ ہو''...... اس آدمی نے اس انداز میں کہا جیسے اس نے بات کرنے کی بجائے عمران کے سر پر ہتھوڑا مار دیا ہو مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر دو قدم دور جا گرا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ اگر تم نے دوبارہ میرے سامنے ایسی توہین آمیز بات کی تو میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا''...... عمران نے اس قدر سرد لہجے میں کہا کہ نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے اور جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کرنے والا وہ آدمی یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا۔ عمران کے ہاتھ میں ریوالور کی جھلک بھی اسے نظر آ رہی تھی۔



''اوہ اوہ۔ تت۔ تم نے گریگ کو تھپڑ مارا ہے۔ گریٹ گریگ کو......'' اس آدمی نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''تم گریگ ہو یا کریک۔ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے سمجھے۔ ابھی میں نے صرف تھپڑ اس لئے مارا ہے کہ تم اسٹیلن کے آدمی ہو ورنہ میں تھپڑ مارنے کی بجائے گردن کاٹ دینے کا قائل ہوں سمجھے''...... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

''اب تم میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچو گے۔ میں تمہیں انتہائی دردناک موت ماروں گا اور وہ بھی اپنے ہاتھوں سے۔ بہرحال چلو باس نے تمہیں بلایا ہے''...... گریگ نے غراتے ہوئے کہا اور مڑ کر تیزی سے کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہ شاید اکیلا آیا تھا کیونکہ اس دوران کار میں سے اور کوئی باہر نہ آیا تھا۔

عمران نے اطمینان سے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گریگ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں کے بعد کار ہوٹل کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر آندھی اور طوفان کی طرح اڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔ گریگ شاید عمران کا غصہ کار پر نکال رہا تھا۔ لیکن عمران اس طرح اطمینان سے نشست سے سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا جیسے تیز رفتاری سے باقاعدہ لطف اندوز ہو رہا ہو۔

مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد کار ایک کلب کے گیٹ میں داخل ہوئی اور پھر کلب کے سامنے سے گزر کر اس کے عقبی طرف

جا کر ایک جھٹکے سے رک گئی اور عمران گریگ سے پہلے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ عقبی طرف ایک چھوٹا سا دروازہ نظر آ رہا تھا۔

''چلو۔ میرے پیچھے چلو۔ جلدی''...... گریگ نے کار سے نیچے اتر کر اس دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران اثبات میں سر ہلاتا اس کے پیچھے چل پڑا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک طویل اور بند راہداری تھی جس کے اختتام پر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ گریگ اور وہ سب کمرے میں داخل ہوئے تو گریگ نے دروازہ بند کیا اور سائیڈ پر موجود سوئچ پینل میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اسی لمحے کمرے کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد لفٹ کی حرکت رکی تو دروازہ خود بخود کھل گیا۔ سامنے ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ وہ لفٹ سے نکل کر راہداری کی طرف بڑھے اور پھر راہداری سے گزر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں صوفوں کی دو قطاریں آمنے سامنے موجود تھیں۔ جن میں سے ایک صوفے پر ایک آدمی گہرے براؤن رنگ کا سوٹ پہنے اکڑا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر درشتگی اور سختی کے آثار تھے۔ اس کے عقب میں چار مشین گنوں سے مسلح آدمی بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن اس آدمی کو دیکھتے ہی عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ ٹائیگر کی معلومات غلط ثابت ہوئی تھیں۔ اس شخص کا جسم عمران کی نسبت خاصا بھاری تھا۔ اس لئے عمران کے لئے



اس کا میک اپ کرنا تقریباً ناممکن تھا۔

''باس۔ اس آدمی نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ اگر انہیں آپ نے نہ بلایا ہوتا تو میں اس کی وہیں بوٹیاں اڑا دیتا''...... گریگ نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔ وہ بڑی زہریلی نظروں سے عمران کو بھی دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر یکلخت معصومیت کے ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے وہ ابھی ابھی کسی تہہ خانے سے نکل کر پہلی بار دنیا کو دیکھ رہا ہو۔

''اوہ۔ بہت خوب۔ اس نے اگر تمہیں تھپڑ مارا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ واقعی بڑے دل جگرے والا ہے۔ حالانکہ شکل و صورت سے تو یہ محض چڑیاں مارنے والا ہی دکھائی دے رہا ہے''...... صوفے پر بیٹھے ہوئے اسٹیلن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

''تم نے بالکل ٹھیک کہا ہے اسٹیلن۔ اس آدمی کو میں نے پدی سمجھ کر ہی مارا تھا۔ یہ تمہاری حماقت ہے کہ تم نے ایسی پدیوں کو اپنا باڈی گارڈ بنا رکھا ہے۔ یہ تمہاری حفاظت کرنے کی بجائے تمہارا خون ہی چوستے رہتے ہوں گے''...... عمران نے بڑے معصومانہ لہجے میں کہا اور اطمینان سے اسٹیلن کے سامنے اسی کے انداز میں بڑے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھ گیا۔

''ہونہہ۔ تم میرے تصور سے زیادہ تیز اور خطرناک دکھائی دے رہے ہو۔ چہرے پر حماقت اور مسخرہ پن ہے لیکن تمہاری باتوں میں

گہرائی ہے گڈ۔ ریئلی گڈ۔ گریگ“...... اسٹیلن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور آخر میں عمران کے عقب میں کھڑے گریگ سے مخاطب ہو گیا۔

”یس باس“...... گریگ نے چونک کر کہا۔

”تم اس سے اپنا بدلہ لے سکتے ہو۔ اس نے تمہیں تھپڑ مارا ہے تو ایک تھپڑ کے بدلے میں تم اسے دو تھپڑ مارو۔ اسلحہ کا استعمال نہ کرنا۔ مجھے یہ ایک معصوم سا بچہ لگ رہا ہے اور معصوم بچوں پر اسلحہ کا استعمال نہیں کیا جاتا“...... اسٹیلن ہودائی نے بڑے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔

”شکریہ باس۔ بس آپ کی اجازت ہی چاہئے تھی۔ اب دیکھیں میں کس طرح سے اپنے ہاتھوں سے اس کی ہڈیاں توڑتا ہوں“...... گریگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جبکہ عمران اسی طرح اطمینان سے صوفے سے پشت لگائے اکڑا ہوا بیٹھا تھا اس کا انداز ایسا تھا جیسے گریگ اور اسٹیلن اس کی بجائے کسی اور آدمی کے بارے میں بات کر رہے ہوں۔ دوسرے لمحے اس کے عقب میں کھڑا گریگ انتہائی برق رفتاری سے عمران پر جھپٹا لیکن وہ عمران ہی کیا جو گریگ ٹائپ کے آدمی کے جھپٹے میں آ جاتا جیسے ہی گریگ اچھلا عمران یکلخت کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور اچھل کر سائیڈ پر ہو گیا اور اس پر جھپٹتا ہوا گریگ عمران کے اچانک ہٹ جانے کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور وہ صوفے پر گرا۔



اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور ایک ہاتھ سے اس نے گریگ کی گردن پکڑ کر اسے زور سے نیچے کی طرف جھٹکا دیا تو گریگ کا جسم قلابازی کھاتا ہوا سامنے کے صوفے پر گرا۔ اس کا اوپر والا جسم عمران کے صوفے پر اور نچلا دھڑ سامنے والے صوفے پر پہنچ چکا تھا اور اس کا منہ اور سینہ اوپر کی طرف تھا اور پھر اس سے پہلے کہ گریگ سنبھلتا عمران یکلخت فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی ایک لات گریگ کی گردن اور ٹھوڑی کے ساتھ اور دوسری لات دوسرے صوفے پر اکٹھی جڑی ہوئی پنڈلیوں کے اوپر پہنچ گئی اور عمران نے اپنے جسم کو بیک وقت دونوں اطراف میں دبایا تو گریگ کے حلق سے کربناک چیخیں نکلنے لگیں۔

عمران نے صرف دو جھٹکے دیئے اور اس کے بعد ایک بار پھر اچھل کر وہ واپس اپنی جگہ پر بالکل اسی طرح معصومانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ جیسے اس نے سرے سے کوئی حرکت ہی نہ کی ہو اور گریگ کا جسم بے جان ہو کر آہستہ آہستہ کھسکتا ہوا درمیانی خلا میں گرا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ نیلا پڑ گیا تھا اور آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اسٹیلن سمیت اس ہال نما کمرے میں موجود ہر شخص حیرت سے بت بنا اس عجیب و غریب شعبدے کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے انہیں یقین ہو کہ ابھی گریگ نعرہ مار کر اٹھے گا اور عمران کو اٹھا کر نیچے فرش پر پٹخ دے گا لیکن ظاہر ہے گریگ بے چارہ تو اس قابل بھی نہ رہا تھا کہ معمولی سی

حرکت بھی کر سکے۔

"ہاں تو اسٹیلن ہودائی صاحب اور سناؤ کیسی چل رہی ہے تمہاری بدمعاشی۔ بھائی کچھ تو بولو۔ پہلے تو بڑے چیخ چیخ کر بھونک اوہ سوری بول رہے تھے"...... عمران نے اچانک بڑے معصومانہ لہجے میں کہا تو اسٹیلن اور اس کے ساتھی اس کی آواز سن کر اس طرح جھرجھری لے کر چونکے جیسے جادو ختم ہو جانے پر جادو سے بنے ہوئے مجسمے دوبارہ انسان بن گئے ہوں۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم۔ کون ہو......" اسٹیلن کے منہ سے بے اختیار ٹوٹے ہوئے الفاظ نکلے۔

"میرا نام پرنس ہے اور میرا تعلق ریاست ڈھمپ سے ہے۔ اب یہ نہ پوچھنا کہ ریاست ڈھمپ کہاں ہے۔ تم جیسے شیطانوں کو میں اپنی جنت نظیر وادی کا پتہ نہیں بتایا کرتا"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت......" اسٹیلن نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب میں گیا ہی تھا کہ یکلخت عمران اچھلا اور دوسرے لمحے اسٹیلن بری طرح چیختا ہوا اڑ کر پیچھے کھڑے چار مشین گنوں سے مسلح افراد سے ٹکرایا اور وہ سب ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے۔

عمران نے واقعی انتہائی حیرت انگیز پھرتی سے اسٹیلن جیسے



بھاری جسم کے آدمی کو دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر اس کے ساتھیوں پر دے مارا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے یکلخت صوفہ اٹھایا اور ایک بار پھر اسٹیلن سمیت اس کے چاروں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ساتھی صوفے کی ضرب کھا کر نیچے جا گرے اور اس کے ساتھ عمران نے بھی جمپ لگایا اور پھر اس کا جسم بالکل اس طرح حرکت میں آ گیا جیسے کوئی لٹو پوری رفتار سے گھوم رہا ہو اور کمرہ کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اسٹیلن سمیت اس کے چاروں ساتھی عمران کے بوٹوں کی زور دار ضربیں کھا کر دوسری چیخ مارنے کے قابل ہی نہ رہے تھے۔

عمران نے ان سب کو بے ہوش کرنے کے بعد ادھر ادھر بکھری ہوئی مشین گنیں اٹھا کر ایک طرف کونے میں پھینکیں اور پھر کنپٹی پر زور دار ضرب کھا کر بے ہوش پڑے اسٹیلن کو اٹھا کر اس نے ایک اور صوفے پر پٹخا اور اس کے عقب میں کھڑے ہو کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد اسٹیلن کے ڈھیلے پڑے ہوئے جسم میں ہلکی سی حرکت محسوس ہونے لگی تو عمران نے اسے صوفے پر لٹا کر اطمینان سے الٹا پڑا صوفہ سیدھا کیا اور خود اسٹیلن کے سامنے صوفے پر بڑے معصومانہ انداز میں بیٹھ گیا۔ اسی لمحے اسٹیلن کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"بس اب بہت ہو گیا۔ میرے لئے اتنی ہی ورزش کافی ہے۔

اب اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور دھیان سے میری بات سنو۔ اب اگر تم نے کوئی بات کی یا کوئی حرکت کی تو پھر تمہارا انجام بھیانک ہو گا''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اسٹیلن ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا جو فرش پر آڑے ترچھے انداز میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے عمران اسی طرح اطمینان سے بیٹھا رہا۔ جبکہ اسٹیلن چند لمحوں تک اسی طرح اپنے ساتھیوں کو دیکھتا رہا پھر وہ اس طرح آہستہ آہستہ عمران کی طرف مڑا جیسے بجلی کے وولٹیج میں یکلخت کمی آ جانے کی وجہ سے بجلی سے چلنے والے کھلونوں کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔ اس کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ مرعوبیت کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ خاموشی سے عمران کے سامنے بیٹھ گیا۔

''سنو اسٹیلن۔ میں نے تمہارے ساتھیوں کو صرف بے ہوش کیا ہے۔ اس لئے کہ فی الحال میری تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ورنہ پرنس آف ڈھمپ پر حملہ کرنے والوں کی یہاں لاشیں پڑی ہوتیں''...... عمران نے اس طرح دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا جیسے اس نے اسٹیلن پر کوئی بہت بڑا احسان کر دیا ہو۔

''اوہ اوہ۔ مجھے سچ بتاؤ۔ کہیں تم پاکیشیا کے علی عمران تو نہیں ہو''...... یکلخت اسٹیلن نے کہا تو اس کی بات سن کر عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اسٹیلن اس طرح اچانک اس کا نام لے



دے گا۔

''عمران۔ کیا مطلب۔ کیا تم علی عمران کو جانتے ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتا لیکن میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مارشل آرٹس میں جادوگری کی حد تک ماہر ہے۔ کوئی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا ورنہ میں اور میرے ساتھی کبھی اس طرح بے بس نہیں ہوئے اور علی عمران بھی خود کو پرنس آف ڈھمپ کہتا ہے''...... اسٹیلن نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''اس کے بارے میں تم نے کس سے سنا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں پچھلے سال پاکیشیا گیا تھا۔ وہاں میرا ایک دوست تھا جس کا نام بلیک ایڈگر تھا۔ بلیک ایڈگر کا دوست ایک شخص ٹائیگر تھا اور ٹائیگر اس علی عمران سے بخوبی واقف ہے۔ اس ٹائیگر نے بلیک ایڈگر کو اس علی عمران کے اس قدر کارنامے بتائے تھے۔ بلیک ایڈگر علی عمران کو مارشل آرٹس کا جادوگر کہا کرتا تھا اور فون پر اس بلیک ایڈگر نے ہی مجھے اس علی عمران کے بارے میں تفصیل سے بتایا تھا۔ یہ میری دلی خواہش تھی کہ پاکیشیا جا کر میں بلیک ایڈگر کے دوست ٹائیگر کی مدد سے اس عمران سے مل سکوں لیکن وہاں جا کر پتہ چلا کہ بلیک ایڈگر ایک حادثے میں مرگیا ہے۔ اس پر مجھے اتنا

افسوس ہوا کہ میں اس ٹائیگر سے بھی ملے بغیر واپس آ گیا اور پھر وہاں جانا نہ ہو سکا اور نہ ہی میں علی عمران سے مل سکا۔ میں نے کئی بار پھر سے پاکیشیا جانے اور ٹائیگر کو تلاش کر کے علی عمران سے ملنے کا سوچا لیکن حالات نے مجھے جکڑے رکھا اور آج تک میں مارشل آرٹ کے اس جادوگر علی عمران سے ملنے سے محروم ہوں۔ کاش کہ وہ تم ہوتے''...... اسٹیلن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ایک سال پہلے جب تم پاکیشیا گئے تھے تو تمہارا جسم اتنا بھاری نہیں تھا۔ یہ درست ہے نا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں یہ سچ ہے۔ پہلے میں خود ہی فیلڈ میں کام کرتا تھا اور دوڑ بھاگ کرتا رہتا تھا۔ اس کے بعد اب مجھے فیلڈ میں کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ اس لئے بیٹھے بیٹھے کافی حد تک بھاری ہو گیا ہوں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں پہلے اس قدر بھاری نہ تھا اور یہ سب تم کیوں پوچھ رہے ہو''...... اسٹیلن نے چونک کر پوچھا۔

''اس لئے کہ تمہارے اس بھاری جسم نے تمہاری زندگی بچالی ہے۔ ورنہ میں یہاں آیا اسی ارادے سے تھا کہ تمہیں ختم کر کے تمہاری جگہ خود اسٹیلن بن جاؤں۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میرا نام ہی علی عمران ہے اور میں جادوگر نہیں ہوں کیونکہ مجھے تو جادوگری وغیرہ بالکل آتی ہی نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔



''اوہ اوہ۔ تم علی عمران ہو۔ اوہ پھر تو واقعی میرا اور میرے ساتھیوں کا یہی حشر ہونا چاہئے تھا لیکن تم مجھے کیوں مارنا چاہتے تھے۔ میری تمہاری کیا دشمنی ہے۔ میں تو تمہارا پرستار ہوں بہت بڑا پرستار''...... اسٹیلن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اب وہ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہ تھا۔ جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے کوئی مافوق الفطرت مخلوق بیٹھی ہوئی ہو۔

''دشمنی تو واقعی کوئی نہیں ہے۔ البتہ ضرورت ضرور ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ضرورت پوری کرنے کے لئے گدھے کو بھی باپ بنایا جا سکتا ہے۔ اب تم گدھے تو ہو نہیں اس لئے تمہیں ہلاک تو کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تم بتاؤ۔ کیا چاہئے تمہیں۔ میرے پاس بے پناہ دولت ہے۔ میں سب تمہیں دے سکتا ہوں۔ پہلے تو میں نے صرف تمہارے متعلق سنا تھا لیکن اب میں نے آنکھوں سے تمہاری جادوگری دیکھ لی ہے۔ اب تم میرے ہیرو ہو۔ میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں''...... اسٹیلن نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ اگر تمہیں اسرائیل کے مفاد کے لئے استعمال کیا جائے تو کیا تم تیار ہو''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''اسرائیل۔ کیا مطلب۔ تمہارا تعلق تو پاکیشیا سے ہے۔ پھر

تم''...... اسٹیلن نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے۔ میں ڈبل ایجنٹ ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جو کچھ بھی ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے لیکن میں مقامی اور پہاڑی قسم کا آدمی ہوں۔ پہاڑ کی طرح صاف اور سیدھا۔ میں اسرائیل کے مفاد میں کوئی کام نہیں کروں گا۔ اسرائیل کی بری نظریں ہمیشہ داماگ پر جمی رہتی ہیں اور وہ داماگ کو ہضم کرنا چاہتا ہے اس لئے مجھے اسرائیل سے شدید نفرت ہے''۔ اسٹیلن نے جو اس دوران صوفے پر بیٹھ گیا تھا دوٹوک لہجے میں کہا۔

''حالانکہ تمہارا قبیلہ ہودائی اسرائیلی علاقے میں رہتا ہے۔ اس لئے اسرائیلی ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہم پہاڑی ہیں اور ہم صرف انہی علاقوں تک محدود رہتے ہیں۔ ہم کسی ملک کے ماتحت نہیں ہیں۔ یہ ماتحتی وغیرہ قبیلے کے سرداروں میں ہوگی۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... اسٹیلن نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سنو۔ اسرائیل نے ڈاماری پہاڑی پر ایک لیبارٹری قائم کی ہے۔ جس میں وہ ایسے ہتھیار بنا رہا ہے۔ جس کی مدد سے وہ جس وقت چاہے پاکیشیا اور داماگ سمیت باقی تمام اسلامی ملکوں کو تباہ و برباد کرسکتا ہے۔ لاکھوں افراد کو بیک وقت جلا کر رکھ کرسکتا



ہے۔ بے گناہ شہریوں اور معصوم بچوں کے خون سے ہولی کھیل سکتا ہے۔ ساری دنیا پر قبضہ کرنے اور اسرائیل کو گریٹ اسرائیل میں بدلنے کے لئے یہ خونی کھیل کسی بھی وقت شروع ہوسکتا ہے اور میں تمہارے قبیلے کی آڑ میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ کر اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتا ہوں۔ اب بولو کیا تم اس معاملے میں میری کسی بھی قسم کی مدد کرسکتے ہو''...... عمران نے اس بار صاف اور سیدھی بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... اسٹیلن نے کہا۔

''ہاں۔ اب مجھے جواب دو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تو تیار ہوں۔ لیکن میرا قبیلہ اس معاملے میں نہ آئے گا کیونکہ ان کے مفادات بہرحال اسرائیل سے متعلق ہیں اور قبیلے کا سردار تو اسرائیل حکومت کا خاص آدمی ہے۔ وہ میرا سگا خالو ہے اور اس نے میرے باپ کو ہلاک کر کے سرداری پر زبردستی قبضہ کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں وہاں سے اپنے چند ساتھیوں سمیت فرار ہوکر یہاں ڈاماگ میں آبسا ہوا ہوں''...... اسٹیلن نے بھی صاف لفظوں میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''اگر ایسی بات ہے تو میں تمہارے خالو سے سرداری لے کر تمہارے حوالے کرسکتا ہوں۔ پھر دو گے میرا ساتھ''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ سارا قبیلہ اب میرے خالو کا حمایتی

بن چکا ہے۔ اس نے انہیں اسرائیلی حکومت سے بے پناہ سہولتیں لے کر دی ہوئی ہیں جبکہ میرا باپ اسرائیل کے خلاف تھا۔ وہ داماگ سے ملنا چاہتا تھا اور شاید یہی وجہ ہے کہ حکومت اسرائیل نے میرے خالو کو اپنے ساتھ ملا کر میرے باپ کو ہلاک کرا دیا تھا۔ بہرحال اب قبیلہ مکمل طور پر اس کا حمایتی ہے“...... اسٹیلن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ تمہاری ان صاف صاف باتوں کا شکریہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میری یہ پلاننگ اب قابل عمل نہیں رہی۔ ٹھیک ہے۔ میں کوئی اور پلاننگ بنا لوں گا۔ اوکے۔ مجھے اب اجازت دو۔ تم سے مل کر اچھا لگا“...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم اس طرح واپس نہیں جا سکتے۔ تم نے مجھ سے مدد مانگی ہے تو میں تمہاری ایک مدد تو کر ہی سکتا ہوں“...... اسٹیلن نے کہا۔

”کیسی مدد“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”میں ایک آدمی کو جانتا ہوں۔ وہ ان پہاڑی علاقوں کا کیڑا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ تمہیں کوئی ایسی ترکیب بتا دے جس سے تمہارا کام ہو سکے“...... اسٹیلن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”کون ہے وہ آدمی۔ اس کا نام“...... عمران نے کہا۔

”اس کا نام ابو سالار ہے“...... اسٹیلن نے کہا۔

”ابو سالار“...... عمران نے کہا۔



”ہاں۔ وہ بے حد تجربہ کار اور کائیاں آدمی ہے۔ وہ یقیناً اس سلسلے میں تمہارا بے حد مددگار ثابت ہو سکتا ہے“...... اسٹیلن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اگر وہ اسرائیلی ایجنٹ ہوا تو ہم پہلے قدم پر ہی دھر لئے جائیں گے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ابو سالار ایسا نہیں ہے۔ وہ انتہائی کھرا اور صاف آدمی ہے۔ اسرائیل اور دنیا بھر کے یہودیوں سے تو اسے شدید نفرت ہے کیونکہ اسرائیلی فوج کے ایک افسر نے جو وہاں پہاڑی علاقوں میں کیمپ لگائے ہوئے تھا۔ ایک رات اس کی بیوی کو زبردستی پکڑ کر بے عزت کر دیا تو اس کی بیوی نے ایک چٹان سے چھلانگ لگا کر اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا تھا۔ اس ابو سالار کو جب پتہ چلا تو اس نے مردوں کی طرح فوجی سپاہیوں سے بھرے ہوئے اس کیمپ میں داخل ہو کر اس افسر کے ٹکڑے اڑا دیئے اور پھر روپوش ہو گیا۔ فوج نے اسے تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ پہاڑوں میں اسے تلاش نہ کر سکی اور پھر ابو سالار میرے پاس آ گیا“۔ اسٹیلن نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو ملاؤ مجھے اس سے“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ چلو میرے ساتھ اوپر والے دفتر میں چلو۔ ہم وہاں بیٹھتے ہیں“...... اسٹیلن نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا

دیا اور پھر وہ دوبارہ اس لفٹ میں آئے اور اس بار لفٹ کافی اوپر جا کر رکی۔ اسٹیلن نے آتے ہوئے ایک بار بھی مڑ کر وہاں ہال نما کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف نہ دیکھا تھا جیسے انہیں اس کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک بڑی میز اور اس کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی موجود تھی۔ اور سامنے دو قطاروں میں صوفے رکھے ہوئے تھے۔ میز پر سرخ رنگ کا ٹیلی فون اور ایک انٹر کام پڑا ہوا تھا۔ فرش پر قالین اور دروازے پر قیمتی پردے پڑے ہوئے تھے۔

''شاندار دفتر ہے۔ کیا یہ تمہارا دفتر ہے'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرے کئی دفتر ہیں۔ میں ہمیشہ خفیہ رہتا ہوں'' ...... اسٹیلن نے کہا۔

''کیوں'' ...... عمران نے پوچھا۔

''کیونکہ اس طرح میرے آدمیوں پر میری دہشت اور رعب قائم رہتا ہے'' ...... اسٹیلن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ سیون سٹار بار'' ...... دوسری طرف سے ایک سخت آواز سنائی دی۔



''گریٹ چیف بول رہا ہوں'' ...... اسٹیلن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ یس سر۔ حکم سر'' ...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ اسٹیلن کا واقعی رعب دبدبہ قائم ہے۔

''ابو سالار کو پیغام دو کہ ماسٹر روم میں آجائے فوراً''۔ اسٹیلن نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک طرف دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے شراب کی دو بوتلیں نکال کر وہ عمران کی طرف مڑا۔

''یہ لیں عمران صاحب۔ یہ داماگ کی سب سے قیمتی شراب ہے۔ جو میں خصوصی طور پر آپ کے لئے نکال کر لایا ہوں۔ امید ہے آپ اسے ضرور پسند کریں گے'' ...... اسٹیلن نے کہا۔

''سوری۔ میں شراب نہیں پیتا'' ...... عمران نے کہا۔

''ارے۔ وہ کیوں'' ...... اسٹیلن نے حیران ہو کر کہا۔

''تم تو جانتے ہو کہ میں بہت بڑا جادوگر ہوں اور یہ جادوگری مجھے میرے ایک استاد نے سکھائی ہے اور میرے استاد نے جادوگری سکھانے سے پہلے مجھ سے خصوصی طور پر یہ کہا تھا کہ جیسے ہی میں نے شراب کو منہ لگایا میری ساری جادوگری ناک کے راستے نکل جائے گی'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ حیرت ہے۔ آپ اس قدر زبردست اور طاقتور لڑاکا ہیں

اور اس کے باوجود آپ شراب نہیں پیتے''...... اسٹیلن نے کہا۔

''کیوں۔ اس میں حیرت والی کون سی بات ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ جو آدمی شراب نہیں پیتا وہ لڑ ہی نہیں سکتا''...... اسٹیلن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں لڑاکا ہوں اور وہ بھی خطرناک اور طاقتور لڑاکا۔ سچ پوچھو تو میرے بھائی میں تو ایک سیدھا سادا اور کمزور سا آدمی ہوں۔ اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں تو میرے باورچی آغا سلیمان سے پوچھ لو۔ جب وہ مجھ سے لڑتا ہے تو میں اس کے سامنے بھیگی بلی بن کر کیوں کھڑا ہو جاتا ہوں''...... عمران کی زبان چل پڑی اور اسٹیلن نے زور دار قہقہہ لگایا۔

''آپ واقعی اس صدی کے حیرت انگیز ترین انسان ہیں۔ اگر میں اپنی آنکھوں سے آپ کو لڑتے ہوئے نہ دیکھتا تو شاید دس بار مر کر بھی یقین نہ کرتا کہ آپ میں اس قدر چستی، پھرتی اور مہارت ہے کہ آپ نے پلک جھپکنے میں مجھ سمیت میرے پانچ آدمیوں کے بے کار کر دیا ہے حالانکہ ان میں سے ہر ایک داماگ کا ماہر ترین لڑاکا ہے اور اچھے اچھے لڑاکے ان کے سامنے سر اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتے مگر آپ کے مقابلے میں ہم سب حقیر مچھر سے زیادہ نہیں ہیں''...... اسٹیلن نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔



''ارے ارے۔ وہ سب لڑاکے تھے۔ اوہ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا میں وہاں سے جان بچا کر بھاگ آتا۔ میں سمجھا سب چھوٹے موٹے اور بے ضرر مکھیاں اور مچھر ہیں اور مچھر مارنے میں تو مجھے مہارت حاصل ہے۔ تم خود ہی تو بتا رہے تھے کہ میں مشکل سے مکھی مچھر ہی مار لگتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اسٹیلن اس بار شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

''میں واقعی آپ کو نہ پہچانتا تھا عمران صاحب۔ اگر آپ پہلے اپنا تعارف کرا دیتے تو میں آپ کا استقبال خود وہیں ہوٹل میں آ کر کرتا۔ ارے ہاں یہ آپ نے میرا خاص نمبر کہاں سے حاصل کر لیا تھا''...... اسٹیلن نے شراب کی بوتل منہ سے لگا کر ایک لمبا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہوٹل کی کاؤنٹر پر موجود ایک حسینہ سے۔ یہ مجھے ٹائیگر نے بتایا تھا کہ داماگ کی کسی بھی خوبصورت لڑکی سے تمہارا نمبر پوچھا جا سکتا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسٹیلن ایک بار پھر شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔ اسی لمحے دروازے پر آہستہ سے دستک ہوئی۔

''یس کم اِن''...... اسٹیلن نے چونک کر تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ شکل سے ہی پہاڑی لگ رہا تھا۔

''باس آپ نے یاد فرمایا ہے''...... آنے والے نے اندر آ کر

انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ آؤ''...... اسٹیلن نے کہا تو نوجوان آگے بڑھ آیا۔

''بیٹھو''...... اسٹیلن نے کہا تو نوجوان حیرت بھرے انداز میں اسٹیلن کو دیکھتا ہوا ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

''میں نے تمہیں آج یہ عزت بخش دی ہے کہ تم میرے سامنے بیٹھ سکو''...... اسٹیلن نے بوتل میں موجود شراب کا آخری گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے بوتل کو ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ تھینک یو باس''...... ابو سالار نے جواب دیا۔

''سنو۔ یہ میرے دوست ہیں اور میں ان کا بہت بڑا فین بھی ہوں''...... اسٹیلن نے کہا۔

''اوکے باس''...... ابو سالار نے کہا۔

''ان کا نام علی عمران ہے اور ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہ اسرائیل کے خلاف ایک اہم مہم میں تمہاری مدد چاہتے ہیں۔ بولو کام کرو گے اسرائیل کے خلاف''...... اسٹیلن نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ اسرائیل کے خلاف۔ یس باس۔ ضرور باس۔ دل و جان سے کام کروں گا''...... ابو سالار نے ایسے لہجے میں کہا کہ عمران کو اس کے خلوص کا یقین آ گیا۔

''سنو۔ ابو سالار۔ اسرائیل ڈاماری پہاڑی کی چوٹی پر بنائی گئی ایک لیبارٹری میں ایسا اسلحہ تیار کر رہا ہے جس سے وہ پاکیشیا، داماگ اور ایسے ہی دوسرے اسلامی ممالک کو آسانی سے تباہ و برباد



کر سکتا ہے اور ہم نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یہ سن لو کہ اسرائیلی ایجنٹوں نے اس لیبارٹری کے گرد حفاظتی جال بچھایا ہوا ہے۔ وہاں ان کے تربیت یافتہ افراد بھی موجود ہیں''۔
عمران نے ابو سالار سے براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ اکیلے وہاں جائیں گے اور اکیلے ہی اس لیبارٹری کو تباہ کریں گے''...... ابو سالار نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اکیلا تو نہیں ہوں۔ میرے ساتھ میرے چار پانچ ساتھی بھی ہوں گے۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وہاں پہنچنے تک کسی کو ہماری آمد کی اطلاع نہ ہو سکے۔ اس لئے پہلے میرا خیال تھا کہ ہودائی قبیلے کے آدمیوں کے روپ میں وہاں جاؤں لیکن اسٹیلن نے مجھے بتایا ہے کہ ہودائی قبیلہ اور اس کا سردار اسرائیل کے حامی ہیں اس لئے مجھے یہ پروگرام ڈراپ کرنا پڑا۔ تمہارے پاس کوئی آئیڈیا ہے تو بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''یہودی واقعی سفاک درندے اور انتہائی بے غیرت ہیں۔ مسلمانوں سے تو انہیں خدا واسطے کا بیر ہے۔ میں آپ کی ہر حال میں مدد کروں گا اور اگر آپ ڈاماری پہاڑی تک پہنچنا چاہتے ہیں تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں آپ کو وہاں تک ایسے راستوں سے لے جاؤں گا کہ ہوا میں اڑنے والے پرندے بھی آپ کی وہاں موجودگی سے واقف نہ ہو سکیں گے''...... ابو سالار نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا تو عمران کا چہرہ کھل اٹھا۔

''ویل ڈن۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم پڑھے لکھے ہو اور اگر میں تمہیں نقشہ دکھاؤں تو اسے سمجھ لو گے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ میں یہاں آنے سے پہلے اسرائیل کے ایک محکمے میں کام کرتا تھا۔ پھر اس بے غیرت یہودی فوجی نے میری معصوم بیوی کی عزت پر ہاتھ ڈالا اور میں نے اس کی بوٹیاں اڑا دیں اور پھر میں ان بے غیرتوں کی نوکری چھوڑ کو سردار اسٹیلن کے قدموں میں آ گیا۔ اسٹیلن غیر مند مرد ہے''...... ابو سالار نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک نقشہ نکالا اور اسے میز پر پھیلا دیا۔

''اوکے۔ اس نقشے کو دیکھو۔ اب مجھے بتاؤ کہ تم کس راستے سے ہمیں لے جاؤ گے اور ایسی کون سی جگہیں ہیں جہاں پر خطرات موجود ہو سکتے ہیں۔ پوری تفصیل سے بتانا کیونکہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ کوئی مذاق نہیں ہے۔ یہ سمجھ لو کہ اس معاملے پر پوری اسرائیلی حکومت اور فوج ہمارے خلاف ایکشن میں آ سکتی ہے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ میں سمجھ سکتا ہوں جناب۔ آپ کو میں دراڑوں اور کریکس سے گزار کر لے جاؤں گا اور مسئلہ یہ ہے کہ میں نقشے پر تو آپ کو وہ دراڑیں اور وہ کریک اور قدرتی سرنگیں نہیں دکھا سکتا نا جناب۔ یہ تو میری زندگی کے تجربات ہیں۔ میں تین ماہ تک اسی پہاڑی سلسلے میں اسرائیلی فوجیوں سے چھپتا پھرتا رہا



ہوں۔ حالانکہ کم از کم ایک ڈویژن پہاڑی فوج مجھے مسلسل تلاش کرتی رہی تھی''...... ابو سالار نے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تذبذب کے تاثرات تھے کہ عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ فی الحال تم جا سکتے ہو۔ جب ضرورت ہو گی تو میں اسٹیلن کو کال کر کے تمہیں بلا لوں گا''...... عمران نے نقشہ تہہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ باس میرے لئے اور کیا حکم ہے''...... ابو سالار نے اسٹیلن سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو اس دوران خاموش بیٹھا صرف شراب پینے میں مصروف رہا تھا۔

''اگر عمران صاحب نے تمہیں اجازت دے دی ہے تو جاؤ''...... اسٹیلن نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ابو سالار سلام کر کے تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''اچھا اسٹیلن۔ اب تم مجھے بھی اجازت دو۔ تم نے واقعی میرا ساتھ دیا ہے اس کے لئے تمہارا بے حد شکریہ''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ کہاں عمران صاحب۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اسٹیلن کے پاس آئیں اور پھر اس طرح اٹھ کر چلے جائیں۔ آپ یہاں میرے مہمان ہیں۔ ابھی تو میں نے آپ کی کوئی خدمت بھی نہیں کی۔ مجھے کچھ تو خدمت کا موقع دیں پھر جب آپ کا دل چاہے چلے جائیں''...... اسٹیلن نے چونکتے ہوئے کہا کہ اسی لمحے

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اسٹیلن گھنٹی کی آواز سن کر بری طرح چونک پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے فون کی گھنٹی بجنے پر شدید حیرت ہوئی ہو۔ اس کے اس انداز کی وجہ سے عمران بھی سنجیدہ ہو گیا۔

''گریٹ چیف سپیکنگ'' ...... اسٹیلن نے رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ابو سالار بول رہا ہوں باس۔ میں ابھی ڈیلائٹ کلب پہنچا ہوں میں نے وہاں بلیک ہوٹل کے ہارڈ مین کے خاص آدمی مورگن ساڈ کو دیکھا ہے۔ اس کے پاس عمران صاحب کا ایک فوٹو ہے اور وہ ان کے متعلق پوچھ گچھ کرتا پھر رہا ہے۔ میں نے سوچا آپ کو اطلاع دے دوں'' ...... دوسری طرف سے ابو سالار کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ اوہ۔ لیکن یہ ہارڈ مین کا آدمی عمران صاحب کو کیوں ڈھونڈ رہا ہے۔ اس کا کیا تعلق'' ...... اسٹیلن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ آپ جانتے ہیں بلیک ہوٹل یہودیوں خاص طور پر اسرائیلی ایجنٹوں کا اڈہ ہے اور ہارڈ مین کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اسرائیلی ایجنٹ ہے'' ...... ابو سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کی یہ جرأت کہ وہ میرے مہمان کے بارے میں



پوچھ گچھ کرے۔ میں ابھی اس کا پورا کلب بموں سے اڑا دیتا ہوں'' ...... اسٹیلن نے انتہائی غصے میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل پر ہاتھ مارا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''بس اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔ کیونکہ جیسے ہی تم نے اسے چھیڑا اسرائیلی ایجنٹوں کو معلوم ہو جائے گا کہ میں تمہارے پاس ہوں اور اس کے بعد انہوں نے ہر اس آدمی کی نگرانی شروع کر دینی ہے جس کا معمولی سا تعلق بھی تمہارے ساتھ ہو گا۔ اس طرح ابو سالار بھی ان کی نظروں میں آ جائے گا اور بظاہر اس کا نقصان مجھے ہی ہو گا اس لئے فی الحال ہوٹل کو اُڑانے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس ہارڈ مین اور اس کے آدمیوں کو چھیڑنے کی۔ وہ جو کرتے ہیں کرنے دو۔ میرے سامنے آئے تو میں خود ہی انہیں سنبھال لوں گا'' ...... عمران نے کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن عمران صاحب آپ میرے مہمان ہیں اور میں یہ کیسے برداشت کروں کہ وہ میرے مہمان کے متعلق پوچھ گچھ کرتا پھرے'' ...... اسٹیلن نے بری طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کہا ہے نا کرنے دو انہیں جو کرنا ہے۔ اس سے تمہارے مہمان کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہرحال ابو سالار کی اس اطلاع نے کم از کم یہ بات ظاہر کر دی ہے کہ اسرائیلی ایجنٹوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں پہنچ گیا ہوں'' ...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں یہ تو ہے''...... اسٹیلن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تم خدمت کی بات کر رہے تھے''...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آپ میرے مہمان ہے اور مجھ پر آپ کی خدمت کرنا فرض بنتا ہے''...... اسٹیلن نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے تو سمجھ لو کہ اب واقعی تمہاری خدمت کا موقع آ گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ بتائیں۔ میں کیا کروں آپ کی خدمت اور کیسے''...... اسٹیلن نے کہا۔

''مجھے ایک کوٹھی، دو بڑی جیپیں، میک اپ کا جدید سامان اور کچھ اسلحہ چاہئے۔ بولو کیا تم یہ سب مجھے مہیا کر سکتے ہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ سب تو کچھ نہیں عمران صاحب۔ میں آپ کے لئے پورا داماگ پیش کر سکتا ہوں۔ داماگ کی ایک ایک چیز۔ آپ بس حکم کریں''...... اسٹیلن نے کہا۔

''پورا داماگ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم فی الحال اتنا ہی کرو جتنا کہا ہے۔ باقی داماگ میں واپسی میں تم سے وصول کر لوں گا۔ ادھار رہا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسٹیلن بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسا آپ کا حکم''...... اسٹیلن نے کہا۔



''میں تم سے جلد ہی رابطہ کروں گا''...... عمران نے کہا تو اسٹیلن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران کے جانے کے بعد اسٹیلن نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اسٹیلن بول رہا ہوں۔ میرے دفتر میں آؤ فوراً''...... اسٹیلن نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے وہ غصے سے جیسے پاگل سا ہو رہا تھا اور اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح مسخ ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے قصبے کا پولیس آفیسر نظریں جھکائے سہما ہوا کھڑا تھا۔

"تمہیں کس حرام خور نے پولیس آفیسر بنایا ہے نانسنس۔ جواب دو مجھے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"وہ وہ۔ وہ سر"...... پولیس آفیسر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا وہ سر وہ سر لگا رکھی ہے نانسنس۔ جب ان کے کاغذات بتا رہے تھے کہ وہ معدنی سروے کرنے پہاڑیوں پر جا رہے ہیں۔ تو تم نے کم از کم یہ تو چیک کرنا تھا کہ ان کے پاس سروے کرنے کے آلات بھی موجود ہیں یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔



"سس سس۔ سوری سر۔ مم۔ مجھے اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ میں تو اسلحہ چیک کرتا رہا تھا"...... پولیس آفیسر نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملی تھی کہ چار افراد ایک ہوٹل میں سے اچانک غائب ہو گئے ہیں اور یہ لوگ پاکیشیا سے آئے تھے تو وہ بری طرح چونک پڑا اور اس نے پوری جی پی فائیو کو ان کی تلاش میں لگا دیا پھر اسے اطلاع ملی کہ ان جیسے قدوقامت کے چار افراد نے دارالحکومت سے پہاڑیوں کی طرف جانے والی چوکی کراس کی ہے۔ تو وہ فوراً سمجھ گیا کہ یہ لازماً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہوں گے کیونکہ وہ اب عمران کی نفسیات سے کافی حد تک واقف ہو گیا تھا کہ وہ اس طرح دوسروں کو ڈاج دیتا ہے۔

اس نے خود تو داماگ کی طرف سے اسرائیل میں داخل ہونے کی خبر اڑائی اور شاید ہو بھی ایسا ہی لیکن اپنے دوسرے گروپ کو اس نے دارالحکومت کے راستے ڈاماری پہاڑی کی طرف روانہ کر دیا ہو گا۔ اس نے فوری طور پر دارالحکومت سے آگے بڑے قصبے کے پولیس آفیسر کو ان لوگوں کی فوری چیکنگ اور گرفتاری کا حکم دیا اور پھر خود بھی وہ ایکشن گروپ کے چند افراد کو ساتھ لے کر مخصوص ہیلی کاپٹر میں اس قصبے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ لیکن یہاں آتے ہی اسے معلوم ہوا کہ پولیس آفیسر نے ساری چھان بین کرنے کے بعد انہیں آگے جانے کی اجازت دے دی ہے تو اس کی امیدوں پر

جیسے اوس سی پڑ گئی۔

پولیس آفیسر نے اسے بتایا تھا کہ اس نے ان جیپ کی تفصیلی تلاشی لی ہے۔ ان کے چہروں کو میک اپ واشر سے چیک کیا ہے اور ان کے کاغذات کی دارالحکومت کے محکمے سے تصدیق کرائی ہے۔ سب کچھ اوکے تھا۔ اس لئے اس نے انہیں جانے کی اجازت دے دی تھی۔ محکمے کا نام سن کر کرنل ڈیوڈ چونکا اور جب اس نے محکمے کے متعلق دریافت کیا تو پولیس آفیسر نے بتایا کہ وہ معدنی سروے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ تھے اور پہاڑیوں پر معدنی سروے کے لئے جا رہے تھے۔

اس پر کرنل ڈیوڈ نے اس سے پوچھا کہ کیا معدنی سروے کے مخصوص آلات ان کے پاس موجود تھے اور جب پولیس آفیسر نے نہیں کا لفظ کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار غصے سے پاگل ہو گیا۔ اس نے اپنے ایکشن گروپ کے چیف کو فوراً ہیلی کاپٹر پر اس جیپ کے پیچھے جانے اور انہیں زندہ یا مردہ ہر صورت میں واپس لانے کا حکم دے دیا۔

اس نے سوچا تھا کہ وہ خود اپنے سامنے ان کی چیکنگ کرے گا۔ ایکشن گروپ کا چیف ہیلی کاپٹر لے کر ان کی تلاش میں چلا گیا تھا جبکہ کرنل ڈیوڈ اب پولیس آفیسر پر چڑھائی کئے ہوئے تھا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک پولیس آفیسر ہانپتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کا رنگ اُڑا ہوا تھا اور وہ خوف



سے بری طرح سے کانپ رہا تھا۔

''جج۔ جج۔ جناب''...... اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا۔ تمہیں کسی پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے جو اس طرح بوکھلائے ہوئے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''وہ وہ سر۔ وہ ہمارا ہیلی کاپٹر گر کر تباہ ہو گیا ہے''...... اس آفیسر نے انتہائی متوحش لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک۔ کیا یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... کرنل ڈیوڈ نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آیا ہو۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں جناب۔ ابھی ابھی سپر ٹاور سے اطلاع آئی ہے۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر کے تباہ ہونے کا بتایا ہے''...... اس آفیسر نے کہا۔

''تفصیل بتاؤ کیسے ہوا یہ سب''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ جناب۔ ٹاور سے اس ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جا رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہیلی کاپٹر پہلے نیچے اتر گیا پھر اوپر چڑھا لیکن اس کی بلندی اتنی زیادہ نہ تھی کہ اچانک وہ شعلوں کی لپیٹ میں آ گیا اور پھر زمین پر گر کر مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ کس کا ہیلی کاپٹر ہے۔ اس لئے انہوں نے پولیس کو اطلاع دی۔ مجھے معلوم تھا۔ اس لئے میں آپ کو فوراً اطلاع دینے کے لئے

یہاں تک دوڑتا ہوا آیا ہوں جناب''...... آنے والے نے بدستور ہانپتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں اور ان کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر کو ہٹ کر دیں۔ ہمیں اب ہر صورت میں انہیں گرفتار کرنا ہے۔ جیپیں نکالو۔ چلو جلدی کرو۔ اگر یہ لوگ نکل گئے تو میں تم سب کو زندہ دفن کر دوں گا۔ چلو جلدی''...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور دونوں پولیس آفیسر پاگلوں کے سے انداز میں باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

تھوڑی دیر بعد دو پولیس جیپیں پوری رفتار سے دوڑتی ہوئیں پولیس ہیڈ کوارٹر سے نکلیں اور آندھی اور طوفان کی طرح سڑک پر دوڑنے لگیں۔ پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر وہی پولیس آفیسر تھا جسے کرنل ڈیوڈ جھاڑ رہا تھا۔ سائیڈ سیٹ پر کرنل ڈیوڈ بیٹھا بری طرح ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ جبکہ عقبی سیٹ پر اس کے ایکشن گروپ کے دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔

''اے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا تو میں اس ایکشن گروپ کے چیف کی بجائے خود جاتا یا پھر دوسرا ہیلی کاپٹر بھی ساتھ لے آتا وہ تو اب یقیناً نکل جائیں گے۔ اب ان کا ہاتھ آنا مشکل ہوگا بے حد مشکل''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بے بسی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔



''جناب میں نے اگلے قصبے کے پولیس چیف کو ٹرانسمیٹر کال کر دی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ ہر صورت میں زندہ یا مردہ انہیں گرفتار کر لے گا''...... پولیس آفیسر نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ نانسنس۔ اگر وہ اسی آسانی سے پولیس کے ہتھے چڑھنے والے انسان ہوتے تو آج کرنل ڈیوڈ ان کے پیچھے اس طرح سے پاگل نہ ہوا پھرتا''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈیوڈ کی جیپ کے پیچھے دوسری جیپ میں پولیس کے مسلح سپاہی تھے اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں ہیلی کاپٹر کا ملبہ سڑک سے ہٹ کر پڑا ہوا تھا۔

وہ اب جل کر مکمل طور پر راکھ ہو چکا تھا۔ جیپیں وہاں رکیں اور کرنل ڈیوڈ اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے سب سے پہلے ملبے کے قریب جا کر اسے دیکھا۔ ملبے کے اندر دو افراد کی جلی ہوئی لاشیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ان میں سے ایک بالکل ہیلی کاپٹر کے جلے ہوئے کاک پٹ کے اندر تھی جبکہ دوسری باہر پڑی ہوئی تھی۔

''جناب''...... ایک سپاہی نے چیخ کر کہا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ادھر خون کے دھبے بھی موجود ہیں جناب''...... سپاہی نے کہا تو کرنل ڈیوڈ تیزی سے اس طرف کو دوڑ پڑا اور وہاں واقعی زمین پر

سوکھے ہوئے خون کا خاصا بڑا دھبہ دکھائی دے رہا تھا جیسے یہاں خون کا پورا تالاب سا بن گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی مشین پسٹل کی گولیوں کے بے شمار خول بھی ادھر ادھر بکھرے ہوئے دکھائی دیئے۔ جیسے وہاں زبردست فائرنگ ہوئی ہو۔

''اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کا کام ہے۔ انہوں نے ایکشن گروپ کے چیف کو یہاں مشین پسٹل سے ہلاک کیا اور پھر اس کی لاش کو اٹھا کر جلتے ہوئے ہیلی کاپٹر کے ملبے میں پھینکا گیا ہے۔ جلدی کرو ان کی جیپ کے ٹائروں کے نشانات تلاش کرو۔ وہ ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے سڑک کے کنارے جیپ کے چوڑے ٹائروں کے تازہ نشانات چیک کر لئے۔

''اوہ اوہ۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ یہ نشانات اور ملبے کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ چلو آگے بڑھو۔ چلو جلدی کرو''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ایک بار پھر دونوں جیپیں تیزی سے آگے کی طرف دوڑنے لگیں۔

''رک جاؤ۔ سب رک جاؤ۔ یہیں رک جاؤ۔ یہ لوگ دائیں طرف گئے ہیں''...... یکلخت کرنل ڈیوڈ نے جو باہر کی طرف جھکا ہوا نیچے دیکھ رہا تھا، چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے دوڑتی ہوئی جیپوں کی بریکوں سے ماحول گونج اٹھا۔

''ادھر ادھر ہر طرف چیک کرو۔ یہ لوگ یقیناً آس پاس چھپے



ہوئے ہوں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور دونوں جیپیں تیزی سے آگے بڑھنے لگیں۔

کچی زمین پر اب چوڑے ٹائروں کے نشانات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد جیپیں درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ کر رک گئیں۔ وہاں واقعی وہ جیپ موجود تھی۔ جس کا وہ پیچھا کر رہے تھے۔ وہ سب تیزی سے جیپوں سے اتر کر اس جیپ کے گرد پھیل گئے لیکن جیپ خالی تھی۔

''ہر طرف پھیل جاؤ اور تلاش کرو انہیں وہ یقیناً قریب ہی کہیں چھپے ہوئے ہوں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور اس کے ایکشن گروپ کے افراد اور پولیس کے سپاہی سب درختوں کے جھنڈ سے نکل کر ادھر ادھر دوڑتے چلے گئے۔

کرنل ڈیوڈ اب اکیلا اس جھنڈ میں کھڑا تھا۔ وہ جان بوجھ کر وہاں رک گیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ اس قدر آسانی سے ہاتھ نہیں آئیں گے اور چونکہ وہ اسے پہچانتے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ اسے دور سے ہی گولی مار دیں۔ اس کے کان فائرنگ کی آوازیں سننے کے منتظر تھے۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ اچانک اسے دور سے ایکشن گروپ کا ایک آدمی دوڑتا ہوا اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

''کیا ہوا۔ کیا ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر پوچھا۔

''چیف۔ یہاں سے کچھ دور ایک چھوٹی سی دیہاتی بستی ہے۔

وہاں محض پندرہ بیس گھر ہیں۔ ہم نے اس بستی کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ یقیناً وہ اس بستی کے اندر ہی چھپے ہوئے ہوں گے۔ اس لئے میں آپ کو اطلاع دینے آیا ہوں چیف''...... آنے والے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ دوسری جیپ تم چلا کر لے آؤ۔ یہ میں لے آتا ہوں۔ چلو چلو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اچھل کر اپنے والی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی نے جیپ آگے بڑھائی تو کرنل ڈیوڈ نے جیپ اس کے پیچھے لگا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک چھوٹی سی بستی کے قریب پہنچ گئے۔

بیس کچے گھروں کے درمیان ایک بڑا اور پختہ سا مکان بھی نظر آ رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ جیپ دوڑاتا اس مکان کی طرف بڑھ گیا۔ مکان کے باہر ایک بڑا سا احاطہ بنا ہوا تھا۔ وہاں جگہ جگہ مویشی بندھے ہوئے تھے اور چارپائیوں پر چند افراد بیٹھے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ جو دو پولیس جیپوں کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے کرنل ڈیوڈ جیپ اندر ان کے قریب لے گیا اور پھر جیپ روک کر وہ اچھل کر نیچے اترا۔

''کون ہے یہاں کا بڑا۔ جلدی بتاؤ۔ کون ہے۔ میں جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ ہوں۔ جلدی بتاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے نیچے اترتے ہی چیخ کر کہا۔

''جناب۔ میں مٹاسو ہوں یہاں کی زمینوں کا مالک۔ جناب



میں اس علاقے کا مالک بھی ہوں جناب۔ حکم فرمائیں جناب''...... ایک ادھیڑ عمر آدمی نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا۔ جیپوں کو اندر جاتے دیکھ کر ادھر ادھر بکھرے ہوئے عام دیہاتی اور دوسرے لوگ بھی دوڑتے ہوئے اندر آ گئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے اور ان کے جسم بری طرح سے لرز رہے تھے۔

''سنو۔ تقریباً گھنٹہ پہلے اس طرف چار افراد آئے تھے۔ ان کے بارے میں بتاؤ مجھے۔ کہاں ہیں وہ''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''چار آدمی۔ اوہ جناب۔ وہ سرکاری آفسر''...... مٹاسو نے کہا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

''سرکاری افسر۔ کیا مطلب''...... کرنل ڈیود نے چونک کر کہا۔

''وہ جناب۔ انہوں نے کہا تھا کہ وہ سرکاری آدمی ہیں۔ ان کی جیپ خراب ہو گئی تھی جناب۔ ہم نے ان کی جیپ دیکھی ہے وہ اس طرف درختوں کے جھنڈ میں موجود ہے''...... مٹاسو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں اس طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس طرف کرنل ڈیود کے ساتھیوں کو جیپ ملی تھی۔

''کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے اسی انداز میں پوچھا۔

''وہ قریبی ٹرام اسٹیشن کی طرف گئے ہیں جناب''...... مٹاسو نے

لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا وہ پیدل گئے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ہم نے انہیں گھوڑے دیئے ہیں وہ انہی گھوڑوں پر گئے ہیں"...... مٹاسو نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ۔ کتنے گھوڑے دیئے تھے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"دو گھوڑے جناب۔ وہ سرکاری افسر تھے جناب۔ اس لئے ہم نے انہیں کہا تھا کہ وہ گھوڑے اسٹیشن ماسٹر کے پاس چھوڑ دیں۔ ہم وہاں سے لے لیں گے"...... مٹاسو نے جواب دیا۔

"کتنی دیر پہلے گئے ہیں وہ"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔ اس آدمی کی باتیں سن کر اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"تقریباً بیس منٹ ہو گئے ہوں گے جناب انہیں یہاں سے گئے ہوئے"...... مٹاسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹرام اسٹیشن کس طرف ہے۔ جلدی بتاؤ اور سنو۔ وہ سرکاری افسر نہیں پاکیشیا کے جاسوس تھے سمجھے تم"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"جاسوس۔ اوہ اوہ جناب۔ لیکن وہ تو جناب خود کو بڑے افسر کہہ رہے تھے۔ ان کے پاس شناختی کارڈز بھی تھے"...... مٹاسو نے لرزتے ہوئے کہا۔

"میں ٹرام اسٹیشن کا پوچھ رہا ہوں کس طرف ہے بتاؤ۔ جلدی



بتاؤ۔ ورنہ میں تم سب کو گولی مار دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"ٹرام اسٹیشن مشرق کی طرف ہے جناب۔ یہاں سے آٹھ کوہ کے فاصلے پر جناب"...... اس آدمی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں جناب۔ ٹاربی ٹرام اسٹیشن ہے"...... کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کھڑے ہوئے پولیس آفیسر نے کہا تو وہ سب تیزی سے مڑے اور پھر جیپوں پر سوار ہو گئے۔ چند لمحوں کے بعد جیپیں ایک بار پھر انتہائی تیز رفتاری سے کچی سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ ان کے اس طرح دوڑنے سے دھول اور مٹی کے بادل سے اڑ رہے تھے۔ لیکن دونوں جیپیں پوری رفتار سے آگے بڑھی جا رہی تھیں اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی انتہائی تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد وہ اسے چھوٹے سے لیکن انتہائی جدید ٹرام اسٹیشن تک پہنچ ہی گئے۔ اسٹیشن کی عمارت سے باہر دو گھوڑے کھڑے تھے۔ یہاں انڈر گراؤنڈ ٹرام چلتی تھیں۔

"اپنے ساتھ اسلحہ لے کر چلو۔ یہ لوگ انتہائی حد تک خطرناک ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے نیچے اترتے ہی چیخ کر کہا اور پھر خود بھی ریوالور سنبھالے تیزی سے ٹرام اسٹیشن کی عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ چھوٹا سا لیکن انتہائی خوبصورت ٹرام اسٹیشن تھا۔ جس کا اسٹیشن ماسٹر ہی ٹکٹ فروخت کرتا تھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ چھوٹے سے ہال نما کمرے میں اسٹیشن

ماسٹر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ خوف اور دہشت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ جیسے اس پر تشدد کیا گیا ہو۔ لاش کے علاوہ کمرے میں اور کوئی موجود نہ تھا۔

''اوہ اوہ۔ چلو۔ جلدی کرو۔ ادھر ادھر سے معلوم کرو ٹرام تو نہیں گزری یہاں سے''...... کرنل ڈیوڈ نے پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور باقی افراد تو تیزی سے کمرے سے نکل کر ادھر ادھر دوڑنے لگ جبکہ پولیس آفیسر نے آگے بڑھ کر ایک طرف رکھا ہوا۔ ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔ بغیر ڈائل کا فون تھا اور اس کا رابطہ دارالحکومت کے ٹرام اسٹیشن سے مستقل رہتا تھا۔

''ہیلو ہیلو۔ میں ٹاربی ٹرام اسٹیشن سے بول رہا ہوں۔ ہیلو ہیلو''...... پولیس آفیسر نے چیختے ہوئے کہا

''یس۔ کون بول رہا ہے''...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا۔ شاید آپریٹر اسٹیشن ماسٹر کی آواز پہچانتا تھا۔ اس لئے غیر مانوس آواز اور بدلا ہوا لہجہ سن کر وہ چونک پڑا تھا۔

''میں پولیس آفیسر بول رہا ہوں۔ اسٹیشن ماسٹر کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ٹاربی اسٹیشن سے ٹرام کس وقت گزری ہے۔ اگر گزری ہے تو اب سے کتنی دیر پہلے''...... پولیس آفیسر نے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا۔

''ٹاربی اسٹیشن سے آخری ٹرام اب سے دو گھنٹے پہلے گزری ہے۔ اس کے بعد کوئی ٹرام نہیں گزری۔ اب دو گھنٹے بعد ایک ٹرام



گزرے گی''...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور پولیس آفیسر نے رسیور رکھ دیا۔

''جناب۔ آخری ٹرام تو دو گھنٹے پہلے گزری ہے اور اسٹیشن ماسٹر کی لاش بتا رہی ہے کہ اسے مرے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری اس لئے یہ لوگ یہیں اردگرد چھپے ہوئے ہوں گے یا پھر پیدل جا رہے ہوں گے''...... پولیس آفیسر نے جلدی سے باہر برآمدے میں موجود کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اوہ اوہ۔ تو جلدی سے انہیں تلاش کرو۔ میں انہیں ہر صورت میں زندہ یا مردہ حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ انہیں کسی بھی حال میں یہاں سے بچ کر نہیں نکلنا چاہئے۔ ہر طرف پھیل جاؤ۔ چپہ چپہ کی تلاشی لو۔ جاؤ جاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور پولیس آفیسر سر جھکائے تیزی سے ایک طرف کو دوڑ پڑا۔ وہ کرنل ڈیوڈ کی ذہنی کیفیت کی وجہ سے اس کے قریب زیادہ دیر تک نہ رہنا چاہتا تھا۔

کرنل ڈیوڈ انتہائی بے بسی اور غصے کے عالم میں برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر وہ کہاں جا کر ان لوگوں کو ٹریس کرے۔ گھوڑے بھی موجود تھے اور ٹرام بھی نہ گزری تھی پھر یہ لوگ آخر کہاں جا سکتے ہیں پھر تقریباً ایک گھنٹے تک اسی طرح وہاں رکنے کے بعد آخر کار ایک ایک دو دو کر کے سارے لوگ واپس آ گئے۔ ان کے چہروں پر لکھی ہوئی مایوسی صاف بتا رہی تھی

کہ وہ ان لوگوں کا سراغ حاصل نہیں کر سکے تھے۔

''نو سر۔ ہم نے دور دور تک ڈھونڈ لیا ہے جناب۔ ان کا کہیں سراغ نہیں مل سکا نجانے وہ کس طرف نکل گئے ہیں''...... پولیس آفیسر نے سب کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا۔

''تم سب نکمے، کام چور اور ہڈ حرام ہو۔ تم سے ایک کام بھی ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔ اب مجھے اپنی ہی جی پی فائیو کی فورس بلوانی پڑے گی وہی ان کا سراغ لگائے گی۔ چلو واپس''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں ایک بار پھر دھول اڑاتی واپس جا رہی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ کا غصہ اس وقت آسمان کی بلندی کو چھو رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ایک بار عمران اور اس کے ساتھی اس کے سامنے آ جائیں تو وہ ان کی اپنے ہاتھوں سے بوٹیاں اُڑا کر رکھ دے۔



یہ ایک کافی بڑا کمرا تھا جو ریسٹ روم کے طور پر سجا ہوا تھا۔ کمرے کی کھڑکی کے پاس ایک آرام کرسی موجود تھی جس پر ایک پستہ قد لیکن بھاری جسم کا آدمی نیم دراز بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شیشے کا جام تھا جسے وہ منہ سے لگائے شراب سپ کر رہا تھا۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ آنے والا نوجوان بے حد مضبوط اور طاقتور جسم کا مالک تھا۔

''اوہ۔ مورٹن تم۔ آؤ آؤ۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''۔ اسی پستہ قد نے جو داماگ میں اسرائیل جی پی فائیو کا فارن ایجنٹ ہارڈ مین تھا چونک کر آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس۔ میں مصروف تھا اس لئے آنے میں کچھ دیر ہو گئی''...... آنے والے نوجوان نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''کچھ پتہ چلا ان کا''...... ہارڈ مین نے پوچھا۔

''بظاہر تو وہ غائب ہے باس۔ البتہ ایک مبہم سی رپورٹ ضرور ملی ہے''...... آنے والے لمبے قد کے نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیسی رپورٹ۔ تفصیل بتاؤ''...... ہارڈ مین نے چونکتے ہوئے کہا۔

''باس۔ علی عمران ائیر پورٹ سے ٹیکسی پر ہوٹل الائیڈ کے بیرونی گیٹ پر اترا تھا۔ اس کے بعد اس کا کہیں پتہ نہیں چل رہا۔ ہم نے پورا داماگ چھان مارا ہے۔ البتہ ایجنٹ فائیو ون نے رپورٹ دی ہے کہ الائیڈ ہوٹل کے استقبالیہ کاؤنٹر پر کام کرنے والی ایک لڑکی جائنا ہوزی سے اسے کافی دیر تک باتیں کرتے دیکھا گیا تھا اس کے بعد وہ ہوٹل سے باہر چلا گیا تھا۔ یہ جائنا ہوزی اس سے بڑی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ اس اطلاع پر میں نے جائنا ہوزی سے پوچھ گچھ کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ جائنا ہوزی پولیس چیف سردار ایڈورڈ ہوزی کی عورت ہے اور وہ دونوں بلیو سٹار ہوٹل میں موجود ہیں۔ انہوں نے وہاں کمرہ بھی بک کرا رکھا ہے۔ شاید رات وہ وہیں رہیں۔ اس لئے اب یہی ہوسکتا ہے کہ کل صبح جب وہ دوبارہ ڈیوٹی پر آئے تو اس سے پوچھ گچھ کی جائے ورنہ آپ جانتے ہیں کہ سردار ایڈورڈ ہوزی کس قدر کینہ پرور اور غصیلی طبیعت کا آدمی ہے اس سے کچھ اگلوانا آسان نہیں ہے''...... مورٹن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔



''ہاں تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لیکن اگر ہم نے ان کا پتہ نہ لگایا تو کرنل ڈیوڈ تو ہمیں کچا چبا جائے گا۔ یہ علی عمران پاکیشیا کا انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ ہوسکتا ہے صبح تک وہ اپنا مشن ہی مکمل کر لے جس کی خاطر چیف نے ہمیں اس کی تلاش کا حکم دیا ہے۔ اس لئے جائنا ہوزی سے ابھی اور اسی وقت پوچھ گچھ ہو گی ایڈورڈ ہوزی جتنا مرضی چیختا رہے۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے''۔ ہارڈ مین نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مگر باس۔ پولیس چیف''...... مورٹن نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''کہا ہے نا مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ لعنت بھیجو پولیس چیف پر۔ تم ایسا کرو چار آدمی ساتھ لے لو۔ انہیں کہنا کہ وہ سپیشل میک اپ کر لیں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''یس باس''...... مورٹن نے کہا۔

''اور ہاں تم بھی میک اپ کر لو اور میں بھی کر لیتا ہوں تاکہ ہمیں کوئی پہچان نہ سکے''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن ہم اپنی کاروں میں جائیں گے تو آسانی سے پہچان لئے جائیں گے''...... مورٹن نے کہا۔

''اس کی فکر نہ کرو۔ ہم اپنی کاریں نہیں لے جائیں گے بلکہ ہم دو کاریں چوری کریں گے۔ جنرل پارکنگ سے آسانی سے کاریں اڑائی جا سکتی ہیں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے باس''...... مورٹن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اس لڑکی کو ہم زبردستی وہاں سے اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے جائیں گے اور پھر اس سے پوچھ گچھ کے بعد اسے چھوڑ دیں گے۔ کاریں بھی سڑک پر چھوڑ دیں گے اور میک اپ بھی ختم کر دیں گے۔ ایسی صورت میں وہ پولیس چیف ہمارا کیا بگاڑ لے گا"...... ہارڈ مین نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ یہ پلاننگ واقعی درست رہے گی لیکن آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں خود ہی اس پلاننگ کے تحت اس لڑکی کو اغوا کر کے سپیشل پوائنٹ پر لے جاؤں گا اور اس سے پوچھ گچھ کر کے آپ کو رپورٹ دے دوں گا"...... مورٹن نے کہا۔

"نہیں مورٹن۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس معاملے میں، میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ اس لئے پوچھ گچھ میں خود کروں گا۔ البتہ ایسا ہوسکتا ہے کہ اس ٹاسک کو تم پورا کرو۔ تم اس لڑکی کو اٹھا کر سپیشل پوائنٹ پر لے آؤ۔ میں وہاں ابھی پہنچ جاتا ہوں اور پھر اس کی زبان میں خود کھلواؤں گا"...... ہارڈ مین نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹھیک ہے باس"...... مورٹن نے کہا۔

"کتنی دیر میں کام ہو جائے گا"...... ہارڈ مین نے پوچھا۔

"زیادہ دیر نہیں لگے گی باس۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک جائنا ہوزی سمیت سپیشل پوائنٹ پر پہنچ جائیں گے"...... مورٹن نے کہا اور ہارڈ مین کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور باہر چلا



گیا۔ ہارڈ مین، مورٹن کے جانے کے بعد دفتر سے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ بالکل مختلف میک اپ اور لباس پہن کر باہر آیا اور کار لے کر سپیشل پوائنٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔

یہ سپیشل پوائنٹ شہر کی ایک مضافاتی کالونی میں قدرے ہٹ کر ایک کوٹھی تھی۔ جو ہارڈ مین نے اسی قسم کے مقاصد کے لئے خفیہ طور پر خرید رکھی تھی۔ یہاں اس نے چند افراد کو بھی ملازم رکھا ہوا تھا۔ جو مستقل طور پر یہیں رہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہارڈ مین اس کالونی میں داخل ہوا تو اس نے کار ایک طرف درختوں کے نیچے روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگا کیونکہ اس کے ذہن میں پولیس چیف کا خطرہ بہرحال موجود تھا۔

اسے معلوم تھا کہ اگر سرد مزاج پولیس آفیسر ایڈورڈ ہوزی کو کسی بھی طرح اس بات کا علم ہو گیا کہ اس کی عورت کو اغوا کرنے میں ہارڈ مین کا ہاتھ ہے تو پھر ہارڈ مین کے لئے کم از کم داماگ میں رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس خدشے کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ پیدل اس کوٹھی کی طرف گیا تھا۔

وہ سپیشل پوائنٹ پر پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ لڑکی وہاں پہنچ بھی چکی ہے۔ مورٹن نے اسے تفصیل بتائی کہ کس طرح انہوں نے ایڈورڈ ہوزی کے کمرے کی ہول سے گیس گن سے بے ہوش کرنے والی گیس فائر کی اور پھر وہ کچھ دیر بعد ماسٹر کی سے دروازہ

کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ جائنا ہوزی، ایڈورڈ ہوزی کے ساتھ ہی تھی اور پھر بے ہوشی کے عالم میں اسے چوری کی کار میں ڈال کر یہاں پہنچا دیا گیا اور چوری کی گاڑیاں فوری طور پر واپس بھجوا دی گئیں۔

ہارڈ مین نے یہ تفصیل سن کر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ مورٹن کے ساتھ تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ جہاں ایک کرسی پر جائنا ہوزی بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ ہارڈ مین نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے پر زور دار تھپڑ مارا اور پھر اس وقت تک تھپڑ مارتا رہا جب تک جائنا ہوزی چیخ مار کر ہوش میں نہ آ گئی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے اور۔ اور۔ کک۔ کک۔ کون ہو تم''...... جائنا ہوزی نے ہوش میں آتے ہی انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ جائنا ہوزی۔ تم سے ہماری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم تم سے صرف چند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر تم وہ سچ سچ بتا دو گی تو ہم تمہیں زندہ اور صحیح سلامت واپس بھجوا دیں گے ورنہ تمہارے چہرے پر تیزاب بھی پھینکا جا سکتا ہے۔ دونوں آنکھیں بھی نکالی جا سکتی ہیں اور جسم کی تمام ہڈیاں بھی توڑی جا سکتی ہیں اور تمہیں گولی مار کر ہلاک بھی کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم سچ بول کر اپنی جان بچاتی ہو یا پھر......'' ہارڈ مین نے آواز



بدل کر انتہائی سرد اور سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ نہیں۔ نہیں۔ مم۔ مم۔ مجھ پر رحم کرو۔ میں بے گناہ ہوں۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''...... جائنا ہوزی نے بری طرح کانپتے ہوئے کہا۔ ہارڈ مین کے ان خوفناک فقروں نے ہی جائنا ہوزی کو لرزنے پر مجبور کر دیا تھا۔

''زندہ رہنا چاہتی ہو تو پھر جو پوچھا جائے سچ سچ بتا دینا''۔ ہارڈ مین نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر ساتھ کھڑے مورٹن سے مخاطب ہو گیا۔

''ٹھ۔ ٹھ۔ ٹھیک ہے پوچھو۔ میں سچ بتاؤں گی''...... جائنا ہوزی نے اسی انداز میں کہا۔

''مورٹن''...... ہارڈ مین نے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... مورٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے تصویر دکھاؤ''...... ہارڈ مین نے کہا اور مورٹن نے جلدی سے کوٹ کی اندرونی جیب سے علی عمران کی تصویر نکال کر جائنا ہوزی کے سامنے کر دی۔ یہ وہ تصویر تھی جو عمران کے پاسپورٹ پر لگی ہوئی تھی۔ چونکہ داماگ میں ہر چیز کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اس لئے پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات کی فوٹو کاپیاں ائیر پورٹ کے ریکارڈ میں موجود تھیں جہاں سے یہ تصویر حاصل کی گئی تھی۔ اس میں عمران کا چہرہ واضح تھا۔

''سنو۔ اس آدمی کو تم جانتی ہو۔ یہ آدمی الائیڈ ہوٹل میں تم سے

ملا تھا اور تم اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرتی رہی ہو۔ ہم نے اس آدمی کو تلاش کرنا ہے''...... ہارڈ مین نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہاں ہاں۔ یہ آدمی آیا تھا۔ اس نے میرے حسن کے متعلق خوبصورت باتیں کی تھیں اور پھر میرے پوچھنے کے باوجود کچھ کہے بغیر واپس چلا گیا تھا''...... جائنا ہوزی نے کہا۔

''مورٹن خنجر نکالو اور اس لڑکی کی ایک آنکھ نکال دو۔ یہ اصل بات نہیں بتا رہی''...... ہارڈ مین نے مورٹن سے مخاطب ہو کر کہا اور مورٹن نے تصویر واپس جیب میں ڈالی اور دوسرے لمحے ایک تیز دھار چمکتا ہوا خنجر نکال کر وہ جائنا ہوزی کی طرف بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں۔ رک جاؤ۔ میں بتاتی ہوں''...... اس نے چیختے ہوئے کہا تو ہارڈ مین نے ہاتھ کے اشارے سے مورٹن کو روک دیا۔

''بولو۔ جلدی بولو ورنہ......'' ہارڈ مین نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اس نے مجھ سے اسٹیلن کا پتہ پوچھا تھا۔ میں نے اسے اسٹیلن کا خاص فون نمبر بتا دیا۔ اسٹیلن نے چونکہ مجھے منع کر رکھا تھا کہ میرا فون نمبر کسی کو نہ بتایا جائے ورنہ وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اس لئے میں تمہیں نہ بتا رہی تھی۔ میں اس آدمی کو بھی نہ بتاتی لیکن اس نے مجھے اتنا جذباتی کر دیا تھا کہ میں نے لاشعوری طور پر فون نمبر اسے بتا دیا''...... جائنا ہوزی نے کہا اور ہارڈ مین نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ لڑکی کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے



اور ویسے بھی ہارڈ مین کے علم میں تھا کہ اسٹیلن پاکیشیا جاتا رہتا ہے اور اسرائیل سے نفرت بھی کرتا ہے۔ اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ عمران لازماً اسٹیلن کے پاس ہو گا۔ اس لئے اس کے متعلق پتہ نہ چل رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے چونکہ سچ بتا دیا ہے اس لئے میں وعدے کے مطابق تمہاری جان بخش رہا ہوں۔ مورٹن اسے بے ہوش کر کے کسی چوک پر ڈال دو۔ اس نے سچ بولا ہے اس لئے اس کی جان بخشی کی جاتی ہے۔ اور سنو جائنا ہوزی اگر تم نے اس معاملے کا ذکر پولیس چیف سے کیا تو کسی بھی جگہ تمہارے چہرے پر تیزاب پھینکا جا سکتا ہے۔ وہ پوچھے تو بتا دینا کہ تمہاری آنکھ ہی اسی چوک پر کھلی تھی''...... ہارڈ مین نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

اسی لمحے مورٹن نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے جائنا ہوزی کی کنپٹی پر مکہ مارا اور جائنا ہوزی چیخ مار کر ایک بار پھر بے ہوش ہو گئی۔ ہارڈ مین سپیشل پوائنٹ میں بنے ہوئے دفتر نما کمرے میں آ کر بیٹھ گیا وہ اب سوچ رہا تھا کہ کس طرح وہ اس عمران کا پتہ چلائے۔ کیونکہ وہ اسٹیلن کی طاقت سے اچھی طرح واقف تھا۔ اگر اسٹیلن کو علم ہو گیا کہ ہارڈ مین اور اس کا گروپ اس کا مخالف ہے تو اسٹیلن میں بہرحال اتنی طاقت موجود تھی کہ وہ ہارڈ مین اور اس کے پورے گروپ کا آسانی سے خاتمہ کر سکتا تھا۔ لیکن باوجود مسلسل

سوچنے کے اس کے ذہن میں کوئی ایسی ترکیب نہ آ رہی تھی جس سے اس کا مسئلہ حل ہو جاتا اور اسٹیلن کو بھی اس کا علم نہ ہوتا۔
تھوڑی دیر بعد مورٹن دفتر میں داخل ہوا۔

''کہاں پھینکا ہے اسے''...... ہارڈ مین نے پوچھا۔

''میں اسے قریبی چوک پر چھوڑ آیا ہوں باس''...... مورٹن نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور ہارڈ مین نے سر ہلا دیا۔

''باس۔ آپ کچھ پریشان سے دکھائی دے رہے ہیں۔ سب خیریت تو ہے نا''...... مورٹن نے کہا وہ ہارڈ مین کا نمبر ٹو اور اس کا رائٹ ہینڈ تھا۔ پوری تنظیم کو عملی طور پر وہی کنٹرول کرتا تھا اس لئے ہارڈ مین نے اسے موجود سچوئیشن کے بارے میں بتا دیا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ باس، اسٹیلن کا ایک خاص آدمی میرا مخبر ہے۔ میں اسے بھاری رقم ادا کرتا رہتا ہوں کیونکہ اس سے مجھے اندر کی انتہائی مفید معلومات مل جاتی ہیں۔ میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اسے کچھ معلوم ہوا تو وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپائے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کروں اس سے بات''...... مورٹن نے کہا۔

''کیا نام ہے اس کا''...... ہارڈ مین نے پوچھا۔

''مولٹس''...... مورٹن نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے کر لو اس سے بات لیکن اسے یہاں سے فون مت کرو۔ کسی پبلک فون بوتھ سے کر لو''...... ہارڈ مین نے کہا۔



''آپ فکر نہ کریں باس۔ وہ آدمی انتہائی بااعتماد ہے''۔ مورٹن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم مطمئن ہو تو کر لو یہیں سے بات''...... ہارڈ مین نے جواب دیا تو مورٹن نے اثبات میں سر ہلایا اور سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہولٹس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ہولٹس۔ میں مورٹن ہوں۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا فون محفوظ ہے''...... مورٹن نے کہا۔

''اوہ۔ ایک منٹ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد ہولٹس کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''ہاں۔ اب کھل کر بات کرو''...... ہولٹس نے کہا۔

''تمہارے باس کے پاس پاکیشیا سے ایک آدمی آیا ہے علی عمران۔ اس کے متعلق معلومات چاہئیں کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے''...... مورٹن نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ لیکن رقم ڈبل ہو گی کیونکہ باس نے خاص طور پر منع کیا ہے کہ اس بارے میں منہ سے بھاپ بھی نہ نکالی جائے''...... دوسری طرف سے ہولٹس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ڈبل رقم مل جائے گی۔ بولو''...... مورٹن نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ وہ آدمی علی عمران باس کے پاس آیا اور باس نے اسے ہنڈرڈ ون کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں ٹھہرا دیا ہے اور مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ ابو سالار کو بھی اس سے ملوایا گیا ہے ابھی ایک گھنٹہ پہلے اس کے چھ اور ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے ہیں اور وہ ابو سالار کے ساتھ آج شام کو خصوصی جیپوں پر اسرائیل جا رہے ہیں۔ وہ ٹاماگی جنگل سے خفیہ طور پر سرحد کراس کریں گے۔ ابو سالار یہ تمام راستے جانتا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا اب وہ سب اس کوٹھی میں ہیں''...... مورٹن نے پوچھا۔

''ہاں۔ ابھی تک تو وہیں ہیں۔ اب یہ پتہ نہیں کہ کس وقت جائیں گے ہو سکتا ہے ابھی چلے جائیں اور ہو سکتا ہے رات کو جائیں''...... ہولٹس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ رقم مل جائے گی''...... مورٹن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب بتائیں باس کیا اس کوٹھی پر ریڈ کیا جائے اور اس کوٹھی کو بموں اور میزائلوں سے اُڑا کر ان سب کا ایک ساتھ خاتمہ کر دیا جائے''...... مورٹن نے رسیور رکھتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ نہیں نانسنس۔ ہم اتنی بڑی حماقت نہیں کر سکتے۔ چیف نے ہمیں صرف نگرانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ فی الحال ہم وہی کریں



گے۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں۔ پھر جو وہ حکم دیں گے۔ اس کے مطابق عمل کریں گے''...... ہارڈ مین نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ہیڈ کوارٹر''...... رابطہ ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

''داماگ سے ڈی ون بول رہا ہوں۔ میری چیف سے بات کرائیں۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''چیف اس وقت دارالحکومت میں موجود نہیں ہیں۔ پیغام نوٹ کرا دیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''نہیں۔ انتہائی اہم بات کرنی ہے۔ چیف جہاں بھی ہوں ان سے رابطہ کرائیں''...... ہارڈ مین نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ ہولڈ آن کریں۔ میں چیک کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ کے طویل وقفے کے بعد لائن پر وہی آواز دوبارہ ابھری۔

''ہیلو۔ ڈی ون۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... آواز سنائی دی۔

''یس''...... ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف سے بات کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی چیف کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ ڈی ون کیا رپورٹ ہے''...... چیف جو کرنل ڈیوڈ تھا کی سخت اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور ہارڈ مین نے عمران اور

اس کے ساتھیوں کے بارے میں ہولٹس سے ملنے والی اطلاع تفصیل سے بتا دی۔

''اوہ۔ وری گڈ نیوز۔ انہیں تمہارے متعلق کوئی شبہ تو نہیں ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''نو باس۔ انہیں تو ہمارے متعلق علم بھی نہیں ہے۔ آپ حکم کریں تو ہم ان کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ تمہارے بس کے نہیں ہیں ڈی ون۔ ان سے میں ہی نمٹ سکتا ہوں۔ کون سی جگہ بتائی تھی تم نے۔ جہاں سے انہوں نے سرحد کو کراس کرنا ہے''۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''ٹاماگی جنگل جو داماگ کے دارالحکومت سے مشرق کی طرف دو سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ کافی گھنا اور خطرناک جنگل ہے چیف''...... ہارڈ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس جنگل کے بعد اسرائیل کی طرف پہلا قصبہ، شہر یا بستی کون سی آتی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''رابات قصبہ باس۔ یہ ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ ہے''۔ ہارڈ مین نے جواب دیا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب تم نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھے صرف یہ اطلاع کرنی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت داماگی دارالحکومت سے کس وقت روانہ ہوا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔



''یس باس''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''اس کے علاوہ تم نے یہ بھی بتانا ہے کہ وہ کس سواری پر گیا ہے اگر وہ جیپیں استعمال کریں جیسا کہ تم نے پہلے بتایا تھا تو پھر تم نے جیپوں کے نمبر بھی بتانے ہیں اور انہیں بالکل شک نہیں پڑنا چاہئے کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے۔ ورنہ وہ فوراً پلاننگ بدل دیں گے اور اس بار میں انہیں کوئی موقع نہیں دینا چاہتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں''...... ہارڈ مین نے کہا۔

''جب تک میں نہ پہنچ جاؤ تم نے ان کی نگرانی جاری رکھنی ہے اور میں پھر کہہ رہا ہوں اپنی طرف سے کوئی ہوشیاری نہ کرنا ورنہ وہ بازی پلٹنے میں دیر نہیں لگائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی''...... ہارڈ مین نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔ ہارڈ مین نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر چیف سے ہونے والی بات چیت اور ان کی ہدایات سے مورٹن کو آگاہ کرنا شروع کر دیا۔

''ٹھیک ہے باس۔ جیسا چیف نے کہا ہے ہم ویسا ہی کریں گے آپ بے فکر رہیں۔ میں ابھی ان کی نگرانی شروع کرا دیتا ہوں۔ انہیں پتہ ہی نہ چلے گا کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے''۔ مورٹن نے کہا اور ہارڈ مین سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ تم نے مجھے ٹرانسمیٹر پر ساتھ ساتھ رپورٹ دینی ہے اور تم نے بھی اب واچ ٹرانسمیٹر استعمال کرنا ہے"...... ہارڈ مین نے کہا اور مورٹن نے اثبات میں سرہلا دیا اور ہارڈ مین مطمئن انداز میں چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان جھلک رہا تھا۔



یہ اسرئیل کا مشرقی علاقہ تھا جو تاحد نگاہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ چٹیل پہاڑی علاقہ تھا۔ ہر طرف پتھریلی چٹانیں اور چھوٹی بڑی پہاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ یہ چونکہ بے آباد اور ویران علاقہ تھا اور ان پہاڑیوں کے عقب میں طویل اور خوفناک صحرا شروع ہو جاتا تھا اس لئے ان علاقوں کی طرف کوئی نہ آتا تھا۔ پہاڑیوں کی دوسری طرف موجود صحرا میں اکثر خوفناک طوفان اُٹھتے رہتے تھے جن کا رخ انہی پہاڑیوں کی طرف ہوتا تھا اور یہ طوفان اس قدر ہولناک اور خوفناک ہوتے تھے کہ بڑی بری پہاڑی چٹانوں کو بھی ہوا میں اچھال دیتے تھے۔ یہ چٹانیں اڑتی ہوئی جہاں جا کر گرتی تھیں وہاں موجود ہر چیز کو تہس نہس کر دیتی تھیں۔ چونکہ صحرائی طوفان کبھی بھی آ سکتے تھے اس لئے صحراؤں میں سفر کرنے والے قافلے بھی ان اطراف سے گزرنے کا رسک نہ لیتے تھے اور وہ ایک شہر یا ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں جانے کے لئے دوسرے

راستوں کا استعمال کرتے تھے۔ البتہ کچھ اسمگلر ایسے تھے جو ایسے راستوں کو ہی منتخب کرتے تھے جہاں رسک کم ہو۔ چونکہ ان پہاڑیوں اور صحرائی علاقے کو ناقابل عبور اور انتہائی دشوار گزار راستہ سمجھا جاتا تھا اس لئے حکومت کی طرف سے بھی ان راستوں کی حفاظت کا بھی خاص بندوبست نہ کیا گیا تھا۔

جینڈی جو بلیک کیٹ تھی اسی علاقے میں محاصرہ کرنے کے لئے آئی تھی۔ اس کے خیال کے مطابق عمران نے اگر اسرائیل داخل ہونے کی کوشش کی تو وہ اسی خطرناک اور دشوار گزار راستے کا انتخاب کر سکتا ہے اس لئے اس نے اس سارے علاقے کو محاصرے میں لے لیا تھا۔ جینڈی اس وقت ایک بڑی سی غار کے اندر ایک فولڈنگ چیئر پر نیم دراز تھی۔ اس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی اور سر پر باقاعدہ اس نے پی کیپ پہن رکھی تھی۔ اس کے سامنے ایک چھوٹی سی میز پر ایک مشین رکھی ہوئی تھی۔ اس مشین پر ایک اسکرین بھی نصب تھی۔ جسے چار واضح خانوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ بلیک کیٹ نے یہاں آتے ہی ڈاماری پہاڑی کے گرد اپنی مرضی سے حفاظتی انتظامات کئے تھے۔ اس نے اپنے ساتھ آنے والے خصوصی تربیت یافتہ افراد کو چار چار افراد کے پانچ گروپس میں تقسیم کر دیا تھا اور ڈاماری پہاڑی کے چاروں طرف مختلف جگہوں پر ان کے خفیہ کیمپ بنا دیئے تھے۔ وہاں اونچی چوٹیوں پر مخصوص انداز کی کیمرہ نما مشینیں بھی فٹ تھیں۔ جو چاروں طرف کا



منظر نیچے کیمپ میں موجود مشین تک مسلسل پہنچاتی رہتی تھیں اور وہاں سے یہ منظر یہاں مین کیمپ میں بلیک کیٹ کے سامنے رکھی ہوئی مشین پر بھی پہنچ جاتا تھا۔

اسکرین کے چاروں خانوں میں چار مختلف مقامات کا منظر نظر آ رہا تھا بلیک کیٹ جب بھی چاہتی ایک بٹن دبا کر ڈاماری پہاڑی کے کسی بھی حصے کا منظر یہاں بیٹھے بیٹھے چیک کر سکتی تھی۔ اس نے چاروں گروپوں کو ون سے فور تک کے نمبرز دے دیئے تھے۔ ہر گروپ کے پاس ایک آٹو میٹک انٹی ایئر کرافٹ گن بھی تھی۔ جو انہوں نے ایسی جگہ پر نصب کر رکھی تھی کہ اوپر سے انہیں چیک بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور اگر وہ چاہتے تو اس کا کور ہٹا کر اس سے فضا میں اڑتے ہوئے انتہائی تیز رفتار اور انتہائی بلند طیارے کو بھی آسانی سے نشانہ بنا سکتے تھے۔

سب گروپوں کے پاس ایک ایک تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر بھی تھا۔ تاکہ ضرورت کے وقت وہ اس سے زمین پر کسی کو بھی ٹارگٹ بنا سکیں۔ اس کے ساتھ بھی چار آدمی تھے اور یہاں بھی انہوں نے ایک انٹی ایئر کرافٹ گن اور ایک تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر چھپا کر رکھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ پہاڑی راستوں پر سفر کرنے والی خصوصی جیپ بھی تھی۔ وہ مسلسل چاروں گروپوں سے رپورٹیں لیتی رہتی تھی۔ اس طرح اس نے ڈاماری پہاڑی کے گرد ایک ایسا حصار قائم کر دیا تھا۔ جسے کراس کرنا کسی انسان کے بس کا

روگ نہ تھا اور ویسے بھی ابھی تک کسی مشکوک آدمی یا گروپ کے بارے میں اسے کوئی اطلاع نہ ملی تھی۔ عام پہاڑی راستہ جس پر پہاڑی افراد کے قافلے سفر کرتے تھے۔ ڈاماری پہاڑی سے تقریباً دو ڈھائی میل دور سے گزرتا تھا اور نمبر فور گروپ اس سڑک کے قریب تھا اور اوپر چوٹی پر لگی ہوئی کیمرہ نما مشین سڑک پر سے گزرنے والے ہر آدمی کو مسلسل چیک کرتی رہتی تھی۔

بلیک کیٹ ہاتھ میں جام پکڑے گھونٹ گھونٹ شراب پینے میں مصروف تھی۔ ڈبل ہارس برانڈ اس کی پسندیدہ شراب تھی اور وہ مسلسل اور باقاعدگی سے تو نہ پیتی تھی لیکن وہ اس کی بوتلیں ہمیشہ ساتھ رکھتی تھی اور جب بھی اس کا موڈ بنتا تو کم از کم وہ دو جام ضرور پیتی تھی۔ اب بھی اس کے ہاتھ میں دوسرا جام تھا اور وہ مسلسل گھونٹ گھونٹ شراب پیتی جا رہی تھی۔ وہ مسلسل عمران کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ گزشتہ کیس میں جب اس کا ٹکراؤ عمران سے پہلی بار ہوا تھا تو وہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ جی پی فائیو میں تھی اور عمران نے اسے ایسی شکست دی تھی کہ جس کا زخم آج تک مندمل نہ ہوا تھا اور اس کی شدید خواہش تھی کہ زندگی میں ایک بار پھر عمران سے ٹکراؤ ہو تو وہ اپنی گزشتہ ناکامی کا داغ دھو ڈالے اور اب یہ موقع آ گیا تھا بشرطیکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس، کو اسرائیل کے اس نئے مشن کا علم ہو گیا ہو۔

ویسے تو کئی بار اس کا خود دل چاہا تھا کہ وہ فون پر عمران کو اس



مشن کے بارے میں مطلع کر دے تاکہ عمران یہاں آئے اور پھر وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے جسم میں مشین گن کا پورا برسٹ اتار کر اپنا انتقام پورا کر سکے لیکن پھر ملک کی خاطر اس نے اپنی اس سوچ کا گلہ گھونٹ دیا تھا کیونکہ اس راز کو لیک آؤٹ کرنا ملک کے مفادات کے خلاف تھا اور وہ بہرحال ایک محب الوطن عورت تھی۔ وہ یہی باتیں سوچ رہی تھی کہ اچانک مشین کی ایک سائیڈ سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں ابھریں اور بلیک کیٹ بے اختیار چونک کر سیدھی ہو گئی۔ یہ ٹرانسمیٹر کال تھی۔

اس کی تیز نظریں مشین کے اس حصے پر پڑیں جہاں سے آواز نکل رہی تھی۔ آواز ایک جالی سے نکل رہی تھی اور اس کے اوپر ایک بڑے سے ڈائل میں سرخ اور نیلے رنگ کی دو سوئیاں مختلف ہندسوں پر لرز رہی تھیں۔ ان سوئیوں کو دیکھتے ہی بلیک کیٹ اور بھی زیادہ چونک پڑی کیونکہ ڈائل بتا رہا تھا کہ کال اس کے کسی گروپ کی بجائے دارالحکومت سے مین ٹرانسمیٹر پر آ رہی ہے۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور''...... بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے کرنل ڈیوڈ کی تیز آواز سنائی دی تو بلیک کیٹ کے اعصاب لاشعوری طور پر تن سے گئے۔

''یس۔ بلیک کیٹ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے جواب بھی قطعی لاشعوری طور پر دیا تھا۔ اس کے ذہن کے کسی بعید

ترین گوشے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ کرنل ڈیوڈ کی کال بھی اس طرح اچانک آ سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اب تک اس کا شعور اس کال کو قبول نہ کر سکا تھا۔

''بلیک کیٹ۔ میری بات دھیان سے سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو چار افراد پر مشتمل ہے۔ رابات قصبے کی طرف سے ڈاماری پہنچنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ میرے آدمی ان کا تعاقب کر رہے تھے لیکن ابھی ابھی مجھے ایک مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے چار ساتھیوں سمیت داماگ کے دارالحکومت سے اسرائیل کے پہاڑی علاقے میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کا مقصد عقب سے ڈاماری پہاڑی پر پہنچنا ہے اور چونکہ جس گروپ میں عمران موجود ہو وہ زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں فوری طور پر اس کے خاتمے کے لئے داماگ کی سرحد کی طرف جا رہا ہوں۔ اس دوسرے گروپ کو تم آسانی سے سنبھال سکتی ہو۔ ہوشیار رہنا۔ یہ لوگ بظاہر معدنی سروے کرنے والے محکمے کے افراد کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ کی تیز آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سنبھال لوں گی انہیں لیکن یہ لوگ دارالحکومت کراس کر کے ادھر آئے ہوں گے۔ آپ نے انہیں کور کیوں نہیں کیا۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے جان بوجھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔



''مجھے جب اطلاع ملی اس وقت وہ دارالحکومت سے نکل چکے تھے۔ میں نے انہیں ایک شہر کے قریب گھیر لیا تھا لیکن میرے پہنچنے سے پہلے وہ مقامی پولیس کو جل دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ میں ان کا پیچھا کر رہا تھا کہ مجھے عمران کے بارے میں داماگ سے اطلاع مل گئی چنانچہ میں نے مناسب سمجھا کہ میں تمہیں ہوشیار کر کے ادھر پوری توجہ مبذول کر دوں۔ اوور اینڈ آل''۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا اور بلیک کیٹ نے بھی ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''ہونہہ۔ کاش ان کے ساتھ عمران ہوتا''...... بلیک کیٹ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی دوسری سائیڈ میں لگے ہوئے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''ہیلو ہیلو۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے بٹن دبا کر تیز تیز لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ گروپ نمبر ون اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سنو۔ ابھی دارالحکومت سے اطلاع آئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار افراد کا گروپ رابات قصبے کی طرف سے ہماری طرف آ رہا ہے۔ یہ لوگ معدنی سروے کرنے والے ڈیپارٹمنٹ کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔ یہ علاقہ تمہاری رینج میں ہے۔ تم نے اب پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ مجھے ان کی لاشیں چاہیں ہر

صورت اور ہر قیمت پر۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے چاہے انہیں ہلاک کرنے کے لئے تم پورا اسلحہ استعال کر دو۔ سمجھ گئے۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

''لیس مادام۔ آپ بے فکر رہیں۔ یہ لوگ بچ کر نہ جا سکیں گے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک کیٹ نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھی سوچتی رہی پھر اس نے اٹھ کر ایک طرف کونے میں رکھی ہوئی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک نقشہ نکال کر میز پر پھیلا دیا اور جھک کر اسے غور سے دیکھنے لگی اور تھوڑی دیر بعد اس نے یونیفارم کی جیب سے ایک پنسل نکالی اور نقشے پر نشان لگانے شروع کر دیئے۔

وہ جانتی تھی کہ عمران اور اس کے گروپ کو روکنا کرنل ڈیوڈ کے بس کا روگ نہیں ہے اس لئے وہ لازماً یہاں تک پہنچیں گے یہی وجہ تھی کہ وہ ان راستوں کو چیک کر رہی تھی جہاں سے کرنل ڈیوڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے گروپ کے اسرائیل میں داخل کے متعلق بتایا تھا۔ وہ اس سلسلے میں پہلے سے جامع منصوبہ بندی کر لینا چاہتی تھی اور تھوڑی دیر بعد جب وہ سیدھی ہوئی تو اس کے چہرے پر اطمینان کے نمایاں تاثرات موجود تھے۔ وہ ایک خاص پلاننگ کر چکی تھی۔ اس نے نقشہ اٹھایا اور آ کر کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اپنے اس گروپ کو ہدایات دینا



شروع کر دیں جو اس طرف موجود تھا۔ جدھر سے عمران اور اس کا گروپ آ سکتا تھا گروپ لیڈر کو ہدایات دینے کے بعد وہ مطمئن ہو گئی۔

''اب دیکھتی ہوں کہ یہ لوگ میرے ساتھیوں سے کیسے بچ کر نکلتے ہیں۔ اس بار ان سب کی موت طے ہے اور ان کی ہلاکت کا کریڈٹ صرف اور صرف کیٹ ایجنسی کو ہی ملے گا جس کی میں چیف ہوں''...... بلیک کیٹ نے نخوت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے سامنے پڑا ہوا جام اٹھایا اور ہونٹوں سے لگا کر شراب کے سپ لینا شروع ہو گئی۔

وہ تیزی سے گھوڑے دوڑاتے ہوئے قریبی ٹرام اسٹیشن کی طرف بڑھے جا رہے تھے کیونکہ ان کے نقطۂ نظر سے اب سڑک کی نسبت ٹرام کا سفر زیادہ محفوظ رہ سکتا تھا انہیں معلوم تھا کہ اس پہاڑی علاقے میں ٹرام کا آخری اسٹیشن جاسار تھا۔ جو ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ تھا۔ جہاں سے انہیں آسانی سے پہاڑی راستوں پر سفر کرنے والے مخصوص خچر مل سکتے تھے اور وہ ان خچروں کی مدد سے آسانی سے ڈاماری پہاڑی کے قریب پہنچ سکتے تھے۔ اسلحے کا تھیلا نعمانی نے اپنی کمر پر باندھ رکھا تھا۔ ایک ایک گھوڑے پر دو دو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔

ٹرام اسٹیشن پہنچنے پر انہوں نے گھوڑوں کو باہر ہی درختوں سے باندھا اور پھر ٹرام اسٹیشن کی عمارت کی طرف بڑھتے گئے۔ اسی لمحے ایک نوجوان آدمی جس کے جسم پر مخصوص یونیفارم تھی۔ شاید گھوڑوں کی ٹاپوں اور ان کے قدموں کی آواز سن کر کمرے سے نکل کر باہر



برآمدے میں آ گیا۔

''سنو۔ کیا تم یہاں اسٹیشن ماسٹر ہو''...... تنویر نے اس کے قریب پہنچ کر کہا۔

''ہاں مگر آپ لوگ کون ہیں پہلے تو اس طرف کبھی نظر نہیں آئے''...... اس نوجوان نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم معدنی سروے کرنے والے ڈیپارٹمنٹ کے آفیسر ہیں۔ ہم نے فوری طور پر جاسار پہنچنا ہے۔ ہماری جیپ راستے میں خراب ہو گئی ہے اور ہم قصبے کے نمبردار سے گھوڑے لے کر یہاں آئے ہیں۔ ٹرام کس وقت یہاں آئے گی''...... نعمانی نے کہا۔

''ٹرام تو اب ڈھائی گھنٹے بعد آئے گی اس سے پہلے آپ کو ٹرام نہیں مل سکتی''...... اسٹیشن ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ پھر اب کیا ہو سکتا ہے۔ سوائے انتظار کے''...... نعمانی نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

''آپ ایسا کریں کہ اندر میرے دفتر میں آ جائیں۔ میں اپنے کوارٹر سے آپ کے لئے چائے بنا کر لے آتا ہوں''...... اسٹیشن ماسٹر نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ رہنے دو ہمیں تمہاری اس مہربانی کی ضرورت نہیں ہے''...... تنویر نے اسے جھڑک دیا اور اسٹیشن ماسٹر ہونٹ چبا کر خاموش ہو گیا اور وہ سب اسٹیشن پر ہی ٹہلنے لگے۔

"وہ لوگ اگر ہمارے پیچھے قصبے تک پہنچ گئے تو پھر انہیں یقیناً پتہ چل جائے گا کہ ہم یہاں آئے ہیں اور ٹرام کا کوئی پتہ نہیں کہ کب آئے"...... تنویر نے کہا۔

"تو تم کیا چاہتے ہو"...... چوہان نے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ انتظار کرنے کی بجائے کیوں نہ ہم گھوڑوں پر ہی آگے سفر جاری رکھیں"...... تنویر نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن گھوڑوں کے ذریعے ہم کہاں تک جا سکیں گے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہمیں بہرحال ٹرام کا ہی انتظار کر لینا چاہئے تاکہ ہم محفوظ طریقے سے جاسار تک تو پہنچ جائیں"...... چوہان نے کہا اور پھر باقی ساتھیوں نے بھی اس کی تائید کی تو تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ لیکن بے چینی بہرحال ان سب کو محسوس ہو رہی تھی۔

"ارے یہ کیا۔ اس طرف دیکھو۔ یہ اتنی دھول کیوں اڑ رہی ہے"...... اچانک نعمانی نے کہا اور وہ سب تیزی سے اس طرف کو مڑ گئے جدھر نعمانی دیکھ رہا تھا۔

"اوہ۔ واقعی۔ اوہ اوہ۔ یہ ضرور تیز رفتار جیپیں ہیں۔ ان کی تیز رفتاری کی وجہ سے اتنی دھول اڑ رہی ہے اور یہ آ بھی ادھر ہماری طرف رہے ہیں"...... خاور نے چونکتے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تنویر کا خیال درست ثابت ہوا



ہے۔ ہمیں چیک کر لیا گیا ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"اب ہم پھنس گئے ہیں۔ اب تو گھوڑوں پر بیٹھ کر بھی دور نہیں جایا جا سکتا۔ اب کیا کریں ادھر کہیں چھپ جائیں"...... چوہان نے بے چین ہو کر کہا۔

"یہ اسٹیشن ماسٹر سب کچھ بتا دے گا۔ پہلے میں اس کا بندوبست کر لوں"...... تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا اس ہال نما کمرے کے اندر گیا جس میں وہ اسٹیشن ماسٹر اپنی ڈیوٹی پر موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی گولیاں چلنے کی آوازیں اور انسانی چیخ سنائی دی۔

"یہ تنویر نے کیا کر دیا۔ اسٹیشن ماسٹر کو مار کر اس نے مزید مصیبت مول لے لی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ یہ لوگ یہاں گھوڑے اور اسٹیشن ماسٹر کی لاش دیکھ کر اردگرد کا سارا علاقہ پوری تفصیل سے چیک کریں گے"...... خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آؤ چلیں۔ ادھر ادھر بکھر کر چھپ جائیں۔ وہ لوگ اب قریب آ چکے ہیں"...... تنویر نے باہر آتے ہوئے کہا اور خاور نے اپنا خیال دوہرا دیا۔

"اوہ۔ وری بیڈ۔ اس کا تو مجھے واقعی خیال ہی نہ آیا تھا۔ اب بتاؤ کیا کریں۔ ایسا کرو کہ اسلحہ نکالو اور آنے والوں کو بموں سے اڑا دو"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں تنویر۔ ہو سکتا ہے ان کے پیچھے بھی لوگ آ رہے ہوں۔ اس

طرح ہم پھنس بھی سکتے ہیں سنو اگر ہم اس اسٹیشن کی چھت پر چڑھ جائیں تو مجھے یقین ہے کہ ان کا خیال چھت کی طرف کبھی نہ جائے گا۔ یہ لوگ یہی سوچیں گے کہ ہم ادھر ادھر چھپے ہوئے ہیں اور آخر یہ تھک ہار کر واپس چلے جائیں گے۔ اس کے بعد ٹرام آجائے گی تو ہم اس پر سوار ہو جائیں گے“...... خاور نے کہا اور چند لمحوں کی بحث کے بعد آخر کار سب نے خاور کی تجویز پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ اگر وہاں بھی انہیں چیک کر لیا گیا تو پھر ان کے پاس انتہائی طاقتور اسلحہ تو بہرحال موجود ہی تھا وہ آسانی سے انہیں اوپر سے ہلاک بھی کر سکتے تھے۔

چھت پر جانے کے لئے سیڑھیاں وغیرہ موجود نہ تھیں۔ اس لئے وہ دوڑتے ہوئے عمارت کے آخری کونے میں موجود کھمبے کی طرف بڑھ گئے اور پھر اس پول کی مدد سے ایک ایک کر کے وہ چاروں چھت پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور اس کے بعد وہ چاروں کونوں میں چھت پر اس طرح لیٹ گئے کہ اسٹیشن کے چاروں اطراف کا وہ آسانی سے جائزہ لے اور چیک کر سکتے تھے لیکن انہیں اوپر آئے بغیر نیچے سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

مشین پسٹل ان سب کے ہاتھوں میں تھے۔ دھول اب بالکل قریب پہنچ چکی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس دھویں میں سے دو پولیس جیپیں نمودار ہوئیں اور ان کے لائے ہوئے گھوڑوں کے قریب آکر رک گئیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب یہ دیکھ کر بری



طرح چونک پڑے کہ جیپ میں سے سب سے پہلے نکلنے والا آدمی اسرائیل جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ تھا۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں چیخ چیخ کر جیپ سے اترنے والے دوسرے افراد کو ہدایات دے رہا تھا۔

جیپ میں سے نکلنے والوں کی زیادہ تعداد البتہ پولیس کے سپاہیوں کی تھی ان میں اس پولیس آفیسر کو بھی انہوں نے پہچان لیا تھا جو انہیں ہیڈ کوارٹر لے گیا تھا۔ وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے آگے بڑھے اور انہوں نے اسٹیشن کی چھوٹی سی عمارت کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ کرنل ڈیوڈ اور وہ پولیس آفیسر اندر کمرے میں چلا گیا۔ جہاں اس اسٹیشن ماسٹر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ سب دم سادھے خاموش پڑے ہوئے تھے اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے سپاہیوں اور پولیس آفیسر کو اسٹیشن کے گرد چاروں طرف دوڑتے ہوئے دیکھا وہ بڑے محتاط انداز میں دوڑ بھی رہے تھے اور چیکنگ بھی کر رہے تھے جبکہ کرنل ڈیوڈ باہر نہ آیا تھا یا تو وہ اندر کمرے میں تھا یا پھر برآمدے میں تھا۔

سپاہیوں نے واقعی اردگرد کے علاقے کو اچھی طرح چھان مارا۔ لیکن ظاہر ہے وہ وہاں ہوتے تو انہیں نظر بھی آتے۔ وہ تو ان کے سروں کے اوپر موجود تھے۔ اس کی طرف ان کا خیال بھی نہ جا سکتا تھا۔ خاص طور پر کرنل ڈیوڈ کا کیونکہ وہ کرنل ڈیوڈ کا مزاج جانتے تھے۔ وہ اتنے قریب کا کبھی سوچ بھی نہ سکتا تھا حالانکہ اسٹیشن ماسٹر

کی لاش دیکھ کر اسے سمجھ جانا چاہئے تھا کہ اسے قتل ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری اور اتنے کم وقت میں ظاہر ہے وہ زیادہ دور کیسے جا سکتے تھے۔ اس صورت میں لامحالہ انہیں چھت کی چیکنگ کرنی چاہئے تھی۔ لیکن وہ اسی طرح دور دور تک انہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک وہ انہیں تلاش کرنے کے بعد جیپوں میں بیٹھ کر واپس چلے گئے لیکن وہ ان کے جانے کے باوجود اسی طرح چھت پر لیٹے رہے کیونکہ یہ ڈاج بھی ہو سکتا تھا۔ وہ دور جیپیں روک کر واپس پیدل بھی ادھر ادھر بکھر کر آ سکتے تھے۔ حالانکہ اڑتی ہوئی دھول انہیں بتا رہی تھی کہ جیپیں واقعی واپس جا رہی ہیں لیکن پھر بھی وہ احتیاطاً وہیں پڑے رہے۔ ویسے بھی نیچے جا کر انہوں نے کیا کرنا تھا۔ ٹرام اسٹیشن ویسے ہی سنسان پڑا ہوا تھا۔ دھول اڑتے اڑتے آخر کار بیٹھ گئی اور ماحول پر ہر طرف سکوت سا طاری ہو گیا۔ کافی دیر بعد اچانک انہیں دور سے ایسی آواز سنائی دی جیسے دور سے کوئی ہیوی جیپ آ رہی ہو اور وہ بے اختیار چونک پڑے۔

''یہ ہیوی جیپ اس طرف کیوں آ رہی ہے''...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہیں یقیناً اسٹیشن ماسٹر کے قتل کی خبر دے دی گئی ہو گی اس لئے تحقیقات کے لئے متعلقہ پولیس آ رہی ہو گی''...... خاور نے جواب دیا۔



''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ یہ مقامی پولیس تھی۔ یہ اسٹیشن کی حدود میں ہونے والے جرم کی تحقیقات نہیں کر سکتی۔ پولیس آفیسر نے یقیناً اندر موجود ون سائیڈ فون پر اطلاع دی ہو گی''......تنویر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ہمیں اس ہیوی جیپ پر قبضہ کرنا ہے''......خاور نے کہا۔

''اور اگر جیپ میں موجود افراد ہمارے قدوقامت کے ہوں تو پھر اور زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ ہم پولیس کی یونیفارمز میں آسانی سے آخری اسٹیشن تک پہنچ سکتے ہیں۔ ورنہ کرنل ڈیوڈ اس طرح آسانی سے جان چھوڑنے والوں میں سے نہیں ہے۔ اس نے یقیناً اب ہیلی کاپٹر کے ذریعے سڑک اور اردگرد کے علاقے کو چیک کرنا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ تمام ٹرام اسٹیشنوں پر بھی اپنے آدمی پہنچا دے۔ اس نے ہماری تلاش کے لئے وہ سب کچھ کرنا ہے جو اس کے بس میں ہے اور ایک بار ہم ان کی نظروں میں آ گئے تو وہ ہمیں فوراً گولیوں سے اُڑا دیں گے''...... چوہان نے کہا اور اس کے بعد وہ چاروں تیزی سے اسی پول کے ذریعے جس سے وہ اوپر گئے تھے نیچے اتر آئے۔

''خیال رکھنا۔ انہیں اس طرح مارنا ہے کہ ان کی یونیفارمز خراب نہ ہوں تاکہ یہ ہمارے کام آ سکیں''...... خاور نے کہا اور اس کے بعد وہ چاروں سائیڈ کے برآمدے کے ایک کونے میں جا کر چھپ کر کھڑے ہو گئے۔

یہاں سے وہ ہیوی جیپ کو دور سے چیک کر سکتے تھے اور واقعی تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی بڑے ٹائروں والی ہیوی جیپ اس طرف آتی ہوئی دکھائی دی۔ اس جیپ کے آگے سرخ رنگ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جیپ میں پانچ افراد سوار تھے۔ جن میں سے ایک ڈرائیور اور چار پولیس آفیسرز تھے۔ ہیوی جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس اسٹیشن کے قریب آئی اور پھر رک گئی۔ جیسے ہی جیپ رکی اسی لمحے وہ چاروں پولیس آفیسر اچھل اچھل کر جیپ سے اترے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے اسٹیشن کی حدود میں داخل ہو کر اس ہال نما کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔ جس میں اس اسٹیشن ماسٹر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

''تم نے اس جیپ کے ڈرائیور کو بے ہوش کرنا ہے۔ یہ ہمیں لے کر جائے گا۔ باقی چار پولیس آفیسرز کو ہم تینوں ہلاک کر دیں گے''...... خاور نے چوہان سے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر کی سرکردگی میں نعمانی اور خاور انتہائی محتاط انداز میں پنجوں کے بل دوڑ کر سائیڈ سے نکل کر برآمدے سے ہوتے ہوئے اس کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ جہاں اسٹیشن ماسٹر کی لاش تھی اور پولیس آفیسر اندر گئے تھے۔ اندر سے تیز تیز باتوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

''ہینڈز اَپ۔ ہاتھ اٹھا دو''...... اچانک تنویر نے مشین پسٹل سمیت کمرے میں داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا اور اس کے پیچھے خاور



اور نعمانی بھی مشین پسٹل لئے اندر داخل ہو گئے۔ ان کی کرخت آواز سن کر وہ چاروں بری طرح سے اچھل پڑے اور پھر ان کے ہاتھ مشینی انداز میں اوپر اٹھتے چلے گئے۔ ان سب کے چہروں پر شدید ترین حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب کون ہو تم''...... ان میں سے ایک نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''اپنا منہ بند رکھو اور دیوار کی طرف منہ کر کے ہاتھ دیوار پر رکھ دو۔ جلدی کرو۔ ورنہ ایک لمحے میں گولیوں سے اڑا دوں گا۔ ہری اپ''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ مم۔ مم۔ مگر......'' ان میں سے ایک نے خوف بھرے انداز میں ہچکچاتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ ان کے قریب سے گزر کر دیوار سے ٹکرائی اور ان چاروں کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ ان کے رنگ یکلخت ہلدی کی مانند زرد پڑ گئے تھے۔

''جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو ورنہ دوسری بار گولیاں تمہارے جسم چھلنی کر دیں گی''...... تنویر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور وہ چاروں اس بار بجلی کی سی تیزی سے مڑے اور انہوں نے دیوار پر ہاتھ رکھ دیئے۔

''ان سے اسلحہ لے لو''...... تنویر نے کہا تو خاور اثبات میں سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس نے ان چاروں کے سائیڈ ہولسٹروں میں

موجود ریوالور نکال لئے۔

''اوکے اب ہماری طرف پلٹو''...... تنویر نے کہا اور وہ چاروں ان کی طرف مڑ گئے۔ اسی لمحے چوہان بھی اندر داخل ہوا۔

''کیا ہوا ڈرائیور کا''...... تنویر نے پوچھا۔

''میں نے اسے کور کر لیا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ویل ڈن''...... تنویر نے کہا۔

''تت تت۔ تم ہو کون اور یہ سب کیا کر رہے ہو۔ کیا چاہتے ہو''...... ان میں سے ایک پولیس آفیسر نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اپنا منہ بند رکھو۔ ہم جو چاہتے ہیں۔ ابھی تم سب کو پتہ چل جائے گا۔ اگر تم میں سے کسی نے بھی منہ سے آواز نکالی تو وہ موت کا شکار ہو جائے گا۔ اس لئے خاموش کھڑے رہو اور جیسا کہا جا رہا ہے اس پر عمل کرو''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان کے چہروں پر موت کی سی زردی پھیلی ہوئی تھی۔ شاید وہ ایسی سچوئیشن میں پہلی بار مبتلا ہوئے تھے اس لئے ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کریں۔

''اب تم چاروں اپنی یونیفارمز اتار دو۔ جلدی کرو''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''یونیفارم''...... ان چاروں کے حلق سے بے اختیار نکلا تو اسی لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ گولیاں، ایک بار پھر ان کی سائیڈ سے نکل



گئیں اور ایک بار پھر ان چاروں نے تیزی سے یونیفارم اتارنی شروع کر دی جیسے اس بار انہیں ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو وہ موت کا شکار ہو جائیں گے۔ چند لمحوں کے بعد وہ چاروں بنیان اور انڈر وئیر پہنے کھڑے تھے۔ خاور نے آگے بڑھ کر ان کی یونیفارمز ایک طرف کر دیں۔

''گڈ شو۔ اب تم باری باری اپنا اپنا تعارف بھی کرا دو''...... تنویر نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''میرا نام ڈی ایس پیٹر ہے۔ میں ٹرام پولیس انسپکٹر ہوں''۔ ایک نے جلدی سے کہا۔ دوسرے نے اپنا نام جانسن، تیسرے نے مارٹن اور چوتھے نے فرانک بتایا۔ باقی تینوں اسسٹنٹ سب انسپکٹر تھے۔ تنویر نے باقاعدہ ان سے تفصیلی انٹرویو لیا اور اس کے بعد اچانک اس نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور دوسرے لمحے وہ چاروں گولیوں کی بوچھاڑ میں چیختے ہوئے اور لٹو کی طرح گھومتے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔

''یونیفارمز لباس کے اوپر ہی پہن لیں آسانی سے پورے آ جائیں گے۔ ان کے جسم بھاری ہیں اس لئے ہم لباسوں کے اوپر ہی یونیفارمز پہن سکتے ہیں''...... تنویر نے مڑ کر ان سب سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے بعد ان چاروں نے تیزی سے اپنے لباس کے اوپر ہی یونیفارمز پہننا شروع کر دیں۔ سروں پر پی کیپ

رکھنے کے بعد انہوں نے نام کے بیج بھی باقاعدہ بانٹ لئے۔ تنویر انسپکٹر پیٹر۔ نعمانی پرنام مارٹن۔ چوہان جانسن اور خاور فرانک بن گیا۔

''ان کی لاشیں ٹھکانے لگانی ہوں گی تاکہ فوری طور پر ہمارا تعاقب نہ ہو سکے''...... تنویر نے کہا۔

''انہیں کسی گڑھے میں پھینک کر اوپر سے گڑھا بھر دیتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ اس میں وقت لگے گا۔ صرف ان کے چہرے مسخ کر دیتے ہیں۔ پیچھے ٹرام آنے والی ہے۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے''...... خاور نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بار پھر مشین گن سیدھی کی اور کمرہ ایک بار پھر تیز تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ اس بار گولیاں لاشوں کے چہروں پر پڑ رہی تھیں۔ ان لاشوں کے چہرے بگڑتے چلے گئے۔

''اس جیپ ڈرائیور کو بھی اٹھا لاؤ تاکہ وہ یہ لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ ان لاشوں کو دیکھ کر وہ اور ڈر جائے گا اور ہمارے ساتھ کوئی گڑبڑ نہیں کرے گا''...... تنویر نے چوہان سے کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

چند لمحوں کے بعد وہ واپس آیا تو اس نے بے ہوش جیپ ڈرائیور کو کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ کمرے میں لا کر اس نے اسے زمین پر پٹخا اور پھر جھک کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے



بند کر دیا پھر جیسے ہی اس جیپ ڈرائیور کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی چوہان پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد جیپ ڈرائیور کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی وہ چیخ مار کر بے اختیار اٹھ بیٹھا۔

''سس۔ سس۔ سر۔ آ۔ آ۔ آپ۔ کک کیا۔ کیا مطلب''۔ اس نے بے اختیار اپنے سامنے کھڑے پولیس آفیسروں کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اجنبی آواز سن کر جیپ ڈرائیور بے اختیار ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا اب اس کی آنکھیں شدید حیرت سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

''تمہارے چاروں آفیسرز کی لاشیں ادھر پڑی ہیں۔ دیکھو ان کی طرف''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا تو اس نے پلٹ کر لاشوں کو دیکھا اور پھر وہ خوف سے لرز کر رہ گیا۔ اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا مطلب''...... اس نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارے آفیسروں کی لاشیں ہیں۔ انہیں اچھی طرح دیکھ لو اور بتاؤ کیا تم بھی ان لاشوں میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ یا ہم سے تعاون کر کے زندہ رہنا چاہتے ہو''...... تنویر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

Pakistanipoint
Waqar Azeem

''نن۔ نن۔ نہیں نہیں۔ فار گاڈ سیک۔ مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں غریب آدمی ہوں۔ مجھے مت مارو''...... جیپ ڈرائیور نے مڑ کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑ کر گھگیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو ہم تمہیں نہیں ماریں گے۔ اور سنو۔ اگر تم وعدہ کرو کہ ہمیں جیپ پر بغیر کسی کو اشارہ کئے یا کوئی غلط حرکت کئے آخری اسٹیشن جاسار تک پہنچا دو گے تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ سکتے ہیں ورنہ جیپ ہم خود بھی چلا سکتے ہیں البتہ تمہاری لاش بھی ان کے ساتھ شامل ہو جائے گی''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ مم۔ مم۔ میں لے جاؤں گا۔ میں لے جاؤں گا اور کوئی غلط حرکت نہ کروں گا''...... جیپ ڈرائیور نے فوراً ہی کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... تنویر نے پوچھا۔

''ابو ریحان۔ میرا نام ابو ریحان ہے''۔ جیپ ڈرائیور نے کہا۔

''اوہ۔ تم مسلمان ہو''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ میں مسلمان ہوں''...... ابو ریحان نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''پھر تمہارے زندہ رہنے کے چانس اور بھی بڑھ گئے ہیں ورنہ میں سمجھ رہا تھا کہ تم بھی ان آفیسرز کی طرح سے یہودی ہو''۔ تنویر



نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا آ۔ آپ بھی مسلمان ہیں''...... ابو ریحان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں چلو۔ اب وقت ضائع مت کرو۔ ٹرام آنے والی ہو گی''...... تنویر نے کہا۔

''ٹرام تو آج دو گھنٹے لیٹ ہے۔ آئیں''...... ابو ریحان نے کہا۔ اس کے چہرے پر اب کافی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ چاروں پولیس آفیسرز کی یونیفارم میں جیپ میں بیٹھے خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

''کیا ہمیں ہر جگہ پر چیکنگ کے رکنا پڑے گا''...... تنویر نے ابو ریحان سے پوچھا۔

''اوہ۔ نہیں جناب۔ پولیس جیپ کو روکنے کی کس میں جرأت ہے''...... ابو ریحان نے جواب دیا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

''جج۔ جناب۔ ایک بات پوچھوں''...... اس نے ڈرے ڈرے سے لہجے میں کہا۔

''کون سی بات''...... تنویر نے کہا۔

''کیا آپ نے ہی اس اسٹیشن ماسٹر کو مارا تھا''...... اچانک ابو ریحان نے ہچکچاتے ہوئے لہجے میں ساتھ بیٹھے تنویر سے پوچھا۔

''ہاں۔ کیوں''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں جناب۔ ویسے پوچھ رہا تھا۔ کیا آپ مجرم ہیں"۔ ابو ریحان کا تجسس بدستور قائم تھا۔

"ہاں۔ مسلمان اسرائیل میں مجرم ہی سمجھے جاتے ہیں"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ ابو ریحان بڑی مہارت سے جیپ کو کہیں پر بھی رکے بغیر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھائے لئے جا رہا تھا۔

اگر ابو ریحان ان سے تعاون نہ کر رہا ہوتا تو وہ زیادہ سے زیادہ اگلے اسٹیشن تک ہی پہنچ سکتے تھے پھر انہیں وہاں قتل و غارت کرنی پڑتی اور وہ جلد ہی نظروں میں آ سکتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تنویر کا رویہ ابو ریحان کے ساتھ اتنا سخت نہ رہا تھا اسی لئے ابو ریحان کے چہرے پر سے بھی خوف کے تاثرات زائل ہو گئے تھے۔

"اسرائیل میں۔ کیا مطلب۔ کیا آپ کا تعلق کسی اور ملک سے ہے"...... ابو ریحان نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ یہاں ڈاماری پہاڑی پر ایک سائنسی لیبارٹری قائم کی گئی ہے جہاں دنیا کا خوفناک ترین ہتھیار بنایا جا رہا ہے۔ ایسا ہتھیار جس کی مدد سے پاکیشیا کے لاکھوں کروڑوں معصوم اور بے گناہ مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے گا اور ہم مسلمانوں کو بچانے کے لئے یہ لیبارٹری تباہ کرنا چاہتے ہیں"۔ تنویر نے لفظ مسلمانوں پر خاص طور پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو یہ ارادے ہیں ان یہودیوں کے۔ اوہ"...... ابو



ریحان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت جذبات کی حدت واضح طور پر نظر آنے لگ گئی تھی۔

"بہرحال۔ اس بارے میں تمہیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم بس ہمیں جاسار تک پہنچا دو اور بس"...... تنویر نے کہا۔

"جناب۔ اگر آپ مجھ پر اعتماد کریں تو میں جاسار سے آگے بھی آپ کی مدد کر سکتا ہوں میں مسلمان ہوں اور بحیثیت مسلمان یہ میرا فرض ہے کہ میں مسلمانوں کے خلاف ان یہودیوں کی سازش کو ناکام کرنے کے لئے جو بھی کر سکتا ہوں ضرور کروں مجھے بھی ان سے بے حد نفرت ہے۔ ان کے ظلم و ستم جس طرح سے غزہ میں بڑھتے جا رہے ہیں اس سے ہر مسلم کے دل میں ان کے لئے نفرت اور جارحیت بسی ہوئی ہے"...... ابو ریحان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اس کے لہجے سے خلوص ٹپک رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم جاسار سے آگے ہماری اور کیا مدد کر سکتے ہو"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"جناب۔ ڈاماری پہاڑی سے بارہ میل پہلے ایک گاؤں ہے۔ ترت۔ وہاں میرا سسرال ہے۔ یہ سارا گاؤں مسلمانوں کا ہے۔ وہاں سے آپ کو کافی مدد مل سکتی ہے"...... ابو ریحان نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ ہم کسی گاؤں میں جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے۔ تم نہیں جانتے حکومت نے وہاں ہر طرف اپنے مخبر چھوڑ رکھے ہیں"...... تنویر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اگر ایسی بات ہے جناب تو آپ گاؤں میں نہ جائیں۔ میں چلا جاؤں گا۔ گاؤں میں ایک آدمی رہتا ہے۔ اس کا نام تو ابن وقاص ہے لیکن گاؤں والے اسے پہاڑی سیاہ بچھو کہتے ہیں۔ وہ ان پہاڑوں کے اندر ایسے ایسے راستے جانتا ہے کہ جن کی خبر آج تک وہاں رہنے والوں کو بھی نہیں ہو سکی۔ اس کا شوق ہے پہاڑوں کے اندر گھومنے اور نئے نئے راستے تلاش کرنے کا۔ وہ بھی مسلمان ہے۔ اسے یہودیوں سے شدید نفرت ہے۔ اسرائیل کے وجود سے ہی وہ نفرت کرتا ہے۔ میں اسے بلا لاؤں گا۔ وہ یقیناً آپ کی بہت مدد کر سکتا ہے۔ ویسے بھی وہ انتہائی بہادر، بڑے دل گردے والا اور انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک ہے اور کھرا بھی ہے۔ ایک بار جو کہہ دے گا۔ پھر چاہے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے وہ اپنی بات سے نہ پھرے گا''...... ابو ریحان نے جواب دیا۔

''ویل ڈن۔ ہمیں ایسے ہی آدمی کی ضرورت ہے۔ ٹھیک ہے۔ ایسا آدمی واقعی ہمارے لئے معاون ثابت ہو سکتا ہے''...... تنویر نے کہا اور پھر تقریباً چار گھنٹوں تک پوری رفتار سے جیپ دوڑانے کے بعد وہ جاسار اسٹیشن کی حدود میں داخل ہو گئے۔ ابو ریحان نے اسٹیشن سے کچھ دور ہی جیپ روک دی۔

''صاحب۔ آپ سب مل کر اس جیپ کو دھکیل کر ایک طرف موجود بڑے کھڈ میں چھپا دیں ورنہ جاسار بڑا اسٹیشن ہے وہاں باقاعدہ فوج بھی ہوتی ہے۔ وہ آسانی سے آپ کو جانے نہ دیں



گے اور ایک بات اور کہ جاسار کا اسٹیشن ماسٹر پولیس انسپکٹر پیٹر کا سگا بھائی بھی ہے''...... ابو ریحان نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ چاروں نیچے اتر کر ابو ریحان کے ساتھ مل کر جیپ کو دھکیلتے ہوئے ایک کھڈ کی طرف لے گئے۔ اس کھڈ کے کناروں پر جھاڑیاں تھیں جو اس طرح پھیلی ہوئی تھیں کہ کھڈ کا دہانہ نظر نہ آتا تھا۔ انہوں نے جیپ اس کھڈ کے اندر دھکیل دی اور جیپ ایک زور دار دھماکے سے اندر جا گری اور لچک دار جھاڑیاں ایک بار پھر آپس میں مل گئیں۔ جن میں جیپ چھپ گئی تھی۔

''اب ٹھیک ہے۔ یہ آسانی سے کسی کو نہیں ملے گی۔ آپ میرے ساتھ آئیں''...... ابو ریحان نے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور اس کے ساتھ چل پڑے۔ پھر وہ انہیں لے کر ٹرام کی پٹریاں کراس کرتا ہوا ایک پہاڑی راستے پر آگے بڑھنے لگا۔

''ایک بات بتاؤ''...... تنویر نے کہا۔

''جی جناب''...... ابو ریحان نے کہا۔

''ہم نے جو یونیفارمز پہنی ہیں یہ یہیں اتار دیں یا ان کا ہمیں کوئی فائدہ ہو گا''...... تنویر نے پوچھا۔

''جناب بڑا فائدہ دیں گی۔ یہاں لوگ پولیس والوں سے جتنا ڈرتے ہیں اتنا شاید کسی سے بھی نہ ڈرتے ہوں گے''...... ابو ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی اس بات پر سب بے

اختیار ہنس پڑے۔

''تم واپس جا کر کیا کہو گے۔ ظاہر ہے تم سے پوچھ گچھ تو ہو گی''...... خاور نے پوچھا۔

''میں کہوں گا کہ مجھے مشین گن کی نوک پر لے جایا گیا تھا اور پھر انہوں نے مجھے بے ہوش کر کے جھاڑیوں میں پھینک دیا۔ جہاں سے ہوش آنے کے بعد میں گرتا پڑتا جاسار اسٹیشن پہنچا اور اس کے بعد آگے کی کہانی شروع۔ آپ بے فکر رہیں میں سب سنبھال لوں گا''...... ابو ریحان نے جواب دیا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔ وہ آگے بڑھتے رہے۔ آگے ایک چھوٹا سا پہاڑی قصبہ تھا۔ جہاں سے انہوں نے پولیس کی یونیفارمز کی وجہ سے خچر حاصل کر لئے اور اس کے بعد ان کا سفر کہیں زیادہ تیزی سے ہونے لگا۔ تقریباً دو گھنٹے بعد ایک پہاڑی درے کے قریب ابو ریحان نے خچر رکوائے اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔

''آپ یہاں ٹھہریں جناب۔ میں جا کر پہاڑی سیاہ بچھو کو بلا لاتا ہوں''...... ابو ریحان نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا اور ابو ریحان تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

''ادھر ادھر چھپ جاؤ۔ ہو سکتا ہے یہ شخص ہمیں ڈاج دے رہا ہو''...... تنویر نے کہا اور وہ سب خچروں کو وہیں پتھروں سے باندھ کر بکھر کر چٹانوں کے پیچھے چھپ گئے۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں ایک چٹان کے پیچھے سے دو آدمی آتے دکھائی دیئے۔ ان



میں سے ایک ابو ریحان تھا۔ دوسرا مقامی پہاڑی آدمی تھا۔ لیکن اس کا جسم خاصا مضبوط تھا۔ اس کے جسم پر کپڑے بھی موٹے اور سستے سے تھے۔ جیسے عام طور پر پہاڑی علاقوں کے غریب لوگ پہنتے ہیں اور اس کا چہرہ واقعی کسی پہاڑی سیاہ بچھو سے ملتا جلتا تھا۔ تنویر سب سے پہلے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور آگے بڑھ گیا۔

''جناب میں نے ابن وقاص کو بتا دیا ہے۔ یہ آپ لوگوں کی مدد کرنے کے لئے تیار ہے''...... ابو ریحان نے کہا۔

''کیا آپ اکیلے ہیں''...... ابن وقاص نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''پہلے تم وعدہ کرو کہ ہمارے ساتھ کوئی دھوکہ نہیں کرو گے اور ہمارے ساتھ پوری ایمانداری اور خلوص کے ساتھ کام کرو گے''...... تنویر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سپاٹ لہجے میں کہا اور ابن وقاص نے وعدہ کر لیا تو تنویر کو اطمینان ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ساتھیوں کا بلایا اور وہ سب چٹانوں کے پیچھے سے نکل آئے۔

''جناب۔ ادھر آ جائیں۔ یہ راستہ ہے۔ یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے ادھر ایک بڑی غار ہے ہم وہاں جا کر اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہیں''...... سیاہ بچھو نے کہا اور وہ سب سیاہ بچھو کے پیچھے خچروں کو کھینچتے ہوئے ایک طرف ہٹ کر ایک پہاڑی میں موجود ایک بڑی غار میں پہنچ گئے۔ خچروں کو باندھ دیا گیا۔

''جناب آپ مجھے تفصیل بتائیں کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں اور آپ کو کس قسم کی امداد درکار ہے۔ میں ان یہودیوں کی سازش کو ناکام بنانے کے لئے آپ کا ہر طرح سے ساتھ دوں گا اور جس قدر ممکن ہوا بھرپور انداز میں مدد بھی کروں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے''...... سیاہ بچھو نے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا اور تنویر نے اسے مختصر طور پر ڈاماری پہاڑی پر قائم لیبارٹری اور کیٹ ایجنسی کے متعلق بتا دیا۔

''اوہ ہاں۔ میں نے ان کی چیک پوسٹ دیکھی ہے۔ یہاں سے بارہ میل دور ایک پہاڑی پر انہوں نے مشینیں لگا رکھی ہیں۔ بڑی عجیب سی توپ بھی ہے جس کا منہ آسمان کی طرف ہے اور ایک ہیلی کاپٹر بھی انہوں نے چھپا رکھا ہے۔ میں ایک پہاڑی خرگوش کو پکڑنے کے لئے وہاں تک جا پہنچا تھا ان کی تعداد چار ہے۔ وہ لمبے تڑنگے فوجی ہیں''...... سیاہ بچھو نے چونک کر کہا۔

''کیا ان کے ساتھ کوئی لڑکی بھی ہے''...... تنویر نے پوچھا۔

''لڑکی۔ نہیں جناب۔ میں نے تو کوئی لڑکی نہیں دیکھی ہے۔ وہ چاروں مرد ہیں''...... سیاہ بچھو نے جواب دیا۔

''میرے خیال میں یہ ان کی کوئی چیک پوسٹ ہو گی۔ وہ بلیک کیٹ یقیناً مین کیمپ میں ہو گی''...... خاور نے کہا۔

''او کے۔ تم ہمیں وہاں تک لے چلو۔ ہم ان سے مزید پوچھ گچھ کر لیں گے''...... تنویر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔



''پھر جناب ہمیں ایک لمبا چکر کاٹ کر جانا پڑے گا۔ انہوں نے پہاڑی پر گھومنے والی جدید ترین کیمرہ نما مشین لگائی ہوئی ہے۔ اور میں نے ان کے قریب دو پہاڑی آدمیوں کی لاشیں بھی دیکھی تھیں۔ میں تو ڈر کے مارے واپس آ گیا تھا کہ یہ فوجی ہیں۔ مجھے بھی مار ڈالیں گے''...... سیاہ بچھو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بہرحال تمہارے ساتھ جانے کا ہمیں یہ فائدے ہونا چاہئے کہ وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں''...... تنویر نے کہا۔

''اس بات کی آپ فکر نہ کریں جناب۔ میں آپ کو نہایت محفوظ اور ایسے راستوں سے لے جاؤں گا کہ ہم ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے اور انہیں خبر تک نہ ہو گی''...... سیاہ بچھو نے کہا۔

''ویری گڈ۔ ہم بھی یہی چاہتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے جناب۔ کیا میں واپس جا سکتا ہوں یا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں''...... ابو ریحان نے کہا۔

''نہیں۔ تمہیں ہمارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں۔ تم واپس جاؤ۔ تمہارے اس تعاون کا شکریہ''...... تنویر نے کہا۔

''ارے۔ اس میں شکریہ کی کون سی بات ہے۔ یہ تو میرا فرض تھا''...... ابو ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ باقاعدہ تنویر اور دوسرے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے غار سے نکلا اور دوڑتا ہوا ایک چٹان کی طرف بڑھا اور پھر وہ چٹانوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے ابو سالار کے ساتھ پوری تفصیل سے ساری پلاننگ کر لی تھی اور اب وہ داماگ سے اسرائیل اور پھر وہاں سے پہاڑیوں کے اندر ہوتے ہوئے ڈاماری پہاڑی کی طرف جانے کا پروگرام بنائے ہوئے تھے۔ وہ سب خاکی رنگ کی دو ہیوی اور انتہائی طاقتور جیپوں میں سوار تھے اور یہ جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے ایک کھلی اور خالی سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھیں۔ آگے والی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ابو سالار تھا۔ اس کے ساتھ جولیا تھی۔ جبکہ عقبی سیٹ پر عمران اور صفدر بیٹھے ہوئے تھے۔

پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر اور عقبی سیٹوں پر جوانا اور جوزف موجود تھے۔ جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل، ٹائیگر، جوزف اور جوانا، عمران کے ساتھ ہی داماگ آئے تھے اور پھر عمران انہیں ایک ہوٹل میں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور بعد میں اس نے ان سب کو اسٹیلن کی دی ہوئی کوٹھی میں بلا لیا



تھا۔

جیپیں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے اسرائیل کی سرحد میں داخل ہونے تک خاصا طویل سفر طے کرنا تھا۔

”ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے“...... اچانک پچھلی نشست پر خاموش بیٹھے ہوئے عمران نے کہا اور جیپ میں بیٹھے ہوئے سب افراد بے اختیار چونک پڑے۔

” اوہ اوہ۔ کیا مطلب۔ یہاں کون ہمارا تعاقت کر سکتا ہے جناب“...... ابو سالار نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”سرخ رنگ کی ایک کار کو میں کالونی سے ہی پیچھے دیکھ رہا تھا۔ وہ مسلسل ہمارے پیچھے آ رہی ہے۔ ہمارا انتہائی محتاط انداز میں تعاقب کیا جا رہا ہے۔ وہ سرخ رنگ کی کار تیسرے چوک پر ایک سیاہ رنگ کی کار کے قریب جا کر رک گئی تھی اور پھر وہ سیاہ رنگ کی کار ہمارے پیچھے آنے لگ گئی۔ اب وہ پیچھے ہے۔ یہ کاریں بدل کر ہمارے پیچھے آ رہے ہیں تا کہ ہم شبہ نہ کر سکیں“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں جیپ کے سائیڈ مرر پر جمی ہوئی تھیں۔

”اوہ۔ کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ“...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جو بھی ہیں۔ کم از کم دوست تو نہیں ہو سکتے ہیں“...... عمران

نے کہا۔

''تو پھر اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ انہیں گھیر کو معلوم کرنا ہے کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ویسے میرا خیال ہے یہ اس ہارڈ مین کے آدمی ہوں گے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہارڈ مین۔ وہ کون ہے''...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ابو سالار انہیں جانتا ہے۔ اسرائیلی ایجنٹ ہے اور اگر یہ اسی کے آدمی ہیں تو اس کا واضح مطلب ہے کہ مجھے ٹریس کر لیا گیا ہے اور ایسا صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اسٹیلن کے گروپ میں سے کسی نے مخبری کی ہو۔ ورنہ کسی صورت ایسا نہیں ہو سکتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں جناب۔ ایسا نہ سوچیں۔ باس کے گروپ میں سے کسی کی جرأت نہیں کہ وہ ایسا کوئی کام کر سکے''...... ابو سالار نے کہا۔

''اوکے۔ تم ایک کام کرو''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''حکم کریں''...... ابو سالار نے کہا۔

''جیپ کسی ویران سڑک کی طرف موڑ دو۔ پھر مجھے کسی موڑ پر اتار کر تم آگے بڑھ جانا۔ اس طرح آخری چیکنگ بھی ہو جائے گی کہ کیا واقعی ہماری نگرانی ہو رہی ہے یا نہیں اور میں جیپ کا ٹائر بلاسٹ کر کے اسے روک بھی لوں گا۔ ویران سڑک کی وجہ سے کام



میں کوئی مداخلت بھی نہ ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''اوکے جناب۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک چوک آ رہا ہے۔ میں وہاں سے دائیں طرف کو مڑ جاؤں گا۔ وہ قطعی ویران سڑک ہے۔ آگے ایک موڑ ہے۔ وہاں آپ اتر جائیں۔ ہم آگے جا کر رک جائیں گے اور پھر واپس آ جائیں گے۔ اس دوران آپ انہیں آسانی سے روک سکتے ہیں''...... ابو سالار نے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن دبا کر اس نے ٹائیگر کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔ ابو سالار نے اگلے چوک سے جیپ دائیں طرف جانے والی سنگل روڈ کی طرف موڑ دی۔ ٹائیگر کی جیپ بھی ان کے پیچھے ہی مڑ گئی۔

''ہم موڑ کے قریب پہنچ گئے ہیں جناب''...... ابو سالار نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر کے جیب میں ڈالا اور جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال کر اس نے ہاتھ میں لے لیا۔ دوسرے لمحے موڑ پر ابو سالار نے جیپ روکی اور عمران یکلخت اچھل کر نیچے کودا اور دوڑتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود درخت کے موٹے سے تنے کے پیچھے ہو گیا۔

ٹائیگر کی جیپ بھی آگے نکل گئی۔ اب سڑک صاف تھی اور پھر دور سے اسے وہ سیاہ رنگ کی کار آتی ہوئی دکھائی دی اور عمران چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ کار تیزی سے آگے آ رہی تھی۔ پھر جیسے ہی

وہ ریوالور کی رینج میں آئی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ سٹک کی آواز
کے ساتھ ہی ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے کار قلابازیاں
کھاتی ہوئی سڑک کی سائیڈ پر دور جا گری۔ عمران نے اس کے
اگلے پہیئے پر اس وقت فائر کیا تھا جب وہ موڑ مڑی ہی تھی۔ اس
لئے ڈرائیور کار کو بروقت سنبھال نہ سکا۔ تین چار قلابازیاں کھا کر کار
جیسے ہی رکی اس میں سے اچھل کر دو آدمی باہر نکلے اور دوڑتے
ہوئے کار سے ہٹ کر ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ کار میں سے
آگ کے شعلے نکلتے نظر آ رہے تھے اور چند لمحوں کے بعد ایک
خوفناک دھماکے سے کار کی پٹرول ٹینکی پھٹی اور کار کے پرزے
شعلوں کی صورت میں دور دور تک بکھر گئے۔

وہ دونوں مڑے اور دوڑتے ہوئے سڑک پر آ گئے اور پھر ان
میں سے ایک نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جب باہر نکالا تو اس کے
ہاتھ میں چھوٹا سا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اسی لمحے
عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبایا اور وہ آدمی یکلخت چیخ مار کر لٹو کی
طرح گھومتا ہوا نیچے زمین پر گرا اور اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر نکل
کر سڑک پر دور تک لڑھکتا چلا گیا۔ دوسرے آدمی نے ایک جھاڑی
کے پیچھے چھلانگ لگائی ہی تھی کہ عمران نے تیسری بار ٹریگر دبا دیا
اور اس کے ساتھ ہی دوسرے آدمی کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور وہ
جھاڑیوں میں گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔

عمران تنے کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا جھاڑیوں میں پڑے



پھڑکتے ہوئے آدمی کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے گولی اس کی ران
میں ماری تھی۔ اس لئے وہ پھڑکنے کے بعد اب اٹھ کر بیٹھنے کی
کوشش کر رہا تھا اور عمران نے قریب پہنچتے ہی پوری قوت سے اس
کے سر پر ریوالور کا دستہ دے مارا اور وہ آدمی چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا
کہ عمران کی ٹانگ حرکت میں آئی اور نیچے گر کر دوبارہ اٹھنے کی
کوشش کرتا ہوا وہ آدمی کنپٹی پر زور دار ضرب کھا کر ایک بار پھر
نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ اس کی ران سے خون بہہ رہا تھا عمران
نے اسے بازو سے پکڑا اور تیزی سے گھسیٹتا ہوا سڑک کے کنارے
لے آیا اور پھر اس نے زمین سے مٹی اٹھا کر اس کے زخم پر ڈالنی
شروع کر دی۔

چند لمحوں کے بعد اسے اپنی جیپیں واپس آتی ہوئی دکھائی دیں۔
جیپیں قریب آ کر رک گئیں اور عمران کے ساتھی اچھل کر نیچے اتر
آئے۔ مٹی پڑنے سے زخم سے نکلنے والا خون بند ہو گیا اور عمران
نے جھک کر اس کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔

چند لمحوں کے بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت ہوئی اور عمران
پیچھے ہٹ گیا۔ اس آدمی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس
کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور اس نے
بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی مگر ٹانگ کے زخم کی وجہ
سے وہ چیخ کر دوبارہ گر گیا۔ اس کا ایک ہاتھ بے اختیار زخم پر جم
گیا اور پھر وہ اس حالت میں اپنے گرد کھڑے عمران اور اس کے

ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں میں خوف و ہراس کی پرچھائیاں لہرانے لگی تھیں۔

''اپنا نام بتاؤ''...... عمران نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''جم مارکر۔ مم۔ میرا نام جم مارکر ہے''...... اس آدمی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا تم ہارڈ مین کے آدمی ہو''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ میں ہارڈ مین کا ساتھی ہوں''...... اس آدمی کے حلق سے اس طرح الفاظ نکلے جیسے اس نے لاشعوری طور پر یہ الفاظ بول دیئے ہوں۔

''ہونہہ۔ یہ بتاؤ کہ ہمارا تعاقب کرنے کے لئے کیا پلان بنایا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''تعاقب۔ کس کا تعاقب۔ ہم تو کسی کا تعاقب نہیں کر رہے تھے''...... جم مارکر نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جوانا۔ اس کے سارے دانت باہر نکال دو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ایک طرف کھڑا جوانا یکلخت اس پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا اور دوسرے لمحے جم مارکر جوانا کے ہاتھ میں جکڑا ہوا اس طرح فضا میں اٹھتا گیا جیسے وہ کوئی پلاسٹک کا بنا ہوا کھلونا ہو۔ اس کے ساتھ ہی جوانا کا دوسرا ہاتھ گھوما اور جم مارکر کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔ جوانا کے ایک ہی زور دار تھپڑ سے اس کے منہ سے دانت پھلجڑیوں کی



طرح باہر آ گرے تھے۔ گال پھٹ گیا تھا اور اس کی ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔

''رک جاؤ۔ بس کرو۔ کہیں مر نہ جائے''...... عمران نے کہا اور جوانا نے جھٹکا دے کر اسے واپس زمین پر پٹخ دیا۔ اس آدمی کا جسم نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

''اسے ہوش میں لاؤ''...... عمران نے کہا اور جوانا نے لات اس کی پسلیوں میں مار دی۔ دوسرے لمحے جم مارکر کا جسم بری طرح پھڑکا اور وہ ہوش میں آ کر چیخنے لگا۔

''بولو ورنہ اس بار تمہارے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ جائیں گی''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہاں۔ مورٹن نے ہمیں حکم دیا تھا''...... جم مارکر نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''کون ہے یہ مورٹن''...... عمران نے اسی انداز میں پوچھا۔

''وہ وہ۔ ہارڈ مین کا نمبر ٹو ہے۔ ہمارا سیکنڈ باس''...... جم مارکر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساری پلاننگ بتا دی کہ انہوں نے چھ کاروں اور دو جیپوں کی مدد سے ان ٹاما گی جنگل تک تعاقب کرنا تھا لیکن وہ یہ نہ بتا سکا کہ یہ تعاقب کیوں ہو رہا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ ہارڈ مین اور مورٹن کہاں ہوں گے''...... عمران نے پوچھا اور جم مارکر نے ہارڈ مین اور مورٹن کے

متعلق تفصیل بتا دی۔ عمران نے ان کا حلیہ بھی معلوم کر لیا پھر اس نے ریوالور کا ٹریگر دبایا تو ٹھک کی آواز کے ساتھ گولی جم مارکر کی پیشانی میں گھس گئی اور وہ چیخ مارے بغیر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

''ٹائیگر تم جوزف اور جوانا کے ساتھ جیپ میں جاؤ اور اس ہارڈ مین کو پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ مورٹن کے ساتھ کافی آدمی ہوں گے جبکہ بقول اس جم مارکر کے ہارڈ مین اس وقت اکیلا ہو گا۔ ابو سالار کو ساتھ لے جاؤ یہ ان جگہوں کو جانتا ہے۔ اس کے ساتھ آسانی رہے گی''...... عمران نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں جناب۔ میں ہارڈ مین کی رہائش گاہ جانتا ہوں۔ وہ ایسی جگہ پر ہے کہ عام آدمی وہاں آسانی سے پہنچ بھی نہیں سکتا''...... ابو سالار نے کہا۔

''ٹھیک ہے جاؤ اور اسے زندہ پکڑ کر یہاں لے آؤ۔ ہم یہیں تمہارا انتظار کریں گے اور ابو سالار ایسے راستے سے جانا جہاں سے ان کے ساتھی تمہاری جیپ نہ پہچان سکیں۔ سمجھ گئے تم''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں جناب میں سمجھتا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر اسے لے کر یہاں پہنچ جائیں گے''...... ابو سالار نے کہا اور تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔



''تم ہارڈ مین سے کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... جولیا نے پوچھا۔

''جم مارکر نے ٹاماگی جنگل کا نام لے کر مجھے چونکا دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں ہماری پوری پلاننگ کا علم ہے اور ہارڈ مین جی پی فائیو کا آدمی ہے۔ تو پھر لازماً یہ پلاننگ کرنل ڈیوڈ تک بھی پہنچ چکی ہو گی اور کرنل ڈیوڈ ہمارے لئے جال بچھا چکا ہو گا۔ وہ ایسے معاملات میں بے حد تیز ہے۔ اگر اس کے بارے میں معلوم نہ کیا گیا تو وہ جنگل میں کہیں بھی ہمارا شکار کر سکتے ہیں اور ان الجھنوں سے بچنے کے لئے ہارڈ مین کا ہاتھ آنا ضروری ہے''۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تب پھر ہمیں یہاں سے دور ہٹ جانا چاہئے۔ کیونکہ اب جم مارکر کی کار جب اگلے پوائنٹ پر نہ پہنچے گی اور نہ ہی جیپیں پہنچیں گی تو پھر لازماً یہ لوگ چونک پڑیں گے اور ہو سکتا ہے کہ یہ تلاش کرتے ہوئے ادھر آ نکلیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ہم جیپ لے کر آگے نکل چلتے ہیں۔ ابو سالار ادھر ہی گیا ہے اور ظاہر ہے ادھر سے ہی واپس آئے گا''...... عمران نے کہا اور وہ سب جیپ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے جیپ کافی آگے لے جا کر سڑک کی سائیڈ پر بنے ہوئے ایک پرانے سے کھنڈر نما مکان کی اوٹ میں روک دی اور خود نیچے اتر کر وہ ادھر ادھر بکھر گئے تاکہ اگر مورٹن اس کے آدمی ادھر آ بھی جائیں تو انہیں آسانی سے کور کیا جا سکے لیکن طویل انتظار

کے باوجود ادھر سے کوئی آدمی نہ آیا تو وہ سمجھ گئے کہ مورٹن یا اس کے آدمیوں کو اس طرف کا خیال ہی نہ آیا ہو گا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد انہیں دور سے اپنی جیپ آتی ہوئی دکھائی دی اور عمران اور جولیا اوٹ سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر جیپ کو رکنے کا اشارہ کیا اور جیپ ان کے قریب آ کر رک گئی۔

''ہارڈ مین کے ساتھ چار آدمی بھی تھے۔ ان کی وجہ سے دیر لگ گئی ہے۔ انہیں پہلے خاموشی سے بے ہوش کرنا پڑا تھا''...... جوزف نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے جوانا ایک پستہ قد لیکن بھاری جسم کے بے ہوش آدمی کو کاندھے پر اٹھائے نیچے اتر آیا۔

''اسے کھنڈر میں لے آؤ اور ابو سالار تم جیپ کو کسی جگہ چھپا دو۔ جوزف اور جوانا کے علاوہ باقی سب باہر رک کر خیال رکھیں گے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کھنڈر کی اندرونی طرف بڑھ گیا۔ جوانا ہارڈ مین کو اٹھائے اس کے پیچھے تھا اور اس کے پیچھے جوزف تھا۔

''اس کے ہاتھ اور پیر بیلٹس سے باندھ دو۔ یہ آسانی سے سب کچھ نہیں اگلے گا''...... عمران نے کہا اور جوانا نے اسے نیچے گرد آلود فرش پر پٹخ دیا۔

''میرے پاس رسی ہے باس''...... جوزف نے کہا اور اس نے پشت پر لدے ہوئے بڑے سے تھیلے میں سے ہاتھ ڈال کر نائلون



کی سیاہ رنگ کی باریک رسی کا گچھا نکالا۔ اس میں گانٹھیں لگی ہوئی تھیں۔ اور ایک طرف مخصوص قسم کا آنکڑہ تھا۔ یہ کمند تھی۔ بہرحال اسے استعمال کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ چند لمحوں کے بعد ہارڈ مین کے ہاتھ اور پیر بندھ گئے۔ اور جوانا جھک کر اس کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لانے لگا۔

چند لمحوں کے بعد ہارڈ مین کے جسم میں حرکت ہوئی پھر آنکھیں کھولتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا اور عمران نے پاؤں اس کی گردن پر رکھ کر اسے گھما دیا۔ ہارڈ مین کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا مطلب۔ کون ہو تم''...... ہارڈ مین نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اس کے منہ سے بمشکل آواز نکلی تھی۔

''تم بتاؤ۔ تمہارا نام ہارڈ مین ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی پاؤں کو ذرا سا واپس گھما دیا۔

''ہاں۔ ہاں۔ میں ہارڈ مین ہوں''...... ہارڈ مین کے حلق سے مسلسل ہاں ہاں کے الفاظ نکلنے لگے۔ اس کی حالت اتنی ہی دیر میں غیر ہو گئی تھی اور اسی لمحے عمران نے یکلخت پاؤں اس کی گردن سے ہٹا لیا کیونکہ اس نے ہارڈ مین کے سینے کو عجیب انداز میں پھولتے پچکتے دیکھ لیا تھا۔ یہ انداز بتا رہا تھا کہ ہارڈ مین دل کا مریض ہے۔ اگر عمران چند لمحے اور پاؤں اس کی گردن پر رکھے

رہتا تو ہارڈ مین یقیناً ختم ہو جاتا۔ پاؤں ہٹنے کے کافی دیر بعد جا کر ہارڈ مین کی بری طرح بگڑی ہوئی حالت سنبھل سکی۔

"تم نے کرنل ڈیوڈ کو ہمارے بارے میں کیا اطلاع دی تھی۔ جلدی بتاؤ ورنہ......" عمران نے دوبارہ پاؤں اس کی گردن کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا لیکن اس بار اس نے پاؤں کا پورا زور ایڑی پر ہی رکھا تھا اور صرف پنجے کا معمولی سا دباؤ گردن پر دیا تھا۔

"وہ وہ۔ وہ"...... ہارڈ مین نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"بولو۔ ورنہ ایک لمحے میں مسل کر رکھ دوں گا"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تم کون ہو۔ کون ہو تم"...... ہارڈ مین نے بری طرح خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہم وہی ہیں جن کا تعاقب مورٹن اور اس کے آدمی کر رہے ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا چونکہ عمران میک اپ میں تھا۔ اس لئے ظاہر ہے ہارڈ مین اسے کیسے پہچان سکتا تھا۔

"اوہ اوہ۔ تم عمران ہو۔ علی عمران"...... ہارڈ مین کے لہجے سے اور زیادہ خوف کا اظہار ہونے لگا۔

"ہاں بولو۔ کیا رپورٹ دی ہے تم نے کرنل ڈیوڈ کو۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ......" عمران نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا اور ہارڈ مین نے فوراً ہی وہ ساری باتیں دوہرا دیں جو اس نے کرنل ڈیوڈ کو



بتائی تھیں۔

"کہاں سے تم نے یہ معلومات حاصل کی ہیں۔ بولو"...... عمران نے پنجے کا دباؤ ذرا سا بڑھاتے ہوئے کہا۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ سب بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک میں دل کا مریض ہوں۔ مجھے کچھ نہ کہو میں بتاتا ہوں سب کچھ بتاتا ہوں"...... ہارڈ مین نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا

"وہ اسٹیلن کے گروپ کا ایک خاص آدمی ہے ہولٹس۔ وہ مورٹن کے لئے مخبری کرتا ہے۔ اس نے مورٹن کو سب کچھ بتایا تھا۔ اسی کے ذریعے ہمیں تمہارے بارے میں معلومات ملی تھیں۔ میں سچ بتا رہا ہوں"...... ہارڈ مین نے کہا۔

"سچ بتاؤ۔ کیا یہ معلومات تمہیں اسٹیلن نے تو نہیں دی تھیں"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس نے کچھ نہیں بتایا۔ میں سچ بول رہا ہوں۔ میری بات کا یقین کرو"...... اس نے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پیر گردن پر رکھ کر اسے تیزی سے گھما دیا۔ ہارڈ مین کا جسم ایک لمحے کے لئے زور سے تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں اور وہ ہلاک ہو گیا تھا۔

"جوزف۔ اس کی رسی کھول دو اور اسے اسی طرح سے یہاں پڑا رہنے دو"...... عمران نے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف مڑ گیا۔

"ابو سالار۔ کیا تم کسی ہولٹس نامی آدمی کو جانتے ہو۔ جو اسٹیلن

Pakistanipoint
Waqar Azeem

کے گروپ میں موجود ہے''...... عمران نے ابو سالار سے پوچھا۔

''ہولٹس۔ جی ہاں۔ باس کا خاص آدمی ہے کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... ابو سالار نے حیران ہو کر پوچھا۔

''وہ ہولٹس اس مورٹن کو تمہارے باس کی مخبری کرتا رہتا ہے اور ہمارے متعلق بھی اس نے ہی بتایا ہے ٹاماگی جنگل والی بات بھی ہولٹس نے ہی انہیں بتائی ہے کیا تم نے ہولٹس سے بات کی تھی کیونکہ ٹاماگی جنگل والی بات تو میرے اور تمہارے درمیان ہوئی تھی''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ میں نے خود باس کو یہ سب کچھ بتایا تھا۔ باس کا ایک خصوصی اڈہ ٹاماگی جنگل میں ہے۔ کیونکہ اسرائیل سے تمام اسمگلنگ اسی جنگل کے راستے ہوتی ہے۔ میں نے باس کو اس لئے بتایا تھا تاکہ باس اڈے میں موجود اپنے آدمیوں کو ہمارے متعلق بتا دے۔ ورنہ ہم کسی صورت بھی یہ جنگل کراس نہ کر سکتے اور باس نے مجھے کہا کہ اس نے اپنے آدمیوں کو اطلاع کر دی ہے اب میں آپ سمیت اطمینان سے جنگل کراس کروں''۔ ابو سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے باس کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کیا ہے۔ میں اسے ہولٹس کے متعلق بتانا چاہتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''جی ہاں جانتا ہوں''...... ابو سالار نے کہا۔

''بتاؤ''...... عمران نے کہا اور ابو سالار نے سر ہلاتے ہوئے



اسے فریکوئنسی بتا دی۔

''جوزف۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر جیپ سے نکال کر لے آؤ''...... عمران نے پاس کھڑے جوزف سے کہا اور جوزف تیزی سے اپنے والی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں کے بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بڑا سا ٹرانسمیٹر تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ابو سالار کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر بٹن دبا دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ پرنس کالنگ۔ اوور''...... عمران نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے اسٹیلن کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس۔ اسٹیلن اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... اسٹیلن کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی اور ظاہر ہے ہونی بھی چاہئے تھی کیونکہ عمران کی کال اس کے لئے قطعی غیر متوقع تھی۔

''اسٹیلن۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے گروپ میں کوئی ہولٹس نامی آدمی بھی موجود ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ہولٹس۔ جی ہاں ہے اور وہ میرا خاص آدمی ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اوور''...... اسٹیلن نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''تو پھر سن لو کہ تمہارا یہ ہولٹس ہارڈ مین کے اسسٹنٹ مورٹن کو مخبری کرتا رہتا ہے۔ اوور''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''مخبری کرتا ہے ہولٹس ۔کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں پرنس۔ اوور''...... اسٹیلن نے بدستور حیرت سے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے اسے اب تک ہونے والی تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

''اوہ اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ فکر نہ کریں۔ میں اس ہولٹس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ میں اس کا عبرتناک حشر کروں گا۔ اوہ اوہ۔ میرا خاص اسسٹنٹ اور مخبری کرے۔ میں اسے زندہ درگور کر دوں گا۔ اوور''...... اسٹیلن کی حالت واقعی غصے سے پاگلوں جیسی ہو گئی تھی۔

''تم نے جو کرنا ہے وہ تم کرتے رہنا۔ پہلے یہ بتاؤ کہ ابو سالار نے تم سے ٹاما گی جنگل بات کی تھی۔ اوور''...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ابو سالار نے۔ ہاں اور میں نے ٹاما گی جنگل میں اپنے آدمیوں کو اطلاع بھی کر دی ہے۔ وہ ابو سالار کو پہچانتے ہیں۔ اس لئے وہ تمہاری پوری مدد کریں گے۔ کیوں۔ یہ بات تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اوور''...... اسٹیلن نے کہا۔

''میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ ابو سالار نے تم سے بات کی پھر ہولٹس کو اس کا پتہ کیسے چلا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ میں نے اپنے دفتر میں ریکارڈنگ سسٹم لگایا ہوا ہے۔ ہماری بات چیت ٹیپ ہو گئی ہو اور یہ ٹیپ ہولٹس نے سن



لیا ہو گا۔ وہ اس ریکارڈنگ سسٹم کا انچارج ہے۔ اوور''...... اسٹیلن نے کہا۔

''اچھا آدمی رکھا ہوا ہے تم نے ریکارڈنگ سسٹم کا انچارج۔ یہ لوگ ہمارے تعاقب کی حماقت نہ کرتے تو ہم پکے ہوئے پھل کی طرح ٹاما گی جنگل سے نکلتے ہی جی پی فائیو کی جھولی میں جا گرتے۔ اوور''...... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ مجھ سے واقعی غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ آئندہ میں محتاط رہوں گا۔ اوور''...... دوسری طرف سے اسٹیلن نے شرمندگی بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اوور اینڈ آل کہا اور ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''ابو سالار۔ کیا ٹاما گی جنگل میں نکلنے کا اور کوئی پوائنٹ ہے یا نہیں''...... عمران نے اس بار ابو سالار سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک تلخی کا عنصر موجود تھا۔

''جی ہاں جناب۔ یہاں ایک اور پوائنٹ بھی ہے۔ ادھر سے ذرا فاصلہ بھی بڑھ جائے گا اور راستہ بھی زیادہ دشوار ہو گا۔ لیکن بہرحال وہ محفوظ رہے گا''...... ابو سالار نے کہا۔

''او کے پھر چلو''...... عمران نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے آگے بڑھتے ہی ابو سالار اور عمران کے ساتھی بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ عمران کو سنجیدہ دیکھ کر ان سب کے چہروں پر بھی سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔

یہ ایک بڑی سی سیاہ رنگ کی پہاڑی تھی۔ اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک کھلا اور وسیع غار موجود تھا۔ اس غار کے دہانے پر کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔

ظاہر ہے ان کا موضوع گفتگو عمران اور اس کے ساتھی ہی تھے۔ ان کے ہاتھوں میں دوربینیں بھی تھیں۔ وہ باتوں کے دوران دوربین آنکھوں سے لگاتے اور پہاڑی سے نیچے گہرائی میں موجود انتہائی گھنے جنگل کی طرف دیکھنا شروع کر دیتے۔ کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھ تقریباً بیس آدمی لے آیا تھا۔ اس کے آدمیوں نے یہاں باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت مورچے سنبھالے ہوئے تھے۔

''باس۔ مجھے تو اب فکر لاحق ہونا شروع ہو گئی ہے''...... ریڈ روزی نے آنکھوں سے دور بین ہٹا کر کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔



''کس بات کی فکر''...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

''کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم ان کا یہیں انتظار کرتے رہ جائیں اور یہ لوگ کسی اور راستے سے نکل جائیں اب تک تو انہیں پہنچ جانا چاہئے تھا''...... ریڈ روزی نے دوربین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ وہ کیوں راستہ بدلیں گے۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہم ان کی گھات لگائے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں''۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ لیکن جنگل بے حد وسیع ہے۔ وہ کسی بھی طرف سے نکل سکتے ہیں۔ ویسے میں نے اپنے ٹاپ گروپ کے آدمیوں کو دس میل دور اونچی چوٹی پر بٹھایا ہوا ہے تاکہ اگر وہ کسی اور جگہ سے نکلیں تب بھی ہمیں اطلاع مل جائے وہاں سے سارا جنگل اور اس کے کنارے تک نظر آتے ہیں''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تم نے بہت اچھا کیا۔ لیکن وہاں سے بھی کوئی اطلاع نہیں آئی اب تک''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس۔ میں بھی یہی سوچ رہی تھی کہ ان کی طرف سے اطلاع کیوں نہیں آئی ہے اب تک''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''تو تم خود بات کر لو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس باس۔ میں خود بات کرتی ہوں''...... ریڈ روزی نے کہا اور اٹھ کر غار کے اندر چلی گئی۔ جہاں ان کا سامان موجود تھا۔ چند

لمحوں کے بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی ہلکی ہلکی آوازیں نکلنے لگیں۔

ریڈ روزی نے کرنل ڈیوڈ کی اجازت سے جی پی فائیو کے بارہ افراد کو علیحدہ کر کے ایک الگ گروپ بنایا ہوا تھا اور وہ خود ان کی ٹریننگ بھی کرتی رہتی تھی۔ اسے اس نے ٹاپ گروپ کا نام دیا ہوا تھا اور کرنل ڈیوڈ کے ساتھ آتے ہوئے وہ اپنے ٹاپ گروپ کو بھی ساتھ لے آئی تھی جسے اس نے شروع سے علیحدہ ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں۔

''ہیلو ہیلو۔ ٹاپ نمبر ون کالنگ۔ اوور''...... ریڈ روزی نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ ٹاپ ٹو اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ٹاپ ٹو۔ تم نے اب تک کوئی رپورٹ کیوں نہیں دی۔ اوور''...... ریڈ روزی نے تیز لہجے میں کہا۔

''سوری مادام۔ ابھی تک کسی بھی طرف جنگل میں کسی کے داخل ہونے کی اطلاع ہی نہیں ملی۔ اوور''...... ٹاپ ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک۔ پوری طرح ہوشیار رہنا اور ہر طرف گہری نظر رکھنا''...... ریڈ روزی نے کرخت لہجے میں کہا۔



''یس مادام''...... ٹاپ ٹو نے جواب دیا اور ریڈ روزی نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''ہونہہ۔ وہاں بھی کچھ نہیں ہے اور یہاں بھی''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس انہیں اب تک کہیں نہ کہیں سے تو جنگل میں داخل ہو ہی جانا چاہئے تھا۔ کہیں انہوں نے ارادہ ہی نہ بدل دیا ہو''۔ ریڈ روزی نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ ارادہ بدلنے والا آدمی نہیں ہے اور میرا دل کہہ رہا ہے کہ اسے کسی نہ کسی طرح اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ ہم یہاں اس کے انتظار میں موجود ہیں۔ اس لئے وہ کوئی ایسی حرکت بھی کر سکتا ہے۔ جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ لیکن اسے کیسے علم ہو سکتا ہے باس۔ کیا اسے الہام ہوتا ہے''...... ریڈ روزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ الہام تو نہیں ہوتا۔ لیکن میرا تجربہ ہے کہ ایسے معاملات میں ہمیشہ خوش قسمتی اس کے ساتھ رہتی ہے پہلے بھی ایسا کئی بار ہو چکا ہے ورنہ اب تک وہ میرے ہاتھوں نجانے کب کا اپنے انجام تک پہنچ چکا ہوتا''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات مکمل ہوتی اچانک ساتھ پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور ریڈ روزی نے جلدی سے

ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔ کرنل ڈیوڈ بھی چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھنے لگا تھا۔

''ہیلو ہیلو۔ ٹاپ ٹو کالنگ ٹاپ ون۔ اوور''...... بٹن پریس کرتے ہی ٹاپ ٹو پرجوش آواز سنائی دی۔

''یس۔ ٹاپ ون اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... ریڈ روزی نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

''مادام۔ تھرڈ پوائنٹ کی طرف سے دو جیپیں جنگل میں سے نکلی ہیں اور اب وہ انتہائی تیز رفتاری سے ہنٹم قصبے کی طرف بڑھی جا رہی ہیں۔ میں نے مخصوص دوربینوں سے چیک کیا ہے۔ ان میں آٹھ افراد ہیں جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے۔ اوور''...... ٹاپ ٹو نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ہمیں انہیں فوری طور پر ہنٹم پہنچنے سے پہلے گھیر لینا چاہئے''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''ٹاپ ٹو۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت فوراً ہنٹم قصبے سے پہلے شمال کی طرف دونوکوں والی پہاڑی کے پیچھے مورچہ سنبھال لو۔ وہاں ایک تنگ درہ ہے۔ اس درے سے گزرتے ہوئے انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ لیکن خیال رکھنا یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں بالکل تمہاری وہاں موجودگی کا علم نہیں ہونا چاہئے اور میں چیف کرنل ڈیوڈ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ درے کی جنوبی



سمت کو کور کروں گی۔ اور جب تک میں آرڈر نہ دوں کوئی فائر نہیں ہونا چاہئے۔ سمجھ گئے ہو تم۔ اوور''...... ریڈ روزی نے چیخ کر کہا۔

''یس مادام۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ریڈ روزی نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور تیزی سے کرنل ڈیوڈ کے پیچھے دوڑ کر نیچے اترتی چلی گئی۔ کرنل ڈیوڈ پہلے ہی نیچے موجود اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا تھا۔

''وہ۔ وہ تھرڈ پوائنٹ سے نکلے ہیں اور ہنٹم قصبے کی طرف جا رہے ہیں ہم نے انہیں ہر قیمت پر قصبے میں پہنچنے سے پہلے ختم کرنا ہے۔ نقشہ نکالو نقشہ۔ ہری اپ''...... کرنل ڈیوڈ وہاں پہلے ہی چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔

''باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں نے پہلے ہی سے نقشہ دیکھ کر تمام ممکنہ راستوں پر نشان لگا دیئے تھے۔ ہنٹم سے تقریباً دو کلو میٹر پہلے ایک چھوٹا سا درہ آتا ہے۔ جہاں سے گزر کر ہی ہنٹم جایا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنے ٹاپ گروپ کو وہاں پہنچنے کے احکامات دے دیئے ہیں۔ وہ اس کے شمال کی طرف مورچہ لگائیں گے ہم یہاں سے فوری روانہ ہو کر ان سے پہلے وہاں جنوب کی طرف پہنچ کر مورچہ بندی کر سکتے ہیں کیونکہ انہیں تھرڈ پوائنٹ سے نکل کر ایک لمبا راستہ طے کر کے ہنٹم پہنچنا پڑے گا جبکہ وہ راستہ بے حد شارٹ ہے۔ اس طرح جیسے ہی ان کی جیپیں اس تنگ درے سے گزریں گی ہم دونوں اطراف سے ان پر میزائلوں اور بموں کی

بارش کر کے انہیں یقینی طور پر ہلاک کر سکتے ہیں۔ وہ انتہائی آسان ٹارگٹ ہوں گے“...... ریڈ روزی نے قریب پہنچ کر تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ چلو۔ ریڈ روزی جیسے کہتی ہے ویسے ہی کرو۔ ہری اَپ۔ ہری اَپ“...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور چند لمحوں کے بعد چار جیپوں میں لدے ہوئے وہ پہاڑی راستوں پر تیزی سے آگے بڑھے جا رہے تھے۔

سب سے آگے والی جیپ میں ریڈ روزی اور کرنل ڈیوڈ تھے جبکہ عقبی جیپوں میں جی پی فائیو کے ارکان تھے ان کی تعداد بیس کے قریب تھی اور اس کے ساتھ ساتھ جیپوں میں ہر قسم کا انتہائی خطرناک اسلحہ بھی بھرا ہوا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جی پی فائیو کا وہ آدمی تھا جو انہی علاقوں کا رہنے والا تھا۔ اس لئے وہ اس سارے علاقے کو بہت اچھی طرح جانتا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے کے سفر کے بعد وہ واقعی ایک تنگ درے کے قریب پہنچ گئے۔ پھر ریڈ روزی نے ہی عملی طور پر کمان سنبھال لی۔

تمام جیپوں کو کھائیوں میں چھپا دیا گیا اور اسلحہ لے کر وہ درے کے اوپر والے حصے پر اس طرح پھیل کر بیٹھ گئے کہ پورا درہ ان کی زد میں تھا۔ اس درے کی طوالت خاصی تھی اور جیپیں چاہے کتنی بھی تیز رفتاری سے کیوں نہ گزریں وہ ان کے اسلحے کی زد سے بچ نہ سکتی تھیں اور گہرائی اور درے کی بناوٹ ایسی تھی کہ نیچے سے کسی



طرح بھی ان پر فائر نہ ہو سکتا تھا ریڈ روزی نے واقعی انتہائی ذہانت سے یہ سپاٹ منتخب کیا تھا۔

”ویل ڈن ریڈ روزی۔ رئیلی ویل ڈن۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ ویل ڈن۔ اب مجھے یقین ہے کہ یہ عمران لاکھ ہوشیار ہو اس درے سے زندہ بچ کر نہ جا سکے گا“...... کرنل ڈیوڈ نے سچویشن دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ اب صرف یہ بات طے ہونی باقی ہے کہ یہ لوگ واقعی وہی ہیں جو ہم سمجھ رہے ہیں یا کوئی اور ہیں۔ اس کے لئے بھی میرے ذہن میں ایک تجویز موجود ہے۔ جیسے ہی یہ جیپیں درے میں داخل ہوں۔ آپ ٹرانسمیٹر کی جنرل فریکوئنسی پر عمران کو کال کریں۔ اس کے پاس لازماً ٹرانسمیٹر موجود ہو گا۔ جنرل فریکوئنسی کی وجہ سے اسے معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ ہم کہاں سے اسے کال کر رہے ہیں۔ اس کے جواب دینے پر آپ اس کا لہجہ پہچان لیں گے تو پھر اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ یہی لوگ درے میں سے گزر رہے ہیں“...... ریڈ روزی نے کہا۔

”لیکن اس کی کیا ضرورت ہے اور کون یہاں سے گزر سکتا ہے وہ چوکنا ہو جائے گا اور پھر ناممکن بھی ممکن ہو سکتا ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”نہیں باس۔ یہ انتہائی ضرروی ہے۔ اس طرح ہمیں مکمل اطمینان ہو جائے گا اور ایک بار درے میں داخل ہونے کے بعد وہ

کسی طرح بھی زندہ بچ کر نہ جا سکے گا‘‘...... ریڈ روزی نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

’’لیکن ایسا نہ ہو کہ ہم اسے کال ہی کرتے رہ جائیں اور وہ درہ کراس کر جائے پھر اس کا ہاتھ آنا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ انہیں موقع دینا اپنے پیروں پر خود کلہاڑی مارنے والی بات ہو گی‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’اوہ باس۔ درے کی طوالت آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ وہ اتنی جلدی اس درے سے بھلا کیسے نکل سکتے ہیں‘‘...... ریڈ روزی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اس کی جیب میں موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے کال آنی شروع ہو گئی۔ ریڈ روزی نے فوراً جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

’’ٹاپ ٹو کالنگ۔ اوور‘‘...... ٹاپ ٹو کی آواز سنائی دی۔

’’یس۔ ٹاپ ون اٹنڈنگ یو۔ اوور‘‘...... ریڈ روزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’مادام۔ دونوں جیپیں درے کے قریب پہنچنے والی ہیں۔ میں نے نمبر سیون کو اونچی چوٹی پر بٹھا دیا تھا۔ اس نے ابھی اطلاع دی ہے۔ ویسے ہم سب جنوب کی طرف پوری طرح تیار بیٹھے ہوئے ہیں اوور‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اوکے۔ جیسے ہی ہماری طرف سے فائر ہو تم لوگوں نے بھی



فائر کھول دینا ہے۔ ان پر اپنا سارا اسلحہ ختم کر دینا۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ اوور اینڈ آل‘‘...... ریڈ روزی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے پاس پڑے ہوئے تھیلے میں سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔

’’باس۔ جیسے ہی جیپیں درے میں داخل ہوں آپ کال دینا شروع کر دیں‘‘...... ریڈ روزی نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اس بار اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے دو جیپیں تنگ درے میں داخل ہوتی دکھائی دیں۔ درہ یہاں اتنا تنگ تھا کہ دونوں جیپیں ساتھ ساتھ چلنے کی بجائے آگے پیچھے چل رہی تھیں۔

کافی فاصلہ ہونے کی وجہ سے دونوں جیپیں بالکل کھلونا جیپیں نظر آ رہی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا اور ٹرانسمیٹر میں سے مخصوص آواز نکلنے لگی۔

’’ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ علی عمران۔ ہیلو ہیلو۔ اوور‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کال دیتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو کرنل ڈیوڈ دوبارہ کال دینا شروع ہو گیا۔

’’ہیلو ہیلو عمران۔ کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ تم جہاں کہیں بھی ہو۔ میری کال اٹنڈ کر لو۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ ہیلو ہیلو۔ اوور‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہراتے ہوئے کہا پہلے تو کافی دیر تک کال اٹنڈ ہی نہ

کی گی اور جیپیں اب خاصی واضح ہو چکی تھیں۔ لیکن پھر اچانک ٹرانسمیٹر میں سے عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ہیلو کرنل ڈیڈ باڈی۔ اوہ سوری۔ وہ کیا کیا کہتے ہیں۔ وہ جسے مرنے کے بعد تابوت میں ڈال کر دفن کیا جاتا ہے۔ ایک تو یہ لفظ عین وقت پر راہ فرار اختیار کر جاتے ہیں بہرحال جو بھی ہو اسرائیل جی پی فائیو کے چیف کا عہدہ ایک معزز عہدہ ہے۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ۔ تم نے ایسا کون سا ٹرانسمیٹر ایجاد کر لیا ہے کہ اسرائیل میں بیٹھ کر پاکیشیا میں فلیٹ پر بھی تمہاری کال سنی جا رہی ہے۔ اوہ کہیں تم میرے فلیٹ کے باہر تو نہیں کھڑے ہو۔ ارے پاکیشیا آنا تھا تو بتا تو دیتے میں تمہارا شایان شان استقبال کرتا آخر تم جی پی فائیو کے کرنل ڈیڈ باڈی۔ اوہ میرا مطلب ہے کرنل ڈیوڈ ہو۔ اوور''۔ عمران کی مخصوص شوخ آواز سنائی دی اور ریڈ روزی کے ہونٹ بری طرح بھنچ گئے۔ عمران اس کے باس کی واضح طور پر توہین کر رہا تھا۔

''ہونہہ۔ سنو عمران۔ مجھے معلوم ہے کہ تم ڈاماری پہاڑی کی طرف جا رہے ہو لیکن تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اس ارادے سے باز آ جاؤ۔ کیونکہ اس بار یقینی موت نے تمہارے چاروں طرف اپنے جال پھیلا رکھے ہیں۔ آگے تمہاری مرضی۔ اوور اینڈ آل''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''یہ واقعی عمران ہے۔ واقعی تسلی ہو جانا زیادہ بہتر رہا ہے لیکن



اب ہمیں فوراً فائر کھول دینا چاہئے۔ وہ شیطان الرٹ ہو چکا ہو گا۔ اب اسے موقع ملا تو وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گدھے کے سینگوں کی طرح سے غائب ہو جائے گا اور ہم سوائے لکیر پیٹنے کے کچھ نہ کر سکیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ اسے آسان موت نہیں ملنی چاہئے۔ اس نے آپ کی بے عزتی کی ہے باس اور اسے اس کا پورا پورا حساب دینا پڑے گا''...... ریڈ روزی نے غصیلے لہجے میں کہا جیپیں اب کافی نزدیک آ چکی تھیں۔ ریڈ روزی نے ساتھ پڑی ہوئی میزائل گن اٹھائی اور پھر سب سے آگے آنے والی جیپ کا نشانہ لے کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور گن کی لمبی سی نال سے نکلنے والا میزائل اڑتا ہوا جیپ کی طرف بڑھا لیکن درے میں تیز ہوا کی وجہ سے میزائل جیپ پر جا کر لگنے کی بجائے سائیڈ پر زمین پر جا گرا اور ایک خوفناک دھماکے سے پھٹ پڑا۔

اسی لمحے کرنل ڈیوڈ نے بھی فائر کھول دیا اور پھر تو درے کے دونوں اطراف سے دونوں جیپوں پر میزائلوں، مشین گنوں کی گولیوں اور بموں کی جیسے بارش سی ہو گئی۔ جیپیں الٹ گئیں اور اس میں سے عمران کے ساتھی نکل نکل کر دیوانہ وار ادھر ادھر دوڑنے لگے لیکن اس خوفناک بارش میں وہ کہاں جا سکتے تھے چنانچہ چند لمحوں کے بعد وہ ڈھیر ہو گئے۔ پھر جیپیں بھی خوفناک دھماکے سے پھٹ گئیں۔

درے کے دونوں اطراف سے ہونے والی فائرنگ اس قدر اچانک شدید اور زور دار تھی کہ جیپوں پر سوار افراد کو ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا تھا اور تھوڑی دیر بعد تنگ سے درے میں دونوں جیپوں کے پرزے اور انسانی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے پڑے نظر آ رہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ فائرنگ ختم ہوتی چلی گئی۔

''وہ مارا۔ ویل ڈن۔ ریڈ روزی ویل ڈن''...... کرنل ڈیوڈ نے اٹھ کر بے اختیار ناچتے ہوئے انداز میں کہا اس کا چہرہ خوشی کی شدت سے بری طرح پھڑک رہا تھا۔ آج اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حسرت پوری کر لی تھی۔ آج اس کا خوفناک دشمن جس نے اسے ہمیشہ اور ہر قدم پر شکست دی تھی اس کے ہاتھوں عبرتناک موت سے دو چار ہو گیا تھا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے ٹکڑے ہر طرف بکھرے پڑے تھے۔ جو آگ میں جلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''مبارک ہو باس''...... ریڈ روزی نے بھی اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ریڈ روزی گریٹ ریڈ روزی۔ آج میں خوش ہوں بے حد خوش تمہاری وجہ سے مجھے آج بہت بڑی کامیابی ملی ہے ایسی کامیابی جس کے میں صرف خواب ہی دیکھتا تھا۔ تھینک یو ریڈ روزی۔ رئیلی تھینک یو''...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ریڈ روزی



بھی ہنس پڑی۔ دونوں اطراف سے ان کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

''آؤ اب نیچے چلیں۔ عمران کا سر اس کے جسم سے کٹ کر گر چکا ہو گا۔ میں عمران کے سر کو خود ٹھوکریں مارنا چاہتا ہوں۔ میں اس کا سر اٹھا کر لے جاؤں گا اور صدر اور وزیراعظم کے سامنے پیش کروں گا۔ سنو ریڈ روزی۔ آج سے تم جی پی فائیو کی ڈپٹی چیف ہو''...... کرنل ڈیوڈ اس قدر خوش تھا کہ مسرت اس سے سنبھالے نہ سنبھالی جا رہی تھی اور پھر وہ سب اپنا اپنا اسلحہ اٹھائے نیچے جاتے ہوئے تنگ راستوں سے درے میں اترنے لگے اور تھوڑی دیر بعد وہ لاشوں کے سروں پر پہنچ چکے تھے۔ کٹی پھٹی اور مسخ شدہ لاشیں ہر طرف بکھری ہوئی تھیں

''اوہ اوہ۔ یہ تو ایک لڑکی کا کٹا ہوا سر ہے۔ یہ غیر ملکی ہے اور یہ یقیناً عمران کی ساتھی لڑکی جولیا کا سر ہے''...... ریڈ روزی نے ایک عورت کے سر کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں اسے ٹھوکر ما دی۔ کیونکہ کرنل ڈیوڈ نے اسے بتا دیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی اس رکن کا نام جولیا ہے اور جولیا عمران کے بے حد قریب ہے۔

''اوہ اوہ۔ یہ کیا ہے''...... اچانک ریڈ روزی بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ اس نے جیسے ہی اس لڑکی کے سر کو ٹھوکر ماری تھی اس کے سر پر موجود وگ ایک طرف جا گری۔ اب اصل مردانہ بال نظر

آنے لگ گئے تھے۔

''مردانہ بال''...... ریڈ روزی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس نے جلدی سے جھک کر اس کٹے ہوئے سر کو اٹھایا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں اس کے چہرے پر موجود کٹے پھٹے ماسک کو کھینچ کر اتارا تو وہ واقعی ایک مقامی آدمی کا چہرہ تھا۔ ماسک میک اپ سے اسے لڑکی کا چہرہ بنایا گیا تھا۔

''ہونہہ۔ یہ عمران کا سر کہاں ہے۔ مجھے عمران کا سر کہیں نظر نہیں آ رہا''...... اسی لمحے کرنل ڈیوڈ نے قریب آ کر کہا۔

''بب بب۔ باس۔ یہ دیکھیں یہ لڑکی نہیں تھی۔ اس پر لڑکی کا ماسک میک اپ کیا گیا تھا۔ یہ مقامی آدمی کا چہرہ ہے''...... ریڈ روزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو نانسنس۔ ماسک میک اپ''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ ریڈ روزی کے کاندھے سے لٹکے ہوئے بیگ سے ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ ریڈ روزی نے بے اختیار ہاتھ میں پکڑا ہوا سر پھینک دیا اور تھیلے میں سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس پر چونکہ وہی جنرل فریکوئنسی پہلے سے ایڈجسٹ تھی۔ اس لئے کال اسی جنرل فریکوئنسی پر ہی آ رہی تھی۔



''ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ جناب کرنل ڈیوڈ چیف آف اسرائیل جی پی فائیو۔ اوور''...... عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی دونوں کے چہرے عمران کی آواز سنتے ہی اس طرح زرد پڑ گئے جیسے وہ صدیوں قبر میں دفن رہنے کے بعد ابھی باہر نکلے ہوں۔

''تت۔ تت۔ تم۔ کک کک کیا مطلب۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''آسمان کی بلندیوں سے بلکہ جنت سے۔ تم نے تو ہمیں ڈائریکٹ جنت میں پہنچا دیا ہے لیکن یہاں چند دوزخیوں کی کمی ہے اس لئے دوزخ کے داروغہ نے خصوصی طور پر کہا ہے کہ میں تم سب کو جلد سے جلد جہنم واصل کروں تاکہ وہ تمہیں آگ میں مرغ مسلم کی طرح سے بھون سکے۔ اوور اینڈ آل''...... عمران کی آواز سنائی دی۔

''اوہ اوہ۔ نکلو۔ جلدی چلو یہاں سے۔ دوڑو دوڑو۔ وہ ہمارے سروں پر ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے پاگلوں کے سے انداز میں ٹرانسمیٹر پھینک کر ریڈ روزی کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ ہی اس نے درے کی قریبی چٹانوں کی طرف دوڑ لگا دی۔ اسی لمحے ایک بار پھر اوپر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دی۔ ساتھ ہی درے میں سے انسانی چیخیں بلند ہونے لگیں۔

فائرنگ پہلے کی طرح مسلسل اور خوفناک انداز میں کی جا رہی

تھی لیکن کرنل ڈیوڈ بروقت دوڑ پڑنے کی وجہ سے ریڈ روزی سمیت ایک چھوٹی سی غار میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسی لمحے درے کی شمالی سمت سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن یہ فائرنگ درے کے اندر کی بجائے اوپر کی طرف ہو رہی تھی۔

"اوہ اوہ۔ لگتا ہے اب میرے آدمیوں نے ان پر فائر کھول دیا ہے۔ وہ انہیں یقیناً مار ڈالیں گے"...... ریڈ روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے فائرنگ ہوتے ہی درے کے اندر ہونے والی فائرنگ یکلخت ختم ہو گئی۔ اب صرف ریڈ روزی کے آدمیوں کی طرف سے فائرنگ جاری تھی۔ وہ بھی تھوڑی دیر بعد ختم ہو گئی۔ ریڈ روزی تیزی سے غار کے دہانے کی طرف جانے لگی تھی کہ کرنل ڈیوڈ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ عمران اتنی آسانی سے مرنے والا نہیں ہے۔ وہ اب تمہارے آدمیوں کو ٹریپ کر کے ان پر دوبارہ فائر کھولے گا۔ کاش ہمارے پاس ٹرانسمیٹر ہوتا۔ میں نے گھبراہٹ میں وہیں پھینک دیا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ریڈ روزی ہونٹ چباتے ہوئی رک گئی۔

"یس باس۔ واقعی اگر ہمارے پاس ٹرانسمیٹر ہوتا تو کم از کم میں اپنے گروپ کو تو الرٹ کر دیتی۔ ویسے مجھے اس بات کا پورا یقین ہے کہ میرے آدمی خود ہی الرٹ ہوں گے میں نے انہیں خصوصی تربیت دے رکھی ہے"...... ریڈ روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔



اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود اپنے آپ کو مطمئن کر رہی ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کی بڑبڑاہٹ ختم ہوتی ایک بار پھر تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے غار کے باہر کا ماحول گونج اٹھا اور اس بار ریڈ روزی اچانک اچھل کر غار کے دہانے کی طرف دوڑ پڑی۔ کرنل ڈیوڈ بھی اس کے پیچھے تھا اور پھر انہوں نے شمالی طرف اوپر سے ٹاپ گروپ کے چند آدمیوں کو نیچے گرتے ہوئے دیکھا ان کے عقب سے فائرنگ ہو رہی تھی اور وہ اچھل اچھل کر نیچے گر رہے تھے اور ریڈ روزی اس بری طرح ہونٹ کاٹنے لگی جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو کہ وہ اڑتی ہوئی جائے اور اس عمران کی گردن اپنے دانتوں سے بھنبھوڑ ڈالے۔

اس نے ٹاپ گروپ پر بے حد محنت کی تھی ان کی ایسی ٹریننگ کی تھی کہ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ پوری دنیا کے بہترین سیکرٹ ایجنٹ ثابت ہوں گے۔ لیکن وہی لوگ اس کی آنکھوں کے سامنے لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ چند لمحوں کے بعد فائرنگ رک گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کی چیختی ہوئی آواز درے میں گونجنے لگی۔

"مجھے معلوم ہے کرنل ڈیوڈ کہ تم درے کے غار میں چھپے ہوئے ہو اور تم نے تو اپنی طرف سے میری موت پر جشن بھی منایا ہو گا۔ لیکن میں اتنا گھٹیا نہیں ہوں کہ جی پی فائیو کے چیف کو اس بے بسی

کی موت مار دوں۔ اس لئے میں جا رہا ہوں۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم میرے پیچھے نہ آنا ورنہ شاید تمہیں زندہ رہنے کا دوسرا موقع نہ ملے یہ میری طرف سے تمہیں لاسٹ وارننگ ہے“۔ عمران اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہہ رہا تھا اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ کرنل ڈیوڈ کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہرہ بے بسی اور غصے ک ملے جلے تاثرات سے مسخ سا ہو کر رہ گیا تھا۔ وہ لاچار اور بے بس تھا اور عمران کے رحم و کرم پر تھا اس لئے وہ کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

”مم۔ مم۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا۔ آخر تم کب تک بچ سکو گے میرے ہاتھوں سے عمران۔ تمہاری موت میرے ہاتھوں ہی ہو گی۔ انتہائی عبرتناک موت جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے“...... اچانک کرنل ڈیوڈ نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اس سے شاید غصہ برداشت نہ ہو سکا تھا۔ ریڈ روزی خاموشی سے سر جھکائے کھڑی تھی وہ اپنے آپ کو بے حد عقلمند سمجھی تھی لیکن اب اسے بھی احساس ہو رہا تھا کہ ذہانت کسی کی میراث نہیں ہوتی لیکن ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں عمران کے خلاف نفرت اور انتقام کا لاوا ابل رہا تھا۔ وہ غصے سے پیچ و تاب کھا رہے تھے اور ان کی آنکھیں انتقام کے انگارے برسا رہی تھیں جیسے ان کا بس نہ چل رہا ہو کہ عمران اور ان کے ساتھی ان کے ہاتھ لگ جائیں تو وہ ان کی بوٹیاں اُڑا کر رکھ دیں۔



جنگل سے متصل پہاڑی علاقے کی ٹانگی نامی ایک بڑی پہاڑی کی ایک بڑی غار کا دہانہ ایک بڑی چٹان کی مدد سے پوری طرح بند کر دیا گیا تھا۔ اس غار کے اندر بیٹری سے چلنے والی دو پورٹیبل لائٹس جل رہی تھیں۔ جن کی وجہ سے غار پوری طرح روشن تھی۔ غار کے کھلے اور درمیانی حصے میں لوہے کی ایک فولڈنگ میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین رکھی ہوئی تھی اس مشین پر ایک بڑی سی اسکرین نصب تھی۔ اسکرین روشن تھی اور اس پر مختلف مناظر تیزی سے بدلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ باہر گھپ اندھیرے کے باوجود پہاڑ کی چوٹی پر لگی ہوئی کیمرہ نما مشین دور دور تک کے مناظر مسلسل اسکرین پر ٹیلی نائٹ ویو کی طرح دکھا رہی تھی۔

”ہونہہ۔ آخر وہ لوگ ہیں کہاں۔ ہم نے ہر طرف دیکھ لیا ہے لیکن ابھی تک وہ لوگ رینج میں نہیں آئے جن کے بارے میں مادام نے اطلاع دی تھی“...... میز کے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے

ایک لمبے تڑنگے نوجوان نے سائیڈ پر کھڑے ایک اور آدمی سے مخاطب ہو کر بے چینی کے عالم میں کہا۔

''ہونہہ۔ تم یونہی فکر مند ہو رہے ہو۔ جب وہ رینج میں داخل ہوں گے تو نظر بھی آئیں گے۔ جان اسمتھ۔ ویسے کیسے نظر آجائیں گے''...... دوسری آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ کافی وقت ہو گیا ہے اب تک انہیں رینج میں آجانا چاہئے تھا''...... بیٹھے ہوئے آدمی نے جس کا نام جان اسمتھ تھا منہ بناتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ دوسرا آدمی مزید کوئی بات کرتا اچانک میز کی سائیڈ پر رکھے ہوئے ایک چھوٹے مگر جدید ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی تیز آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔ جان اسمتھ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو جان اسمتھ۔ میں زارفے بول رہا ہوں پوائنٹ تھری سے۔ اوور''...... بٹن پریس کرتے ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی سرگوشی میں بول رہا ہو۔

''یس۔ جان اسمتھ بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے زارفے۔ اوور''...... جان اسمتھ نے کہا۔

''سنو۔ جان اسمتھ۔ میں نے چند سائے تھرڈ کریک کی طرف جاتے ہوئے دیکھے ہیں۔ ان کی بس مجھے ایک جھلک دکھائی دی ہے لیکن بہرحال وہ انسانی ہیولے تھے۔ میں کافی دیر تک مزید



چیک کرتا رہا ہوں لیکن پھر مجھے وہ دوبارہ نظر نہیں آئے میں نے سوچا کہ تمہیں اطلاع کر دوں۔ اوور''...... زارفے نے اسی طرح سرگوشیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انسانی ہیولے اور تھرڈ کریک کی طرف۔ اوہ تم ایسا کرو کہ مارٹن کو کہہ کر مشین کا شارٹ رینج بٹن بھی آن کرا دو اور پھر تم دونوں نیچے آجاؤ۔ جلدی کرو۔ اوور''...... جان اسمتھ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''یس۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''حیرت انگیز۔ اگر یہ واقع انسانی سائے ہیں تو پھر وہ لانگ رینج سے کیسے بچ کر یہاں پہنچ گئے ہیں''...... دوسرے آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ پہاڑی علاقہ ہے رابرٹ۔ یہاں ایسے ایسے راستے ہوں گے جن کا شاید ہمیں زندگی بھر علم نہ ہو سکے لیکن ان لوگوں کا اس طرح یہاں تک پہنچ جانے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ساتھ کوئی ایسا مقامی آدمی موجود ہے جو اس سارے علاقے کے چپے چپے سے واقف بھی ہے اور جو پہلے ہمیں یہاں دیکھ بھی چکا ہے''۔ جان اسمتھ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے ہمیں یہاں چیک کیا ہو اور ہمیں اس کے آنے کا علم ہی نہ ہوا ہو''...... رابرٹ نے حیران

ہو کر پوچھا۔ اس سے پہلے کہ جان اسمتھ کوئی جواب دیتا۔ اچانک مشین کی اسکرین پر جھماکا سوا ہوا اور اسکرین یکلخت آف ہو گئی لیکن پھر کچھ ہی لمحوں میں اسکرین دوبارہ روشن ہو گئی اور اب اسکرین پر پہلے سے بدلے ہوئے مناظر نظر آنے لگے تھے۔ اب یہ مشین لانگ رینج کی بجائے شارٹ رینج میں کام کر رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ یہ مناظر اس پہاڑی کے چاروں طرف کے دکھائی دے رہے تھے۔ جس پر یہ مشین نصب تھی اور جس کے اندر ایک غار میں وہ سب موجود تھے۔

مارٹن اور زارفے ان کے دو ساتھی تھے جنہیں جان اسمتھ نے جو اس گروپ کا انچارج تھا باہر مخصوص جگہوں پر نائٹ ٹیلی سکوپ دے کر بٹھایا ہوا تھا کیونکہ جان اسمتھ کا خیال تھا کہ مشینوں کو تو ڈاج دیا جا سکتا ہے لیکن انسانی آنکھ کو ڈاج نہیں دیا جا سکتا اور اب زارفے کی بات اگر واقعی درست تھی تو اس کا مطلب تھا کہ اس کا خیال بھی درست ثابت ہوا تھا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک غار کی دائیں طرف سے عجیب سی کھڑکھڑانے کی آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں کے بعد ایک تنگ سے سوراخ میں سے دو اور آدمی یکے بعد دیگرے تیزی سے اندر آ گئے۔ دونوں کے جسموں پر فوجی وردیاں تھیں اور ان کے گلوں میں نائٹ ٹیلی اسکوپ لٹک رہی تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔



''کیا ہوا۔ کوئی نظر آیا''...... ان میں سے ایک نے مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے جان اسمتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نو۔ مجھے تو کوئی دکھائی نہیں دیا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ تمہارا وہم ہو''...... جان اسمتھ نے کہا۔

''نہیں۔ یہ میرا وہم نہیں ہے۔ میں نے خود انسانی ہیولے دیکھے تھے جو ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر انتہائی تیزرفتاری سے دوسری چٹان کے پیچھے چھپ گئے تھے''...... اس آدمی نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ اس طرف دیکھو جان اسمتھ''...... اچانک پہلے سے غار میں موجود رابرٹ نے بری طرح سے چیختے ہوئے جان اسمتھ سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ انہوں نے اسکرین پر واضح طور پر پانچ افراد کو جھکے جھکے انداز میں ایک کریک کے اندر دوڑ کر داخل ہوتے دیکھا۔ ان میں سے چار افراد کے جسموں پر ٹرام پولیس کی مخصوص یونیفارم تھی اور ان میں سے ایک نے اپنی پشت پر بڑا سا تھیلا بھی اٹھا رکھا تھا۔ جبکہ پانچواں مقامی پہاڑی آدمی تھا اور وہ ان چاروں سے آگے تھے۔ ان چاروں کے ہاتھوں میں مشین گنیں بھی تھیں۔ وہ انتہائی تیزی اور پراسرار انداز میں اندر داخل ہو رہے تھے۔

''یہ پہاڑی آدمی ان کو لے کر اندر آ رہا ہے مارٹن اور یہ بہت نزدیک آ گئے ہیں''...... جان اسمتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... مارٹن نے چونک کر کہا۔

''اس ریز مشین کو آن کرو اور اس غار کو بند کر دو فوراً''۔ جان اسمتھ نے چیختے ہوئے کہا تو مارٹن فوراً سامنے والی دیوار میں نصب ایک مشین کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اسی لمحے وہاں سائیں سائیں کی تیز آوازیں ابھرنے لگیں۔

''ایسے کام نہیں چلے گا۔ تم ایسا کرو زارفے کہ سپیشل بلاسٹرز سسٹم کی مشین کو چیکنگ مشین کے ساتھ منسلک کر کے آن کر دو۔ ہری اپ''...... جان اسمتھ نے اسی طرح سے چیختے ہوئے اپنے دوسرے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سر ہلا کر تیزی سے غار کی جنوبی سمت کی طرف دوڑ پڑا۔ جہاں سیاہ رنگ کا ایک بڑا تھیلا پڑا ہوا تھا۔ اس نے وہ تھیلا کھولا اور اس کے اندر سے ٹرانسمیٹر نما ایک مشین کے ساتھ ساتھ ایک چارجر بھی نکالا اور ٹرانسمیٹر مشین لا کر اس نے جان اسمتھ کے سامنے پڑی ہوئی مستطیل مشین کے اوپر رکھ کر اس نے اس کے عقب میں موجود ایک تار کے سرے کو مستطیل مشین کے ساتھ منسلک کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی اور اس پر بے شمار بلب بیک وقت تیزی سے جلنے بجھنے لگ گئے۔

''چارجر مجھے دو''...... جان اسمتھ نے کہا اور زارفے نے چارجر جان اسمتھ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اسکرین پر دوبارہ وہ انسانی سائے نظر نہ آئے تھے۔ وہ شاید کسی کھلی جگہ سے دوبارہ نہ گزرے تھے۔ جان اسمتھ سمیت غار میں موجود تمام افراد کی نظریں

اوور"...... مادام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یس مادام۔ چار افراد ٹرام پولیس کی یونیفارم میں تھے جبکہ ایک مقامی لباس میں تھا۔ اوور"...... جان اسمتھ نے جواب دیا۔

"مگر چیف کرنل ڈیوڈ نے تو کہا تھا کہ یہ لوگ معدنی سروے کرنے والے افراد کے میک اپ میں ہیں اور معدنی سروے کرنے والے ٹرام پولیس جیسی یونیفارم تو نہیں پہنتے۔ اوور"...... بلیک کیٹ نے کہا۔

"یس مادام۔ ہوسکتا ہے راستے میں انہوں نے ٹرام پولیس کے افراد کو ختم کر کے ان کی یونیفارمز اڑالی ہوں۔ اوور"...... جان اسمتھ نے کہا۔

"جو بھی ہے مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میں ہر حال میں ان کی یقینی موت کی خواہاں ہوں اور بس۔ تم فوراً دو آدمیوں کو پوائنٹ سے باہر بھیجو اور ان کی لاشیں تلاش کراؤ۔ یاد رکھنا جب تک ان کی لاشیں اس پوائنٹ میں نہ پہنچ جائیں اس وقت تک مجھے کال نہ کرنا۔ میں لنکنگ مشین کے ذریعے ان کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔ ان کی لاشیں دیکھ کر ہی مجھے سکون آئے گا۔ اوور"...... بلیک کیٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ اوور"...... جان اسمتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی مادام نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا تو جان اسمتھ نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے دوبارہ میز کے نیچے

رکھ دیا۔

"تم تینوں جاؤ اور جا کر ان کی لاشیں تلاش کرو اور سنو۔ سرچ لائٹ والی ٹارچیں اپنے ساتھ لے لو اور ان لاشوں کو رینج بلاسٹنگ والی جگہ سے اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ جاؤ فوراً جاؤ"...... جان اسمتھ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں لے آنے کے لئے ریز مشین بھی آف کرنی ہو گی اور غار کا بڑا دہانہ بھی کھولنا پڑے گا تب ہی لاشیں اندر آ سکیں گی ورنہ نہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"یہی ٹھیک رہے گا۔ اب کوئی خطرہ نہیں ہے"...... جان اسمتھ نے کہا اور رابرٹ تیزی سے دیوار میں نصب ریز مشین کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں سے سائیں سائیں کی آوازیں مسلسل نکل رہی تھیں۔ اس نے اس کا ایک بٹن پریس کیا تو مشین آف ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سائیں سائیں کی آوازیں نکلنی بھی بند ہو گئیں۔ پھر وہ مڑا اور غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں مارٹن اور زارفے پہلے سے جا کر کھڑے ہو چکے تھے۔

ان کے ہاتھوں میں لمبی لمبی سفید رنگ کی ٹارچیں پکڑی ہوئی تھیں۔ زارفے کے ہاتھ میں دو ٹارچیں تھیں جبکہ مارٹن کے ہاتھ میں ایک۔

"ہمیں اس چٹان کو ہٹانا ہے۔ اس لئے ٹارچیں نیچے رکھو اور میرے ساتھ بھاری چٹان کو ہٹاؤ"...... رابرٹ نے کہا تو انہوں نے



اثبات میں سر ہلائے اور ٹارچیں نیچے رکھ دیں اور پھر وہ تینوں مل کر دہانے پر موجود بھاری چٹان کو ہٹانے کی کوشش کرنے لگے۔ چند ہی لمحوں میں ان کی کوشش رنگ لائی اور چٹان ایک زور دار دھماکے سے الٹ کر دوسری طرف جا گری اور ان تینوں نے پہلے ہاتھ جھاڑے پھر جھک کر ایک ایک ٹارچ اٹھائی اور چٹان پھلانگتے ہوئے تیزی سے غار کے دہانے سے باہر نکل گئے۔ ان کے چہروں پر جوش کے تاثرات نمایاں تھے

عمران، اسٹیلن کے ساتھ اس کے ٹاماگی اڈے پر پہنچا اور پھر وہ اسٹیلن کا یہ اڈہ دیکھ کر حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ان لوگوں نے بہت بڑا اڈہ بنایا ہوا تھا اور یہ اڈہ مکمل طور پر زیر زمین تھا اور اس اڈے کا انچارج لمبے قد اور چھریرے جسم کا ایک آدمی تھا۔ جس کی کلائی پر سرخ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس کا نام عماد بن حارث تھا۔

ان کی جیپیں جیسے ہی ٹاماگی جنگل میں داخل ہوئیں درختوں کی اوٹ سے نکل کر کئی مسلح آدمیوں نے انہیں روک لیا تھا۔ دونوں جیپیں اڈے کے اندر لے جائی گئی تھیں اور وہاں اڈے میں عماد بن حارث نے ان کا استقبال کیا تھا۔

"آپ کے بارے میں مجھے باس نے اتنا کچھ کہہ دیا ہے کہ آپ سے مل کر مجھے انتہائی فخر کا احساس ہونے لگا ہے اور واقعی یہ میری خوش قسمتی ہے"...... عماد بن حارث نے مسکراتے ہوئے کہا۔



وہ اس وقت ایک بڑے کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

"تو پھر اپنا نام ابوفخر یا پھر فخر الدین رکھ لو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ہاں ہاں کیوں۔ نہیں آپ کہتے ہیں تو رکھ لیتا ہوں شکریہ۔ بہرحال باس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ ڈاماری پہاڑی کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ وہاں جا کر آپ نے کیا کرنا ہے"...... عماد بن حارث نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہرنوں یا پھر سمجھ لو کہ لومڑیوں کا شکار کرنا ہے۔ کبھی کھیلا ہے تم نے پہاڑی لومڑیوں کا شکار"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں عمران صاحب میں نے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار کھیلا ہے۔ میرے خیال میں پہاڑی لومڑی کا شکار دنیا کا سب سے مشکل شکار کہلاتا ہے۔ بہرحال آپ نہیں بتانا چاہتے تو ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ آپ کی مرضی۔ میں تو اس لئے پوچھ رہا تھا کہ میرا ایک گروپ صبح ڈاماری پہاڑی کی طرف قبیلہ حاتار کی طرف جا رہا ہے۔ آپ اگر چاہیں تو اس گروپ کے ساتھ چلے جائیں۔ اس طرح یہ لوگ آپ کی حفاظت بھی کریں گے اور آپ کو پہنچا بھی دیں گے"...... عماد بن حارث نے کہا۔

"گروپ جا رہا ہے۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ بتاؤ کہ یہ گروپ کس راستے سے جا رہا ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہم ایک ہی راستے سے واقف ہیں۔ انتہائی محفوظ راستہ۔ ہم

اسی طرف سے ہی آتے جاتے ہیں۔ آج تک اس راستے پر ہمارا مال کبھی بھی نہیں پکڑا جا سکا''...... عماد بن حارث نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ذرا مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ تم کس راستے کی بات کر رہے ہو''...... عمران نے جیب سے نقشہ نکال کر اسے کھولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ آپ کے پاس تو نقشہ بھی ہے۔ ایک منٹ رکیں۔ میں داماج رجب کو بلاتا ہوں۔ وہ اس راستے کا انچارج ہے۔ وہی آپ کو تفصیل سے بتا سکتا ہے''...... عماد بن حارث نے کہا اور پھر اس نے مڑ کر دروازے کے پاس مؤدب کھڑے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر اسے داماج کے رہنے والے آدمی رجب کو بلانے کا کہہ دیا اور وہ نوجوان تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

''یہ بتاؤ کہ کتنے آدمی ہوں گے تمہارے اس گروپ میں''۔ عمران نے پوچھا۔

''آٹھ دس افراد تو ہوں گے''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''کیسے جائے گا یہ قافلہ''...... عمران نے پوچھا۔

''دو بڑی فورڈ جیپوں پر جبکہ مال تو اونٹوں پر آتا ہے۔ اس لئے دو جیپیں ہی کافی ہیں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''کچھ خاص نہیں۔ ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔ یہ بتاؤ کیا ان کے



ساتھ کوئی عورت بھی ہو گی''...... عمران نے پوچھا۔

''عورت۔ اوہ نہیں۔ اس دھندے میں کسی عورت کو شامل نہیں کیا جاتا''...... عماد بن حارث نے کہا اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک مضبوط جسم کا پہاڑی آدمی اندر داخل ہوا۔

''تم نے بلایا ہے عماد بن حارث مجھے''...... آنے والے نے کہا۔

''ہاں بیٹھو۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے تاکہ تم نقشے پر نشان لگا کر عمران صاحب کو بتا سکو کہ تم کن راستوں سے اپنا گروپ لے کر حاتار قبیلے میں آتے جاتے ہو''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''اوہ۔ کیوں۔ کیا یہ ہمارے ساتھ جانا چاہتے ہیں''...... رجب نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہو سکتا ہے بہرحال یہ ان کی مرضی پر منحصر ہے۔ تم بتاؤ انہیں''...... عماد بن حارث نے قدرے سخت لہجے میں کہا اور رجب سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور سامنے صوفے پر بیٹھ کر درمیانی میز پر جھک گیا جس پر عمران نے نقشہ پھیلا رکھا تھا۔ پہلے تو رجب کو نقشے کی کوئی سمجھ ہی نہ آئی۔

اس نے شاید کبھی کسی نقشے کو دیکھا ہی نہ کیا تھا لیکن جب عمران نے اسے ٹاماگی جنگل اور اس طرح مختلف قصبوں کے ناموں پر نشان لگا کر بتائے تو رجب نقشے کو سمجھنے لگ گیا اور تھوڑی دیر بعد

اس نے وہ راستہ تفصیل سے بتا دیا جس راستے سے وہ گروپ لے کر جاتا تھا اور مال کے کر آتا تھا۔

"اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور رجب اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ"...... عماد بن حارث نے کہا اور رجب سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"ابو سالار۔ اب تم بتاؤ۔ کہ تم مجھے دوسرے کس راستے سے لے جانا چاہتے تھے"...... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ابو سالار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ سب سے محفوظ ترین راستہ ہے جناب۔ اس لئے ہم اسی راستے سے ہر خطرے سے بے فکر ہو کر سفر کر سکتے ہیں"...... ابو سالار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عماد بن حارث۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس گروپ میں کسی عورت کو بھی شامل کرو۔ کیا تم ایسا کر سکتے ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں سب کچھ کر سکتا ہوں جناب۔ ایک تو کیا کئی عورتوں کو شامل کر دوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اس اڈے پر کوئی ایک عورت بھی موجود نہیں ہے۔ پھر میں عورت کہاں سے لا سکتا ہوں۔ اور پھر کل صبح گروپ کا جانا بھی ضروری ہے۔ ورنہ تو میں کسی قصبے سے کسی عورت کو منگوا لیتا لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آپ اس بات پر کیوں اصرار کر رہے ہیں"...... عماد بن حارث نے حیرت



بھرے لہجے میں کہا۔

"جو ہماری نگرانی کر رہے ہیں میں انہیں اصل میں ڈاج دینا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ڈاج۔ اوہ۔ کیا مطلب"...... عماد بن حارث نے چونک کر کہا۔

"انہیں معلوم ہے کہ ہمارے گروپ میں ایک عورت بھی موجود ہے۔ اس گروپ میں اگر کوئی عورت شامل ہو جائے تو وہ اسی طرف متوجہ رہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھ نہیں رہا۔ آپ ذرا تفصیل سے مجھے بتائیں اور یہ بھی بتائیں کہ آپ کی نگرانی کون کر رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا مال بھی پکڑا جائے"...... عماد بن حارث نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"ارے نہیں نہیں۔ تمہارے مال کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہماری نگرانی کرنے والوں کا اس کام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ جی پی فائیو کے لوگ ہیں۔ اسرائیل جی پی فائیو کے اور اسمگلنگ وغیرہ جی پی فائیو کے دائرہ کار میں نہیں آتی۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں ادھر نقشے کی طرف دیکھو"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور عماد بن حارث نقشے پر جھک گیا۔ جی پی فائیو کی بات ہی اسے سمجھ نہ آئی تھی کیونکہ وہ ایک چھوٹے درجے کا ان پڑھ سا مجرم تھا۔ اس

لئے ظاہر ہے وہ جی پی فائیو کو سرے سے جانتا ہی نہ تھا۔ اس کا واسطہ تو پولیس اور زیادہ سے زیادہ رینجرز سے ہی پڑتا رہتا ہو گا اس لئے اس نے جی پی فائیو کا نام سن کر کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا تھا۔

''یہ دیکھو۔ ہمارا پروگرام اس راستے سے ڈاماری پہنچنا تھا''۔ عمران نے نقشے پر سرخ پنسل سے لائن لگاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ راستہ بھی ڈاماری کو جاتا ہے۔ لیکن اس راستے میں دو تین قصبے آ جاتے ہیں۔ اس لئے ہم یہ راستہ استعمال نہیں کرتے اور ان قبیلوں کی سائیڈ سے ہی نکل جاتے ہیں''...... عماد بن حارث نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب دیکھو۔ رجب اس راستے پر جائے گا۔ ان دونوں راستوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں ہے''...... عماد بن حارث نے جواب دیا۔

''جی پی فائیو والوں کو ہمارے راستے کا پتہ چل چکا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں باقاعدہ چیک کریں گے اور یہ جگہ ہے جہاں وہ چھپ سکتے ہیں۔ اس طرح وہ ہمیں جنگل سے نکلتا بھی دیکھ سکتے ہیں اور ہمیں چیک بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس جگہ سے جنگل کا صرف ایک کنارہ ہی چیک ہو سکتا ہے۔ پورا علاقہ نہیں۔ انہوں نے یقیناً کسی ایسی جگہ ہی چیکنگ پوائنٹ بنا رکھا ہو گا جہاں سے وہ جنگل کی پوری سرحد کو چیک کر سکیں۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے پاس جیپیں ہیں۔ اس لئے اگر ہم سے پہلے تمہاری



جیپیں انہیں جنگل سے نکلتی نظر آئیں گی تو پھر لازماً وہ یہی سمجھیں گے کہ ہم آ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اس چیکنگ پوائنٹ کو چھوڑ کر لازماً اس طرف کو آ جائیں گے۔ یہاں آ کر جب وہ تمہارے آدمیوں کو قریب سے چیک کریں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ ہم لوگ نہیں ہیں بلکہ دوسرے ہیں۔ اس لئے وہ فوری طور پر واپس پہلے والے پوائنٹ پر پہنچیں گے لیکن اس دوران ہم خاموشی سے اس پوائنٹ کو کراس کر کے آگے بڑھ چکے ہوں گے۔ اس طرح وہ یہیں ہمارے انتظار میں بیٹھے رہیں گے اور ہم آگے نکل چکے ہوں گے۔ اس کے بعد وہ ہمیں کہیں نہیں پا سکتے بس میرا یہی مقصد ہے''...... عمران نے اسے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس میں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن عورت کا کیا مسئلہ ہے''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''انہیں معلوم ہے کہ میرے ساتھ ایک عورت ہے اور پہلے انہوں نے طاقتور دوربینوں سے جیپوں کے اندر بیٹھے ہوئے افراد کو چیک کرنا ہے۔ اگر انہیں اس گروپ میں کوئی عورت نظر نہ آئی تو پھر وہ وہیں بیٹھے بیٹھے سمجھ جائیں گے کہ یہ ہم لوگ نہیں ہیں۔ اس طرح ساری پلاننگ ہی فیل ہو جائے گا لیکن ایک عورت کو دیکھ کر وہ فوراً دھوکہ کھا جائیں گے اور ہمیں ان سے بچ کر نکلنے کا راستہ بھی مل جائے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے لیکن اب عورت کہاں سے لائی

جائے''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''تم کسی نوجوان کو لے آؤ۔ میں اس پر ماسک میک اپ کر کے اس کے چہرے کو عورت جیسا بنا دوں گا اور اس کے سر پر وگ لگا دوں گا اس طرح وہ دور سے عورت ہی دکھائی دے گی۔ اس طرح دوربین سے چیک کرتے وقت وہ لازماً دھوکہ کھا جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے بالکل ٹھیک ہے''...... عماد بن حارث نے کہا اور پھر اس نے پیچھے کھڑے ہوئے نوجوان کو کسی کا نام لے کر اسے بلانے کے لے کہا۔

''صرف یہ بتا دیں کہ ان سب سے ہمارے گروپ کو کوئی خطرہ تو نہیں ہو گا''...... عماد بن حارث نے کہا۔

''خطرہ ہو بھی سکتا ہے اور نہیں بھی۔ ان لوگوں کا اسمگلنگ سے تو کوئی تعلق نہیں۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ جب وہ تمہیں جاتے ہوئے چیک کریں گے تو ظاہر ہے تمہارے پاس اسمگلنگ کا کوئی مال بھی موجود نہ ہو گا۔ اس لئے وہ کس چیز پر ہاتھ ڈالیں گے۔ لیکن خطرہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پاگل ہو جائیں اور مقابلہ شروع کر دیں تو اس صورت میں تمہارے آدمیوں کو مقابلہ کرنا ہو گا ویسے اگر تمہیں کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہو تو تم پیچھے ہٹ سکتے ہو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ہماری وجہ سے تمہارے آدمیوں کو کوئی نقصان پہنچے میں کوئی اور پلاننگ کر لوں گا''...... عمران نے بڑے



صاف اور واضح انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''وہاں جی پی فائیو کے کتنے افراد ہوں گے''...... عماد بن حارث نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

''دس بھی ہو سکتے ہیں بیس بھی ہو سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ بہرحال نہیں ہوں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ پھر ٹھیک ہے۔ اتنے آدمی تو کیا اگر اس سے دوگنے بھی آ جائیں تب بھی میرے آدمی ان کا آسانی سے مقابلہ کر لیں گے۔ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے''...... عماد بن حارث نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ آپ یہ کیسے معلوم کریں گے کہ وہ لوگ کہاں موجود ہیں اور کس وقت وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں گے''...... عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔ صفدر کے علاوہ عمران کے باقی ساتھی آرام کرنے کے لئے مختلف کمروں میں چلے گئے تھے۔ صرف صفدر، عمران کے ساتھ موجود تھا۔

''اس کے لئے ابو سالار سے بات چیت ہو چکی ہے۔ ابو سالار ان سب علاقوں کا کیڑا ہے۔ یہ ابھی ایک فکسڈ ٹرانسمیٹر لے کر خفیہ طور پر چلا جائے گا اور صبح تک یہ ساری صورتحال ہمیں بتاتا رہے گا۔ ہم جیپوں کے ساتھ یہاں تیار رہیں گے جیسے ہی وہ لوگ عماد بن حارث کے گروپ کو دیکھ کر یہ راستہ چھوڑ کر ادھر جائیں گے۔ ہم فوری طور پر یہاں سے چل دیں گے اور جب تک وہ لوگ

انہیں چیک کریں گے اس وقت تک ہم اس حصے کو پار بھی کر چکے ہوں گے“......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے خیال کے مطابق انہوں نے ایسی چیکنگ کا انتظام نہ کر رکھا ہو کہ وہ دوسرے راستے کو بھی چیک کر سکیں“......صفدر نے کہا۔

”تو پھر براہ راست ٹکراؤ ہو گا“......عمران نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چنانچہ عماد بن حارث کے ساتھ یہ ساری پلاننگ پوری طرح طے ہو گئی اور عمران نے رجب کے ساتھ جانے والے ایک کم عمر نوجوان کے چہرے پر ماسک میک اپ کر کے اسے ایک لحاظ سے عورت کی شکل دے دی۔ سر پر جولیا کی طرح کے بالوں کی وگ بھی لگا دی گئی لیکن چہرہ بالکل جولیا کی طرح نہ بنایا کیونکہ ایسی صورت میں انہیں فوری طور پر معلوم ہو جاتا کہ عمران انہیں ڈاج دے کر پہلے والے راستے سے نکل رہا ہے۔

صبح سے پہلے ابو سالار کی طرف سے اطلاع بھی مل گئی اور ابو سالار کی اطلاع نے عمران کے خیال کی مکمل تصدیق کر دی۔ ان لوگوں نے دو جگہوں پر چیکنگ کا انتظام کر رکھا تھا اور ابو سالار کے بقول پہلے والے راستے پر ایک عورت اور بیس کے قریب مرد تھے اور سات کے قریب جیپیں بھی ان کے پاس تھیں جبکہ دوسرے گروپ میں دس مرد تھے اور ان کے پاس دو جیپیں تھیں۔



دس آدمیوں والا گروپ ایسی جگہ پر چیکنگ کر رہا تھا جس سے پورے ٹاماگی جنگل کی سرحد کو چیک کیا جا سکتا تھا اور انہوں نے چوٹی پر ایک انتہائی طاقتور اور آٹو میٹک دوربین بھی نصب کر رکھی تھی چنانچہ پہلے سے طے شدہ پلاننگ کے تحت کارروائی کی گئی اور عماد بن حارث کا گروپ رجب کی سرکردگی میں دو جیپوں پر سوار دوسرے راستے سے اپنی مخصوص منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

عماد بن حارث بلکہ عمران نے بھی رجب کو سمجھا دیا تھا کہ اگر انہیں ان لوگوں کی طرف سے کسی قسم کا خطرہ محسوس ہو تو وہ بلا تکلف فائر کھول دیں اور اپنی حفاظت مکمل طور پر کریں۔ ہاں اگر وہ صرف چیکنگ کریں تو پھر مقابلے کی ضرورت نہیں ہے ادھر عمران اور اس کے ساتھی دو جیپوں میں سوار ابو سالار کی کال کے منتظر تھے۔ ان کے پاس پہلے سے اسلحہ موجود تھا لیکن کچھ خاص قسم کا اسلحہ انہیں عماد بن حارث سے بھی مل گیا تھا۔

پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ اس کے ساتھ عمران اور عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے جبکہ پچھلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا تھا۔ اس کے ساتھ جولیا اور عقبی سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ اسلحے کے بڑے تھیلے دوسری جیپ میں رکھے ہوئے تھے۔ صرف ضروری اسلحہ ان سب کے پاس تھا۔ رجب گروپ تھوڑی دیر پہلے روانہ ہو چکا تھا اور عمران کو اس کی اطلاع مل چکی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد ابو سالار کی طرف سے

اطلاع مل گئی کہ دونوں گروپ جیپوں میں سوار ہو کر دوسرے راستے کی طرف چلے گئے ہیں۔

جس پر عمران نے ٹائیگر کو جیپ چلانے کا اشارہ کیا اور پھر دونوں جیپیں جنگل سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے درمیانی کھلے میدان کو پار کر کے پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگیں ابھی جیپیں پہاڑیوں کے قریب پہنچنے ہی والی تھیں کہ فکسڈ فریکوئنسی پر کال آ گئی اور عمران اس کال کا کاشن ملتے ہی بری طرح چونک پڑا کیونکہ یہ کال قطعی غیر متوقع تھی۔ اسے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں کرنل ڈیوڈ کو اصل پلاننگ کا علم نہ ہو گیا ہو اور وہ رجب گروپ کو چھوڑ کر واپس نہ پلٹ پڑا ہو۔ اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ ابو سالار کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... ابو سالار کی تیز آواز سنائی دی۔

''یس۔ عمران اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کیا ہے۔ اوور''...... عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''عمران صاحب۔ ان لوگوں کے ارادے رجب گروپ کے خلاف انتہائی جارحانہ ہیں۔ میں ان کے پیچھے ایک شارٹ کٹ کے تحت گیا ہوں۔ انہوں نے ہنگاری پہاڑی سے آگے انتہائی تنگ درے کے دونوں اطراف میں مورچے بنا لئے ہیں اور انتہائی خطرناک اسلحہ ان کے پاس مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ چیکنگ کی بجائے براہ راست رجب گروپ پر فائر کھول دیں گے۔ ان کے



ارادے ایسے ہی ہیں۔ اوور''...... ابو سالار نے ہراساں سے لہجے میں کہا۔ بہرحال رجب گروپ کے آدمی اسٹیلن کے آدمی تھے۔ اس لحاظ سے ابو سالار کو ان کے بارے میں بے حد فکر تھی۔

''ٹھیک ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ کرنل ڈیوڈ بغیر چیک کئے حملہ کرنے کی حماقت نہیں کرے گا۔ تم فوراً اس شارٹ کٹ کے راستے واپس آ جاؤ۔ تا کہ ہم آگے نکل سکیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ میرا سپر مارک کے پاس انتظار کریں۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور''...... ابو سالار نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ سپر مارک کا نشان وہ پہلے ہی نقشے پر لگا چکے تھے اور ابو سالار نے ان سے یہیں ملنا تھا۔

ٹائیگر کو چونکہ راستہ اچھی طرح سمجھا دیا گیا تھا۔ اس لئے ٹائیگر انتہائی اطمینان بھرے انداز میں لیکن پہاڑی راستہ ہونے کے باوجود خاصی تیز رفتاری سے جیپ دوڑائے چلا جا رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ سپر مارک کے قریب پہنچ گئے ابھی انہوں نے جیپیں وہاں روکی ہی تھیں کہ اچانک عمران کے قدموں میں پڑے ہوئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنی شروع ہو گئی۔ عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ابو سالار کے پاس تو فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر تھا۔ پھر یہ کال کس کی طرف سے آ رہی تھی اور ٹرانسمیٹر بھی نیا تھا۔ ابھی عمران نے اس پر فریکوئنسی بھی ایڈجسٹ نہ کی تھی۔ یہ ٹرانسمیٹر عمران نے ویسے ہی عماد بن حارث کے سٹور سے اٹھا لیا تھا کہ شاید کہیں

کام آجائے۔

عمران نے جھک کر نیچے پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور ایک بار پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کال جنرل فریکوئنسی پر ہی آ رہی تھی۔ عمران نے بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ علی عمران۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''۔ کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ کی تیز آواز سن کر اور عمران مسکرا دیا۔ اس کال کا مطلب تھا کہ کرنل ڈیوڈ یہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ کیا درے کی طرف آنے والی جیپوں میں عمران موجود بھی ہے یا نہیں اور اس کی وجہ بھی اسے سمجھ آ گئی تھی۔

کرنل ڈیوڈ کے ذہن میں یہ خیال آیا ہو گا کہ عمران خود اپنے خاص ساتھیوں کے ساتھ پیچھے نہ رہ گیا ہو اور اس نے انہیں ڈاج دینے کے لئے اپنے غیر ضروری ساتھی آگے بھیج دیئے ہوں۔ چنانچہ اس نے بٹن دبایا اور پھر اس نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ مذاق کرنا شروع کر دیا تاکہ کرنل ڈیوڈ یہی سمجھے کہ عمران کو ان کی پکٹنگ کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

کرنل ڈیوڈ نے فائدے کی بات یہی کہی تھی کہ وہ ڈاماری پہاڑی کی طرف نہ جائے اس کے ساتھ ہی کال ختم ہو گئی اور عمران نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر واپس سیٹ کے نیچے رکھ دیا۔ اسی لمحے ایک چٹان کے پیچھے سے ابو سالار نمودار ہوا۔

تیز اور مسلسل دوڑنے کی وجہ سے اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ



ہو رہا تھا اور چہرے سمیت اس کا پورا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ابھی ابو سالار عمران کی جیپ میں سوار ہو کر گہرے گہرے سانس لے رہا تھا کہ یکلخت دور سے خوفناک دھماکوں اور تیز فائرنگ کی لگاتار آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔

''اوہ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ اس احمق نے رجب گروپ پر فائر کھول دیا ہے۔ اور ویری بیڈ''...... عمران نے فائرنگ کی آواز سن کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''رجب گروپ پر۔ اوہ مجھے پہلے ہی خطرہ تھا۔ وہ سب لوگ مارے جائیں گے۔ میں نے ان کی پوزیشن دیکھی ہے''...... ابو سالار کا چہرہ یکلخت اپنے ساتھیوں کی موت کا تصور کرتے ہی تاریک سا ہو گیا تھا۔

''جلدی کرو ابو سالار۔ فوراً اس شارٹ کٹ سے جیپیں ادھر لے چلو۔ اب مجھے کرنل ڈیوڈ کی اس حماقت کا اس سے انتقام لینا پڑے گا۔ یہ سب کر کے اس نے اچھا نہیں کیا ہے۔ یہ لوگ ہماری وجہ سے موت کا شکار ہوئے ہیں''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ابو سالار کا چہرہ انتقام کی بات سنتے ہی کھل اٹھا۔

دونوں جیپیں خاصی تیز رفتاری سے پہاڑی چٹانوں کے اندر بنے ہوئے تنگ اور ٹیڑھے میڑھے راستوں پر دوڑتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ ٹائیگر کی جگہ ڈرائیونگ ابو سالار نے خود سنبھال لی تھی اور وہ واقعی انتہائی مہارت اور تیزی سے جیپ اس قدر

خطرناک راستے پر دوڑائے چلا جا رہا تھا۔

فائرنگ کی آوازیں اب آنی بند ہو گئی تھیں۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ رجب گروپ کا مکمل صفایا کر دیا گیا ہے یا پھر انہیں قید کر لیا گیا ہے۔ عمران کو جیسے ہی رجب گروپ کی گرفتاری کا خیال آیا۔ اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور قدموں میں رکھے ہوئے لانگ رینج ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ وہ کرنل ڈیوڈ سے بات کر کے اسے یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ جن لوگوں کو اس نے گرفتار کیا ہے ان کا کوئی تعلق اس کے ساتھ نہیں ہے۔ اس طرح اگر کرنل ڈیوڈ نے انہیں گرفتار کر لیا ہے تو پھر وہ انہیں چھوڑنے پر مجبور ہو جائے گا۔

''ہوشیار۔ ہم درے کے بہت قریب ہیں''...... اچانک ابو سالار نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران جو ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کرنے ہی لگا تھا رک گیا۔ اسی لمحے ابو سالار نے تیزی سے جیپ کو گھمایا اور دوسرے لمحے انہوں نے ایک کھائی میں سات خالی جیپیں کھڑی دیکھ لیں۔ ابو سالار نے ان کے قریب جا کر جیپ روک دی۔

''اپنا اپنا اسلحہ اٹھاؤ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا۔ وہ بے حد چوکس دکھائی دے رہا تھا۔ ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ میں تھا لیکن اب وہ ساری صورتحال چیک کرنے کے بعد ہی کال کرنا چاہتا تھا۔ عمران کی ہدایات پر انہوں



نے مشین گنیں اور میزائل گنیں اٹھائیں اور تیزی سے ایک قطار کی صورت میں جنگلی خرگوشوں کی طرح چٹانوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھتے چلے گئے اور چند لمحوں کے بعد ہی وہ ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے درہ کی گہرائی صاف دکھائی دے رہی تھی۔

درے میں دونوں جیپیں تباہ شدہ حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ ان تباہ شدہ جیپوں کو دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ صرف جیپیں ہی نہیں وہاں پر ہر طرف انسانی جسموں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے اور کئی افراد ان لاشوں میں گھومتے پھر رہے تھے۔ عمران کو کرنل ڈیوڈ وہاں کہیں دکھائی نہ دے رہا تھا۔ وہ شاید دوسری طرف دیوار کے ساتھ جڑ میں تھا۔ لاشیں دیکھ کر ابو سالار اور عمران کے ساتھیوں کے چہرے بھی ستے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ ان سب کو واقعی انتہائی بے دردی سے ہلاک کیا گیا تھا۔

''باس''...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے پوچھا۔

''دوسری طرف وہ دس آدمی شاید ابھی موجود ہیں میں نے ان میں سے ایک کی جھلک دیکھی ہے''...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم فوراً ابو سالار، جوزف اور جوانا کو لے کر ان کی عقبی طرف جاؤ۔ یہ لوگ ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان سب کو ہلاک کر دو۔ کوئی ایک بھی زندہ نہ بچے''......

عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران، ٹائیگر اوٹ لے کر تیزی سے پیچھے ہٹنے لگا۔ عمران نے اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ جناب کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو۔ اوور"...... عمران نے انتہائی خوشگوار لہجے میں کہا۔ اسے یقین تھا کہ کرنل ڈیوڈ جو اس کی نیچے لاش تلاش کرنے میں مصروف ہوگا جب اس کی آواز سنے گا تو وہ یقیناً اپنی بوٹیاں نوچنا شروع کر دے گا۔

"تت۔ تت۔ تم۔ کک کک کیا مطلب۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"آسمان کی بلندیوں سے بلکہ جنت سے۔ تم نے تو ہمیں ڈائریکٹ جنت میں پہنچا دیا ہے لیکن یہاں چند دوزخیوں کی کمی ہے اس لئے دوزخ کے داروغہ نے خصوصی طور پر کہا ہے کہ میں تم سب کو جلد سے جلد جہنم واصل کروں تاکہ وہ تمہیں آگ میں مرغ مسلم کی طرح سے بھون سکے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے یکلخت تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر نیچے رکھا اور زمین پر رکھی ہوئی مشین گن اٹھا کر اس نے درے میں فائر کھول دیا۔

اس کے فائر کھولتے ہی صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔ وہ فائرنگ کرتے ہوئے آگے کی طرف



بڑھتے گئے تاکہ درے میں موجود ہر آدمی کو ختم کیا جا سکے۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنے آگے کے سفر کو محفوظ بنا سکتے تھے۔ چونکہ نیچے موجود افراد انتہائی مطمئن انداز میں گھوم پھر رہے تھے۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اوپر سے اس طرح اچانک ان پر بھی فائر کھل سکتا ہے۔ اس لئے وہ آسانی سے ٹارگٹ میں آ گئے اور درہ فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لیکن اسی لمحے اچانک درے کی دوسری جانب سے ان پر تیز فائرنگ شروع ہو گئی لیکن عمران اور اس کے ساتھی چونکہ دوسری طرف سے پہلے ہی چوکنے تھے اس لئے انہیں فوری طور پر اس فائرنگ سے کوئی نقصان نہ پہنچا۔

"بس فائرنگ روک دو تاکہ وہ لوگ یہی سمجھیں کہ ہم ہٹ ہو چکے ہیں"...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں نے فائرنگ روک دی۔ اب صرف دوسری طرف سے ہی فائرنگ ہو رہی تھی اور گولیاں اور میزائل ان کے آس پاس گر رہے تھے لیکن جب عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے دوبارہ فائرنگ نہ کی گئی تو آہستہ آہستہ ان کی طرف سے بھی فائرنگ بند ہو گئی۔ عمران چٹان کی اوٹ سے مسلسل دوسری طرف کا جائزہ لے رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد اس نے دوسری طرف چند افراد کو اوٹ لے کر درے کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

وہ شاید اپنے ساتھیوں کا حال معلوم کرنے کے لئے آگے بڑھ

رہے تھے۔ اب عمران ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کے ان کے عقب میں پہنچنے کا منتظر تھا اور چند لمحوں کے بعد اس کا انتظار ختم ہو گیا جب اچانک ان لوگوں کے عقب میں تیز فائرنگ کی آوازیں بلند ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی ان میں سے کئی گولیاں کھا کر اچھلے اور درے میں جا گرے۔

انسانی چیخوں سے پہاڑیاں گونج اٹھی تھیں۔ لیکن چند لمحوں کے بعد ہی دوسری طرف سے بھی فائرنگ ختم ہو گئی اور پھر عمران نے ٹائیگر، جوزف اور جوانا اور ابو سالار کو اوٹ سے نکل کر درے کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کا مطلب تھا کہ دوسری طرف موجود تمام افراد ختم ہو چکے ہیں۔

عمران فوراً اوٹ سے نکل آیا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا بڑی چٹان کے کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ درے کے کنارے پر موجود چٹان کی اوٹ سے اس نے نیچے موجود لاشوں کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ کرنل ڈیوڈ کو تلاش کر رہا تھا لیکن کرنل ڈیوڈ کی لاش اسے کہیں نظر نہ آ رہی تھی اور نہ ہی اس عورت کی لاش موجود تھی جس کے متعلق ابو سالار نے بتایا تھا کہ وہ بھی کرنل ڈیوڈ والے گروپ میں موجود تھی۔ درے میں اب لاشوں کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی تھی۔ عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کی کال کی وجہ سے کرنل ڈیوڈ یقیناً درے کی دیواروں میں موجود سینکڑوں غاروں میں سے کسی میں چھپ گیا ہو



گا۔ اس لئے اب اسے یہاں تلاش کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

''میں جانتا ہوں کرنل ڈیوڈ کہ تم درے کی غار میں چھپے ہوئے ہو۔ میری موت کا سن کر تم نے یقیناً جشن منانا شروع کر دیا ہو گا لیکن میں اتنا کم ظرف نہیں ہوں کہ جی پی فائیو کے چیف کو اس بے بسی کی موت مار دوں۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں بس یہ یاد رکھنا کہ تمہارے لئے اب یہی بہتر ہو گا کہ میرے پیچھے نہ آنا۔ ایسا ہوا تو تمہیں زندہ رہنے کا دوسرا موقع نہیں ملے گا۔ یاد رکھنا یہ میری طرف سے تمہیں لاسٹ وارننگ ہے''...... عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو واپسی کا مخصوص اشارہ کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوڑتے ہوئے واپس اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں کرنل ڈیوڈ کی سات جیپوں کے ساتھ ساتھ ان کی ایک جیپ موجود تھی۔ دوسری جیپ ابو سالار اور ٹائیگر لے گئے تھے۔

''کیپٹن شکیل۔ یہ جوزف والی جیپ ہے۔ اس میں بموں کا تھیلا موجود ہے۔ تم بم نکال لو۔ میں جیپ دور لے جاتا ہوں۔ تم کرنل ڈیوڈ کی واپسی کا راستہ مسدود کر دو''...... عمران نے اچھل کر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا جیپ کی عقبی سیٹ پر چڑھا اور اس نے بموں سے بھرا ہوا تھیلا اٹھایا اور جب تک عمران جیپ کو ریورس کر کے پیچھے لے جاتا وہ تھیلا اٹھائے نیچے اتر گیا۔ جولیا اور صفدر وہیں کھڑے تھے۔

عمران جیپ کو دور لے گیا اور پھر فضا پے در پے بموں کے خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ صفدر، جولیا اور کیپٹن شکیل نے مسلسل بم پھینک کر ساتوں جیپوں کو تباہ کر دیا تھا۔ پہلے دھماکے تو بموں کے تھے لیکن اس کے بعد بھی دھماکے مسلسل ہوتے رہے۔ یہ دھماکے جیپوں میں موجود اسلحے کے پھٹنے سے ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ابو سالار بھی جیپ لے کر آ گیا اور عمران نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد دونوں جیپیں ایک بار پھر تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگیں۔ اب عمران ابو سالار والی جیپ کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا۔

''عمران صاحب۔ میں ایک درمیانے راستے سے جا رہا ہوں۔ میں نے آپ کی آواز سن لی تھی۔ اب اگر کرنل ڈیوڈ کسی طرح ہمارے پیچھے آدمی بھیجے گا بھی سہی تو وہ اس راستے پر ہمیں تلاش نہ کر سکیں گے''...... ابو سالار نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گو ابو سالار نے اپنی طرف سے خاصی عقلمندی کا مظاہرہ کیا تھا لیکن عمران کرنل ڈیوڈ کی نفسیات جانتا تھا۔

کرنل ڈیوڈ ان کا پیچھا کرنے کی بجائے اب براہ راست ڈاماری پہاڑی پر پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ تاکہ وہاں جا کر اس کیٹ ایجنسی کے ساتھ مل کر عمران کا راستہ روک سکے۔ اس لئے وہ اب درمیانی راستے کی طرف سے بے فکر ہو گیا تھا۔

''تھینک یو عمران صاحب''...... اچانک ابو سالار نے بڑے



عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ جوش و جذبات سے جگمگا رہا تھا۔

''کس بات کا شکریہ ادا کر رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے رجب اور اس کے ساتھیوں کا بھرپور انتقام لے کر میرا دل جیت لیا ہے عمران صاحب''...... اچانک ابو سالار نے بڑے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''کرنل ڈیوڈ کو پہلے چیکنگ کرنی چاہئے تھی۔ اس نے بہت بڑی حماقت کی جو اس نے چیکنگ کئے بغیر براہ راست فائر کھول دیا تھا۔ بہرحال مجھے یہ افسوس رہے گا کہ ہماری وجہ سے رجب اور اس کے ساتھیوں کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا اور میں ان کی موت رائیگاں نہیں جانے دینا چاہتا تھا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کو نہیں معلوم عمران صاحب۔ ہمارے دھندے میں موت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتی ہے۔ ہمارے ہاں اصل بات موت کا انتقام ہوتا ہے۔ اور وہ انتقام بھرپور انداز میں لے گیا ہے۔ میں اب مطمئن ہوں اور مجھے یقین ہے کہ عماد بن حارث اور چیف باس اسٹیلن کو بھی جب علم ہو گا تو وہ بھی مطمئن ہو جائیں گے''...... ابو سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے پھر وہی حماقت کر دی ہے عمران''...... جولیا نے کہا جو عقبی سیٹ پر صفدر کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

"کون سی حماقت"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"تم نے کرنل ڈیوڈ کو زندہ چھوڑ دیا ہے۔ تمہیں اس بار اسے زندہ نہیں چھوڑنا چاہئے تھا۔ ہم اسے نیچے اتر کر آسانی سے تلاش کر سکتے تھے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ حماقت نہیں ہے۔ ہمارے نیچے اترتے ہی کرنل ڈیوڈ کو بھی اپنے ساتھیوں کا انتقام لینے کو موقع مل جاتا۔ وہ کسی غار میں بے ہوش نہ پڑا ہوگا۔ کہ ہم اس کے سر پر پہنچ جاتے اور اسے علم تک نہ ہوسکتا اور میں مزید کسی ساتھی کی جان گنوانا نہیں چاہتا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کے زندہ رہ جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن میرے کسی ساتھی کی جان جانے سے ہمیں بے حد فرق پڑ سکتا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے اب سمجھ آ گئی تھی کہ عمران نے کرنل ڈیوڈ کو زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے اور یہ تھی بھی حقیقت۔ وہ زیادہ سے زیادہ نیچے اتر کر کرنل ڈیوڈ کو تو مار لیتے لیکن ان کے اپنے ساتھیوں میں کسی نہ کسی کی موت بھی بہرحال یقینی ہو جاتی۔ اسی لئے عمران نے کرنل ڈیوڈ کو ہلاک کرنے سے گریز کیا تھا۔



سورج غروب ہو چکا تھا اور اب ہر سو اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ تنویر اور اس کے ساتھی سیاہ بچھو کی رہنمائی میں خچروں کی مدد سے پہاڑی علاقے میں آگے بڑھتے جا رہے تھے لیکن جب رات کا اندھیرا گہرا ہو گیا تو سیاہ بچھو کے کہنے پر وہ خچروں سے اتر کر پیدل آگے بڑھنے لگے۔ انہوں نے خچروں کو وہیں آزاد چھوڑ دیا تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ خچر واپس اپنے ٹھکانوں پر خود بخود پہنچ جائیں گے کیونکہ ان خشک پہاڑوں میں خوراک آسانی سے نہ ملتی تھی۔ اس لئے جانور خوراک والے اڈے کو بخوبی پہچانتے تھے۔ اندھیرے میں خچروں پر سفر کرنا انتہائی خطرناک بھی ثابت ہوسکتا تھا۔ وہ کسی بھی وقت کسی گہری کھڈ میں بھی گر سکتے تھے۔ سیاہ بچھو واقعی اس علاقے کا کیڑا تھا۔ وہ انہیں ایسے راستوں سے لے جا رہا تھا جن کی وجہ سے وہ پہاڑوں کے اندر ہی اندر آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے گو ہر طرف گھپ اندھیرا چھا چکا تھا۔ لیکن ان کی آنکھیں بھی

اندھیروں سے مانوس ہو گئی تھیں۔ اس لئے وہ گھپ اندھیرے میں آگے بڑھے جا رہے تھے۔ تنویر اور اس کے ساتھی تو پھر بھی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے لیکن سیاہ بچھو اس طرح بے دھڑک آگے بڑھ رہا تھا۔ جیسے اس کی آنکھوں میں بلی کی آنکھیں فٹ کر دی گئی ہوں اور اسے گھپ اندھیرے کے باوجود ہر چیز واضح اور روشن دکھائی دے رہی ہو۔

"یہ بڑے عجیب اور ٹیڑھے میڑھے سے راستے ہیں"۔ چوہان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ ان راستوں پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں آپ کو ایسے راستے سے لے جا رہا ہوں جو قدرے محفوظ ہیں"۔ سیاہ بچھو نے مڑ کر کہا۔

"تم ہماری فکر نہ کرو۔ ان لوگوں کی کرو جنہوں نے ہمیں چیک کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہی محفوظ راستہ ہمارے لئے موت کا راستہ بن جائے"...... تنویر نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں گے"...... سیاہ بچھو نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں چیک کر لیا گیا ہے"...... اچانک چوہان نے کہا تو تنویر سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیسے۔ تمہیں کیسے یہ خیال آیا"...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"جب ہم ان چٹانوں کے پیچھے سے نکل کر کھلے حصے سے گزر



رہے تھے تو اچانک مجھے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کہیں قریب ہی کوئی مشین سی چل رہی ہو۔ اسی وقت سے میری چھٹی حس مسلسل خطرے کا الارم بجا رہی ہے"...... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ممکن ہے آپ کی چھٹی حس درست الارم بجا رہی ہو کیونکہ ہم اسی پہاڑی پر ہی چل رہے ہیں جہاں ان کا غار ہے"...... سیاہ بچھو نے جواب دیا۔

"جو بھی ہے۔ ان باتوں کو چھوڑو اور یہ بتاؤ اب کتنی دور رہ گئی ہے وہ غار"...... تنویر نے پوچھا وہ اس وقت ایک سرنگ نما غار کے دہانے کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

"زیادہ دور نہیں ہے۔ ہم نے کافی سفر طے کر لیا ہے زیادہ سے زیادہ ہم وہاں بیس منٹ تک پہنچ جائیں گے ہم زیادہ سے زیادہ بیس پچیس منٹ بعد وہاں پہنچ جائیں گے"...... سیاہ بچھو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی ہمیں مزید محتاط ہو کر چلنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم نے احتیاط نہ کی تو اندھیرے میں ہی ہم کسی طرف سے اچانک ہونے والی فائرنگ کا شکار ہو جائیں"...... تنویر نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا اور سیاہ بچھو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان کا سفر ایک بار پھر جاری ہو گیا۔ اس بار وہ انتہائی محتاط انداز میں چل رہے تھے۔ ان کے کان کھلے ہوئے تھے اور ہلکی سی بھی آواز سن کر وہ

اس طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔ چلتے چلتے وہ ایک کریک میں داخل ہوئے اسی لمحے تنویر کا پیر الجھا اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گرنے ہی لگا تھا کہ اس کے پیچھے چلنے والے چوہان نے اسے فوراً سنبھال لیا۔

''کیا ہوا۔ سب ٹھیک تو ہے نا''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ سب ٹھیک ہے۔ میرا پیر کسی تار میں الجھا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''تار۔ کیا مطلب۔ کیسا تار''...... سب کے منہ سے بیک وقت نکلا اور تنویر مڑ کر اس جگہ پر جھک گیا۔ جہاں اس کے اندازے کے مطابق اس کا پیر الجھا تھا۔

''تم رکو۔ میں دیکھتا ہوں''...... سیاہ بچھو نے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں کے بعد سیاہ بچھو پتھروں کی اوٹ میں موجود ایک باریک سی تار کو چیک کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ تار اس سرنگ نما راستے سے نکل کر کریک کی طرف جا رہی تھی اور نجانے کہاں سے آ رہی تھی۔

''کٹر دو نعمانی۔ جلدی کرو کٹر دو۔ یہ ڈبل ہنڈرڈ بلاسٹر کا تار ہے''...... تنویر نے چیخ کر کہا اور نعمانی جس نے اپنی پشت پر بڑا سا تھیلا لادا ہوا تھا۔ جلدی سے تھیلا نیچے اتارا اور اسے کھول کر اس کے اندر ہاتھ ڈال دیا۔

''جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... تنویر نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔



''یہ لو۔ اب اس گھپ اندھیرے میں اسے ٹٹول کر ہی نکالا جا سکتا ہے''...... نعمانی نے کہا اور تھیلے میں سے ہاتھ باہر نکال لیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کٹر موجود تھا۔ تنویر نے کٹر نعمانی کے ہاتھ سے جھپٹا اور پھر اس نے جھک کر بجلی کی سی تیزی سے تار کو کاٹنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں کے بعد تار میں سے چنگاری سی نکلی اور تار کٹ گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ تنویر سیدھا ہوتا اچانک اس قدر خوفناک دھماکوں کی آوازیں ان کے بالکل قریب سنائی دیں کہ وہ سب بے اختیار اچھل کر منہ کے بل نیچے گرے۔

ایک لمحے کے لئے تو انہیں یہی محسوس ہوا تھا کہ دھماکے عین اسی سرنگ میں ہوئے ہیں۔ جس میں وہ موجود ہیں لیکن نیچے گرتے ہی انہیں بہرحال یہ معلوم ہو گیا تھا کہ دھماکے اس سرنگ کے اندر نہیں بلکہ باہر ہو رہے ہیں۔

دھماکے اس قدر خوفناک تھے کہ وہ پہاڑی سرنگ بھی لرز اٹھی تھی لیکن بہرحال وہ ان دھماکوں سے محفوظ رہے تھے۔ دھماکوں کے ساتھ ہی سرنگ کے دہانے کے باہر ایک لمحے کے لئے اس قدر تیز روشنی پھیلی تھی جیسے اچانک سورج اس سرنگ کے دہانے پر اتر آیا ہو لیکن دوسرے لمحے دوبارہ اندھیرا چھا گیا۔ البتہ چٹانوں اور پتھروں کے گرنے اور لڑھکنے کی آوازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پوری پہاڑی کو ہی کسی نے بموں سے اڑا دیا ہو لیکن بہرحال وہ محفوظ تھے کیونکہ یہ سرنگ قدرتی تھی اور اس کی

سائیڈوں اور اوپر ٹھوس چٹانیں تھیں۔

"اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اگر ہم یہ تار نہ کاٹتے تو یقیناً یہ دھماکے اس سرنگ کے اندر بھی ہونے تھے۔ ہم بال بال بچے ہیں ورنہ ہمارے بھی چیتھڑے اُڑ جاتے"...... خاور نے سب سے پہلے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بالکل۔ بس ایک لمحے کا فرق ہماری زندگیاں بچا گیا ہے اور اب اس بات کی بھی تصدیق ہو گئی ہے کہ چوہان کی چھٹی حس درست سائرن بجا رہی تھی"...... تنویر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اندھیرے کے باوجود انہیں چوہان کے مسکرانے کی وجہ سے اس کے چمکتے ہوئے دانت بخوبی نظر آ گئے تھے۔ چٹانوں اور پتھروں کے گرنے اور لڑھکنے کا شور اب آہستہ آہستہ مدھم پڑتا جا رہا تھا۔

"واقعی انہوں نے یہاں بہت خوفناک انتظام کر رکھا تھا"...... سیاہ بچھو نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اندھیرے کے باوجود خوف کے تاثرات نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"ہمیں بھی اب ان کا استقبال کرنے کے سلسلے میں پوری طرح تیاری کر لینی چاہئے"...... خاور نے کہا۔

"استقبال۔ کیا مطلب۔ کس کا استقبال"...... تنویر اور دوسرے ساتھیوں نے چونک کر خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ان کے خیال کے مطابق تو ہم ہلاک ہو چکے ہوں



گے اور یقیناً وہ اب ہماری لاشیں اٹھانے آئیں گے"...... خاور نے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کام صبح تک کے لئے ملتوی کر دیں پھر کیا ساری رات ہم ان کا انتظار کرتے رہیں گے"۔ نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ اتنا طویل انتظار بیکار ہے۔ یہ تو پہلی چوکی ہے اور اس قسم کی نجانے کتنی چوکیاں اور ہوں گی۔ تب ہم ان کے مین کیمپ تک پہنچ سکیں گے۔ اس لئے ہمیں فوری کارروائی کرنی چاہئے"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ایک گھنٹہ انتظار کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے تنویر۔ ان دھماکوں سے پہاڑی کی سابقہ ہیئت مکمل طور پر تبدیل ہو چکی ہو گی اس لئے اب سیاہ بچھو بھی ہماری رہنمائی ان کے اڈے تک اتنی آسانی سے نہ کر سکے گا جتنی آسانی سے وہ پہلے کر رہا تھا اور دوسری بار اگر ہم انہیں نظر آ گئے تو ضروری نہیں کہ ہم بچ بھی سکیں"...... چوہان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک گھنٹے تک تو بہرحال انتظار کیا جا سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہمیں دہانے کے قریب ہی رہنا ہو گا لیکن کھلی فضا سے بچ کر کیونکہ وہ لوگ ہماری طرح اندھیرے میں ٹکریں مارتے نہ آئیں گے اور پھر وہ تو اپنی طرف سے لاشیں اٹھانے آ رہے ہوں گے۔

اس لئے وہ لازماً ٹارچ وغیرہ ساتھ لے کر آئیں گے اور ہم نے ان میں سے ایک کو ہر حال میں زندہ پکڑنا ہے تاکہ اس سے اگلے مورچوں کے بارے میں مکمل تفصیلات حاصل کی جا سکیں“۔ خاور نے کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ پھر وہ سب بڑے دہانے کی سائیڈ میں اس طرح دبک کر بیٹھ گئے کہ باہر کھلی فضا سے وہ نظر نہ آ سکیں۔ انہیں وہاں بیٹھے ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ انہیں دور سے تین روشنیاں چمکتی ہوئی دکھائی دیں۔

صرف روشنیاں نظر آ رہی تھیں لیکن روشنیاں جلانے والے چٹانوں کی اوٹ کی وجہ سے نظر نہ آ رہے تھے۔ روشنیاں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں اور وہ سرچ لائٹ کی طرح ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔

”شاید ہماری لاشوں کی تلاش کا کام شروع ہو گیا ہے۔ تین آدمی ہیں“...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی سب نے اثبات سر ہلا دیئے پھر دو روشنیاں کہیں غائب ہو گئیں جبکہ ایک انہیں نظر آ رہی تھیں۔ باقی دو کہیں دور نکل گئے تھے۔

”انہیں کاشن دے کر اکٹھا کرنا پڑے گا ورنہ ان کا علیحدہ علیحدہ رہنا ہمارے لئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے“...... خاور نے کہا۔

”کاشن۔ کیا مطلب“...... تنویر نے بری طرح چونک کر پوچھا۔

”میں دہانے سے ذرا ہٹ کر زمین پر لیٹ کر کراہنا شروع کر



دیتا ہوں۔ تم ایسا کرو بڑے بڑے پتھر میرے گرد اکٹھے کر دو۔ صرف میرے پیر دہانے سے نظر آنے چاہئیں۔ اس طرح وہ سب اکٹھے ہو کر دوڑتے ہوئے ادھر آئیں گے۔ تم سب دہانے کی سائیڈوں میں چھپ کر کھڑے ہو جاؤ۔ پتھروں کی وجہ سے وہ لازماً دوڑ کر اندر آئیں گے تاکہ مجھے ہلاک کر سکیں۔ ان کے اندر آتے ہی تم آسانی سے انہیں بے ہوش کر سکتے ہو۔ اس طرح ہمیں بیرونی فضا میں بھی نہ جانا پڑے گا کیونکہ ہو سکتا ہے ان کا کوئی ساتھی کسی مشین کے ذریعے ہمیں باہر چیک کرے“۔ خاور نے کہا۔

”ویری گڈ خاور۔ تمہاری ذہانت کی داد دینی پڑتی ہے۔ یہ سب سے بہترین ترکیب ہے۔ چلو لیٹ جاؤ۔ ہم پتھر اکٹھے کرتے ہیں“...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور خاور مسکراتا ہوا دہانے سے کچھ اندر کی طرف زمین پر لیٹ گیا اور اس کے ساتھیوں نے نہ صرف اس کے گرد بڑے بڑے پتھر رکھ دیئے بلکہ چھوٹے پتھر ان بڑے پتھروں پر اس انداز میں رکھ دیئے کہ خاور مکمل طور پر ان پتھروں کے اندر چھپ گیا۔

اس کے صرف بوٹ ہی پتھروں سے باہر تھے۔ جو دہانے سے صاف نظر آ رہے تھے اور دوسرے لمحے خاور نے کافی اونچی آواز میں کراہنا شروع کر دیا تاکہ آواز باہر موجود افراد تک پہنچ سکے۔ باقی ساتھی دہانے کی سائیڈوں میں چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ انہیں احساس ہوا کہ باہر روشنی

چمکی ہے۔

''اس طرف آجاؤ زارنے۔ ادھر کوئی زخمی پڑا کراہ رہا ہے''...... باہر کچھ فاصلے سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔ خاور نے اب آہستہ آہستہ کراہنا شروع کر دیا تھا۔

''ہاں واقعی ادھر سرنگ میں سے آواز آرہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کوئی ابھی زندہ ہے۔ آؤ چلو''...... ایک اور آواز ابھری اور پھر ٹارچ کی تیز روشنی ان پتھروں پر پڑی جن کے نیچے خاور موجود تھا۔ روشنی اس قدر تیز تھی کہ پورا غار روشن ہو گیا تھا۔

''اوہ اوہ۔ یہ تو پتھروں میں دبا ہوا ہے''...... ایک آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے تینوں آدمی بیک وقت دوڑ کر اندر داخل ہوئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ پتھروں کے ڈھیر تک پہنچتے۔ تنویر، چوہان اور نعمانی بجلی کی سی تیزی سے ان پر جھپٹے اور غار آنے والوں کی چیخوں سے گونج اٹھا اور وہ تینوں فضا میں اڑ کر دھماکے سے نیچے گرے تھے۔

اسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے دو افراد مشین گن کی فائرنگ کی زد میں آ کر بری طرح چیختے ہوئے چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے جبکہ تیسرا جو بچ گیا تھا خود ہی خوف کے مارے واپس زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے نعمانی نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے



کھڑا کر دیا۔

چوہان نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے قابو کر لئے خاور بھی اپنے اوپر موجود پتھروں کو ہٹا کر سمٹ کر اٹھا اور پھر کر بڑے پتھر پھلانگتا ہوا باہر آ گیا۔ تیز روشنی والی ٹارچیں ان تینوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی تھیں۔ جنہیں سیاہ بچھو نے اکٹھا کر کے پکڑ لیا تھا۔

''اس کے ہاتھ باندھ دو۔ جلدی کرو''...... تنویر نے کرخت لہجے میں کہا وہ مشین گن کی نال اس آدمی کے سینے سے لگائے کھڑا تھا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم۔ تم سب زندہ ہو۔ یہ سرنگ تباہ نہیں ہوئی۔ یہاں تو بلاسٹرز فکس تھا''...... پہلی بار اس آدمی کے حلق سے حیرت اور خوف سے بھری ہوئی آواز نکلی۔

''ہم اس لئے بچ گئے کہ ہم نے اس کی تار دھماکوں سے پہلے ہی کاٹ دی تھی''...... تنویر نے کرخت لہجے میں کہا اور اس آدمی کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس کے کاندھے پر لٹکی ہوئی مشین گن پہلے ہی نیچے گر چکی تھی۔ اس لئے اب وہ نہتا کھڑا تھا۔ خاور نے بیلٹ کے ساتھ لٹکا ہوا رسی کا گچھا نکال کر اس آدمی کے ہاتھ جو چوہان نے عقب میں کر کے پکڑے ہوئے تھے۔ اچھی طرح باندھ دیئے۔

''ہاں۔ اب بتاؤ۔ کیا نام ہے تمہارا''...... تنویر نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"رابرٹ۔ میرا نام رابرٹ ہے"...... اس آدمی کا لہجہ اب پوری طرح سنبھلا ہوا تھا اور اس کے خوف زدہ چہرے پر اب کرختگی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ وہ خاصے مضبوط جسم کا آدمی تھا اور وہ اپنے جسم کی بناوٹ سے ہی ایک ماہر لڑاکا دکھائی دے رہا تھا وہ اور اس کے ساتھی شاید اس لئے مار کھا گئے تھے کہ ان کے ذہن میں یہ تصور ہی موجود نہ تھا کہ یہ لوگ زندہ بھی ہو سکتے ہیں۔

ورنہ شاید وہ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتے۔ اچانک حملے اور پھر انہیں زندہ پاکر حیرت کی زیادتی کی وجہ سے رابرٹ کا جسم سن ہو کر رہ گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تنویر کے ساتھیوں نے نہ صرف اسے پکڑ لیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ بھی عقب میں کر کے باندھ لینے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن اب رابرٹ کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ مرنے مارنے پر ذہنی طور پر آمادہ ہو گیا ہے۔ اس کے چہرے پر کرختگی کے تاثرات لمحہ بہ لمحہ گہرے ہوتے جا رہے تھے۔

"تمہاری وہ مشین جس سے تم سارے منظر کو چیک کرتے ہو کہاں لگی ہوئی ہے"...... تنویر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ سمجھے۔ تم جو چاہو کر لو لیکن اس سرنگ سے باہر نکلتے ہی موت تم پر بجلی کی طرح جھپٹ پڑے گی۔ تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے ہو"...... رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر پہلو کے بل زمین پر گرا۔ تنویر جو نجانے کس وقت ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو نال



سے پکڑ چکا تھا۔ پوری قوت سے مشین گن کا بھاری دستہ اس کے جبڑے پر مار دیا تھا۔

"مار ڈالو۔ مار ڈالو مجھے۔ لیکن میں کچھ نہیں بتاؤں گا کاش مجھے ذرا بھی خیال ہوتا کہ تم زندہ ہو تو میں اس طرح مار نہ کھاتا۔ میرا نام رابرٹ ہے رابرٹ"...... رابرٹ نے نیچے گرتے ہی چیخ کر کہا ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ تنویر نے پوری قوت سے اس کی پسلیوں پر ضرب لگائی اور غار ایک بار پھر رابرٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔

"بندھے ہوئے کو مار رہے ہو۔ بزدلو۔ کاش میرے ہاتھ کھلے ہوتے پھر میں دیکھتا تم سب مل کر بھی میرا کیا بگاڑ سکتے ہو"۔ رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا وہ واقعی دلیر اور بہادر آدمی تھا۔

"نعمانی۔ اس کے ہاتھ کھول دو۔ اس نے ہمیں بزدل کہا ہے۔ اب میں بتاؤں گا اسے کہ بزدل کون ہے۔ اب تم اس کا حشر دیکھنا والے کا کیا حشر ہوتا ہے"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا غصے کی شدت سے اس کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا اور خاور نے آگے بڑھ کر اسے منہ کے بل لٹایا اور پھر ایک جھٹکے سے رسی کا ایک سرا کھینچ کر اس نے رابرٹ کے ہاتھ آزاد کر دیئے۔

رابرٹ ہاتھ آزاد ہوتے ہی تیزی سے سیدھا ہوا اور اس کا جسم واقعی کسی سپرنگ کی طرح سمٹا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا جبڑہ ٹوٹ گیا تھا مگر اس کے باوجود وہ بڑی حقارت

بھری نظروں سے تنویر کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے یقین ہو کہ وہ تنویر کو ایک لمحے میں زمین چاٹنے پر مجبور کر دے گا مگر دوسرے لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح رابرٹ اپنی جگہ سے اچھلا اور تیزی سے تنویر پر حملہ آور ہوا تنویر کے منہ سے غراہٹ آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی یکلخت اچھلا۔ لیکن آگے جانے کی بجائے وہ اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور رابرٹ یہی سمجھا تھا کہ اس کی طرح تنویر بھی اچھل کر اس کے سینے پر فلائنگ کک مارنا چاہتا ہے اور فلائنگ کک سے بچنے کے لئے اس نے بے اختیار الٹی قلابازی کھانے کی کوشش کی تھی لیکن فلائنگ کک سے بچنے اور الٹی قلابازی کھانے کی وجہ سے اس کا اوپر کا جسم جیسے ہی کمان کی طرح مڑ کر پیچھے کی طرف ہوا۔ تنویر کا جسم بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور قلابازی کھانے کے لئے رابرٹ کی فضا میں اٹھتی ہوئی دونوں ٹانگیں ابھی پوری طرح زمین چھوڑ ہی نہ سکی تھیں کہ تنویر کا بھاری جسم ان سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی تنویر نے جھٹکا دے کر انہیں آگے کی طرف دھکیل دیا۔ نتیجہ یہ کہ رابرٹ کا جسم دوہرا ہو کر زمین پر بچھ سا گیا اور پھر ایک زوردار کڑاکے کے ساتھ ہی رابرٹ کے حلق سے بے اختیار کربناک چیخ نکلی اور جس طرح کمان درمیان سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اس طرح رابرٹ کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے بیک وقت ٹوٹے اور اس کی ٹانگیں اس کے سر سے اس طرح مل گئیں جیسے کمان کے ٹوٹے ہوئے دونوں بازو کمان کے درمیان میں ٹوٹ



جانے کی وجہ سے آپس میں مل جاتے ہیں۔ اس کا منہ اور سینہ زمین کے ساتھ لگا ہوا تھا اور پیٹ کا نچلا حصہ اور ٹانگیں ان کے اوپر اس طرح رکھی ہوئی تھیں جیسے بستر کو تہہ کیا جاتا ہے اور اس کے اوپر تنویر اپنے پورے وزن کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"بس ایک ہی لمحے میں تمہاری مہارت جواب دے گئی ہے"...... تنویر نے حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا جبکہ رابرٹ اسی طرح تہہ شدہ حالت میں پڑا رہا اور اس کے جسم میں معمولی سی حرکت بھی نہ تھی۔

"ویل ڈن تنویر۔ تم نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ بڑے عجیب انداز میں تم نے ڈبل کلپ لگا دیا ہے۔ لیکن کہیں یہ مر نہ گیا ہو"...... نعمانی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رابرٹ کی ٹانگیں پکڑ کر انہیں گھما کر نیچے پھینک دیا اب رابرٹ بے حس و حرکت سینے کے بل زمین پر پڑا تھا نعمانی نے اسے پلٹا اور پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ رابرٹ کا دل ساکت ہو چکا تھا۔

"اوہ اوہ"...... نعمانی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیا ہوا"...... تنویر نے پوچھا۔

"یہ تو مر گیا ہے"...... نعمانی کے لہجے میں ایسی حیرت تھی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کوئی آدمی اتنی جلدی مر بھی سکتا ہے۔

"اس کی حالت اتنی بھی خراب محسوس نہ تھی بہرحال یہ تو ختم ہو

گیا ہے''...... نعمانی نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''اب یہ دوبارہ تو زندہ ہونے سے رہا۔ اس لئے اب ایک ہی صورت ہے کہ باہر نکلیں اور اس اڈے پر بموں سے حملہ کر دیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کسی طرح اس کیمرہ نما مشین کی نشاندہی ہو جاتی تو اسے تباہ کر کے ہم آسانی سے اڈے کے اندر پہنچ جاتے''۔ خاور نے کہا۔

''اوہ۔ وہ مشین تو میں نے دیکھی ہوئی ہے۔ یہاں سے قریب ہی ہے لیکن تم کہتے ہو کہ باہر نکلتے ہی میں ان کی نظروں میں آ جاؤں گا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بم سے اڑا دیں مجھے''...... سیاہ بچھو جو اس دوران خاموش کھڑا تھا اچانک بول پڑا۔

''اوہ۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں اس رابرٹ کا لباس پہنا دیتا ہوں قدوقامت میں تم اس جیسے ہی ہو۔ اس لئے اگر کوئی چیک بھی کر رہا ہو گا تو ڈاج کھا جائے گا۔ اب یہی ایک طریقہ ہے ہمارے بچ نکلنے کا''...... تنویر نے جلدی سے کہا۔

''اوکے۔ اگر ایسی بات ہے تو ایک مشین گن مجھے دے دو۔ میں گن لے جا کر اس پر فائر کھول دوں گا''...... سیاہ بچھو نے آمادہ ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اس کا قدوقامت واقعی رابرٹ جیسا تھا۔ باقی دونوں کے قدوقامت ان سے خاصے مختلف تھے اور تھوڑی دیر بعد اس رابرٹ کا لباس سیاہ بچھو کو پہنا دیا گیا اور وہ ایک ہاتھ میں ٹارچ اور دوسرے ہاتھ میں مشین گن اٹھائے غار کے دہانے کی



طرف بڑھ گیا۔

''جس قدر ممکن ہو سکے ٹارچ کی تیز روشنی کو چہرے کے سامنے نہ رکھنا۔ اس طرح تمہارا چہرہ پوری طرح نظر نہ آ سکے گا''...... خاور نے کہا اور سیاہ بچھو سر ہلاتا ہوا غار سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں کے بعد پتھر لڑھکنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ اس سرنگ کے دہانے پر رک کر یہ آوازیں سننے لگے پتھر لڑھکنے اور قدموں کی آوازیں آتی رہیں پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ سیاہ بچھو وہاں سے دور نکل گیا تھا۔

''ہونہہ۔ دیکھا جائے تو ہم ایک لحاظ سے اس سرنگ میں قید ہو کر رہ گئے ہیں''...... تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''یہ مشین کسی طرح تباہ ہو جائے تب ہم آزاد ہو جائیں گے''...... خاور نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا دور سے مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ سب یہ آوازیں سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

''یہ مشین پر فائرنگ کی گئی ہے''...... تنویر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔ لیکن ظاہر ہے اب انہیں سیاہ بچھو کی واپسی کا انتظار کرنا تھا اور پھر انہیں دور سے سیاہ بچھو کی آواز سنائی دی۔

''آ جائیں باہر۔ خطرہ ختم ہو گیا ہے''...... سیاہ بچھو کہہ رہا تھا اور وہ سب تیزی سے دہانے سے باہر نکلے اور پھر اوپر چڑھنے کے بعد

انہیں دور سے ٹارچ کی روشنی دکھائی دی اور وہ سب چٹانیں اور پتھر پھلانگتے ہوئے اس روشنی کی طرف بڑھ گئے۔

''کیا ہوا۔ مشین تباہ ہو گئی''...... تنویر نے ایک غار کے دہانے کے قریب کھڑے سیاہ بچھو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مشین کی بجائے میں نے غار میں موجود واحد آدمی کو ہی ختم کر دیا ہے اس نے اچانک باہر نکل کر مجھے آواز دی اور پھر جیسے ہی میں بے اختیار مڑا اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑی مشین گن میری طرف اٹھائی مگر میں نے فوراً اس پر فائر کھول دیا اور میری گولیاں ٹھیک اس کے جسم پر پڑیں اور وہ چیختا ہوا غار کے دہانے کے اندر جا گرا۔ اس کا جسم چھلنی ہو چکا ہے''...... سیاہ بچھو نے جواب دیا۔

''اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اسے تو زندہ پکڑنا تھا''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چاہے اس کے ہاتھوں میں مرجاتا''...... سیاہ بچھو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس دہانے سے غار کے اندر داخل ہوئے تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اندر اسلحے کے بڑے تھیلے۔ میز کرسیاں اور زمین پر کئی گدے بچھے ہوئے تھے۔ ایک طرف غذا کے بند ڈبوں اور پانی کی بوتلوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

ایک مشین مسلسل چل رہی تھی جس پر موجود اسکرین روشن تھی



اور اس پر مختلف مناظر تیزی سے بدلتے جا رہے تھے۔ دہانے سے ذرا اندر ایک آدمی مردہ پڑا ہوا تھا اس کا جسم واقعی مشین گن کی گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا غار میں بیٹری سے جلنے والی لائٹیں جل رہی تھیں ایک طرف دیوار میں ایک عجیب سی مشین فکس تھی۔

''خاصا لمبا چوڑا انتظام کر رکھا ہے انہوں نے''...... سب کے منہ سے بیک وقت نکلا۔

''اس آدمی کے بولنے کا انداز اور لہجہ کیسا تھا سیاہ بچھو''۔ اچانک خاور نے سیاہ بچھو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''انداز۔ لہجہ۔ کیا مطلب''...... سیاہ بچھو نے حیران ہو کر پوچھا۔

''ہم سب کے لہجوں میں فرق نہیں ہوتا۔ تم بتاؤ۔ اس نے تمہیں آواز کس لہجے میں دی تھی''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس عام سا لہجہ تھا۔ جیسے ہوتا ہے۔ مجھے تو کوئی خاص بات محسوس نہیں ہوئی تھی اور ویسے بھی میرے پاس لہجے پر غور کرنے کا وقت ہی نہ تھا''...... سیاہ بچھو نے جواب دیا۔

''اوکے۔ اب اس مشین کو تباہ کرنا پڑے گا''...... خاور نے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ اس نے مشین کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ گولیوں کی بوچھاڑ مشین پر پڑی اور ایک زور دار دھماکے سے مشین کے پرزے اڑ گئے۔

''مشین کیوں تباہ کر دی۔ شاید کام دے جاتی''۔ نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ اس کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ اس کے اندر مخصوص قسم کا ٹرانسمیٹر بھی لازماً موجود ہو گا۔ اس لئے میں نے پہلے سیاہ بچھو سے لہجے کے بارے میں پوچھا تھا۔ لیکن سیاہ بچھو ایسی باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا ورنہ اگر کال آجاتی تو اس آدمی کے لہجے میں بات کر کے کوئی چکر چلایا جا سکتا تھا لیکن اب اگر کال آئی تو مسئلہ خراب بھی ہو سکتا تھا۔ مشین تباہ ہونے سے چونکہ سرے سے ٹرانسمیٹر لنک ہی نہ ہو گا اس لئے کال کرنے والا یہی سمجھے گا کہ ٹرانسمیٹر میں یا اس رسیونگ سیٹ میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے اس مشین کا تباہ ہونا ضروری تھا''...... خاور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''تو پھر اس دیوار میں لگی ہوئی مشین کو بھی اڑا دینا چاہئے۔ کہیں اس کی وجہ سے ہم کسی مصیبت میں نہ پھنس جائیں''...... تنویر نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن کا فائر دیوار میں نصب اس مشین پر کھول دیا ایک بار پھر مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ مشین کے دھماکے سے پھٹنے کی آواز سنائی دی مگر دوسرا لمحہ ان کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب مشین کے پھٹتے ہی پورا غار اس طرح ایک لمحے کے لئے روشن ہوا جیسے سورج اچانک غار کی کسی دیوار سے نمودار ہو گیا ہو لیکن دوسرے لمحے جیسے ہی غار تاریک ہوا تو ساتھ ہی ان سب کے ذہنوں پر بھی گہری تاریکی پھیلتی چلی گئی۔



کرنل ڈیوڈ بری طرح سے جھنجھلایا ہوا تھا۔ عمران نے اسے واقعی بھرپور انداز میں احمق بنایا تھا۔ اب اسے واضح طور پر پتہ چل گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیسا کھیل کھیلا گیا ہے۔ اسمگلروں کی دو جیپوں کو ٹاما گی جنگل کے دوسرے کونے سے باہر بھیجا گیا اور کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی انہیں عمران اور اس کے ساتھی سمجھ کر ادھر بھاگ پڑے اس دوران عمران کو اپنے ساتھیوں سمیت باہر آنے اور اس جگہ پہنچ جانے کا موقع مل گیا جہاں پہلے کرنل ڈیوڈ موجود تھا۔ پھر وہ ان کے عقب میں آ گئے۔

اس طرح جی پی فائیو کے بیس اور ٹاپ گروپ کے دس آدمی ہلاک ہو گئے لیکن اس کے نتیجے میں انہیں کیا ملا۔ اسمگلروں کی چند لاشیں اور ان کی دو جیپوں کی تباہی۔ جبکہ درے سے باہر آنے کے بعد انہوں نے اپنی سات جیپیں بھی تباہ شدہ حالت میں دیکھ لی تھیں۔ ٹرانسمیٹر بھی تباہ ہو چکے تھے۔ اس لئے اب وہ دونوں ان

تباہ شدہ جیپوں کے قریب اس ویران پہاڑی علاقے میں بے بسی اور لاچارگی کی تصویر بنے کھڑے تھے۔

"باس۔ اب اس عمران سے اپنے سارے ساتھیوں کی موت کا انتقام ضرور لینا ہوگا"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ تمہاری حماقت اور تمہارے ان دس نانسنس ساتھیوں کی وجہ سے مجھے یہ دن دیکھنا پڑا ہے۔ اگر تم اپنے آدمیوں کو دور اونچی چوٹی پر نہ بٹھاتی تو نہ ہمیں اسمگلروں کی وہ دو جیپیں نظر آتیں اور نہ ہم احمقوں کی طرح ان کی طرف دوڑ پڑتے اور پھر دوسری حماقت تم نے یہ کی کہ مجھ سے عمران کو جنرل فریکوئنسی پر کال کرا دی۔ اس طرح اسے علم ہو گیا کہ ہم کہاں ہیں اور وہ سیدھا ہمارے عقب میں پہنچ گیا اور جی پی فائیو کے تیس آدمی اور نو جیپیں سب کچھ ختم ہو گیا۔ اب بھی اس نے نجانے کیوں میرا لحاظ کیا ہے ورنہ وہ اس کے ساتھی درے میں اتر آتے تو ہم دونوں حقیر چوہوں کی طرح ان کا شکار بن جاتے یہ سب کچھ تمہاری حماقت کی وجہ سے ہوا ہے۔ صرف تمہاری حماقت کی وجہ سے۔ تم تو اپنے آپ کو عقلمند کہتی ہو لیکن میں کہتا ہوں تم دنیا کی احمق ترین عورت ہو۔ اب مجھے خود پر غصہ آ رہا ہے کہ آخر میں تمہیں اپنے ساتھ لایا ہی کیوں تھا اور میں نے احمقوں کی طرح آخر تمہارے مشوروں پر عمل ہی کیوں کیا تھا"...... کرنل ڈیوڈ کا عمران پر بس نہ چل سکا تو اس نے ریڈ روزی پر ہی اپنا غصہ نکالنا شروع کر دیا۔



"اوہ اوہ۔ آئی ایم سوری باس۔ ان اسمگلروں کا تو نہ آپ کو خیال تھا اور نہ مجھے۔ اگر پتہ ہوتا تو میں اور انداز میں پلاننگ کرتی"...... ریڈ روزی نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا کیونکہ وہ واقعی اپنے آپ کو ہی اس ساری صورتحال کا ذمہ دار سمجھ رہی تھی۔

"ہونہہ۔ سب کچھ غلط ہو گیا۔ ساری پلاننگ ہی فیل ہو گئی اور میں، ناکام ہو گیا تمہاری وجہ سے۔ چلو اب یہاں کھڑی میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو۔ اب ہمیں یہاں سے پیدل قریبی قصبے جانا پڑے گا۔ پھر وہاں سے ہی فون کر کے کوئی بندوبست ہو سکتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ ریڈ روزی اس کے پیچھے تھی۔ تین گھنٹوں کے مسلسل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد آخر کار وہ ایک چھوٹے سے قصبے میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو ہی گئے۔

یہ پہاڑی قصبہ تھا اور قصبے کی جو حالت تھی اس کے پیش نظر یہاں فون کا تصور ہی نہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن قصبے کے سردار کے پاس جیپ تھی اس لئے اب وہ کم از کم پیدل چلنے سے بچ گئے تھے۔ مزید دو گھنٹے سفر کر کے وہ ایک بڑے قصبے تارب پہنچ۔ یہ ایک خاصا بڑا اور ترقی یافتہ قصبہ تھا۔ کیونکہ اس قصبے کے قریب ہی انتہائی قیمتی معدنیات کی بڑی بڑی کانیں موجود تھیں۔ یہاں ایک پولیس اسٹیشن بھی تھا۔ پولیس اسٹیشن کے انچارج جیراڈ کو جب جی پی

فائیو کے چیف اور ڈپٹی چیف کی آمد کی اطلاع ملی تو وہ ان کے سامنے بچھ سا گیا۔ اس وقت وہ ایک بڑے اور آرام دہ کمرے میں صوفوں پر بیٹھے ہوئے شراب پینے میں مصروف تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے یہاں سے فون کر کے ہیڈ کوارٹر سے ایک ہیلی کاپٹر منگوا لیا تھا اور ہیلی کاپٹر کسی بھی لمحے وہاں پہنچنے والا تھا۔

''باس۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی بہرحال انہی پہاڑیوں میں سفر کر کے ہی ڈاماری پہنچیں گے۔ کیوں نہ ہم ان کے خلاف کوئی دوسری پلاننگ کریں ورنہ بلیک کیٹ کو جب معلوم ہو گا کہ ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنے میں ناکام ہو گئے ہیں تو وہ ہمارا بے حد مذاق اڑائے گی''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''شٹ اپ۔ وہ ایسا سوچ کر بھی تو دیکھے۔ میں اس کے دانت نہ توڑ دوں گا۔ اس کی جرأت ہے کہ میرا مذاق اڑا سکے۔ میں جی پی فائیو کا چیف ہوں جی پی فائیو کا چیف''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ریڈ روزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''بہتر ہے تم اپنا منہ اب بند ہی رکھو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو ریڈ روزی خاموش ہو گئی۔

''تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے''...... ریڈ روزی نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''پروگرام کیا ہونا ہے۔ یہاں سے ہیڈ کوارٹر جاؤں گا اور وہاں



سے جی پی فائیو کی فورس کا نیا دستہ لے کر سیدھا ڈاماری پہاڑی پہنچ جاؤں گا اور پھر عمران کے پہنچنے سے پہلے میں وہاں اس کے مقابلے پر موجود ہوں گا۔ پھر میں دیکھوں گا کہ وہ کیسے زندہ بچ کر جاتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''ڈاماری پہاڑی کا سفر کم از کم اس پہاڑی علاقے میں چار پانچ روز کا ہے اور یہ لوگ ان چار پانچ دنوں میں بہرحال کسی بھی راستے سے جائیں۔ کسی نہ کسی قصبے سے ضرور گزریں گے کیونکہ جیپوں کے لئے پیٹرول اور کھانے پینے کا سامان تو بہرحال انہیں لینا ہی پڑے گا۔ اس لئے کیوں نہ انہیں تلاش کیا جائے اور پھر اوپر سے ان پر بمباری کر کے ان کا خاتمہ کر دیا جائے''...... ریڈ روزی نے کہا وہ اپنے آدمیوں کا انتقام لینے کے لئے بے چین تھی۔

''اوہ ہاں۔ تمہاری یہ بات تو ٹھیک ہے ریڈ روزی لیکن انہیں اس قدر بڑے پہاڑی سلسلے میں تلاش کیسے کیا جائے اور اگر وہ پہاڑوں کے اندر چلے گئے تو''...... کرنل ڈیوڈ نے قدرے نرم پڑتے ہوئے کہا۔

''یہ پولیس آفیسر مجھے مقامی آدمی لگتا ہے اور شکل سے بھی خاصا گھاگ ہے کیوں نا اس معاملے میں اس کی مدد لی جائے۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسا کلیو ہاتھ آ جائے۔ جس سے ہم عمران سے بھرپور انتقام لینے میں کامیاب ہو سکیں''...... ریڈ روزی نے کہا اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی تھی۔

"اوہ۔ ویری گڈ ریڈ روزی۔ تم واقعی عقلمند عورت ہو۔ بلاؤ اس پولیس آفیسر کو۔ کیا نام بتایا تھا اس نے جیرٹ تھا شاید"...... کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی ریڈ روزی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"جیراڈ"...... ریڈ روزی نے جواب دیا اور مسکراتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے اب کرنل ڈیوڈ کی طبیعت کا کافی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ جب غصے میں آئے تو پھر اسے ماضی کی ساری باتیں یکلخت بھول جاتی ہیں اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو پھر وہ فوراً ہی تعریف پر اتر آتا ہے۔

اس کرنل ڈیوڈ نے نجانے اسے کتنی بار انتہائی عقلمند اور کتنی بار انتہائی احمق کہا تھا پہلے تو وہ کرنل ڈیوڈ کے اس انداز پر ناراض ہو جاتی تھی یا دل ہی دل میں کڑھتی تھی۔ لیکن اب اس کی طبیعت معلوم ہونے کے بعد وہ قطعی اس بات کی پرواہ نہ کرتی تھی کہ کرنل ڈیوڈ اس کے متعلق کیا کہتا ہے اس نے باہر کھڑے سپاہی سے جیراڈ کو بلانے کے لئے کہا اور دوبارہ آ کر صوفے پر بیٹھ گئی چند لمحوں کے بعد جیراڈ نے اندر آ کر انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھو جیراڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے شاہانہ انداز میں جیراڈ کو اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دیتے ہوئے کہا اور جیراڈ شکریہ ادا کر کے بڑے مؤدبانہ انداز میں صوفے کے کنارے پر ٹک گیا۔ وہ ایک دور افتادہ پہاڑی قصبے کے تھانے کا انچارج تھا۔ جہاں کبھی اس کے محکمے کا کوئی برا افسر نہ آیا تھا اور کہاں جی پی فائیو کے



چیف کی آمد یہی وجہ تھی کہ جیراڈ اس حد تک مؤدب نظر آ رہا تھا کہ شاید کوئی زرخرید غلام بھی اس قدر مؤدب نہ ہوتا ہو گا۔

"حکم فرمائیں جناب۔ میں مزید کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ آپ جیسے بڑے افسر کی خدمت تو میرے لئے بہت بڑا اعزاز ہے جناب"...... جیراڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"دیکھو جیراڈ۔ اگر تم مکمل تعاون کرو تو تمہیں اس چھوٹے سے قصبے سے کسی بڑے شہر میں بھی تعینات کیا جا سکتا ہے اور تمہیں ڈی ایس پی کے عہدے پر بھی ترقی دی جا سکتی ہے۔ میں جی پی فائیو کا چیف ہوں اور میرے اختیارات لامحدود ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس جناب۔ مم۔ میں جناب دل و جان سے ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں جناب۔ آپ جیسا کہیں گے جو کہیں گے میں اس پر عمل کروں گا"...... جیراڈ نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ڈی ایس پی کے عہدے کا تو شاید اس نے کبھی تصور بھی نہ کیا تھا اور یہ بھی اسے معلوم تھا کہ اگر جی پی فائیو کا چیف چاہے تو اسے ڈی ایس پی تو کیا ایس پی بھی بنایا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس کا رویہ اور بھی زیادہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"کیا تمہارے پاس اس سارے علاقے کا کوئی نقشہ موجود ہے"...... اچانک ریڈ روزی نے جیراڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام۔ ایک سرکاری نقشہ ہے۔ اس سارے پہاڑی سلسلے

کا کیونکہ ہمیں یہاں اکثر اسمگلروں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے اور ان کی تلاش کے دوران یہ نقشہ کام دیتا ہے''...... جیراڈ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ وہ لے آؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور جیراڈ جلدی سے اٹھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑا رول شدہ نقشہ تھا۔ اس نے نقشہ درمیانی میز پر پھیلا دیا اور پھر کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی نے اس مقام کو تلاش کر کے اس پر نشان لگایا جہاں وہ موجود تھے اور جہاں سے وہ درے کی طرف گئے تھے۔ یہ وہ راستہ تھا جس راستے سے انہیں داماگ کے فارن ایجنٹ نے عمران کے جانے کی اطلاع دی تھی۔

''سنو ملک کے دشمن جاسوس دو جیپوں میں سوار یہاں سے آگے بڑھے ہیں۔ ان کی منزل ڈاماری پہاڑی ہے اور ہم نے انہیں تلاش کرنا ہے۔ بولو کیسے تلاش کریں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ڈاماری پہاڑی اور اس راستے سے''...... جیراڈ نے چونک کر کہا۔

''ہو سکتا ہے وہ یہ راستہ بدل دیں۔ بہرحال انہوں نے پہنچنا ڈاماری پہاڑی کے گرد ہی ہے''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''وہ کسی بھی راستے سے جائیں ڈاماری پہاڑی تک ایک ہی صورت میں پہنچ سکتے ہیں کہ وہ دمار قصبے سے گزریں۔ دمار قصبہ



ایسی جگہ پر ہے جس کے گرد انتہائی خوفناک حد تک سیدھی پہاڑیاں ہیں درمیان میں ایک کھلی اور وسیع وادی ہے۔ اس وادی میں دمار قصبہ موجود ہے۔ دراصل یہ وادی ایک صحرا اور پہاڑوں کے درمیان درے کی صورت میں ہے۔ دونوں اطراف سے صرف ایک ہی راستہ ہے۔ قصبے میں داخل ہونے اور پھر وہاں سے باہر جانے کا۔ دونوں راستوں پر پولیس کا پہرہ رہتا ہے۔ اس طرح اسمگلروں کی چیکنگ کا یہ بہترین پوائنٹ ہے اور یہاں جس قدر بھی اسمگلر گروپ کام کرتے ہیں وہ دمار کی پولیس کو خفیہ طور پر رشوت دیئے بغیر وہاں سے کسی صورت میں بھی نہیں گزر سکتے۔ اس لئے ملک کے یہ دشمن ایجنٹ اگر ڈاماری جا رہے ہیں تو انہیں ہر صورت میں دمار قصبے کو کراس کرنا ہو گا۔ وہاں ان کی آسانی سے چیکنگ کی جا سکتی ہے''...... جیراڈ نے کہا اور ریڈ روزی اور کرنل ڈیوڈ دونوں کی آنکھیں اور زیادہ چمک اٹھیں کیونکہ عمران کو پکڑنے کے لئے یہ بہترین کلیو تھا۔

''ویل ڈن۔ یہ بتاؤ کہ دمار قصبے کا یہاں سے کتنا فاصلہ ہے اور جیپوں پر وہاں کتنے وقت میں پہنچا جا سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''جناب۔ جیپیں بھی صرف دمار تک ہی جا سکتی ہیں۔ اس سے آگے جیپوں کا راستہ ہی نہیں ہے۔ آگے اونچے اور نشیبی راستوں پر خچر استعمال ہوتے ہیں اور صحرا میں ظاہر ہے اونٹ ہی استعمال ہو

سکتے ہیں۔ سواری کے لئے بھی اور باربرداری کے لئے بھی۔ ویسے
یہاں سے اگر مسلسل بھی سفر کیا جائے تو دو روز تو بہرحال لگ ہی
جائیں گے''...... جیراڈ نے جواب دیا۔
''ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں وہاں کے پولیس انچارج کے
بارے میں علم ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
''جی ہاں۔ دمار کا پولیس چیف روال ہے۔ انتہائی سخت گیر آدمی
ہے۔ وہ تو اسمگلروں کے بے حد خلاف ہے لیکن وہ اکیلا کیا کر سکتا
ہے ویسے وہ انتہائی محب الوطن آدمی ہے اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے
اور مجھے یقین ہے کہ آپ کا سن کر وہ آپ کے استقبال کے لئے
دوڑا چلا آئے گا اور آپ کے احکامات پر عمل کرے گا''...... جیراڈ
نے راوال کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔
''ٹھیک۔ فون لاؤ اور میری اس سے بات کراؤ''...... کرنل ڈیوڈ
نے کہا اور جیراڈ سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے دروازے پر جا
کر سپاہی سے فون لانے کے لئے کہا اور واپس آ کر بیٹھ گیا۔ چند
لمحوں کے بعد سپاہی نے وائرلیس فون لاکر جیراڈ کے ہاتھ میں دے
دیا۔ جیراڈ نے جلدی سے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔
''ہیلو ہیلو۔ سے بات کراؤ۔ میں تارب سے انسپکٹر جیراڈ بول
رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جیراڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔
''ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں
کے بعد ایک بھاری اور کرخت سی آواز سنائی دی۔



''بس جیراڈ۔ میں روال بول رہا ہوں۔ کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص
بات ہو گئی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
''ہاں سنو۔ اس وقت میرے سامنے اسرائیل جی پی فائیو کے
چیف جناب کرنل ڈیوڈ صاحب اور ان کی ڈپٹی چیف مادام ریڈ
روزی صاحبہ بذات خود تشریف فرما ہیں۔ چیف تم سے بات کرنا
چاہتے ہیں۔ لو ان سے بات کرو''...... جیراڈ نے بڑے فخریہ لہجے
میں کہا اور پھر اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں فون پیس کرنل ڈیوڈ کی
طرف بڑھا دیا۔
''ہیلو کرنل ڈیوڈ چیف آف جی پی فائیو''...... کرنل ڈیوڈ کا لہجہ
بے حد تحکمانہ تھا۔
''یس سر۔ روال بول رہا ہوں جناب۔ پولیس چیف دمار
جناب''...... بولنے والے کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔
''یہ بتاؤ کہ دو جیپوں میں سوار آٹھ دس افراد جن میں ایک
عورت بھی ہے تارب قصبے کی طرف سے دمار میں داخل تو نہیں
ہوئے''...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
''اوہ نہیں جناب۔ مجھے ان کے بارے میں ابھی تک کوئی
رپورٹ نہیں ملی''...... روال نے جواب دیا۔
''او کے۔ تم اپنے آدمیوں کو ہر طرف پھیلا دو۔ ہم ہیلی کاپٹر پر
وہیں تمہارے پاس آ رہے ہیں۔ یہ دشمن ایجنٹ ہیں اور ہم نے
انہیں ہر صورت میں روکنا بھی ہے اور ختم بھی کرنا ہے۔ سمجھے۔ اس

لئے اگر ہمارے پہنچنے سے پہلے وہ دمار پہنچیں تو یہ تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم انہیں روکو“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”جو حکم جناب۔ اگر وہ اس طرف آئے تو میں انہیں ایک انچ بھی آگے نہ بڑھنے دوں گا جناب“...... روال نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اوکے کہہ کر رابطہ ختم کیا اور فون پیس میز پر رکھ دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات چیت ہوتی ایک سپاہی تیزی سے اندر داخل ہوا اور اس نے سلیوٹ مار کر ہیلی کاپٹر کی آمد کی اطلاع دی۔

”اوکے۔ آؤ ریڈ روزی چلیں اور جیراڈ تم بھی ہمارے ساتھ چلو“...... کرنل ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تیز تیز چلتے ہوئے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔

تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر تیزی سے پہاڑی چوٹیوں کے درمیان سے گزرتا ہوا دمار قصبے کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے ہیلی کاپٹر میں پہلے سے موجود دوربین اٹھا کر آنکھوں سے لگائی ہوئی تھیں اور وہ ہیلی کاپٹر سے باہر جھکا۔ نیچے کا مکمل جائزہ لے رہا تھا کہ شاید عمران کی جیپیں اسے نظر آ جائیں۔ لیکن ہیلی کاپٹر دمار قصبے تک پہنچ گیا مگر عمران کی جیپیں انہیں نظر نہ آئی تھیں۔ دمار پہنچ کر کرنل ڈیوڈ کے حکم پر ہیلی کاپٹر نیچے اتارا گیا تو وہاں دمار کے پولیس انسپکٹر روال نے اس کا شایان شان استقبال کیا۔ روال ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں اور جلادوں جیسا بے رحم اور سخت چہرہ واقعی اسے انتہائی



سخت گیر پولیس آفیسر ظاہر کر رہا تھا۔ وہ انہیں تھانے سے ملحقہ ایک عمارت میں لے آیا۔

”آپ فکر نہ کریں جناب۔ میں نے آپ کی کال ملتے ہی اپنے خاص مخبروں کو پہاڑوں میں دوڑا دیا ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو پہاڑیوں میں رینگنے والے حقیر سے کیڑے کا بھی سراغ لگا لیتے ہیں۔ اس لئے یہ ان جیپوں کا بھی لازماً کھوج نکال لیں گے“۔ روال نے کہا۔

”اوہ اوہ۔ نانسنس۔ یہ تم نے کیا حماقت کی ہے۔ اس طرح تو وہ لوگ جو ابھی تک اطمینان سے آ رہے ہوں گے چوکنا ہو جائیں گے اور فوراً راستہ بدل لیں گے“...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”نو سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرے آدمی ان کے سامنے نہیں آئیں گے“...... روال نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اس کا تو خیال تھا کہ کرنل ڈیوڈ اس کی کارکردگی کی تعریف کرے گا۔

”اوہ۔ تمہارے آدمی۔ تمہارے آدمی۔ نانسنس۔ کیا تمہارے آدمی جی پی فائیو سے زیادہ ہوشیار ہیں۔ بولو۔ جواب دو۔ بلاؤ انہیں فوراً واپس بلاؤ“...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور روال تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

”آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں باس۔ اس آدمی نے واقعی حماقت کی

ہے لیکن وہ بہرحال گزریں گے تو یہیں سے''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''تم اس شیطان کو نہیں جانتی ریڈ روزی۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا عیار اور شاطر ہے۔ اسے ذرا سا بھی شک ہو گیا کہ ہم یہاں موجود ہیں تو وہ ایسا روپ دھارے گا کہ ہم خود اسے ڈاماری تک چھوڑ آنے پر مجبور ہو جائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ریڈ روزی نے ہونٹ بھینچ لئے لیکن کوئی جواب نہ دیا پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد روال دوبارہ اندر داخل ہوا۔

''جناب۔ میں نے اپنے آدمیوں کو روک دیا ہے۔ وہ ابھی یہاں سے زیادہ دور نہیں گئے تھے''...... روال نے کہا۔

''اچھا کیا ورنہ سب گڑ بڑ ہو جاتی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر''...... روال نے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ کتنے آدمی بھیجے تھے تم نے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''چار آدمی جناب''...... روال نے جواب دیا۔

''او کے۔ ان چاروں کو میرے سامنے حاضر کرو۔ ابھی اسی وقت''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور روال کے چہرے پر زردی سی چھا گئی مگر وہ تیزی سے باہر چلا گیا اور پھر دس منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے پیچھے چار مقامی آدمی سہمے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوئے اور انہوں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کو



سلام کیا۔

''کیا یہ پولیس کے آدمی ہیں۔ کیا تم نے ان چاروں کو ہی بھیجا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں جناب۔ یہ پولیس والے نہیں ہیں۔ یہ ہمارے مخبر ہیں''...... روال نے جواب دیا۔

''سنو۔ تم چاروں ادھر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ فوراً''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ چاروں جلدی سے آگے بڑھے اور دیوار کے ساتھ پشت لگا کر قطار کی صورت میں کھڑے ہو گئے۔

''ہاں اب بولو۔ کیا تم چاروں گئے تھے جیپوں کو تلاش کرنے''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''جج جج۔ جی ہاں جناب''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''کب گئے تھے''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''جی آدھا گھنٹہ پہلے جناب''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''کیا تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''ٹرانسمیٹر۔ نہیں جناب ہمارے پاس ٹرانسمیٹر نہیں ہیں''۔ ان چاروں نے چونک کر بیک آواز ہو کر کہا۔

''تو پھر تمہیں اتنی جلدی کیسے اطلاع مل گئی کہ تم نے آگے نہیں جانا''...... کرنل ڈیوڈ اس وقت پوری طرح انکوائری پر تلا ہوا تھا۔

''جناب دو آدمی ہمارے پیچھے آئے تھے انہوں نے اطلاع دی تھی''...... اس آدمی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو وہ دو آدمی کہاں ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے ایک طرف خاموش اور سہمے ہوئے انداز میں کھڑے روال سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جناب۔ باہر موجود ہیں۔ وہ سپاہی ہیں۔ جناب اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو کسی کو ٹریس کرنے کا ایک خاص طریقہ کار ہوتا ہے جناب''...... روال نے کہا۔

''کیا طریقہ کار ہوتا ہے۔ مجھے اس کی تفصیل بتاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

''جناب ۔ یہ مختلف پوائنٹس پر جہاں سے راستے مختلف اطراف میں جاتے ہیں وہاں ٹھوس پتھروں اور چٹانوں پر ایک مخصوص ریز کا استعمال کرتے ہیں۔ پھر جو آدمی یا سواری اس پتھر یا چٹان کے قریب سے بھی گزرے تو وہاں ان کی چھاپ بن جاتی ہے۔ ایسی جیسے ایکسرے کی چھاپ ہوتی ہے۔ اس طرح ایک بار انہیں اپنے مخالفوں کا کلیو مل جائے تو پھر وہ لوگ ان کی نظروں سے بچ کر نہیں جا سکتے اور ان کے پوائنٹ مخصوص ہیں۔ مجھے ان کے پوائنٹس کا علم ہے۔ اس لئے جب آپ نے انہیں واپس بلانے کا حکم دیا تو میں فوراً سمجھ گیا کہ یہ اب تک کتنے پوائنٹس کور کر چکے ہوں گے اور کہاں موجود ہوں گے۔ چنانچہ میں نے آدمی وہاں بھیج دیئے اور وہ



انہیں واپس لے آئے''...... روال نے پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا وہ شاید کرنل ڈیوڈ کے ذہن میں پیدا ہونے والی الجھن کو سمجھ گیا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کو اس بات پر شک ہو رہا ہے کہ اتنی جلدی اس نے ان چاروں کو کیسے واپس بلا لیا۔ اس لئے شاید اس نے تفصیلی وضاحت کرنا مناسب سمجھی۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ لے جاؤ انہیں۔ ورنہ میں ان چاروں کو اور تمہیں بیک وقت گولیوں سے اڑا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا میں کسی قسم کا جھوٹ اور دھوکہ برداشت نہیں کر سکتا۔ سمجھے اور یہ بات کسی طرح بھی باہر نہ نکلے کہ ہم یہاں موجود ہیں اور ہمیں کن لوگوں کا انتظار ہے البتہ تمہارے آدمی چوکنا رہیں گے۔ جیسے ہی جیپیں قصبے میں داخل ہوں تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے اور ہمیں فوری اطلاع دینی ہے۔ اس سے زیادہ تم نے کچھ نہیں کرنا ہے سمجھ گئے تم''۔ کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... روال نے جواب دیا اب اس کے زرد پڑے ہوئے چہرے پر قدرے سرخی کے تاثرات نمایاں ہوئے تھے۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے باس کہ وہ لوگ جیپیں کہیں چھپا کر پیدل یہاں آئیں کیونکہ جیراڈ نے بتایا تھا کہ دمار قصبے سے آگے جیپیں نہیں جا سکتیں''...... ریڈ روزی نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ بہرحال اب اگر پرندہ بھی دمار قصبے میں داخل ہو تو تم نے اس کی بھی نگرانی کرنی ہے۔ سمجھے''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز

لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں ایک ایک آدمی کی نگرانی کروں گا۔ ویسے سر میں نہ صرف یہاں کا رہنے والا ہوں بلکہ میں یہاں آنے والے اور یہاں سے جانے والے ہر آدمی کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اس لئے کوئی اجنبی کسی صورت بھی میری نظروں سے بچ نہیں سکتا"...... روال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے جاؤ اور جیراڈ تم بھی اس کے ساتھ جاؤ۔ اب ہم آرام کرنا چاہتے ہیں اور سنو روال اپنے دس خاص آدمیوں کو ایکشن کے لئے تیار رکھو۔ انہیں پوری طرح مسلح ہونا چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ یہ لوگ اسمگلر نہیں ہیں سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ایسے آدمی منتخب کرنا جو ایسے لوگوں کے مقابلے پر آ بھی سکیں۔ سمجھ گئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ بے فکر رہیں سر۔ میں ایسے آدمی منتخب کروں گا جو ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اتریں گے"...... روال نے جواب دیا اور پھر وہ جیراڈ اور اپنے آدمیوں سمیت کمرے سے باہر نکل گیا۔ اب کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ ایک بار پھر عمران کو گھیر لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔

"اس بار اس عمران کو کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے ریڈ روزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

وقار پاکستانی پوائنٹ کام



"یس باس۔ ویسے اگر ہمیں پہلے ان کے متعلق اطلاع مل جاتی تو ہم ان کے خلاف کارروائی کرنے کی باقاعدہ پلاننگ کر لیتے"...... ریڈ روزی نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"وہ صرف غفلت میں تو مار کھا جائے گا ویسے نہیں۔ سمجھی۔ اس لئے اسے یہاں اطمینان سے آنے دو۔ اس کے بعد چاہے مجھے اس پورے قصبے کو کیوں نہ بموں سے اڑانا پڑا۔ میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ریڈ روزی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"یس باس۔ اس بار میں بھی آپ کی ہدایات پر عمل کروں گی۔ مجھے یقین ہے آپ نے جس انداز میں سوچا ہے وہی بہتر ہو گا اور اس بار ہم ان کا شکار کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... ریڈ روزی نے کہا۔

"ہاں۔ اب تم نے کی ہے عقل مندی کی بات۔ میرے مشوروں پر عمل کرو گی تو کبھی ناکام نہیں ہو گی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو ریڈ روزی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

Pakistanipoint
Waqar
Azeem
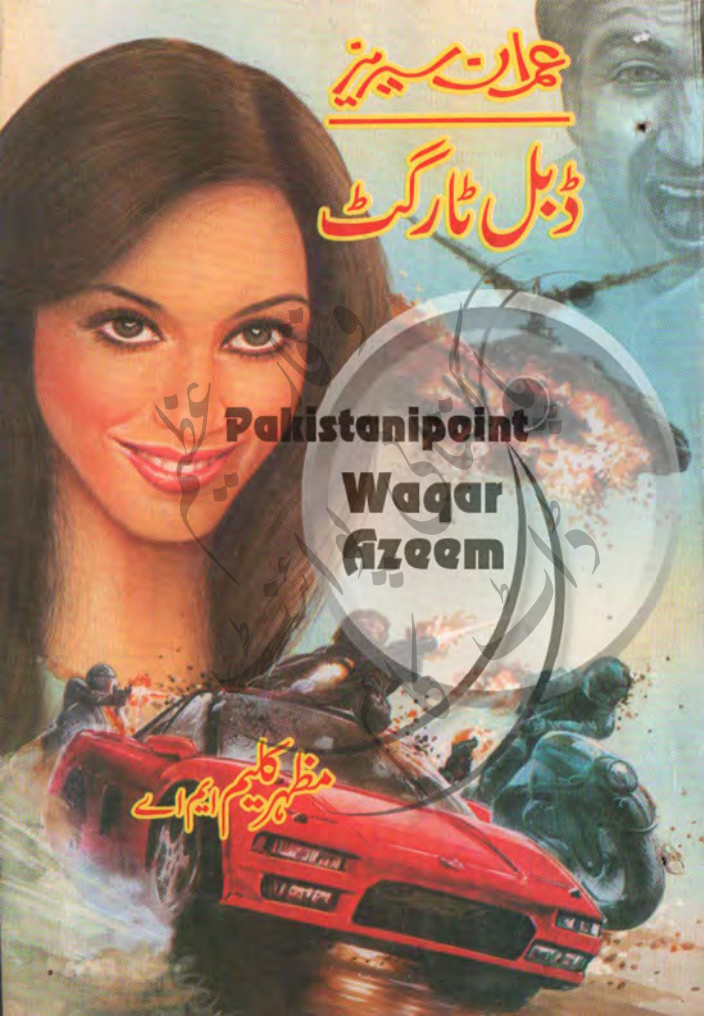
# چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ میرا نیا ناول ''ڈبل ٹارگٹ'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ پہلا حصہ پڑھنے کے بعد آپ ناول کا دوسرا اور آخری حصہ پڑھنے کے لئے انتہائی حد تک بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنا ایک خط اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے جو دلچسپی کے لحاظ سے کسی طور پر کم نہیں ہے۔

گوجرانوالہ سے محمد رفیق کھوکر لکھتے ہیں۔ ہم گوجرانولہ کے ایک دور دراز گاؤں کے رہنے والے ہیں اس لئے ہمیں یہاں آپ کی کتب نہیں ملتیں۔ ہم چونکہ باقاعدگی سے اور ذوق وشوق سے آپ کے ناول پڑھنے والے ہیں اس لئے آپ کی کتاب لینے کے لئے شہر جانا پڑتا ہے جس کے لئے ہمیں کافی دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے لیکن جیسے ہی آپ کا ناول پڑھنے کو ملتا ہے اسے پڑھ کر ہماری ساری تھکاوٹ اور کوفت دور ہو جاتی ہے۔ آپ یقین کریں آپ کا ہر ناول پہلے ناول سے زیادہ دلچسپ، منفرد اور انتہائی حیرت انگیز ہوتا ہے جسے ہم اس وقت تک اپنے ہاتھ سے نہیں چھوڑتے جب تک ناول ختم نہ ہو جائے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ہر ماہ ایک ناول کی بجائے دو یا تین ناول تحریر کیا کریں تاکہ ہم زیادہ سے زیادہ آپ کے ناولوں کو پڑھنے کا شرف حاصل کر سکیں اور ہمارا دور

دراز کا سفر محض ایک ناول لینے کے لئے نہ ہو۔

محترم محمد رفیق کھوکھر صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس خلوص اور محبت سے خط لکھا ہے اسے پڑھ کر مجھے حقیقتاً دلی مسرت ہوئی ہے میرے قارئین میرے ناولوں کے لئے دور دراز کا سفر کرتے ہیں۔ آپ نے ہر ماہ دو تین ناولوں لکھنے کی درخواست کی ہے تو اس کے لئے عرض ہے کہ ہر ماہ ایک ناول ہی وقت پر آ جائے وہی غنیمت ہے کیونکہ ایک تو مہنگائی کا دور ہے اوپر سے لوڈ شیڈنگ اور دوسرے عذاب جن میں ایک ناول یا اس کے دو حصے ہی مشکل سے پرنٹ اور پھر بائنڈ ہوتے ہیں۔ ادارہ کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر ماہ باقاعدگی سے اور وقت پر ناولوں کی اشاعت ممکن ہو سکے لیکن اس کے باوجود تاخیر ہو جاتی ہے اور ایک ماہ چالیس دن یا اس سے بھی زیادہ کا ہو جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ناول ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ آپ تک پہنچ جاتا ہے۔ میں تین چار ناولوں کا وعدہ تو نہیں کر سکتا البتہ اب کوشش کر رہا ہوں کہ ناول طویل اور دو حصوں پر مشتمل ہو تاکہ آپ کو انہیں پڑھنے کا بھرپور لطف مل سکے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے



Pakistanipoint Waqar Azeem

وہ مسلسل سفر کر رہے تھے اور انہیں ان پہاڑی راستوں پر سفر کرتے ہوئے انہیں آج دوسرا دن تھا۔ وہ رک رک کر سفر کر رہے تھے۔ دن کے وقت تو وہ تین چار گھنٹوں بعد کچھ دیر ریسٹ کر کے مسلسل آگے بڑھتے رہتے تھے البتہ رات کو پہاڑیوں میں کوئی کشادہ اور ہوادار غار دیکھ کر وہاں ریسٹ کرتے تھے اور پھر دن نکلتے ہی وہاں سے روانہ ہو جاتے۔

رک رک کر سفر کرنے کے باوجود ان پر تھکاوٹ طاری تھی۔ راستہ شیطانی آنت کی طرح طویل تھا اور ان کی منزل ابھی بہت دور تھی۔ مسلسل اونچے نیچے راستوں پر چلنے کی وجہ سے وہ بری طرح سے تھک جاتے تھے۔ ان کے حلیئے بری طرح سے بگڑے ہوئے تھے۔ دھول مٹی سے اٹے ہوئے لباس اور چہروں کی وجہ سے وہ بھوتوں جیسے دکھائی دے رہے تھے لیکن انہیں اس بات کی کوئی فکر نہ تھی انہیں ان سفر کی فکر تھی جو کسی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہ لے

رہا تھا۔ ان میں ظاہر ہے عورت ہونے کی وجہ سے سب سے برا حال جولیا کا تھا۔ اس کے چہرے پر تکدر کے ساتھ ساتھ غصے اور پریشانی کے بھی تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے عمران یہاں انہیں محض اونچے نیچے پہاڑی راستوں پر چلانے کے لئے ہی لایا ہو۔

''آخر یہ راستہ کب ختم ہو گا۔ مسلسل سفر کر کر کے میری تو حالت ہی خراب ہو گئی ہے۔ صرف میری ہی نہیں تم اپنی حالت بھی دیکھو اور ان سب کی بھی''...... جولیا نے آخر کار تھکے تھکے اور غصیلے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک ابو سالار نے جیپ کی رفتار کم کرنا شروع کر دی۔ اس کی نظریں سامنے جمی ہوئی تھیں جیسے اسے کوئی خاص چیز دکھائی دے گئی ہو۔

''کیا ہوا۔ تم نے جیپ کی رفتار کم کیوں کر دی ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔ عمران اور باقی سب بھی چونک کر اس طرف دیکھنے لگے جس طرف ابو سالار دیکھ رہا تھا لیکن وہاں سوائے طویل پہاڑی سلسلے، اونچے نیچے راستے اور چٹانوں کے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا جبکہ ابو سالار کی نظریں بدستور سامنے کی جانب ہی جمی ہوئی تھیں۔

''ہماری نگرانی کی جا رہی ہے''...... ابو سالار نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''نگرانی۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔



''جی ہاں''...... ابو سالار نے جواب دیا۔

''لیکن تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے۔ کیا نظر آیا ہے تمہیں''...... عمران نے کہا۔ جولیا اور باقی سب بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ابو سالار نے جیپ روک دی۔

''جیپ سے نیچے آ جائیں تب آپ کو وہ چیز دکھائی دے گی جسے دیکھ کر میں چونکا ہوں''...... ابو سالار نے کہا۔

''ایسی کیا چیز ہے جو یہاں سے تم نے دیکھ لی ہے اور ہم نہیں دیکھ سکتے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''آپ آئیں تو سہی۔ میں دکھاتا ہوں''...... ابو سالار نے اصرار کرتے ہوئے کہا اور اچھل کر جیپ سے اتر گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور وہ بھی اچھل کر نیچے آ گیا۔ اس کے اترتے ہی ظاہر ہے اس کے ساتھیوں کو بھی اترنا ہی پڑا۔ ان کے پیچھے دوسری جیپ بھی رک گئی اور اس جیپ میں بھی موجود سب افراد اتر کر نیچے آ گئے۔

ابو سالار تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ایک بڑی چٹان کی طرف بڑھتا جا رہا تھا۔ یہ چٹان سائبان کی طرح جھکی ہوئی تھی۔ جیپ کو آگے جا کر اسی چٹان کے نیچے سے گزرنا تھا۔ ابو سالار چٹان کی سائیڈ سے ہوتا ہوا چٹان کے اوپر چڑھنے لگا۔ وہ سب بھی اس کے پیچھے اوپر آ گئے۔

''اس چٹان کی طرف غور سے دیکھیں''...... ابو سالار نے چٹان

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ سب چٹان کو غور سے دیکھنے لگے۔ چٹان صاف شفاف تھی البتہ اس پر تیز دھوپ پڑ رہی تھی جس سے چٹان پر چمک سی ابھرتی تھی اور اس چمک کے ابھرتے ہی بنفشی رنگ کی روشنی سی دکھائی دیتی اور غائب ہو جاتی۔

''یہ رنگ بدلتی چٹان دیکھ رہے ہیں آپ''...... ابو سالار نے کہا۔

''رنگ بدلتی چٹان''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اس چٹان پر دھوپ سے چمک سی پیدا ہو رہی ہے جیسے ریت میں ملے شیشے کی ذرات کی طرح اس چٹان میں بھی شیشے کے ذرات ملے ہوئے ہوں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے''...... ابو سالار نے کہا۔

''ہاں لگ تو رہا ہے جیسے چٹان میں ذرات چمک رہے ہوں اور تیز دھوپ کی وجہ سے ان ذرات میں روشنی رنگ بکھیر رہی ہو لیکن ایسی چمک تو اکثر چٹانوں میں نظر آتی ہے''...... عمران نے غور سے چٹان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''آتی ہو گی لیکن کوئی بھی چٹان ذرات کی شکل میں روشنی کی چمک پیدا نہیں کرتی۔ یہ کرسٹل ریز کی چمک ہے۔ اس ریز کا استعمال سرحدی علاقوں میں رینجرز کرتے ہیں تاکہ کوئی اسمگلر یا ملک دشمن سرحد کراس نہ کر سکے۔ اس ریز کو سورج کی روشنی کے ساتھ ساتھ چاند کی روشنی کے ساتھ بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔



سورج کی روشن ہو یا چاند کی یہ چٹانیں آپ کو اسی طرح سے چمک پیدا کرتی اور رنگ بکھیرتی دکھائی دیں گی۔ یہ روشنی دور دور تک مارک کرتی ہے اور ان علاقوں سے جو بھی گزرتا ہے اس کی چھاپ بن جاتی ہے''...... ابو سالار نے کہا۔

''چھاپ۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ ریز ایکس ریز کی طرح کام کرتے ہیں۔ ان ریز کو صرف چٹانوں پر ہی نہیں بلکہ راستوں میں آنے والے پتھروں پر بھی ڈالا جا سکتا ہے اور ان کے قریب سے جیسے ہی کوئی پرندہ یا زمین پر رینگنے والا حشرات الارض بھی گزرتا ہے تو ان پتھروں پر ان کی چھاپ سی بن جاتی ہے۔ ایسی چھاپ جسے دیکھ کر اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں سے کون گزرا ہے۔ ہم جیسے ہی اس چٹان کے نیچے سے گزرتے ہماری جیپوں اور جیپوں میں بیٹھے ہوئے تمام افراد کی چھاپ ان چٹانوں پر آ جاتی اور دشمن ایک خاص قسم کی گاگل لگا کر اس چھاپ کو چیک کرتا تو انہیں پتہ چل جاتا کہ یہاں سے کس رنگ کی، کس ماڈل کی اور کتنی بڑی جیپ یا گاڑی گزری ہے اور اس میں کتنے افراد سوار ہیں۔ یہی نہیں اس چھاپ سے ہر چیز کے سائز کا بھی پتہ چلایا جا سکتا ہے یہاں تک کہ اگر ایک چیونٹی بھی یہاں سے رینگ کر آگے بڑھ جائے تو اس کا اصل سائز اور شکل وصورت چھاپ کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے اور جہاں جہاں سے کوئی گزرے گا ان کی چھاپ ان پتھروں

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ سب چٹان کو غور سے دیکھنے لگے۔ چٹان صاف شفاف تھی البتہ اس پر تیز دھوپ پڑ رہی تھی جس سے چٹان پر چمک سی ابھرتی تھی اور اس چمک کے ابھرتے ہی بنفشی رنگ کی روشنی سی دکھائی دیتی اور غائب ہو جاتی۔

''یہ رنگ بدلتی چٹان دیکھ رہے ہیں آپ''...... ابو سالار نے کہا۔

''رنگ بدلتی چٹان''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اس چٹان پر دھوپ سے چمک سی پیدا ہو رہی ہے جیسے ریت میں ملے شیشے کی ذرات کی طرح اس چٹان میں بھی شیشے کے ذرات ملے ہوئے ہوں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے''...... ابو سالار نے کہا۔

''ہاں لگ تو رہا ہے جیسے چٹان میں ذرات چمک رہے ہوں اور تیز دھوپ کی وجہ سے ان ذرات میں روشنی رنگ بکھیر رہی ہو لیکن ایسی چمک تو اکثر چٹانوں میں نظر آتی ہے''...... عمران نے غور سے چٹان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''آتی ہو گی لیکن کوئی بھی چٹان ذرات کی شکل میں روشنی کی چمک پیدا نہیں کرتی۔ یہ کرسٹل ریز کی چمک ہے۔ اس ریز کا استعمال سرحدی علاقوں میں رینجرز کرتے ہیں تاکہ کوئی اسمگلر یا ملک دشمن سرحد کراس نہ کر سکے۔ اس ریز کو سورج کی روشنی کے ساتھ ساتھ چاند کی روشنی کے ساتھ بھی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔



سورج کی روشن ہو یا چاند کی یہ چٹانیں آپ کو اسی طرح سے چمک پیدا کرتی اور رنگ بکھیرتی دکھائی دیں گی۔ یہ روشنی دور دور تک مارک کرتی ہے اور ان علاقوں سے جو بھی گزرتا ہے اس کی چھاپ بن جاتی ہے''...... ابو سالار نے کہا۔

''چھاپ۔ میں سمجھا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ ریز ایکس ریز کی طرح کام کرتے ہیں۔ ان ریز کو صرف چٹانوں پر ہی نہیں بلکہ راستوں میں آنے والے پتھروں پر بھی ڈالا جا سکتا ہے اور ان کے قریب سے جیسے ہی کوئی پرندہ یا زمین پر رینگنے والا حشرات الارض بھی گزرتا ہے تو ان پتھروں پر ان کی چھاپ سی بن جاتی ہے۔ ایسی چھاپ جسے دیکھ کر اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں سے کون گزرا ہے۔ ہم جیسے ہی اس چٹان کے نیچے سے گزرتے ہماری جیپوں اور جیپوں میں بیٹھے ہوئے تمام افراد کی چھاپ ان چٹانوں پر آ جاتی اور دشمن ایک خاص قسم کی گاگل لگا کر اس چھاپ کو چیک کرتا تو انہیں پتہ چل جاتا کہ یہاں سے کس رنگ کی، کس ماڈل کی اور کتنی بڑی جیپ یا گاڑی گزری ہے اور اس میں کتنے افراد سوار ہیں۔ یہی نہیں اس چھاپ سے ہر چیز کے سائز کا بھی پتہ چلایا جا سکتا ہے یہاں تک کہ اگر ایک چیونٹی بھی یہاں سے رینگ کر آگے بڑھ جائے تو اس کا اصل سائز اور شکل وصورت چھاپ کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے اور جہاں جہاں سے کوئی گزرے گا ان کی چھاپ ان پتھروں

اور چٹانوں پر رہ جائے گا جن کی مدد سے دشمنوں کو اس بات کا پتہ لگانے میں دیر نہیں لگے گی کہ ان علاقوں سے کون کون گزرا ہے اور کس طرف گیا ہے''...... ابو سالار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ یہ واقعی اس کے لئے ایک نئی اور حیرت انگیز بات تھی کہ سورج اور چاند کی روشنی سے ایکس ریز جیسی ریز استعمال کی جاتی تھیں جو چٹانوں اور پتھروں پر ایسی چھاپ بنا دیتی تھیں جو جاندار اور بے جان کی اصل شبیہ جیسی ہوتی تھی۔

''حیرت ہے۔ یہ تو نئی اور انتہائی جدید ترین ریز ہے۔ اس کے بارے میں ہم آج پہلی بار سن رہے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی۔ میں بھی اس پر حیران ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا یہ ضروری ہے کہ یہ ریز ہمارے لئے یہاں پھیلائی گئی ہو۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ ان علاقوں میں ڈکیت اور مجرم رہتے ہوں اور یہاں کی پولیس یا کسی سرکاری ایجنسی نے اس ریز کو پھیلایا ہو تا کہ وہ ان مجرموں کا پیچھا کر سکیں اور انہیں موقع پر جا کر دبوچ سکیں''...... صفدر نے کہا۔

''ان علاقوں میں چور ڈکیت نہیں ہیں جناب۔ ہم جس راستے پر سفر کر رہے ہیں یہ راستہ سیدھا دمار قبیلے کی طرف جاتا ہے۔ یہ ریز ان راستوں پر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ میں نے آپ کو بتایا ہے نا کہ اس ریز کو سرحدی علاقوں میں پھیلایا جاتا ہے جہاں سے



اسمگلرز نے چھپ کر نکلنا ہوتا ہے اور پھر قصبے کے قریب اس ریز کا اس طرح پھیلانا میری سمجھ سے باہر ہے''...... ابو سالار نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو پھر تمہارے خیال میں یہاں اس ریز کو کیوں پھیلایا گیا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''شاید انہیں ہماری آمد کا علم ہو گیا ہے اس لئے انہوں نے یہ ریز استعمال کی ہے تا کہ ہم جیسے ہی یہاں سے گزریں ہم جگہ جگہ اپنی چھاپ چھوڑتے جائیں اور پھر ہم دمار قبیلے میں جہاں بھی جائیں انہیں ہمارا آسانی سے پتہ چل جائے''......ابو سالار نے کہا۔

''تو ہمیں دمار قبیلے میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم سائیڈ سے بھی تو ہو کر نکل سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ ناممکن ہے جناب۔ ہمیں دمار قبیلے سے گزر کر ہی آگے جانا پڑے گا کیونکہ دائیں بائیں ایسا کوئی راستہ نہیں ہے کہ ہم دمار قبیلے والوں کی نظروں سے بچ کر نکل سکیں۔ ویسے بھی آگے راستہ انتہائی ناہموار ہے۔ زیادہ تر نشیب ہے اس لئے ہمیں ان جیپوں کو بھی یہیں چھوڑنا ہو گا۔ آگے کا سفر یا تو ہمیں پیدل کرنا ہو گا یا پھر دمار قبیلے والوں سے خچر لے کر۔ اس دشوار گزار راستے کو عبور کر کے ہی ہم ڈاماری ویلی تک پہنچ سکتے ورنہ نہیں''...... ابو سالار نے کہا۔

''وہاں تو چیک پوسٹ بھی ہو گی۔ ہم وہاں سے کیسے گزریں

گے“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”میں نے ٹاما گی جنگل سے روانہ ہونے سے قبل وہاں کے انچارج حسام بن خالد سے ایک خصوصی ٹرانسمیٹر پر بات کر لی تھی اور اسے بھاری رقم بھی دے دی تھی۔ اس نے مکمل معاونت کا وعدہ کیا تھا۔ آگے جا کر ایک مخصوص پوائنٹ پر ہمیں حسان بن خالد کا ایک آدمی ملے گا جو اس چیک پوسٹ سے ہمیں چیکنگ کے بغیر گزار بھی دے گا اور آگے ہمارے لئے خچروں یا اونٹوں کا بھی وہ انتظام کر دے گا“...... ابو سالار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو تم نے یہ سب مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”سوری جناب۔ میرے خیال میں یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی۔ یہاں کی ساری پولیس حسان بن خالد کے انڈر ہے ورنہ ہمارا گروپ تو اس علاقے میں کوئی دھندہ ہی نہ کر سکے اور نہ ہی کوئی اور گروپ اسمگلنگ کر سکتا ہے“...... ابو سالار نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے اور اب مجھے یہ بتاؤ کہ ہم جن علاقوں سے گزر کر آئے ہیں وہاں تو ہماری چھاپ بن چکی ہو گی۔ آگے کیا کرنا ہے۔ آگے اس ریز سے ہم کیسے بچ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے ہمیں آگے جانے کے لئے اس چٹان کے نیچے سے گزرنا ہی پڑے گا اور تم بتا رہے ہو کہ آگے چٹانوں اور پتھروں پر بھی ریز سے چھاپ بن جائے گی۔ اگر ایسا ہوا تو ہم کہاں جا رہے ہیں اور ہم کن کن



راستوں سے گزرے ہیں ان سب کے بارے میں ہمارے دشمنوں کو علم ہو جائے گا“۔ عمران نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں۔ میں اسمگلنگ گروپ سے تعلق رکھتا ہوں ان ریز کا ایک توڑ ہے میرے پاس“...... ابو سالار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کون سا توڑ“...... عمران نے پوچھا۔

”ہمیں ان چٹانوں پر مٹی ڈالنی ہو گی تا کہ ان چٹانوں پر چمک ہی پیدا نہ ہو سکے۔ جب ان چٹانوں پر چمک ہی نہ پیدا ہو گی تو یہاں ہماری کوئی چھاپ ہی نہ بن سکے گی“...... ابو سالار نے کہا۔

”لیکن یہ سارا علاقہ چٹانوں اور پتھروں سے بھرا ہوا ہے۔ ہم کہاں کہاں اور کن کن پتھروں اور چٹانوں پر مٹی ڈالتے پھریں گے“...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ ریز خاص طور پر اس سڑک کو چیک کرنے کے لئے پھیلائی گئی ہے اور ہمیں اسی سڑک پر آگے بڑھنا ہے اس لئے اس سڑک کے ارد گرد موجود پتھروں اور چٹانوں پر ہی یہ ریز ڈالی گئی ہیں اور آپ کی معلومات کے لئے میں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ یہ ریز صرف صاف شفاف چٹانوں اور پتھروں پر ایکٹیویٹ ہوتی ہیں جن کا حجم کم از کم دس فٹ ہو ایسی بڑی چٹانیں اور پتھر تو یہاں بڑی تعداد میں موجود ہیں لیکن سڑک کنارے ان کی تعداد بے حد کم ہے۔ اس لئے جیسے ہی ہمیں اس حجم کے پتھر یا چٹانیں دکھائی دیں گی ہم

جیپیں ان کے پاس سے گزارنے سے پہلے ان پر مٹی ڈالتے جائیں گے تاکہ ہماری چھاپ نہ بن سکے۔ اس طرح ہم آسانی سے یہاں اپنا کوئی نشان چھوڑے بغیر گزر سکتے ہیں‘‘...... ابو سالار نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر سوچ و بچار کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے چٹان پر مٹی بکھیر دی۔ مٹی کی وجہ سے واقعی اب چٹان پر کوئی چمک پیدا نہ ہو رہی تھی اور پھر وہ سب واپس آ کر جیپوں میں بیٹھ گئے۔

’’ایسا نہ ہو کہ ہم سے پہلے کرنل ڈیوڈ وہاں پہنچ گیا ہو‘‘۔ دوبارہ جیپ میں بیٹھتے ہی جولیا نے کہا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

’’اوہ ہاں۔ بالکل ایسا ہی ہو گا۔ اسے یقیناً معلوم ہو گا کہ ہم ہر صورت اس دمار قصبے سے گزریں گے جبکہ اس ابو سالار نے اب سے پہلے اس کا معمولی سا تذکرہ بھی نہیں کیا‘‘...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’آپ قطعی بے فکر رہیں سر۔ یہاں سب کچھ ہماری مرضی کے مطابق ہی ہو گا‘‘...... ابو سالار نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

’’وہ مقام کہاں ہے۔ جہاں اس حسان بن خالد کا آدمی موجو ہو گا‘‘...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

’’وہ تو ابھی آگے ہے جناب‘‘...... ابو سالار نے کہا۔

’’او کے۔ تم جیپیں اس راستے سے ہٹا کر کسی ایسی جگہ روک



دو۔ جہاں سے یہ آسانی سے نظر نہ آ سکیں اور خود پیدل جا کر اس آدمی کو یہاں بلا لاؤ‘‘...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ جیسے آپ حکم کریں‘‘...... ابو سالار نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کا رخ موڑا اور اسے ایک اور تنگ سے راستے پر دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا پھر ایک موڑ کاٹ کر اس نے ایک مسطح سطح پر پہنچ کر جیپ روک دی۔ پچھلی جیپ بھی ان کے پیچھے آ کر رک گئی۔

’’یہاں یہ محفوظ رہیں گیں۔ میں اب جا کر حسان بن خالد کے آدمی کو بلا لاتا ہوں‘‘...... ابو سالار نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ ابو سالار تیزی سے چلتا ہوا ایک چٹان کی اوٹ میں غائب ہو گیا جبکہ باقی ساتھی جیپوں سے اتر کر ادھر ادھر ٹہلنے لگے۔

’’ماسٹر۔ آپ مجھے اور جوانا کو کیوں ساتھ لے آئے ہیں کیا اب ہمارا کام صرف یہی رہ گیا ہے کہ ہم بس جیپوں میں بیٹھے سفر کرتے رہیں‘‘...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا وہ شاید بے کار رہ رہ کر بری طرح بور ہو گیا تھا۔

’’تم کیا کرنا چاہتے ہو‘‘...... عمران نے قدرے خشک لہجے میں پوچھا۔ شاید وہ ذہنی طور پر اس ریز والے چکر میں الجھا ہوا تھا اس لئے جوانا کی بات پر اس کا لہجہ خشک ہو گیا تھا۔

’’ماسٹر آپ ہمیں کوئی مشن بتا دیا کریں۔ جو ہم خود پورا کر

سکیں''...... جوانا نے اس کے لہجے کی پرواہ کئے بغیر کہا۔

''او کے۔ آئندہ میں خیال رکھوں گا''...... عمران نے کہا اور جوانا خاموش ہو گیا۔

''کیا بات ہے۔ مرچیں کیوں چبا رہے ہو۔ جوانا کی طرح ہم سب بھی بری طرح بور ہو رہے ہیں۔ کیا ضرورت تھی جیپوں میں ان پہاڑیوں میں سفر کرنے کی۔ ہیلی کاپٹر کا بندوبست نہ ہو سکتا تھا''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تاکہ جب تمہارا ہیلی کاپٹر ڈاماری پہاڑی کے قریب اترے تو جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ اور کیٹ ایجنسی کی مادام بلیک کیٹ پھولوں کے ہار اٹھائے تمہارے استقبال کے لئے تیار ہوں ہمارے مشن میں ذرا سی لاپرواہی موت کا باعث بن سکتی ہے۔ یہاں کسی فلم کی شوٹنگ نہیں ہو رہی کہ ہیروئن صاحبہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر لوکیشن پر پہنچیں''...... عمران کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا تھا۔

''اوہ۔ میرا یہ مطلب تو نہ تھا۔ لیکن آخر تم اتنا غصہ کیوں دکھا رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے بغیر پاکیشیا سیکرٹ سروس بیکار ہو جائے گی۔ یہ تو چیف نجانے کیوں تمہیں ہم پر مسلط کر دیتا ہے اور ہم دم چھلوں کی طرح تمہارے ساتھ ساتھ لٹکے پھرنے کے لئے مجبور ہو جاتے ہیں ورنہ اصل میں تو یہ مشن سرانجام دینا ہمارا کام ہے''...... جولیا نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ اس قدر غصے میں آنے کی کیا ضرورت ہے۔



جب ہمارا کام سامنے آ گئے گا تو ہم بھی کر لیں گے۔ ابھی تو صرف مشن سپاٹ تک پہنچنے کے لئے بھاگ دوڑ ہی ہو رہی ہے اور بس''...... صفدر نے بیچ بچاؤ کراتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا آپ باس کے ساتھ ایسے لہجے میں بات نہیں کر سکتیں آئندہ اگر آپ نے باس پر آنکھیں نکالنے کی کوشش کی تو اٹھا کر پہاڑی سے نیچے پھینک دوں گا''...... اچانک جوزف نے آگے بڑھ کر جولیا سے مخاطب ہو کر انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب تم مجھ پر غرا رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت''...... جولیا کا پارہ آسمان پر چڑھ گیا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ ہی بگڑ گیا تھا۔

''یہ میری آپ کو لاسٹ وارننگ ہے۔ آپ جو کچھ بھی ہوں۔ بہرحال باس کے سامنے آنکھیں نہیں نکال سکتیں''...... جوزف نے اور زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

''جوزف۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ خاموش ہو جاؤ''...... صفدر نے جوزف کو بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

''مسٹر صفدر۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں انتہائی سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں۔ مس جولیا جیسی لڑکیاں تو باس کے پیروں کی خاک بننے کی بھی لائق نہیں ہیں۔ باس کارکران دیوتا کی طرح عظیم ہے اور عظیم رہے گا''...... جوزف واقعی بری طرح بپھر گیا تھا۔

''شٹ اپ۔ میں تمہارے باس اور تمہارے اس کارکران دیوتا

پر ہزار بار لعنت بھیجتی ہوں۔ تم نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے‘‘...... جولیا نے غصے کی شدت سے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا لیکن صفدر نے ہاتھ مار کر ریوالور گرا دیا۔

’’مس جولیا۔ یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ ہوش سے کام لیں۔ کم از کم آپ تو اپنی پوزیشن کا خیال رکھیں‘‘...... صفدر نے جولیا کو بازو سے پکڑ کر ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔

’’اس کالے دیو نے مجھ پر غرانے کی جرأت کیسے کی۔ کیا سمجھ رکھا ہے اس نے مجھے۔ میں اس کا خون پی جاؤں گی‘‘...... جولیا اس قدر غصے میں تھی کہ وہ اپنے ہوش و حواس ہی کھو بیٹھی تھی اور اب واقعی پاگلوں کے سے انداز میں چیخ رہی تھی۔

’’جوزف‘‘...... اچانک عمران نے سخت لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ جوزف خاموش کھڑا تھا۔

’’یس باس‘‘...... جوزف نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

’’یہ بتاؤ کہ کیا تم نے سرخ جھیل کے مغربی کنارے پر بنے ہوئے کاشگا دیوتا کا معبد دیکھا ہے کبھی‘‘...... عمران کا لہجہ اسی طرح تلخ تھا۔

’’اوہ۔ کاشگا دیوتا کا معبد۔ باس میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ وہ تو نیک روحوں کا معبد کہلاتا ہے۔ اور جو اس کی طرف دیکھتا ہے وہ فوراً اندھا ہو جاتا ہے۔ وچ ڈاکٹر ہنڈال نے ایک بار اپنے علم



کے زور پر اسے دیکھنے کی کوشش کی تھی‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’تو کیا ہوا تھا اس کے ساتھ‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’وہ ہمیشہ کے لئے اندھا ہو گیا تھا باس‘‘...... جوزف نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا اس کے چہرے پر زردی کی ایک تہہ سی چڑھ گئی تھی۔

’’تو پھر سن لو۔ مس جولیا کاشگا دیوتا کے معبد میں رہنے والی سب سے نیک روح ہے۔ تمہیں معلوم ہے‘‘...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

’’م۔ مم مس جولیا۔ کاشگا دیوتا کے معبد کی نیک روح‘‘۔ جوزف نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ دیکھو اس کے ماتھے پر بالوں کی چھوٹی سی لٹ کا چاند سا بنا ہوا ہے۔ یہ خصوصی نشان نیک روحوں کا ہوتا ہے‘‘...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو جوزف کا رنگ زرد ہو گیا۔

’’اوہ اوہ۔ یس باس۔ مس جولیا کے ماتھے پر بالوں کی لٹ سے چاند بنا ہوا ہے اور یہی نیک روحوں کی نشانی ہے۔ اوہ اوہ کاشگا دیوتا مجھ پر رحم کرو۔ مجھے نہیں معلوم تھا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا۔ اوہ اوہ۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرا اعظیم باس اس نیک روح کی وجہ سے اس کی سخت باتیں سن کر بھی خاموش رہتا ہے۔ اوہ اوہ۔ کاشگا دیوتا کے معبد کی سب سے نیک روح۔ اب کیا ہو گا‘‘...... جوزف کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔ وہ بری طرح سہم گیا تھا۔

''مس جولیا سب سے نیک روح ہیں۔ اس لئے وہ یقیناً تمہیں معاف کر دیں گی۔ چلو معافی مانگو ان سے۔ جلدی کرو۔ کہیں کاشگا دیوتا کا قہر تم پر نہ ٹوٹ پڑے۔ پھر تو نیلی ناگن تمہیں اپنا انڈہ دے کر بھی نہ بچا سکے گی''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور جوزف بجلی کی سی تیزی سے جولیا کی طرف بڑھ گیا۔

''اوہ اوہ۔ سس سس۔ سوری۔ مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ کاشگا دیوتا کی سب سے نیک روح۔ مجھے معاف کر دو۔ تم اب بے شک باس کے سر پر جوتے بھی مارو تو بھی میں کچھ نہ بولوں گا۔ میں نیک روح کے کام میں مداخلت نہ کروں گا۔ مجھے معاف کر دو۔ نیک روح۔ مجھے معاف کر دو''...... جوزف نے جولیا کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی ملتجانہ لہجے میں کہا اور جولیا کو اس کے فقرے اور اس کے انداز پر غصے کے باوجود بے اختیار ہنسی آ گئی۔

''او کے۔ اس بار معاف کرتی ہوں۔ آئندہ اگر تم نے میری توہین کی تو میں تمہیں فوراً گولی مار دوں گی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میری تو کیا میرے باس کی بھی توبہ۔ میں کسی نیک روح کی توہین کیسے کر سکتا ہوں۔ باس نے مجھے پہلے بتایا ہی نہیں ورنہ میں کبھی آپ سے ایسی بات نہ کرتا۔ اوہ اوہ۔ یہ میں نے کیا کر دیا''...... جوزف نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چلو خوش ہو جاؤ۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے''...... جولیا



نے ہنستے ہوئے کہا تو جوزف کا خوف سے سہا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''اوہ اوہ۔ تھینک گاڈ۔ رئیلی تھینک گاڈ۔ باس سچ کہہ رہا تھا تم واقعی نیک روح ہو۔ نیک روحیں ہمیشہ گنہگاروں کو معاف کر دیتی ہیں''...... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ تم نے کیا کہا تھا کہ چاہے میرے سر پر جوتے بھی پڑتے رہیں تم کوئی مداخلت نہ کرو گے کیوں''...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس۔ گریٹ وچ ڈاکٹر جتوشا کہتا تھا کہ نیک روح کے جوتے کھا کر آدمی کی عزت بڑھتی ہے۔ اس لئے باس تم اطمینان سے مس کے جوتے کھا سکتے ہو۔ گریٹ وچ ڈاکٹر جتوشا غلط نہیں کہہ سکتا اور باس جب تمہاری عزت بڑھ رہی ہو تو میں کیوں اسے بڑھنے سے روکوں گا''...... جوزف نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس بار عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''ویل ڈن۔ یہ واقعی اچھا نسخہ ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہارے لئے واقعی اکسیر ہے کہو تو شروع ہو جاؤں''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے گریٹ وچ ڈاکٹر نے ایک اور نیک روح منتخب

کر رکھی ہے اور میرے پاس جو کچھ ہے وہ اس نیک روح کے جوتوں کی طفیل ہے“...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کس نیک روح کی بات کر رہے ہو۔ کون ہے کہاں ہے“...... جولیا نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر ہلکے سے غصے کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”عمران صاحب اپنی اماں بی کی بات کر رہے ہیں مس جولیا“...... صفدر نے کہا اور جولیا بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ چٹان کی اوٹ سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک پڑے۔ دوسرے لمحے ابو سالار ایک مقامی آدمی کے ساتھ چٹان کی اوٹ سے نکل کر ان کی طرف آنے لگا۔

”میں نے اس سے بات کر لی ہے جناب۔ حسان بن خالد نے سارا انتظام کر رکھا ہے۔ پولیس آپ کی طرف دیکھے گی بھی نہیں“...... ابو سالار نے قریب آ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا نام ہے تمہارا“...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حاد بن طارق جناب۔ اور آپ قطعی بے فکر رہیں باس حسان بن خالد کے سامنے کسی پولیس والے کی جرأت نہیں ہے کہ آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ میں آپ کے ساتھ رہوں گا“...... اس آدمی نے



جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سنو حاد بن طارق۔ کیا یہاں کل یا آج کوئی ہیلی کاپٹر آیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہیلی کاپٹر۔ ہاں کل آیا تھا اور تھانے کی حدود میں اترا تھا۔ اس میں ایک مرد اور ایک عورت کے ساتھ تارب تھانے کا انچارج جیراڈ بھی تھا۔ سپاہی کہہ رہے تھے کہ دارالحکومت سے کوئی بڑا افسر آیا ہے“...... حاد بن طارق نے فوراً ہی سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا بتاؤ۔ کیا تم نے اس مرد کو دیکھا ہے“...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ میں نے البتہ ہیلی کاپٹر کو ضرور دیکھا تھا“...... حاد بن طارق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائیگر“...... عمران ایک طرف خاموش کھڑے ٹائیگر کی طرف مڑ گیا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”تم حاد بن طارق کے ساتھ قصبے میں جاؤ اور جا کر پوری تحقیقات کر کے آؤ کہ اس ہیلی کاپٹر میں آنے والا کرنل ڈیوڈ تو نہیں ہے۔ جاؤ اور جلد از جلد واپس آنے کی کوشش کرنا تب تک ہم یہیں تمہارا انتظار کرتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ابو سالار۔ ایسا کرو کہ تم بھی ساتھ جاؤ۔ اگر یہ کرنل ڈیوڈ ہے تو پھر ہمارے لئے دمار بارود کے ڈھیر سے بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوسکتا ہے جو کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے''...... عمران نے ابو سالار سے مخاطب ہو کر کہا۔

''بہتر جناب۔ آئیں''...... ابو سالار نے کہا اور پھر وہ حاد بن طارق اور ٹائیگر کو لے کر دوبارہ اس چٹان کی طرف بڑھ گیا۔ جس کی اوٹ سے وہ برآمد ہوئے تھے۔

''مجھے یقین ہے کہ وہ کرنل ڈیوڈ ہی ہو گا۔ میں نے پہلے تمہیں نہیں کہا تھا''...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں نیک روح کی بات غلط کیسے ہوسکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا بکواس ہے۔ میں تم سے سنجیدگی سے بات کر رہی ہوں اور تم''...... جولیا نے جھلا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر واقعی یہ کرنل ڈیوڈ ہے تو پھر ہمارا دمار قصبے میں داخل ہونا انتہائی خطرناک ہو گا اور ابو سالار کہہ رہا تھا کہ بغیر قصبے میں داخل ہوئے ہم ڈاماری پہاڑی تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ پھر آپ کیا کریں گے''...... صفدر نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

''ایک ہی صورت ہے کہ نیک روح کی دوسری بات بھی مان لی جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔



''پھر وہی بکواس۔ اب تم نے یہ نیا چکر چلا دیا ہے۔ خبردار اگر تم نے مجھے نیک روح کہا''...... جولیا نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سوچ لو۔ اگر میں نے تمہیں نیک روح کے منصب جلیلہ سے اتار دیا تو جوزف نے اس بار واقعی اپنی دھمکی پر عمل بھی کر دینا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ وقت مذاق کا نہیں ہے۔ پلیز ہمیں سنجیدگی سے آئندہ کا لائحہ عمل بنا لینا چاہئے۔ کیونکہ بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ یہ کرنل ڈیوڈ ہی ہو گا اور اب مجھے یقین ہے کہ یہ ریز خاص طور پر ہمارے لئے ہی پھیلائی گئی ہو گی''...... اچانک کیپٹن شکیل نے بات کرتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

''تمہاری بات درست ہے کیپٹن شکیل۔ یہ بات تو طے ہے کہ یہ کرنل ڈیوڈ ہی ہو گا۔ اور جیسا کہ نیک روح نے پہلے کہا تھا کہ ہمیں جیپوں کی بجائے ہیلی کاپٹر پر سفر کرنا چاہئے تھا اور اب صورتحال یہ ہے کہ جیپوں کا کام دمار قصبے تک آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد خچروں کی سواری رہ جاتی ہے۔ اور اب نیک روح خچر پر بیٹھتی کچھ اچھی نہ لگے گی۔ اس لئے اب واقعی یہی صورت رہ گئی ہے کہ ہم کرنل ڈیوڈ کے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیں اور اس پر ڈاماری پہاڑی کی طرف چل پڑیں یہی ایک طریقہ ہو سکتا ہے اب اس پہاڑی تک پہنچنے کا''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے

کہا۔

''اگر یہ بات تھی تو تمہیں ٹائیگر کو اس بارے میں خصوصی طور پر ہدایت کر دینی چاہئے تھی''...... جولیا نے کہا۔

''وہ میرا شاگرد ہے۔ سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے۔ اس لئے تم دیکھنا وہ باقاعدہ اس بات کا جائزہ بھی لے کر آئے گا کہ اگر ہیلی کاپٹر حاصل کرنا پڑے تو اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا اب تم ٹائیگر کو ہم پر فوقیت دینے لگے ہو''...... جولیا نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا۔ اسے واپس تو آنے دو''...... عمران نے کہا۔

''آپ پریشان نہ ہوں۔ ٹائیگر واقعی ذہین آدمی ہے مس جولیا۔ میں نے اکثر محسوس کیا ہے کہ اس کے سوچنے اور کام کرنے کا انداز عمران جیسا ہی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی اس بات کا جائزہ لے کر آئے''...... صفدر نے کہا۔

''میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ اس نے ضرور اسے کوئی خاص اشارہ کیا ہو گا اور اب یہ ہم پر اپنے شاگرد کا رعب جما رہا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایک طرف کو اس طرح بڑھ گئی جیسے عمران سے روٹھ گئی ہو۔ ٹائیگر کی واپسی تقریباً ایک گھنٹہ بعد ہوئی حاد بن طارق اور ابو سالار اس کے ساتھ تھے۔



''آپ کا خیال درست ہے باس۔ وہ کرنل ڈیوڈ ہی ہے۔ اس ے ساتھ ایک عورت بھی ہے جس کا نام ریڈ روزی ہے اور وہ ڈپٹی نیف ہے اور اس کرنل ڈیوڈ نے پولیس چیف کو خصوصی طور پر ہدایات دے رکھی ہیں کہ کوئی بھی اجنبی دمار قصبے میں داخل ہو تو اس ی مکمل نگرانی کی جائے میری بھی نگرانی کی جاتی رہی لیکن حاد بن طارق نے جب نگرانی کرنے والے ایک سپاہی کو بتایا کہ میں حسان ن خالد کا سالا ہوں اور اس سے ملنے آیا ہوں تو وہ سپاہی خاموشی ے واپس چلا گیا''...... ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اور بھی کسی بات کا جائزہ لیا ہے تم نے''...... عمران نے سکراتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ آنے والا کرنل ڈیوڈ ہے اور میں نے وہاں نگرانی اور چیکنگ کی جو صورتحال دیکھی تو مجھے نیال آ گیا کہ اب اس قصبے میں ہمارا داخلہ ناممکن ہے اور ابو سالار ے بقول اس قصبے میں داخل ہوئے بغیر ہم ڈاماری پہاڑیوں کی طرف نہیں جا سکتے۔ کیونکہ قصبے کے چاروں طرف کی پہاڑی طرناک حد تک سیدھی ہیں۔ نہ ان پر چڑھا جا سکتا ہے اور نہ انہیں راس کیا جا سکتا ہے تو میں نے سوچا کہ اب آگے بڑھنے کی ایک ی صورت ہے کہ ہم کسی طرح کرنل ڈیوڈ کا ہیلی کاپٹر حاصل کر لیں ہنانچہ اس خیال کے آتے ہی میں نے حاد بن طارق کے ساتھ جا ر اس جگہ کا جائزہ لیا ہے۔ ہیلی کاپٹر پر بہرحال آسانی سے قبضہ

کیا جا سکتا ہے“...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ حالانکہ اس نے واقعی ٹائیگر کو ایسا کوئی اشارہ نہ کیا تھا لیکن اسے اپنی دی ہوئی ٹریننگ پر مکمل اعتماد تھا اسی اعتماد کی بنا پر اس نے جولیا کے سامنے دعویٰ بھی کر دیا تھا۔

”ویل ڈن۔ تو پھر جاؤ اور جا کر ہیلی کاپٹر لے آؤ۔ جاؤ“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا اس نے ابو سالار اور حاد بن طارق کو ایک بار پھر اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

”اب تم سب جیپوں سے سارا سامان نکال لو۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکل کر آگے بڑھنا ہوگا کیونکہ ہیلی کاپٹر اغوا ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ پاگلوں کی طرح اس کا پیچھا کرنا شروع کر دے گا اور اگر وہ ہم تک پہنچ گیا تو وہ ہمیں زندہ رہنے کا کوئی موقع نہیں دے گا“...... عمران نے ٹائیگر کے جاتے ہی ان سب سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور تیزی سے جیپوں کی طرف بڑھ گئے اور جیپوں سے اپنا سامان نکالنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں وہ عمران کے ساتھ تیزی سے پیدل آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔



درد کی تیز لہر تنویر کو اپنے جسم میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہوئی اور پھر اچانک اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ہونٹ بے اختیار بھینچ گئے کیونکہ اسے ایک چٹان کے ساتھ کھڑا کر کے رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس نے تیزی سے گردن گھمائی اور اپنے ساتھ ہی نعمانی، چوہان، خاور اور سیاہ بچھو کو بھی اسی طرح بندھے ہوئے دیکھا۔

انہیں بھی رسیوں کی مدد سے مختلف چٹانوں کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ دن چڑھا ہوا تھا اور وہ اس وقت کھلے آسمان کے نیچے کھڑے تھے اور ایک آدمی اب سب سے آخر میں موجود سیاہ بچھو کو کوئی انجکشن لگا رہا تھا۔ ان کے سامنے ایک کافی وسیع میدان پھیلا ہوا تھا اور اس میدان میں ان سے کچھ فاصلے پر چار لاشیں ایک قطار کی صورت میں پڑی ہوئی تھیں۔

"کیا مطلب۔ یہ کون سی جگہ ہے اور ہم یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں"...... اسی لمحے اس کے ساتھ کھڑے چوہان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ سیاہ بچھو کو انجکشن لگانے والا اس دوران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ساتھ ہی گہرائی میں اتر کر ان کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا۔

"پتہ نہیں۔ ویسے میرا خیال ہے۔ یہ لاشیں ان لوگوں کی ہیں جنہیں ہم نے سرنگ میں مارا تھا"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں۔ رابرٹ کی لاش میں نے پہچان لی ہے۔ اس کا منہ میری طرف ہے"...... خاور کی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے انہیں اسی گہرائی میں سے باتوں کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک کر اس طرف کو دیکھنے لگے اور چند لمحوں کے بعد ایک عورت کا سر گہرائی سے ابھرتا دکھائی دیا اور اس کے بعد وہ عورت سامنے آ گئی اس کے پیچھے چار افراد تھے۔ جن میں سے دو نے بڑے کین اٹھائے ہوئے تھے۔ ایسے کین جن میں ہنگامی طور پر کیروسین آئل وغیرہ کو ذخیرہ کیا جاتا ہے اور اس عورت کو دیکھتے ہی تنویر پہچان گیا کہ یہ مادام بلیک کیٹ ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کیٹ ایجنسی کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔ تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیا۔

"ویل ڈن۔ تم لوگوں کو ہوش آ گیا ہے"...... اس عورت نے کہا۔

"ہاں۔ کیوں نہیں آنا چاہئے تھا"...... تنویر نے منہ بناتے



ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں۔ ویسے کاش تمہارے ساتھ عمران بھی ہوتا تو واقعی لطف آ جاتا۔ اس کی بھی موت تم سب کے ساتھ ہوتی۔ اذیت ناک موت"...... اس عورت نے ان کے سامنے رک کر انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ جسے دیکھو وہی عمران عمران کر رہی ہوتی ہے۔ نجانے اس کے سوا تمہیں کوئی اور نظر ہی نہیں آتا ہے۔ آخر کیا نظر آتا ہے تمہیں اس احمق میں"...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کا نام سننا بھی پسند نہ کرتا ہو۔

"کیا مطلب۔ کیا تم عمران کو پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ تم بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہو اور اس کے ساتھی ہو۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس میں گروپ بندی ہے"...... بلیک کیٹ نے تنویر کی بات سن کر بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ سیکرٹ سروس [illegible]رکن نہیں ہے۔ صرف کرائے پر کام والا آدمی ہے۔ فری لانسر"...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ چلو تم نے کم از کم یہ تو مان لیا ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... بلیک کیٹ نے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس سے واقعی حماقت سرزد ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھیوں نے بھی ہونٹ بھینچ لئے

تھے۔

”کیا چاہتی ہو تم“...... تنویر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”تم سب کی موت۔ تم نے اپنی حقیقت تسلیم کر لی ہے اس لئے اب میں جلد از جلد تمہیں اپنی تجویز کردہ سزا دے سکتی ہوں۔ ورنہ خواہ مخواہ کی پوچھ گچھ میں وقت ضائع ہوتا“...... بلیک کیٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فلاسٹر پہلے اپنے ساتھیوں کی لاشوں پر کیروسین آئل ڈال کر آگ لگا دو۔ تاکہ انہیں اس بات کا اندازہ ہو سکے کہ انسانی جسم کس طرح آگ میں جلتے ہیں۔ اس کے بعد ان کی باری بھی آ جائے گی“...... بلیک کیٹ نے اپنے ساتھ کھڑے ایک لمبے تڑنگے آدمی سے کہا۔

”یس مادام“...... اس آدمی نے کہا اور پھر اس نے اپنے دو ساتھیوں کو اشارہ کیا تو وہ ایک بڑا کین اٹھائے تیزی سے زمین پر پڑی ہوئیں لاشوں کی طرف بڑھ گئے۔

”کیا۔ کیا تم ہمیں زندہ جلانا چاہتی ہو“...... تنویر نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہاں چونکہ لکڑیاں نہیں مل سکتیں۔ اس لئے ہم تمہیں کیروسین آئل ڈال کر جلائیں گے“...... بلیک کیٹ نے اس طرح تنویر اور دوسرے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا جیسے انہیں کوئی اہم معلومات مہیا کر رہی ہو۔



”کیوں خواہ مخواہ کیروسین آئل ضائع کر رہی ہو۔ آسمان پر گدھیں منڈلا رہیں ہیں۔ خود ہی نوچ نوچ کر کھا جائیں گی ان لاشوں کو“...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تمہاری اس بات کا مقصد میں سمجھ گئی ہوں کہ تمہیں زندہ نہ جلایا جائے بلکہ گولیاں مار کر ہلاک کیا جائے تاکہ گدھیں تمہاری لاشیں کھا جائیں۔ یہی کہنا چاہتے تھے تم لیکن میں ان پہاڑیوں میں گونجتی ہوئیں تمہاری دردناک اور انتہائی کربناک چیخیں سننا چاہتی ہوں ایسی چیخیں کہ شاید آئندہ صدیوں تک یہ پہاڑیاں ان چیخوں سے گونجتی رہیں گی اور تب مجھے سکون ملے گا اور میں اپنے ان ساتھیوں کا انتقام بھی لے لوں گی جنہیں تم نے گولیاں مار کر بے رحمی سے ہلاک کیا ہے“...... بلیک کیٹ نے بڑے زہر خند لہجے میں کہا۔

”تت تت۔ تم۔ کیا۔ کیا تم مجھے بھی زندہ جلاؤ گی۔ مم۔ مم میں تو بے گناہ ہوں۔ مجھے تو یہ لوگ زبردستی پکڑ کر ساتھ لائے تھے“...... اچانک سیاہ بچھو نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”جھوٹ مت بولو۔ تم نے ہی انہیں راستہ دکھایا ہے۔ تم سب سے بڑے مجرم ہو اس لئے سب سے پہلے میں تمہیں زندہ جلاؤں گی“...... بلیک کیٹ نے سرد لہجے میں کہا اور سیاہ بچھو بری طرح چیخنے لگا۔ لیکن بلیک کیٹ نے اب اس کی طرف دوبارہ دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا۔ وہ ان لاشوں کی طرف دیکھ رہی تھی جن پر کین سے

مسلسل کیروسین آئل چھڑکا جا رہا تھا۔ سیاہ بچھو چیختا چیختا خود ہی خاموش ہو گیا جبکہ تنویر اور دوسرے ساتھی آئی کوڈ کی مدد سے رسیوں سے پیچھا چھڑانے کے بارے میں ایک دوسرے کو تجویزیں بتا رہے تھے لیکن کوئی ایسی تجویز سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ جس سے وہ خود بھی بچ سکیں بلیک کیٹ اور اس کے ساتھیوں کو بھی کور کر سکیں۔

اچانک چوہان کے چہرے پر گہری مسرت کے تاثرات نمودار ہوئے جیسے اس کے ذہن میں کوئی کارگر تجویز آ گئی ہو اور سب نے اسے چونک کر دیکھنا شروع کر دیا کیونکہ وہ ان سب سے آخر میں اور سیاہ بچھو سے پہلے بندھا ہوا تھا۔ اس لئے وہ آسانی سے اس کا اپنی طرف مڑا ہی چہرہ دیکھ سکتے تھے اور چوہان کی آنکھیں مخصوص انداز میں اور تیزی سے جھپکنی شروع ہو گئیں اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں کوئی تنکا پڑ گیا ہو اور وہ ہاتھ بندھے ہونے کی وجہ سے مسلسل آنکھیں جھپکا جھپکا کر اسے باہر نکالنے کی کوشش میں ہو۔ مگر جیسے جیسے اس کی آنکھیں مختلف وقفوں سے جھپکتی جا رہی تھیں باقی ساتھیوں کے چہروں پر ہلکی سی مسرت کے تاثرات نمودار ہوتے جا رہے تھے اور پھر ان سب نے پلکیں جھپکا کر اس کی تجویز کی تائید کر دی کیونکہ اس صورتحال میں اس سے بہتر اور کوئی تجویز ہو ہی نہ سکتی تھی۔ ان لاشوں کو آگ لگا دی گئی اور انسانی گوشت کے جلنے کی سرانڈ پورے ماحول میں پھیل گئی۔ لاشیں دھڑا دھڑ جل رہی تھیں۔



''اوہ تم واقعی انتہائی سفاک، بے رحم اور ظالم ہو''...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس میں کوئی شک نہیں۔ بلیک کیٹ سے بڑھ کر یہاں کوئی ظالم، بے رحم اور سفاک نہیں ہے''...... بلیک کیٹ نے مڑ کر تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ بلیک کیٹ۔ زندہ انسانوں کو جلانے کی بات سوچ کر تم نے ثابت کر دیا ہے کہ تم عورت تو کیا انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں ہو۔ دنیا میں دشمنیاں اور اختلافات تو ہوتے رہتے ہیں لیکن اس طرح کا غیر انسانی سلوک کبھی کسی نے نہیں کیا۔ تمہاری جگہ ہم ہوتے تو ہم کبھی تمہارے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے''۔ خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں ایسی حماقتوں کی روادار نہیں ہوں میں دشمنوں کو عبرتناک انجام تک پہنچانے کی عادی ہوں''...... بلیک کیٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم نے خود اس انداز کی سفاکانہ کارروائی کا آغاز کیا ہے۔ اس لئے آئندہ اب تمہارے ساتھ جو سلوک بھی ہو۔ تمہیں ہم سے کوئی گلہ نہیں ہونا چاہئے''...... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میرے ساتھ تم کیا سلوک کرو گے۔ عبرتناک موت کو سامنے دیکھ کر شاید دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ یہ مت بھولو کہ تم بندھے

ہوئے بے بس ہو۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ تمہارے ناخنوں میں ایسے کوئی بلیڈ وغیرہ بھی نہیں ہیں جیسے عمران کے ناخنوں میں لگے ہوتے ہیں اور رسیاں اس قدر مضبوط ہیں کہ تم چاہے جتنا زور بھی لگا لو یہ ٹوٹ نہیں سکتیں اور تھوڑی دیر بعد تم اسی طرح بندھے بندھے زندہ جل کر راکھ ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد کیا تمہاری راکھ میرے ساتھ سلوک کیا کرے گی اور کیا کر سکتی ہے ہاں اگر تمہاری روحیں مجھ سے بدلہ لینا چاہیں تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''...... بلیک کیٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ بات تم نے ٹھیک کہی ہے اور یہ بات واقعی سوچنے کی ہے کہ راکھ بھلا کسی کا کیا بگاڑ سکتی ہے''...... خاور نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بلیک کیٹ کا مضحکہ اڑا رہا ہو۔

''تم۔ تم مجھ پر طنز کر رہے ہو۔ بلیک کیٹ پر۔ مجھ پر ہنس رہے ہو۔ میں ابھی تمہاری شکلیں مستقل طور پر بگاڑنے کا بندوبست کرتی ہوں''...... بلیک کیٹ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر اپنے ساتھی فلاسٹر سے مخاطب ہو گئی۔

''فلاسٹر''...... بلیک کیٹ نے چیخ کر کہا۔

''یس مادام''...... فلاسٹر نے تیزی سے مڑ کر مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اپنے آدمیوں کو کہو۔ اب ان پر کیروسین آئل ڈالیں۔ اب انہیں آگ میں خود لگاؤں گی۔ لائٹر مجھے دو''...... بلیک کیٹ نے



چیختے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... فلاسٹر نے کہا اور اس نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں اور دوسرے لمحے کیروسین آئل سے بھرا ہوا دوسرا کین اٹھا کر دو آدمی ان کی طرف بڑھے۔ کین کا ڈھکن کھولا گیا اور سب سے پہلے سیاہ بچھو کے سر پر کیروسین آئل ڈالا گیا۔ ہر طرف کیروسین آئل کی تیز بو پھیل گئی۔ سیاہ بچھو کا پورا جسم کیروسین آئل سے بھیگ گیا۔ وہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہو چکا تھا لیکن کیروسین آئل کی بو اور جسم کے بھیگنے کی وجہ سے وہ دوبارہ ہوش میں آ گیا تھا اور ہوش میں آ کر اس نے بے اختیار چیخنا شروع کر دیا۔ وہ بلیک کیٹ سے گڑگڑا کر رحم کی درخواست کر رہا تھا۔

''معاف کر دو۔ معاف کر دو۔ رحم کرو مجھ پر۔ میں آگ میں زندہ نہیں جلنا چاہتا۔ رحم کرو رحم کرو''...... اس نے چیختے ہوئے کہا۔

''ابھی کرتی ہوں تم پر رحم۔ تم فکر نہ کرو۔ ابھی کرتی ہوں''۔ بلیک کیٹ نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔ جبکہ اس کے ساتھی اب خاور پر کیروسین آئل ڈالنے میں مصروف تھے خاور کے بعد وہ نعمانی کی طرف بڑھ گئے۔ خاور کا بھی پورا جسم کیروسین آئل سے بھیگ چکا تھا۔ لیکن وہ بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

بلیک کیٹ حیرت بھرے انداز میں خاور اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہی تھی۔ اسے سمجھ نہ آ رہا تھا کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ جو اس قدر عبرتناک موت کے منہ پہنچنے کے باوجود اس طرح مطمئن

کھڑے ہیں جیسے انہیں زندہ جلانے کی تیاری کی بجائے ان کے جسموں پر عطر گلاب چھڑکا جا رہا ہو۔ نعمانی، چوہان اور آخر میں تنویر کے جسم پر کیروسین آئل ڈال دیا گیا۔ کیروسین آئل کا کین خالی ہو گیا اور فلاسٹر کے دونوں ساتھی پیچھے ہٹ گئے۔ سیاہ بچھو کی گردن انتہائی خوف کی وجہ سے ایک بار پھر ڈھلک گئی تھی۔

''سب سے پہلے اسے جلنا چاہئے۔ ایک تو یہ انہیں یہاں تک لے آنے کا مجرم ہے اور دوسرا اسے جلتا دیکھ کر انہیں صحیح معنوں میں احساس ہو گا کہ جلنے کے عمل سے کس قدر خوفناک تکلیف ہوتی ہے''...... بلیک کیٹ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں لائٹر لئے وہ تیزی سے سیاہ بچھو کی طرف بڑھ گئی۔ تنویر اور اس کے ساتھی خاموش کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔

''رک جاؤ بلیک کیٹ۔ یہ آدمی بے گناہ ہے۔ آخر تم کیوں اس قدر سفاکی کا مظاہرہ کر رہی ہو''...... خاور سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا لیکن بلیک کیٹ نے اس کی طرف دیکھے بغیر لائٹر جلایا اور اسے سیاہ بچھو کے کیروسین آئل سے بھیگے ہوئے لباس سے لگا دیا۔

بھک کی آواز کے ساتھ سیاہ بچھو کا پورا جسم یکلخت کسی شعلے کی طرح بھڑک اٹھا اور اس کے ساتھ ہی سیاہ بچھو نہ صرف ہوش میں آ گیا بلکہ اس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخوں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔ وہ واقعی زندہ جل رہا تھا۔

''ہا۔ ہا۔ ہا۔ دیکھو ابھی تم سب بھی اسی طرح جلو گے اور اسی



طرح چیخو گے۔ ہا ہا ہا۔ دیکھو۔ یہ ہے وہ موت جو میں نے تمہارے لئے تجویز کی ہے۔ بھیانک اور انتہائی اذیتناک موت''...... بلیک کیٹ نے ہذیانی انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا اور وہ سب ہونٹ بھینچے خاموش کھڑے تھے۔ ان کے چہروں پر سیاہ بچھو کی اس عبرتناک موت کی وجہ سے گہرے افسوس کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن وہ بے بس تھے۔ نہ ہی سیاہ بچھو کو کوئی بات سمجھا سکتے تھے اور نہ اس حالت میں اسے چھڑا سکتے تھے۔

سیاہ بچھو کی چیخیں آہستہ آہستہ مدھم پڑتی گئیں اور پھر اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہاں کیروسین آئل کے ساتھ ہر طرف انسانی گوشت جلنے کی سرانڈ پھیل گئی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ منہ کے بل نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ کیونکہ اس کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں بھی جل گئی تھیں۔ ویسے سیاہ بچھو کی ہولناک اور کربناک چیخوں کی بازگشت ابھی تک پہاڑیوں میں گونج رہی تھی۔

''ہاہاہا۔ دیکھا تم سب نے اپنی آنکھوں سے۔ یہ ہوتا ہے انتقام۔ اب تمہاری باری ہے''...... بلیک کیٹ نے بڑے سرد مہرانہ لہجے میں کہا وہ واقعی انتہائی ظالم اور سفاک عورت تھی۔ ایک جیتے جاگتے انسان کو زندہ جلانے کے باوجود اس کے چہرے پر افسوس کی ہلکی سی رمق بھی نہ ابھری تھی۔

''تم واقعی بے رحم قاتلہ ہو بلیک کیٹ اور اب تم کسی طرح بھی

کسی رحم کی مستحق نہیں رہیں۔ تمہارا انجام ہمارے ہاتھوں سے ہی ہوگا اور انتہائی عبرتناک ہوگا''...... خاور نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہا ہا ہا۔ تم کیا لو گے مجھ سے انتقام۔ میں اپنے دشمنوں سے ایسے ہی انتقام لیتی ہوں اور تم سب بھی میرے انتقام کا نشانہ بنو گے''...... بلیک کیٹ نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ لائٹر لئے قدم بہ قدم خاور کی طرف بڑھنے لگی۔ جو ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی اس وقت بے پناہ سنجیدگی تھی کیونکہ خاور نے آئی کوڈ کی مدد سے جو تجویز پیش کی تھی اب اس کے کسوٹی پر پرکھنے کا وقت آ گیا تھا۔ اگر وہ تجویز واقعی کار آمد ثابت ہوئی تب تو شاید ان کی زندگیاں بچ جاتیں۔ ورنہ تو واقعی سیاہ بچھو کی طرح عبرتناک موت ہی ان کا بھی مقدر بنتی۔

''لو اب تمہارا کھیل ختم۔ اب میں تمہاری بھیانک، دردناک اور اذیت بھری چیخیں سنوں گی۔ تمہاری چیخیں ہی میرے ساتھیوں کی موت کا بدلہ ہوگا۔ اب میں تمہاری چیخیں سننا چاہتی ہوں''۔ بلیک کیٹ نے بڑے سفاک لہجے میں کہا اور لائٹر کا شعلہ جلا کر وہ خاور کے جسم سے لگانے ہی لگی تھی کہ اچانک تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی یکلخت خاور کا جسم اچھلا اور اس کے ساتھ ہی وہ سامنے کھڑی بلیک کیٹ کو ساتھ لیتے ہوئے تیزی سے زمین پر رول ہوتا چلا گیا۔

بلیک کیٹ کے حلق سے تیز چیخیں نکلنے لگی تھیں فلاسٹر اور اس



کے دو ساتھی پہلے تو حیرت سے بت بنے کھڑے یہ حیرت انگیز تماشہ دیکھتے رہے لیکن پھر مادام بلیک کیٹ کی چیخنے کی آوازیں سنتے ہی وہ تیزی سے زمین پر رول کرتے ہوئے ان کے جسموں کی طرف دوڑ پڑے لیکن اسی لمحے خاور بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی فلاسٹر جو سب سے آگے تھا۔ بری طرح چیختا ہوا اچھلا اور اپنے پیچھے آنے والے دونوں آدمیوں سے ٹکرا کر انہیں بھی ساتھ لیتا ہوا نیچے گرا۔

اسی لمحے خاور نے جھپٹ کر اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی بلیک کیٹ کو دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور دوسرے لمحے ان تینوں پر پوری قوت سے پھینک دیا جو نیچے گر کر تیزی سے اٹھ رہے تھے اور وہ ایک بار پھر چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ خاور بجلی کی سی تیزی سے اس فلاسٹر کی طرف لپکا۔ جس کی جیب کا ابھار بتا رہا تھا کہ اس میں ریوالور موجود ہے۔ فلاسٹر نے یکلخت دونوں گھٹنے اٹھا کر خود پر جھپٹتے ہوئے خاور کو ضرب لگا کر پشت کے بل پھینکنے کی کوشش کی لیکن خاور قریب جا کر تیزی سے گھوما اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کے جسم کو پہلو کے بل جھٹکا دیا اور پھر اس کی سائیڈ جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ فلاسٹر نے تیزی سے مڑ کر خاور کو جھٹکنے کی کوشش کی لیکن خاور نے ہاتھ کو ایک زور دار جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے فلاسٹر کی جیب پھٹی اور اس میں سے ریوالور باہر آ گرا۔

''وہ بھاگ رہی ہے خاور۔ فائر کرو''...... تنویر نے چیختے ہوئے
کہا اور خاور بجلی کی سی تیزی سے ریوالور جھپٹ کر سیدھا ہوا ہی تھا
کہ فلاسٹر نے جسم کو لٹو کی طرح گھمایا اور اس کی ٹانگیں خاور کے جسم
سے پوری قوت سے ٹکرائیں اور خاور اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا۔
اسی لمحے فلاسٹر کے باقی دو ساتھی جو اس دوران اٹھ کر کھڑے
ہونے میں کامیاب ہو چکے تھے وہ بھی تیزی سے خاور کی طرف
پلٹے لیکن پھر ریوالور کے پے در پے دھماکوں کے ساتھ ہی وہ بری
طرح چیختے ہوئے راستے میں موجود فلاسٹر کے اٹھتے ہوئے جسم سے
ٹکرائے اور نیچے گر گئے۔ خاور نے تیسرا فائر فلاسٹر کے جسم پر کیا
اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر اس گہرائی کی طرف بھاگنے لگا۔
جہاں اب اسے بلیک کیٹ کا سر غائب ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔
لیکن بلیک کیٹ اس دوران بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔
خاور پوری رفتار سے بھاگتا ہوا وہاں پہنچا لیکن بلیک کیٹ وہاں
موجود نہ تھی۔

خاور تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ لیکن نیچے ہر طرف چٹانیں
پھیلی ہوئی تھیں اور بلیک کیٹ غائب ہو چکی تھی خاور تیزی سے
ایک سائیڈ پر لپکا۔ وہ ہر قیمت پر اس سفاک قاتلہ کو پکڑنا چاہتا تھا
لیکن ابھی وہ چٹان کے قریب ہی پہنچا تھا کہ اسے کچھ فاصلے سے
ہیلی کاپٹر کے پنکھے چلنے کی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے دوڑتا ہوا
اس طرف کو بڑھنے لگا۔ لیکن چٹانوں میں راستہ نہ ہونے کی وجہ



سے وہ ان کے درمیان گھوم ہی رہا تھا کہ اس نے ایک ہیلی کاپٹر کو
وہاں سے کچھ فاصلے پر فضا میں تیزی سے اٹھتے ہوئے دیکھا۔ خاور
نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف کر کے
فائر کر دیا۔ لیکن تیز رفتار ہیلی کاپٹر اس دوران خاصی بلندی پر پہنچ کر
ریوالور کی رینج سے باہر جا چکا تھا اور پھر خاور کے دیکھتے ہی دیکھتے
وہ بلند پہاڑی چٹانوں کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔
بلیک کیٹ نکل جانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ خاور تیزی سے
واپس بھاگا اسے اب اس خطرے کا احساس ہوا تھا کہ کہیں بلیک
کیٹ کے تینوں ساتھیوں میں سے کوئی زندہ نہ بچ گیا ہو اور وہ
اسلحے سے اس کے بندھے ہوئے ساتھیوں کو ہلاک کر دے لیکن
وہاں پہنچ کر اس کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔
وہ تینوں وہیں تڑپ تڑپ کر ختم ہو چکے تھے اور اس کے ساتھی
ایسے ہی بندھے کھڑے تھے۔ خاور تیزی سے اپنے ساتھیوں کی
طرف بڑھ گیا۔

''وہ بھاگ گئی ہے''...... خاور نے قریب جا کر کہا۔
''ہاں۔ ہم نے اسے بھاگتے دیکھ لیا ہے''...... نعمانی نے سر
ہلاتے ہوئے کہا اور خاور نے ریوالور کی فائرنگ سے باری باری
ان کی رسیاں کاٹ دیں اور وہ آزاد ہو گئے۔ تیز دھوپ کی وجہ سے
ان کے لباسوں سے اس دوران اڑ چکا تھا۔ واقعی خاور کی بتائی ہوئی
"تجویز" کامیاب رہی تھی کہ اگر وہ اپنے جسم کو آگے کی طرف زور

دے کر رکھیں تو ایک زور دار جھٹکا ہی ان رسیوں کو توڑ دینے کے لئے کافی ہوگا کیونکہ انہیں رسیاں انتہائی بھونڈے انداز میں باندھی گئی تھیں اور یہ رسیاں ایسی تھیں جنہیں محض مخصوص جھٹکے سے آسانی سے توڑا جا سکتا تھا۔ اگر جسم کو زور دار جھٹکا دیا جائے تو رسیوں سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے اور ظاہر ہے اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ تھی اور خاور واقعی اپنی اس ترکیب میں کامیاب بھی رہا تھا۔

جب تک تنویر پر کیروسین آئل ڈالا جاتا رہا۔ اس وقت تک خاور کے جسم سے خاصی مقدار میں کیروسین آئل اڑ گیا تھا اس لئے بلیک کیٹ کے لائٹر آگے لانے کے باوجود اسے آگ نہ لگی تھی۔ اگر بلیک کیٹ اسے آگ لگانے میں کامیاب ہو جاتی تو اس کے جسم میں یکلخت آگ بھڑک اٹھتی جو فوراً اس کے جسم پر پھیل جاتی اور خاور کو آگ بجھانا مشکل ہو جاتا اور اسے اس طرح ان پر حملہ کرنے کا بھی موقع نہ ملتا۔

خاور نے فوری طور پر یہ عقلمندی کی تھی کہ بلیک کیٹ کو ساتھ لے کر زمین پر رول کرنا شروع کر دیا تھا تا کہ بلیک کیٹ کے ساتھی بلیک کیٹ کی وجہ سے اس پر فائر نہ کر سکیں گے۔ اگر وہ بلیک کیٹ کے بغیر زمین پر رولنگ شروع کر دیتا۔ تو اس دوران بلیک کیٹ اور اس کے ساتھی اسے آسانی سے کور کر سکتے تھے یہ بات وہ پہلے بھی دیکھ چکے تھے کہ بلیک کیٹ اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں



اسلحہ نام کی کوئی چیز نہ تھی البتہ اس فلاسٹر کی جیب کا ابھار بتا رہا تھا کہ اس کے اندر ریوالور موجود ہے انہیں شاید یہ تصور بھی نہ تھا کہ اس طرح بندھے ہوئے آدمی آزاد ہو کر ان سے ٹکرا بھی سکتے ہیں۔

بہرحال خاور کی ذہانت پھرتی اور مستعدی کی وجہ سے وہ نہ صرف عبرتناک موت مرنے سے بچ گئے تھے بلکہ بلیک کیٹ کے تین ساتھی بھی ہلاک ہو چکے تھے۔ بس ایک کام بہرحال ان کے بھی اندازے کے خلاف ہوا تھا کہ بلیک کیٹ چکنی مچھلی کی طرح ہاتھ سے نکل گئی تھی جس کا انہیں بے حد افسوس تھا۔

''سیاہ بچھو بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ اس لئے اب اس بلیک کیٹ کا اسے تلاش کرنا مسئلہ بن جائے گا۔ میں اس عورت سے سیاہ بچھو کی موت کا عبرتناک انتقام لینا چاہتا ہوں۔ یہ بے رحم اور سفاک قاتلہ ہے۔ اسے زندہ چھوڑنا پوری انسانیت کے ساتھ دشمنی ہے''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ لازماً اپنے ساتھیوں سمیت واپس آئے گی اور پوری تیاری کے ساتھ آئے گی اس لئے ہمیں اب تیزی سے چٹانوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھنا چاہئے''...... نعمانی نے کہا۔

''اوہ۔ ہم تو اسی جگہ ہیں جہاں اس زارفے اور اس کے ساتھیوں کی غار تھی اور جہاں ہم بے ہوش ہوئے تھے۔ مجھے یقین ہے کہ ابھی انہیں وہاں سے اسلحہ وغیرہ نکال کر لے جانے کا موقع

نہ مل سکا ہو گا۔ ہمیں وہاں سے ضروری اسلحہ مل سکتا ہے۔ ورنہ اس ریوالور میں تو اب ایک گولی باقی رہ گئی ہے۔ اس کے بعد یہ بھی بیکار ہو جائے گا“...... خاور نے کہا۔

”اب کیا کرنا ہے“...... چوہان نے کہا۔

”کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہو گا کیونکہ بلیک کیٹ جلد ہی فورس کے ساتھ واپس آئے گی اور وہ ہمیں ہر حال میں ہلاک کرنے کی کوشش کرے گی لیکن ہمیں اس کے آنے سے پہلے محفوظ مقام تلاش کرنا ہو گا ورنہ اس بار وہ ہمیں کوئی موقع نہ دے گی“...... تنویر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔



”میں نے عمران کی صرف تصویر دیکھی ہے باس اور اس کی آواز سنی ہے۔ مجھے بڑا اشتیاق ہے۔ اس عجیب و غریب آدمی سے ملنے کا“...... ریڈ روزی نے کہا۔

”جب میں اسے گرفتار کر لوں گا تو میرا وعدہ رہا کہ اسے گولی مارنے سے پہلے تمہیں اس سے ضرور ملواؤں گا“...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے شاہانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویسے میرا خیال ہے کہ اب تک عمران اور اس کے ساتھیوں کو دمار قصبے تک پہنچ جانا چاہئے۔ وہ لوگ جیپوں پر سفر کر رہے ہیں اور آج ہمیں یہاں آئے ہوئے دوسرا دن ہے“...... ریڈ روزی نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ ہاں۔ ٹھہرو۔ میں روال کو بلواتا ہوں“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور دروازے کے باہر موجو سپاہی کو زور سے آواز دی۔

”جناب“...... سپاہی نے جلدی سے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں

پوچھا۔

"پولیس چیف کو بلاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور سپاہی سر ہلاتا ہوا مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ ریڈ روزی اور کرنل ڈیوڈ دونوں کمرے میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔ کرنل ڈیوڈ اسے عمران سے اپنے ہونے والے سابقہ معرکوں کی داستانیں سنا رہا تھا لیکن ظاہر ہے اس نے ان سب کو اس انداز میں بیان کیا تھا کہ بس آخر میں عمران کی قسمت ہی اچھی ہوتی تھی کہ وہ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔ ورنہ وہ کرنل ڈیوڈ کے مقابلے میں کہاں ٹھہر سکتا تھا اور ریڈ روزی بڑی دلچسپی سے یہ سب کچھ سن رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں روال وہاں آ گیا۔ اس نے ان دونوں کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ کہاں تھے تم"۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ۔ وہ جناب۔ دو آدمیوں کی اطلاع ملی تھی کہ وہ قصبے میں داخل ہوئے ہیں۔ میں اس بارے میں سپاہی سے پوچھ گچھ کر رہا تھا"...... روال نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ دو آدمی داخل ہوئے ہیں اور تم نے مجھے اطلاع ہی نہیں دی۔ کہاں ہیں وہ آدمی۔ کون ہیں وہ"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔



"وہ۔ وہ جناب میں نے چیکنگ کر لی ہے۔ وہ یہاں مقامی قبیلے کے سردار حسان بن خالد کا سالا اور اس کا دوست تھا۔ وہ مشکوک افراد نہیں ہیں"...... روال نے اور زیادہ سہم کر جواب دیتے ہوئے۔

"اوہ اوہ۔ یہاں کوئی سالا اور عزیز نہیں ہے۔ یہ یقیناً عمران اور اس کا ساتھی ہو گا وہ ایسے ہی روپ بدل لیتے ہیں۔ بلاؤ ان اجنبیوں کو بلکہ ٹھہرو ہم خود وہاں چلتے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ جناب۔ آپ کہاں تکلیف کریں گے۔ میں انہیں بلوا لیتا ہوں"...... روال نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں۔ میں خود وہیں جاؤں گا۔ اسے ذرا بھی شک پڑا تو وہ غائب ہو جائے گا۔ چلو جیپ تیار کرو۔ فوراً چلو"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور روال تیزی سے مڑ کر دوڑتے ہوئے انداز میں کمرے سے باہر چلا گیا۔

"آؤ ریڈ روزی۔ میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہو سکتے ہیں۔ آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور خود بھی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ریڈ روزی اس کے پیچھے تھی اور تھوڑی دیر بعد دو جیپیں تھانے کی حدود سے نکل کر تیزی سے قصبے کے اندر جانے والے کچے راستے پر دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ پہلی جیپ پر کرنل

ڈیوڈ اور ریڈ روزی کے ساتھ روال تھا جبکہ عقبی سیٹ پر پولیس کے سپاہی تھے۔ جیراڈ ایک روز پہلے ہی واپس اپنے قصبے تارب جا چکا تھا۔ کیونکہ کرنل ڈیوڈ نے اسے واپس جانے کی اجازت دے دی تھی۔

''تمہیں کس نے اطلاع دی تھی ان دونوں کے متعلق''...... کرنل ڈیوڈ نے روال سے پوچھا۔

''پہلی چوکی سے اطلاع ملی تھی۔ وہاں کی نگرانی پر سپاہی ٹوچی تھا لیکن ٹوچی نے مجھے کوئی رپورٹ نہ دی تھی۔ اس لئے میں نے ٹوچی کو بلوایا۔ ٹوچی کہیں دور تھا۔ اس لئے اسے یہاں پہنچنے میں خاصا وقت لگ گیا۔ پھر ٹوچی نے آ کر بتایا کہ وہ دونوں حسان بن خالد کے گھر گئے ہیں اور وہاں سے اسے معلوم ہوا کہ ان میں سے ایک اس کا سالا اور دوسرا اس کا کوئی دوست ہے۔ اس لئے وہ مطمئن ہوکر واپس آ گیا تھا اور اس نے ان کے متعلق کوئی رپورٹ نہ دی تھی۔ کیونکہ قصبے میں لوگ آتے جاتے تو بہرحال رہتے ہیں''...... روال نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے ہونٹ بھنچ گئے۔

''یہ حسان بن خالد کس قبیلے کا سردار ہے''...... چند لمحوں کے بعد کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

''الہان قبیلہ ہے۔ یہ آدمی خاصا با اثر ہے''...... روال نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد



دونوں جیپیں ایک سائیڈ پر بنے ہوئے پختہ احاطے میں داخل ہو گئیں۔ احاطے میں بڑی بڑی دو چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں اور ان پر ان چار آدمی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ پولیس جیپوں کو اندر آتے دیکھ کر وہ چاروں تیزی سے چارپائیوں سے اٹھے اور کھڑے ہو کر حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھنے لگے یہ چاروں مقامی پہاڑی آدمی تھے کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی روال کے ساتھ نیچے اترے اور دوسری جیپ سے سپاہی بھی اتر آئے۔

''حسان بن خالد کہاں ہے''...... روال نے ان چاروں سے مخاطب ہوکر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اندر ہے جناب بلاؤں اسے جناب''...... ایک آدمی نے کہا۔

''ہاں بلاؤ''...... روال نے تحکمانہ لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ آدمی حسان بن خالد کو بلانے جاتا۔ ایک کونے سے ایک لمبا تڑنگا آدمی نمودار ہوا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور چہرے پر زخموں کے آڑے ترچھے نشانات بھی نمایاں تھے چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں جیسی چمک تھی۔ وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا ان کے قریب آ گیا اور پھر اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں روال، کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی کو سلام کیا۔

''یہ حسان بن خالد ہے جناب اور حسان بن خالد سنو یہ جی پی فائیو کے چیف جناب کرنل ڈیوڈ اور یہ ان کی اسسٹنٹ مادام ریڈ روزی ہیں۔ یہ اتنے بڑے افسر ہیں کہ ملک کا وزیراعظم بھی ان

سے اٹھ کر ملتا ہے''...... رواں نے بڑے خوشامدانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کا سینہ اپنے اختیارات اور تعریف سن کر اور زیادہ پھول گیا۔

''اوہ اوہ۔ سرکار میں تو خادم ہوں سرکار حکم کریں''...... حسان بن خالد نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ تمہارا سالا اور اس کا دوست کہاں ہے۔ بلاؤ انہیں میں ان سے ملنا چاہتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی کرخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''سالا اور اس کے دوست۔ کیا مطلب جناب۔ میرا تو کوئی سالا ہی نہیں ہے''...... حسان بن خالد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی کے ساتھ ساتھ رواں بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے سپاہی ٹوچی نے بتایا ہے کہ دو اجنبی تمہارے پاس آئے تھے اور تم نے اسے بتایا تھا کہ ان میں سے ایک تمہارا سالا اور دوسرا اس کا دوست ہے''...... وال نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ٹوچی سپاہی تو مجھے ملا ہی نہیں اور نہ کوئی میرا سالا اور نہ ہی اس کا دوست یہاں آیا ہے یہ میرے ساتھی صبح سے یہاں موجود ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیں یا ٹوچی کو بلا لیں میں نے اسے کب کہاں ہے''...... حسان بن خالد نے کہا۔



''اوہ اوہ۔ کہاں ہے وہ ٹوچی۔ بلاؤ اسے''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے انداز میں تقریباً چیختے ہوئے کہا۔

''جاؤ اور تھانے سے ٹوچی کو لے کر آؤ جلدی جاؤ''...... رواں نے چیخ کر دوسری جیپ سے اترنے والے ایک سپاہی سے کہا اور وہ جلدی سے جیپ میں بیٹھا اور دوسرے لمحے جیپ تیزی سے مڑی اور احاطے سے باہر نکل گئی۔ وہ شاید جیپ کا ڈرائیور ہی تھا جسے وال نے ٹوچی کو لے آنے کا حکم دیا تھا۔

''جناب یہاں کمرے میں آ جائیں۔ وہاں کرسیاں ہیں۔ آپ جیسے معزز مہمانوں کے لائق تو نہیں مگر پھر بھی جو ہیں حاضر ہیں''...... حسان بن خالد نے کہا۔

''نہیں۔ ہم یہاں ٹھیک ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جیپ دوبارہ نمودار ہوئی اور جیسے ہی وہ رکی اس میں سے ایک لمبا تڑنگا سپاہی اترا اور جلدی سے آگے آ کر اس نے سلام کیا۔

''ٹوچی۔ تم نے تو مجھے بتایا تھا کہ حسان بن خالد کا سالا اور اس کا دوست آیا ہے۔ جبکہ حسان بن خالد اس سے انکار کر رہا ہے''...... رواں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں جناب انہوں نے مجھے خود بتایا تھا''...... ٹوچی نے جواب دیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کہاں بتایا تھا۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ الو کے پٹھے۔ ورنہ ابھی گولی مار کر ڈھیر کر دوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''جج۔ جناب۔ وہ دو اجنبی پیدل ہی پہلی چیک پوسٹ کے قریب پہاڑیوں کے پاس سے گزرے تھے۔ ان کے ساتھ حسان بن خالد کا آدمی حاد بن طارق تھا۔ میں ان کے پیچھے چل پڑا۔ مگر حاد بن طارق نے مجھے روک کر بتایا کہ یہ حسان بن خالد کا سالا اور دوسرا اس کا دوست ہے۔ اس لئے جناب میں واپس چلا گیا''...... ٹوچی نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کہاں ہے وہ حاد بن طارق نکالو باہر اسے اور سنو حسان بن خالد تم کسی بھی قبیلے کے سردار ہو لیکن یہ پورے ملک کی سلامتی کا معاملہ ہے۔ اس لئے میں تمہیں تو کیا تمہارے پورے قبیلے کو بھی گولیوں سے اڑا سکتا ہوں۔ سمجھے نکالو کہاں ہیں وہ آدمی۔ ابھی نکالو''...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح پیر پٹختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ یہ ٹوچی سرا سر غلط بیانی کر رہا ہے۔ نہ ہی یہاں کوئی آدمی آئے ہیں اور نہ ہی میں نے انہیں دیکھا ہے حاد بن طارق بھی صبح سے مجھے نہیں ملا۔ نجانے وہ کہاں ہو گا اس وقت۔ بہرحال میں دیکھتا ہوں''...... حسان بن خالد نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''رواں۔ فوراً اس حاد بن طارق کو تلاش کرو۔ زندہ یا مردہ ہر



حال میں۔ ابھی اور اسی وقت''...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ میں تھانے جا کر پوری فورس کو اس کی تلاش میں لگا دیتا ہوں جناب''...... رواں نے کہا۔

''چلو حسان بن خالد ہمارے ساتھ۔ اب حاد بن طارق ملے گا تب اصل بات سامنے آئے گی۔ رواں بٹھاؤ اسے پچھلی جیپ میں''...... کرنل ڈیوڈ واقعی غصے سے پاگل ہو رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں تیزی سے دوڑتی ہوئیں احاطے سے نکلیں اور تھانے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

''تھانے پہنچ کر رواں نے پورے تھانے کو حاد بن طارق کی تلاش میں روانہ کر دیا جبکہ ٹوچی اور حسان بن خالد دونوں کمرے کی دیوار کے ساتھ سر جھکائے کھڑے تھے۔ کرنل ڈیوڈ بڑی بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ جبکہ ریڈ روزی ایک کرسی پر خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ہی دروازے سے ایک پہاڑی آدمی نمودار ہوا۔ اس کے پیچھے دو سپاہی تھے۔ جو اسے دھکیلتے ہوئے اندر لے آ رہے تھے۔

''جناب۔ یہ حاد بن طارق ہے۔ اس حسان بن خالد کا خاص آدمی ہے''...... ایک سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہیں وہ دو آدمی۔ جنہیں تم نے حسان بن خالد کا سالا اور دوست بتایا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے آگے بڑھ کر پوری قوت

سے حاد بن طارق کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارتے ہوئے کہا اور حاد بن طارق تھپڑ کھا کر چیختا ہوا پہلو کے بل زمین پر گر گیا۔ اس کی باچھوں سے خون نکل آیا تھا۔

''بولو۔ کہاں ہیں وہ دونوں آدمی''...... کرنل ڈیوڈ نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی پسلیوں میں پوری قوت سے لات مارتے ہوئے کہا اور کمرہ حاد بن طارق کی چیخ سے گونج اٹھا۔

''جناب جناب۔ مجھے نہیں معلوم کون دو آدمی جناب''...... حاد بن طارق نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے جھک کر اسے گریبان سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔

''سچ سچ بتا دو۔ وہ دو آدمی کہاں ہیں۔ ورنہ میں تمہارا خون پی جاؤں گا۔ بولو جلدی بولو۔ ورنہ......'' کرنل ڈیوڈ نے بھوکے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کک۔ کون سے دو آدمی جناب''...... حاد بن طارق نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وہی دو آدمی۔ جن کو تم نے اس حسان بن خالد کا سالا اور دوست کہا تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''میں نے بتایا تو ہے جناب کہ مجھے تو حسان بن خالد کے کسی سالے یا دوست کا علم نہیں ہے''...... حاد بن طارق نے اس بار بااعتماد لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ اسے چند لمحے غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا اور پیچھے ہٹ کر



اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

''سنو۔ تم سب مل کر جھوٹ بول رہے ہو لیکن جن لوگوں کو تم چھپا رہے ہو۔ وہ اسرائیل کے دشمن ہیں اور اسرائیل کی ایک اہم لیبارٹری کو تباہ کرنے آئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں انہوں نے کچھ اور بتایا ہو گا اس لئے تم ان کی امداد کر رہے ہو لیکن جانتے ہو کہ اگر انہیں پکڑا نہ گیا تو اسرائیل تباہ و برباد ہو جائے گا۔ کچھ باقی نہ بچے گا اس لئے تم سب کی بھلائی اسی میں ہے کہ تم سب بتا دو کہ وہ لوگ کہاں ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور پھر اس کی تیز نظریں حاد بن طارق پر جم گئیں۔ اس کے چہرے کا رنگ تیزی سے بدلنے لگ گیا تھا۔

''سب سے پہلے میں تمہیں گولی ماروں گا۔ میں پہلے تمہاری ٹانگوں پر پھر تمہارے جسم کے مختلف حصوں پر گولیاں مار کر تمہیں تڑپاؤں گا اور پھر آخر میں تمہارے سر میں گولی ماروں گا۔ بہتری اسی میں ہے کہ اذیت ناک موت مرنے کی بجائے مجھے ان کے بارے میں بتا دو سچ سچ''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

''جج۔ جج جناب۔ وہ دونوں آپ کا ہیلی کاپٹر اغوا کر کے لے جانا چاہتے ہیں۔ مجھے تو حسان بن خالد نے کہا تھا کہ یہ ہمارے ملک کے خاص آدمی ہیں اس لئے میں نے ان کی مدد کی۔ ان کے ساتھی تیسرے ناکے پر دو جیپوں کے ساتھ موجود ہیں جناب

میں اذیت ناک موت نہیں مرنا چاہتا ہوں جناب‘‘...... یکلخت حاد بن طارق نے چیختے ہوئے کہا اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

’’اوہ اوہ۔ میرا ہیلی کاپٹر۔ اوہ۔ کہاں ہیں وہ‘‘...... کرنل ڈیوڈ اس اہم اطلاع پر بے اختیار اچھل پڑا۔

’’وہ جناب تھانے کے ساتھ بڑے احاطے میں کھڑا ہے وہ ادھر ہی گئے ہیں‘‘...... حاد بن طارق نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ پاگلوں کے سے انداز میں دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ روال بھی اس کے پیچھے تھا۔

’’کہاں ہے وہ احاطہ جلدی بتاؤ‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے صحن میں آتے ہی چیخ کر کہا۔

’’اس طرف جناب اس طرف‘‘...... روال نے انتہائی بوکھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا اور خود بھی پیدل ہی ادھر بھاگ پڑا کرنل ڈیوڈ اور ریڈ روزی بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے اور تھانے میں موجود سارا عملہ اتنے بڑے افسروں کو اس طرح پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتے ہوئے حیرت سے دیکھنے لگا لیکن ظاہر ہے وہ انہیں کچھ کہہ تو نہ سکتے تھے۔

باہر سڑک پر آ کر بھی یہ دوڑ اسی طرح جاری رہی اور سڑک پر سے گزرنے والے افراد یہ عجیب قسم کی میراتھن ریس دیکھ کر بے اختیار رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس بڑے احاطے میں پہنچ گئے



احاطے میں دو سپاہیوں کی لاشیں پڑی تھیں اور ہیلی کاپٹر غائب تھا۔

’’اوہ اوہ۔ غضب ہو گیا۔ وہ لے گئے ہیلی کاپٹر۔ ارے ارے کہاں ہے وہ حاد بن طارق۔ وہ بتائے گا کہ وہ ہیلی کاپٹر کو کہاں لے گئے ہیں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ حاد بن طارق کو بلایا جاتا دور سے انہیں ہیلی کاپٹر کے پروں کی آواز سنائی دی اور وہ سب بے اختیار سر اونچا کر کے آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔

چند لمحوں کے بعد ہیلی کاپٹر ایک پہاڑی چوٹی کے پیچھے سے نمودار ہوا۔ وہ کافی بلندی پر تھا اور پھر ان کے سروں کے اوپر سے گزرتا ہوا اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جس طرف ڈاماری پہاڑی تھی۔ یہ کرنل ڈیوڈ کا ہی ہیلی کاپٹر تھا اور اب وہ اپنے ہی ہیلی کاپٹر کو اس طرح دشمنوں کے قبضے میں دیکھ کر بے بسی سے ہونٹ چبانے کے سوا کچھ نہ کر سکتا تھا۔

’’میں اسے تباہ کرا دوں گا۔ یہ لوگ کسی صورت میں ڈاماری تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ میں انہیں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ میں ہیلی کاپٹر تباہ کرا دوں گا‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ احاطے کے کھلے دروازے کی طرف دوڑنے لگا۔ اس بار وہ اس قدر تیزی سے دوڑ رہا تھا کہ شاید پوری زندگی میں وہ پہلے کبھی اس تیز رفتاری سے نہ دوڑا ہو گا۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے پیروں میں کسی نے مشین فٹ کر دی ہو۔

چند لمحوں کے بعد جب وہ تھانے میں داخل ہوا تو اس کے منہ سے سانس کی جگہ خرخراہٹوں کی آوازیں نکل رہی تھیں۔ وہ اسی طرح دوڑتا ہوا سیدھا دفتر میں داخل ہوا اور دھڑام سے ایک کرسی پر گر کر زور زور سے ہانپنے اور سیٹیاں بجانے لگا۔

چند لمحوں کے بعد اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور جھپٹا اور پھر بالکل اسی تیز رفتاری سے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جتنی تیز رفتاری سے وہ یہاں تک دوڑتا ہوا آیا تھا۔ جیسے ہی اس نے آخری نمبر پریس کیا۔ اسی لمحے روال اور ریڈ روزی بھی دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔ ریڈ روزی تو جلدی سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ روال ایک طرف کھڑا ہو کر ہانپنے میں مصروف ہو گیا۔

''یس۔ ہیڈ کوارٹر''...... رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ کے ہیڈ کوارٹر آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''ہیڈ کوارٹر کے کچھ لگتے۔ نانسنس۔ اپنا نام بتایا کرو۔ بولو۔ کون ہو تم۔ میں کرنل ڈیوڈ ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

''جج جج۔ جناب میرا نام گیری ہے۔ میں آپریٹر ہوں جناب''...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت اور خوف سے ملے جلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلے نام بتایا کرو پھر بات کیا کرو۔ نانسنس۔ اور سنو۔ فوراً



ڈیفنس ہیڈ کوارٹر سے معلوم کرو کہ دمار قصبے سے لے کر ڈاماری پہاڑی کے درمیان یا اس کے آس پاس کوئی ایسا کوئی فضائی اڈہ موجود ہے۔ جہاں سے فضا میں اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو تباہ کیا جا سکتا ہو۔ فوراً معلوم کرو۔ فوراً''...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

''جج۔ جج۔ جناب۔ میں آپ کی ڈیفنس ہیڈ کوارٹر بات کرا دیتا ہوں جناب۔ ان سے آپ خود ہی بات کر لیں وہ آپ کو بتا دیں گے جناب''...... دوسری طرف سے آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا۔ بات کراؤ۔ جلدی بات کراؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔ شاید بات اس کی بھی سمجھ میں آ گئی تھی اب اس کا ہانپنا ختم ہو گیا تھا اور چہرے پر بوکھلاہٹ کے تاثرات بھی قدرے کم ہو گئے تھے اس کا مطلب تھا کہ فوری ذہنی صدمے کی کیفیت سے وہ اب نکل آیا تھا۔

''یس۔ ڈیفنس ہیڈ کوارٹر''...... چند لمحوں کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ ائیر کمانڈر سے بات کراؤ۔ جلدی کرو''...... اس بار کرنل ڈیوڈ نے سنبھلے اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ آن کریں''...... دوسری طرف سے بولنے

والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

''یس۔ ایئر کمانڈر فرانکسٹن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''ایئر کمانڈر فرانکسٹن۔ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو''...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ فرمائیں۔ کیا حکم ہے''...... دوسری طرف سے ایئر کمانڈر نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ ظاہر ہے جی پی فائیو کے چیف کا عہدہ بہت بڑا عہدہ تھا۔

''ایئر کمانڈر۔ یہ بتاؤ کہ دمار قصبے سے لے کر ڈاماری پہاڑی کے درمیان یا اس کے پاس کوئی ایسا فضائی اڈہ ہے جو کسی اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو میزائل مار کر تباہ کر سکے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''دمار وہ کہاں ہے البتہ ڈاماری پہاڑی کے قریب ساسک پہاڑی پر ایک نیا ہنگامی اڈہ قائم کیا گیا ہے وہاں گن شپ ہیلی کاپٹر بھی موجود ہیں اور ایئر کرافٹ گنیں، راڈار وغیرہ سب کچھ ہے۔ ابھی حال ہی میں اعلیٰ حکام کے حکم پر اسے قائم کیا گیا ہے۔ اسے ساسک پوائنٹ کہا جاتا ہے۔ وہاں کا کمانڈر ہوڈس ہے''۔ فرانکسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ وہاں فون ہے یا ٹرانسمیٹر کے ذریعے بات ہو سکتی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں جناب۔ وہاں فون تو نہیں ہے البتہ سپیشل ٹرانسمیٹر کے



ذریعے رابطہ ہوتا ہے''...... فرانکسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ فریکوئنسی بتاؤ۔ جلدی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور فرانکسٹن نے اسے مخصوص فریکوئنسی بتا دی۔

''تھینک یو''...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ہاتھ مار کر اس نے کریڈل دبا دیا۔

''روال یہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے ایک طرف کھڑے روال سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹرانسمیٹر۔ نہیں جناب۔ یہاں ٹرانسمیٹر کیسے ہو سکتا ہے میں تو ایک عام سے پولیس اسٹیشن کا انچارج ہوں''...... روال نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تمہارے یہ پولیس حکام بھی اول نمبر کے نانسنس ہیں تھانوں میں ٹرانسمیٹر ہی نہیں رکھتے نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گیری بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہارا ذاتی فون ہے جو تم اپنا نام بتا رہے ہو۔ احمق آدمی۔ میں تمہیں ڈسمس کر دوں گا۔ تم نے جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھ رکھا ہے''...... کرنل ڈیوڈ آپریٹر پر الٹ پڑا۔ اسے یہ خیال ہی نہ رہا کہ چند لمحے پہلے اس

نے خود ہی اسے نام لینے کے لئے کہا تھا۔

''جج۔ جج جناب۔ آپ نے خود ہی تو حکم دیا تھا کہ نام لیا کروں''...... دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم اب بڑے افسروں پر جھوٹے الزام بھی لگانے لگ گئے ہو۔ تم ہو ہی نانسنس۔ بہرحال میں واپس آؤں گا تو پھر تمہارا علاج کروں گا اور تمہیں ڈس مس کر دوں گا۔ فی الحال تم ایسا کرو لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرو اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر کے اسے فون سے کنکٹ کر دو۔ سمجھ گئے ہو یا......'' کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر۔ سمجھ گیا ہوں۔ فریکوئنسی بتائیں''...... دوسری طرف سے گیری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے ائیر کمانڈر فرانکسٹن کی بتائی ہوئی فریکوئنسی دوہرا دی۔

''یس سر۔ میں کنکٹ کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی گیری کی آواز بھی سنائی دینے لگی۔ وہ بار بار کال دے رہا تھا۔

''یس۔ ساسک ائیر سپاٹ اوور''...... رسیور پر ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

''باس بات کریں''...... گیری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ میں چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔



کمانڈر ہوڈس سے بات کراؤ۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور پر چند لمحے خاموشی طاری رہی۔

''یس۔ ائیر کمانڈر ہوڈس فرام ساسک ائیر سپاٹ۔ سپیکنگ۔ اوور''...... ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

''کمانڈر ہوڈس۔ میں چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر اپنا پورا عہدہ دوہراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ فرمائیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''سنو۔ ایک ہیلی کاپٹر دمار قصبے کی طرف سے ڈاماری پہاڑی کی طرف آ رہا ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر جی پی فائیو کا ہے۔ اس پر جی پی فائیو کا مخصوص نشان بھی موجود ہے لیکن میرے ایک آدمی کی حماقت کی وجہ سے اس پر پاکیشیا کے انتہائی خطرناک ایجنٹوں نے قبضہ کر لیا ہے اور وہ اس میں سوار ہو کر ڈاماری پہاڑی کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کا مشن ڈاماری پہاڑی پر بنی ہوئی اسرائیل کی انتہائی اہم ترین لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ تم اسے ٹریس کر کے ہر قیمت پر فضا میں ہی تباہ کر دو۔ تاکہ ان انتہائی خطرناک دشمن ایجنٹوں کا خاتمہ ہو سکے۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ ہمارا اڈہ تو بنایا ہی اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے گیا ہے۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے کال کر دیا ورنہ جی پی فائیو کا نشان ہیلی کاپٹر پر دیکھ کر ہم اسے لیبارٹری کی طرف جانے دیتے۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ اسے ہر صورت تباہ کر دیا جائے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کمانڈر ہوڈس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ انہیں زمین پر نہ اترتے دینا۔ ورنہ پھر ان کا پہاڑیوں میں پکڑا جانا محال ہو جائے گا۔ اسے فضا میں ہی تباہ ہونا چاہئے تاکہ وہ کسی صورت بچ کر نہ جا سکیں اور میں خود بھی دوسرے ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ بھی آ رہے ہیں۔ پھر تو بڑی مشکل ہو جائے گی۔ آپ بھی ظاہر ہے جی پی فائیو کے ہی ہیلی کاپٹر پر سوار ہوں گے پھر ہم کس طرح معلوم کر سکیں گے کہ کس میں آپ ہیں اور کس میں دشمن ایجنٹ۔ اوور"...... کمانڈر ہوڈس نے کہا اور کرنل ڈیوڈ اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ سنو آپس میں کوڈ طے کر لیتے ہیں کیونکہ جو دشمن ایجنٹ میرے ہیلی کاپٹر پر سوار ہے وہ آواز اور لہجے کی نقل کرنے کا ماہر ہے۔ تم اس سے ٹرانسمیٹر پر بات کرتے وقت اس سے کوڈ پوچھنا وہ ظاہر ہے نہ بتا سکے گا۔ جبکہ تم مجھ سے کوڈ پوچھو گے تو میں جواب میں کہوں گا۔ سی ڈی جی پی



فائیو۔ سی ڈی سے مراد کرنل ڈیوڈ اور جی پی فائیو کا تم جانتے ہی ہو۔ اس سے تم آسانی سے سمجھ جاؤ گے اور دوسری بات یہ کہ تم اس سے اپنا نام پوچھنا۔ ظاہر ہے وہ تمہارا نام نہ جانتا ہوں گا۔ جبکہ میں فوراً بتا دوں گا۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے اسے اس طرح سمجھاتے ہوئے کہا جیسے استاد کسی کند ذہن بچے کو سمجھاتا ہے۔

"اوہ۔ یس سر۔ گڈ آئیڈیا۔ اس طرح سے میں آپ میں اور دشمن میں آسانی سے تمیز کر سکوں گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا لیکن اس نے رسیور نہ رکھا۔ جب رسیور میں سے نکلنے والی ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز آنی بند ہو گئی تو وہ گیری سے مخاطب ہوا۔

"ہیلو گیری کیا تم میری آواز سن رہے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوراً ایمرجنسی مرکز سے ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر دمار قصبے میں بھیجو۔ پائلٹ سے کہنا کہ وہ ہیلی کاپٹر کو جس قدر تیز رفتاری سے اڑا سکتا ہو اڑا کر یہاں میرے پاس پہنچ جائے۔ دمار قصبے کے پولیس تھانے میں سمجھ گئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور سنو۔ اس ہیلی کاپٹر پر ماؤنٹن فورس کے چار افراد بھی بھجوا دینا ان چاروں کو پوری طرح مسلح ہونا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے

کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے گیری نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ کر اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"اب یہ بچ کر نہ جا سکیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ویسے وہ کتنی دیر میں ڈاماری پہاڑی تک پہنچ جائیں گے"...... ریڈ روزی نے پوچھا۔

"ہونہہ۔ وہ ڈاماری پہاڑی تک کیسے پہنچ سکیں گے ریڈ روزی۔ ساسک پہاڑی پر موجود اڈہ انہیں اپنی رینج میں آتے ہی تباہ کر دے گا۔ ہمیں تو ان کی کٹی پھٹی اور جلی ہوئی لاشیں ہی ملیں گی"...... کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور ریڈ روزی بھی مسکرا دی۔ کرنل ڈیوڈ کا موڈ کافی دیر بعد جا کر خوشگوار ہوا تھا اور ظاہر ہے یہ خوشگواریت اس بنا پر تھی کہ اسے یقین ہو گیا تھا کہ ایک ہیلی کاپٹر کے بدلے عمران اور اس کے ساتھی اس بار یقینی موت کا شکار ہو جائیں گے اور کرنل ڈیوڈ کے نقطہ نظر سے بہرحال مہنگا سودا نہ تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر کے بدلے میں انہیں ایسے دشمنوں سے نجات مل جائے گی جو نجانے کب سے اس کے لئے درد سر کا باعث بنے ہوئے تھے۔



سیاہ رنگ کا ہیلی کاپٹر نہایت برق رفتاری سے فضاء میں اُڑا جا رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر پر کیٹ ایجنسی کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر میں بلیک کیٹ موجود تھی اور وہ اس ہیلی کاپٹر کو خود اُڑا رہی تھی۔ اس کا چہرہ غصے اور نفرت کی وجہ سے بری طرح سے بگڑا ہوا تھا اور اس کا ذہن شدید آندھیوں کی زد میں تھا اور جسم پر جگہ جگہ زخموں کی وجہ سے اسے شدید تکلیف اور اینٹھن سی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ زخم پاکیشیائی ایجنٹ کے اچانک حملہ کرنے اور اس کے نیچے گرنے کی وجہ سے آئے تھے۔

اس وقت اسے یہ تکلیف اور اینٹھن کا احساس تک نہ تھا۔ اس کے ذہن میں تو بس اس پاکیشیائی ایجنٹ کے انتہائی حیرت انگیز طور پر رسیاں توڑ کر آزاد ہونے اور اس کے ساتھیوں کے ہلاک ہونے کے واقعات گھوم رہے تھے۔ وہ بھی بس بڑی مشکل سے وہاں سے بچ کر نکلی تھی۔ اسے قطعی اس بات کی امید نہ تھی کہ سچویشن اس

طرح بھی تبدیل ہوسکتی ہے ورنہ وہ لازما اپنے پاس اسلحہ رکھتی لیکن چونکہ وہ بندھے ہوئے تھے اور ان کے رہا ہونے کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ نہ اس کے پاس اسلحہ تھا اور نہ فلاسٹر کے دوسرے ساتھیوں کے پاس۔ صرف فلاسٹر کی جیب میں ریوالور تھا یہی وجہ تھی کہ جب اس نے اس پاکیشیائی ایجنٹ کو ریوالور پر جھپٹتے ہوئے دیکھا تو اس نے فوراً وہاں سے فرار ہونے میں ہی عافیت سمجھی۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور چہرہ غصے اور شکست کی وجہ سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ انسان نہیں جادوگر ہیں۔ سچ مچ جادوگر ہیں۔ وہ بری طرح سے رسیوں میں بندھا ہوا تھا لیکن اس نے نہ صرف رسیاں توڑ کر مجھ پر حملہ کر دیا بلکہ اس نے میرے ساتھیوں کو بھی مار ڈالا۔ یہ واقعی جادوگر ہیں لیکن میں انہیں عبرتناک موت ماروں گی۔ میں انہیں ہر قیمت پر ماروں گی۔ میں انہیں زندہ نہ چھوڑوں گی ان کی موت اسی طرح اذیت ناک اور دردناک ہوگی''...... بلیک کیٹ نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس پہاڑی پر پہنچ گئی جہاں اس نے اپنا مین مرکز بنایا ہوا تھا ہیلی کاپٹر کو مخصوص جگہ پر اتار کر وہ نیچے اتری اور دوڑتی ہوئی بڑی غار کی طرف بڑھنے لگی۔ اسی لمحے ساتھ والی غار سے اس کے دو ساتھی بھی باہر نکل آئے۔

''ادھر آؤ جوڈی''...... بلیک کیٹ نے ان میں سے ایک سے



مخاطب ہو کر کہا اور وہ تیزی سے بلیک کیٹ کے پیچھے بڑی غار کی طرف بڑھنے لگا جبکہ دوسرا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

''سنو جوڈی۔ فلاسٹر اور دوسرے دو ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ وہ چاروں پاکیشیائی ایجنٹ زندہ بھی بچ گئے ہیں اور آزاد بھی ہیں اور اب ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے''...... بلیک کیٹ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''فلاسٹر اور دوسرے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے مادام''...... جوڈی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اور جواب میں بلیک کیٹ نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ نیوز لیکن شکر ہے کہ آپ بچ کر آ گئی ہیں۔ آپ کے جسم پر زخم ہیں۔ آپ کہیں تو ڈریسنگ کر دوں''...... جوڈی نے کہا۔

''ہاں واقعی بڑی تکلیف اور اینٹھن ہو رہی ہے''...... بلیک کیٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اسے اب واقعی تکلیف محسوس ہونے لگ گئی تھی اور جوڈی سر ہلاتا ہوا ایک کونے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں میڈیکل باکس تھا۔ تھوڑی دیر بعد زخموں پر مرہم لگا کر ڈریسنگ کر دی گئی اور بلیک کیٹ نے خاصا آرام محسوس کیا۔

''اب کیا کرنا ہے مادام۔ کہیں وہ اچانک یہاں تک نہ پہنچ جائیں''...... جوڈی نے کہا۔

''نہیں۔ اتنی آسانی سے وہ یہاں نہیں پہنچ سکیں گے کیونکہ ان کا

گائیڈ مقامی آدمی مر چکا ہے اور وہاں سے یہاں تک فاصلہ بھی کافی ہے انہیں پیدل یہاں پر پہنچنے میں یقیناً رات پڑ جائے گی۔ ہمیں زیادہ خطرہ ان کی طرف سے رات کو ہی ہو سکتا ہے“۔ مادام بلیک کیٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مادام آپ فکر نہ کریں۔ وہ لوگ چیکنگ مشین سے کسی صورت نہ بچ سکیں گے اور بہرحال چیک ہو ہی جائیں گے“...... جوڑی نے سامنے رکھی ہوئی مشین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اب مجھے ان مشینوں پر بھی اعتبار نہیں رہا۔ جان اسمتھ کے پاس بھی تو مشین تھی۔ اس کے باوجود جان اسمتھ کے ساتھی بھی مارے گئے اور جان اسمتھ کے ساتھ ساتھ اس کا اڈہ بھی تباہ ہوگیا۔ اب مجھے کچھ اور سوچنا ہوگا“...... بلیک کیٹ نے کہا۔

”تو ایسا کرتے ہیں مادام کہ ہم اپنا یہ مرکز ہی یہاں سے شفٹ کر کے کسی اور غار میں چلے جاتے ہیں۔ اس طرح فوری طور پر تو بچاؤ ہو جائے گا“...... جوڑی نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم ابھی جاؤ یہاں سے اور مجھے کچھ سوچنے دو۔ میں کوئی ایسی فول پروف پلاننگ کرنا چاہتی ہوں جس سے ان کی موت یقینی ہو جائے ورنہ ابھی تو یہ ایک گروپ ہم سے سنبھالا نہیں جا رہا اگر وہ عمران اور اس کے ساتھی بھی یہاں پہنچ گئے تو پھر ہم کیا کریں گے“...... بلیک کیٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور جوڑی خاموشی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا غار سے باہر نکل گیا۔ بلیک



کیٹ اٹھ کر غار میں ٹہلنے لگ گئی۔ اس کی پیشانی پر جیسے مکڑی نے جالا تن دیا تھا وہ واقعی ذہنی طور پر انتہائی الجھی ہوئی تھی پھر نجانے اسے اس طرح ٹہلتے ٹہلتے کتنی دیر ہو گئی کہ اچانک ایک تجویز اس کے ذہن میں آ گئی تو وہ چونک پڑی۔

”اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ اس بارے میں تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔ اس طرح یہ لوگ لازماً ٹریپ ہو جائیں گے“...... بلیک کیٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے غار کے ایک کونے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے وہاں موجود ایک بڑے تھیلے کو کھولا اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک مستطیل شکل کا چپٹا باکس نکالا اور اسے لے کر وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

اس نے باکس کی ایک سائیڈ پر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو باکس میں سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس نے باکس کو اٹھایا اور لاکر واپس اسی بیگ کے اندر رکھ کر اس نے بیگ میں موجود ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اسے اپنی جیب میں ڈال کر اس نے بیگ کی زپ بند کر دی اور پھر واپس ہٹ کر وہ اطمینان سے غار کے دہانے کی طرف بڑھ گئی۔

”جوڑی“...... اس نے غار کے دہانے سے باہر آ کر زور سے آواز دی۔

”یس مادام“...... جوڑی نے جواب دیا اور تیزی سے چلتا ہوا

غار کے دہانے کے سامنے آ گیا۔

"سنو۔ رات ہونے تک تم دونوں اسلحہ لے کر ایسی جگہوں پر پہرہ دو جہاں سے ان کی آمد کی توقع ہو سکتی ہے پھر رات کو میں غار کو اندر سے بند کر دوں گی تم باہر ہی رہنا اور پہرہ دینا۔ میں نے انہیں ٹریپ کرنے کے لئے پوری طرح منصوبہ بندی کر لی ہے۔ فی الحال میں انہیں صرف مشین پر ہی چیک کرتی رہوں گی"...... بلیک کیٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ ہم سے بچ کر نہ جا سکیں گے"...... جوڈی نے کہا اور واپس مڑ گیا پھر دوپہر کے بعد شام کے سائے گہرے پڑ گئے لیکن ان ایجنٹوں کی کوئی خبر نہ ملی ویسے بھی چونکہ انہوں نے پیدل ہی آنا تھا۔ اس لئے طویل فاصلے کی وجہ سے وہ رات تک ہی یہاں پہنچ سکتے تھے۔ چنانچہ جب رات ہو گئی تو بلیک کیٹ نے جوڈی اور دوسرے ساتھی کلائیڈ کو بلا کر دوبارہ انہیں ہدایات دیں اور پھر ان کے جانے کے بعد اس نے غار کے دہانے کی سائیڈ میں دیوار پر نصب کی ہوئی مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ دہانے کی سائیڈ پر موجود ایک بڑی سی چٹان موو ہوتی ہوئی دہانے پر آ کر جم گئی اور بلیک کیٹ نے ساتھ لگے ہوئے ایک ہینڈل کو ایک جھٹکے سے اوپر کر دیا۔ اب سسٹم لاک ہو چکا تھا۔ اسے کسی صورت میں بھی باہر سے نہ کھولا جا سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ چٹان کو بم مار کر توڑا جائے اور اتنا اسے معلوم



تھا کہ ان لوگوں کے پاس سوائے فلاسٹر کی جیب سے نکلے ہوئے ریوالور کے اور کچھ نہیں ہے لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑی جان اسمتھ والی غار میں انتہائی خطرناک اسلحہ ابھی تک موجود تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ ان ایجنٹوں کو زندہ جلا کر ہلاک کر دینے کے بعد وہ اطمینان سے اس مرکز کو خالی کر کے واپس جائے گی۔ لیکن پھر اسے ہنگامی طور پر وہاں سے فرار ہونا پڑا۔

"ہونہہ۔ اگر انہیں اسلحہ مل بھی جائے تب بھی وہ کچھ نہیں کر سکیں گے"...... مادام بلیک کیٹ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر مشین کی سائیڈ پر ایک بٹن دبایا اور غار کے کونے میں موجود فولڈنگ بستر کی طرف بڑھ گئی۔ اب جیسے ہی کیمرہ کسی انسان کو چیک کرے گا مشین تیز سیٹی بجا کر اسے کاشن دے دے گی۔ اس لئے وہ اب اطمینان سے سونا چاہتی تھی۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ اگر رات خیریت سے گزر گئی تو صبح وہ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر انہیں تلاش کرے گی اور ایک بار یہ اسے نظر آ گئے تو پھر وہ ان کا اس طرح شکار کھیلے گی کہ انہیں کہیں جائے پناہ نہ ملے گی۔ بستر پر لیٹنے کے تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھیں بھاری ہونے لگ گئیں اور پھر وہ گہری نیند سو گئی پھر اچانک اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور وہ بے اختیار اچھل کر بیٹھ گئی اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگی لیکن ہر چیز اپنی جگہ پر ویسے ہی

موجود تھی۔

غار کا دہانہ بھی بند تھا اور مشین بھی ساکت تھی۔ اس کا بھاری سراب خاصا ہلکا پھلا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ کافی دیر گہری نیند سوتی رہی ہے۔ وہ بستر سے اتری اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی دہانے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے چٹان کی سائیڈوں پر موجود رخنوں سے آنکھیں لگائیں اور دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گئی کیونکہ باہر تیز دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔

بلیک کیٹ نے ہینڈل کو کھینچ کر نیچے کیا تو چٹان ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ سائیڈ پر چلی گئی اور دھوپ غار کے دہانے سے اندر داخل ہو کر پھیل گئی۔ بلیک کیٹ باہر نکل آئی۔ اسی لمحے ایک چٹان کی اوٹ سے جوڈی نکل کر اس کی طرف بڑھنے لگا۔ جوڈی کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ ساری رات جاگتا رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

''یہاں کوئی نہیں آیا مادام۔ میں نے ساری رات مسلسل جاگ کر گزاری ہے اور پلک تک نہیں جھپکائی''...... جوڈی نے قریب آ کر کہا۔

''ویری گڈ۔ اب تم جاؤ اور جا کر کلائیڈ کے ساتھ ناشتہ وغیرہ کر کے کچھ دیر آرام کر لو۔ میں اس دوران ہیلی کاپٹر پر چکر لگا کر انہیں تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہوں''...... بلیک کیٹ نے کہا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئی۔ پھر اس نے ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر



کافی بلندی سے اردگرد کے پورے علاقے کا گشت لگایا لیکن اسے کہیں بھی ان افراد کی جھلک دکھائی نہ دی۔

''یہ سب کیا ہے۔ کہاں گئے وہ لوگ۔ اتنی جلدی وہ کہاں غائب ہو سکتے ہیں''...... بلیک کیٹ نے سوچنے کے سے انداز میں کہا لیکن ظاہر ہے اسے جواب دینے والا کوئی نہ تھا جب وہ ہیلی کاپٹر اُڑاتے اُڑاتے تھک گئی تو اس نے واپس جانے کا فیصلہ کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہیلی کاپٹر اپنی مخصوص جگہ پر اتار کر اپنی غار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ غار کا دہانہ کھلا ہوا تھا۔ جوڈی اور کلائیڈ دونوں باہر نظر نہ آ رہے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی غار میں پڑے سو رہے ہوں گے۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی غار کے اندر داخل ہوئی ہی تھی کہ یکلخت کوئی سایہ سا اس پر جھپٹا اور بلیک کیٹ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی اس کے ساتھ ہی اس کا جسم یکلخت فضا میں بلند ہوا اور پھر وہ ایک دھماکے سے نیچے زمین پر گری۔ اس کے ذہن پر تیزی سے اندھیرا سا جھپٹا۔ اسی لمحے اس کی پسلیوں پر کسی نے جیسے کوئی گرز مار دیا ہو اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک ہو گیا پھر جس طرح کہیں گہرائی میں دھماکہ ہوتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کے حلق سے بے اختیار ہلکی سی چیخ سی نکل گئی کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ایک چٹان پر بری طرح سے بندھا ہوا پایا وہ اس

وقت غار سے باہر کھلی جگہ پر موجود تھی۔

اس کے قریب جوڈی اور کلائیڈ کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں ان کے جسم گولیوں سے چھلنی ہو رہے تھے۔ ایک سائیڈ پر کیروسین آئل کے تین کین بھی موجود تھے۔ یہ کین اس غار میں رکھے گئے تھے تاکہ ایمرجنسی کے وقت استعمال میں لائے جا سکیں لیکن وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ بہرحال بلیک کیٹ فوراً ہی ساری صورتحال سمجھ گئی تھی۔

وہ تو ہیلی کاپٹر پر ادھر ادھر گشت لگاتی رہی جبکہ یہ پاکیشیا ایجنٹ اس دوران یہاں پہنچ گئے اگر مشین نے ان کی آمد کا کاشن بھی دیا ہو گا تو چونکہ وہ غار میں موجود نہ تھی اس لئے کاشن کون سنتا ادھر جوڈی اور کلائیڈ چونکہ ساری رات جاگتے رہے تھے اس لئے ظاہر ہے کہ وہ غار میں جاتے ہی گہری نیند سو گئے ہوں گے۔ اس طرح ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے میدان کھلا رہ گیا۔ انہوں نے جوڈی اور کلائیڈ کو ہلاک کیا اور پھر خود اس کے انتظار میں غار میں چھپ گئے۔ چنانچہ جیسے ہی وہ غار میں داخل ہوئی اسے پہلے اٹھا کو پٹخا گیا اور پھر پسلیوں پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا گیا اور اب وہ یقیناً اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کرنے والے تھے جو اس نے ان کے ساتھ کرنے کی کوشش کی تھی۔

''اوہ اوہ۔ مجھ سے واقعی حماقت ہوئی ہے۔ مجھے اس طرح ان کے لئے ہر چیز کھلی چھوڑ کر نہ جانا چاہئے تھا۔ کم از کم میں غار کا



دہانہ ہی بند کر دیتی تو وہ غار میں نہ چھپ سکتے اور پھر وہ اسے واپسی پر یقیناً ہیلی کاپٹر سے ہی نظر آ جاتے لیکن ظاہر ہے اب پچھتانے کا کوئی فائدہ نہ تھا اب تو اسے فوری طور پر اپنی جان بچانے کی کوئی ترکیب سوچنی تھی لیکن جس پوزیشن میں اسے باندھا گیا تھا۔ اس کے آزاد ہو جانے کا کوئی سکوپ ہی باقی نہ رہا تھا۔ وہ کافی دیر تک سوچتی رہی لیکن جب کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آئی تو بے چارگی اور بے بسی کی وجہ سے اس نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں لیکن پھر قدموں کی آوازیں سن کر اس نے آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے اس کے ذہن کے ساتھ ساتھ اس کے جسم کو بھی حیرت کا شدید ترین جھٹکا لگا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا لیکن حقیقت بہرحال حقیقت تھی۔

غار میں سے کرنل ڈیوڈ باہر نکل کر اس کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا اور اسے دیکھ کر حیرت کی شدت سے وہ بت بن کر رہ گئی وہ تصور بھی نہ کر سکتی تھی کہ جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ یہاں پہنچے گا اور اسے اس حالت میں دیکھے گا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب تم اور یہاں''...... بلیک کیٹ نے کرنل ڈیوڈ کے قریب پہنچتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں مادام بلیک کیٹ میں کرنل ڈیوڈ ہی ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی طنز بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ لیکن تت۔ تت۔ تم یہاں کیسے پہنچے اور وہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہیں'' ...... بلیک کیٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور ان کی لاشیں اسی غار میں پڑی ہیں جس میں تم نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے'' ...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ مم مم۔ مگر یہ سب یہ کیسے ہو گیا'' ...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''دیکھ لو'' ...... کرنل ڈیوڈ نے مسکرا کر کہا۔

''ہونہہ۔ تو مجھے اس طرح کیوں باندھا گیا ہے۔ مجھے کھول دو'' ...... بلیک کیٹ کا ذہن ابھی تک جھٹکوں کی زد میں تھا۔

''سوری مادام بلیک کیٹ۔ میں پہلے ٹرانسمیٹر پر پرائم منسٹر سے بات کروں گا۔ تاکہ وہ تمہارے باپ اینڈرل کے ساتھ یہاں آ کر کیٹ ایجنسی کی چیف کی حالت دیکھیں جسے پاکیشیائی ایجنٹ زندہ جلانے کا منصوبہ بنا چکے تھے اور اگر میں یہاں نہ پہنچتا تو اب تک تمہارا یہ خوبصورت جسم شعلوں کی لپیٹ میں ہوتا۔ تمہاری حالت دیکھ کر انہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ تمہاری کارکردگی کیا ہے۔ ان کے آنے تک تمہیں بہرحال اسی طرح رہنا پڑے گا'' ...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''مم۔ مم۔ مگر تم یہاں اچانک پہنچ کیسے گئے۔ تم تو عمران کے پیچھے گئے تھے'' ...... بلیک کیٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔



''ہاں۔ میں تمہیں یہ خوشخبری بھی سنا دوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی میں ساتھ لے آیا ہوں میں یہاں آیا بھی اسی لئے تھا تاکہ تمہیں یہ لاشیں دکھا سکوں لیکن یہاں پہنچتے ہی وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہم پر چڑھ دوڑے۔ ہمارا ان سے زبردست مقابلہ ہوا میرے چھ ساتھی مارے گئے لیکن وہ چاروں بھی بہرحال ختم ہو گئے اور اب میں یہاں اکیلا رہ گیا ہوں۔ اب پرائم منسٹر صاحب یہاں آ کر دیکھیں گے کہ آخری فتح کس کا مقدر بنی ہے۔ کرنل ڈیوڈ کی یا کیٹ ایجنسی کی چیف مادام بلیک کیٹ کی جو انتہائی تحقیرانہ، لاچاری اور بے بسی کی حالت میں بندھی ہوئی ہے۔ فکر نہ کرو۔ زیادہ نہیں بس دو تین گھنٹوں تک ہی تمہیں اسی حالت میں رہنا ہو گا۔ اس کے بعد وزیر اعظم صاحب اپنے ہاتھوں سے تمہیں اس حالت سے نجات دلائیں گے'' ...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس غار کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک کیٹ غصے اور بے چارگی کے عالم میں اسے آوازیں دیتی رہ گئی لیکن کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور غار میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے غائب ہو گیا اور بلیک کیٹ کو اپنی تحقیر، لاچاری اور بے بسی پر بے اختیار رونا آ گیا۔

''ہونہہ۔ اس سے تو بہتر تھا کہ میں فلاسٹر کے ساتھ وہیں مر جاتی۔ کرنل ڈیوڈ نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ اسے اس کا حساب دینا ہو گا۔ میں اس کی بوٹیاں نوچ لوں گی۔ اسے زندہ جلا

دوں گی۔ اسے اب میرے ہاتھوں مرنا ہی ہو گا۔ ہر حال میں اور ہر صورت میں''...... بلیک کیٹ نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا لیکن وہ بندھی ہوئی تھی اس لئے فی الحال وہ کرنل ڈیوڈ کے خلاف کچھ نہ کر سکتی تھی۔ وہ تلملاتی رہ گئی اور پھر اس نے انتہائی بے بسی کے عالم میں آنکھیں بند کر لیں۔



سیاہ بچھو مر چکا تھا جس کے ساتھ مل کر وہ بلیک کیٹ کے اڈے کو تلاش کر سکتے تھے۔ انہیں وہاں اسلحہ تو مل گیا تھا لیکن سیاہ بچھو کے مرنے کی وجہ سے وہ خود بلیک کیٹ کے اڈے کو خود تلاش نہ کر سکتے تھے۔

''اب کیا کریں۔ کہاں تلاش کریں بلیک کیٹ کے اڈے کو''......تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں اب ہمیں بلیک کیٹ کے اڈے کو بھول جانا چاہئے''...... خاور نے کہا۔

''وہ کیوں''......تنویر نے کہا۔

''بلیک کیٹ کی بجائے ہمیں اپنی ساری توجہ ڈاماری پہاڑی کی طرف رکھنی چاہئے اور نقشہ میرے ذہن میں ہے ہم بہرحال اس ڈاماری پہاڑی تک تو پہنچ ہی جائیں گے''...... خاور نے کہا۔

''نہیں۔ یہ مشکل ہو گا۔ جب تک راستے میں موجود بلیک کیٹ

اور اس کے گروپ کا خاتمہ نہ ہو جائے ہمارے لئے آگے بڑھنا آسان نہیں ہو گا۔ اس لئے سب سے پہلے ہمیں یہی کام سرانجام دینا ہو گا۔ ویسے بھی ہمیں بلیک کیٹ اور اس کے گروپ کے خاتمے کا مشن ہی دیا ہے۔ ڈاماری پہاڑی والا مشن تو عمران کے ذمے لگایا گیا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو نعمانی۔ لیکن مسئلہ تو وہی ہے کہ اس بلیک کیٹ کا اڈہ کیسے تلاش کیا جائے۔ جبکہ وہ اب لازماً دوسرے آدمیوں کے ساتھ ہمیں ٹریس کر کے ہمارا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گی''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ایک چھجے دار چٹان کے نیچے ایک چھوٹی سی غار میں بیٹھے ہوئے تھے۔

''مجھے یقین ہے کہ اس بلیک کیٹ کا اڈہ ڈاماری پہاڑی کی طرف ہی ہو گا۔ اس لئے ہم ٹارگٹ تو ڈاماری پہاڑی رکھیں لیکن ہر لمحہ پوری طرح ہوشیار ہیں۔ بس یہی ایک صورت ہو سکتی ہے''...... خاور نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ پھر یہاں سے چلیں۔ یہاں بیٹھے بیٹھے تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اب ہم سب ایک دوسرے سے علیحدہ رہ کر آگے بڑھیں گے۔ جھینگر کی آواز ہمارے درمیان رابطے کا کام کرے گی تاکہ کوئی ساتھی بچھڑ کر کہیں دور نکل جائے۔ خطرے کی صورت میں پہاڑی کوے کی آواز کا کاشن ہو گا۔ سمجھ گئے''...... تنویر نے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ سب سر



ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''اس طرح سے ایک ایک کر کے علیحدہ چلنے کی بجائے ہمیں دو دو کے گروپ میں چلنا چاہئے۔ اس طرح کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں دوسرا ساتھی صورتحال کو سنبھال سکتا ہے''...... خاور نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ ٹھیک ہے تو چوہان میرے ساتھ رہے گا اور نعمانی تمہارے ساتھ''...... تنویر نے فوراً ہی گروپ بناتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔ پھر اس جگہ سے نکلنے کے بعد خاور اور نعمانی ایک طرف کو نکل گئے جبکہ تنویر اور چوہان سیدھے آگے کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ سارا دن مسلسل پہاڑی راستوں پر سفر کرتے رہے لیکن نہ ہی انہیں کوئی آدمی ملا اور نہ ہی کوئی ہیلی کاپٹر فضا میں اڑتا نظر آیا۔

''اوہ اوہ۔ وہ دیکھو۔ وہ سامنے روشنیاں دکھائی دے رہی ہیں''...... اچانک تنویر نے دور گہرائی میں کئی جگنوؤں کو چمکتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

''روشنیاں کسی پہاڑی آبادی کی ہیں۔ ہمیں یہاں جانا چاہئے۔ رات کے وقت ہم ان پہاڑی علاقوں میں اپنا سفر جاری نہیں رکھ سکتے۔ اگر ہم اس آبادی میں رات گزاریں تو صبح روشنی ہوتے ہی ہم آسانی سے آگے بڑھ سکیں گے۔ رات کے وقت اگر ہم نے روشنی کی اور اسی طرح سے آگے بڑھتے رہے تو روشنی کی وجہ سے ہم

دور سے فوراً ہی چیک کر لئے جائیں گے اور اندھیرے میں کہیں سے بھی آنے والی گولی ہمیں آسانی سے چاٹ سکتی ہے''...... چوہان نے کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا پھر اس نے ایک اونچی چٹان پر چڑھ کر زور زور سے پہاڑی کوے جیسی آواز نکالنی شروع کر دی۔

وہ رک رک کر کافی دیر تک آوازیں نکالتا رہا پھر انہیں دور سے ویسی ہی آواز سنائی دی اور تھوڑی دیر بعد خاور اور نعمانی انہیں ایک چٹان کے پیچھے سے نکل کر آتے دکھائی دیئے۔

''کیا بات ہے۔ تم نے خطرے کا کاشن دیا ہے''...... خاور نے قریب آ کر حیرت بھرے لہجے میں تنویر سے پوچھا اور تنویر نے انہیں روشنیوں کے ساتھ ساتھ چوہان کی تجویز بھی بتا دی۔

''لیکن ہو سکتا ہے اس آبادی میں بلیک کیٹ نے کوئی آدمی چھوڑ رکھا ہو جو ان کا مخبر ہو''...... نعمانی نے کہا۔

''پھر کیا ہوا۔ اس طرح اور زیادہ آسانی ہو جائے گی۔ وہی مخبر ہمیں بلیک کیٹ تک پہنچا دے گا۔ اب ہم ایک مخبر کے ہاتھوں تو مارے جانے سے رہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ٹھیک ہے آؤ پھر۔ آبادی کافی دور ہے۔ وہاں تک پہنچتے پہنچتے رات گہری ہو جائے گی''...... خاور نے کہا اور پھر وہ چاروں تیزی سے اس آبادی کی طرف روانہ ہو گئے اور پھر واقعی تقریباً



آدھی رات کے وقت وہ آبادی کی حدود میں داخل ہوئے ایک پختہ سا مکان انہیں آبادی سے ذرا ہٹ کر ایک پہاڑی ڈھلوان پر بنا ہوا دکھائی دیا۔ مکان کی کھڑکیاں روشن تھیں۔

''اس مکان کی طرف چلو۔ یہ سائیڈ پر ہے اور دوسرے مکانوں سے الگ تھلگ ہے۔ یہی ہمارے لئے بہترین پناہ گاہ ثابت ہو گا''...... تنویر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے تھوڑی دیر بعد وہ مکان کے صدر دروازے پر پہنچ چکے تھے جو بند تھا۔ تنویر نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر موجود کنڈی زور سے کھٹکھٹائی۔

''کون ہے باہر''...... چند لمحوں کے بعد دروازے کے اندر سے کسی بوڑھی عورت کی آواز سنائی دی۔

''مسافر ہیں اماں جی''...... تنویر نے مقامی زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک بوڑھی مقامی عورت کھڑی تھی جس کے جسم پر خاصا قیمتی لباس تھا لیکن لباس کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ خاصا پرانا ہو چکا ہے۔

''اماں جی۔ ہم مسافر ہیں راستہ بھٹک کر ادھر آ نکلے ہیں کیا آپ ہمیں اندر آنے کا نہیں کہیں گی''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ کیوں نہیں۔ آؤ۔ اندر آ جاؤ''...... بوڑھی عورت نے مسکرا کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور تنویر اور اس کے ساتھی

اندر داخل ہو گئے۔

''کون آیا ہے ماں جی''...... اسی لمحے ایک دروازے کے پیچھے سے کسی نوجوان لڑکی کی آواز سنائی دی۔

''چند مسافر آئے ہیں بیٹی''...... اس بوڑھی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چاروں کرسیوں پر بیٹھتے ایک لڑکی اندر داخل ہوئی اور وہ چاروں اس کا لباس دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے۔ لڑکی نے جینز کی پتلون اور چمڑے کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ گو اس کا چہرہ اور رنگ و روپ مقامی تھا لیکن بالوں کی تراش خراش، لباس اور چال ڈھال سے وہ یورپی لڑکی لگتی تھی۔

''ہیلو۔ میرا نام ڈارلی ہے''...... اس لڑکی نے کہا۔

''ہیلو''...... انہوں نے ایک ساتھ کہا۔

'' آپ حضرات کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں''...... لڑکی نے اندر آ کر انتہائی بے باکانہ لہجے میں کہا۔

''یہ میری بیٹی ہے۔ اس کا نام ڈارلین ہے اور یہ گریٹ لینڈ میں پڑھتی رہی ہے ایک ماہ پہلے واپس آئی ہے اور اب اپنے آپ کو ڈارلی کہلاتی ہے''...... اس بوڑھی عورت نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ لڑکی کے لباس اور اس کے بے باکانہ انداز پر شرمندہ ہو رہی ہے۔

''میرا نام لوکس ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ جارج، آسٹم اور گریگ''...... تنویر نے مقامی نام بتاتے ہوئے کہا۔



''ٹھیک ہے۔ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں''...... ڈارلی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انہیں غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں آپ لوگوں کے لئے کھانا تیار کرتی ہوں آپ اس دوران ڈارلین سے باتیں کریں''...... بوڑھی عورت نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی وہ اس کمرے سے باہر نکل گئی۔

''ہم بہت دور سے آئے ہیں۔ راستے میں ہمارے خچر مر گئے تو ہمیں پیدل چلنا پڑا۔ ہم نے ڈاماری پہاڑی کے قریب ایک قصبے میں جانا ہے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مسٹر لوکس۔ اگر میں کچھ باتیں آپ سے متعلق کروں تو امید ہے آپ ناراض نہ ہوں گے''...... ڈارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیسی باتیں''...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔ باقی ساتھی بھی چونک کر ڈارلی کی طرف دیکھنے لگے۔

''ایک بات تو یہ کہ آپ چاروں میک اپ میں ہیں۔ دوسری بات یہ کہ آپ مقامی نہیں ہیں بلکہ غیر ملکی ہیں اور میرا اندازہ ہے کہ آپ پاکیشیائی ہیں اور تیسری بات یہ کہ آپ چاروں یہودی نہیں بلکہ مسلمان ہیں اور آخری بات یہ کہ آپ مسافر نہیں ہیں بلکہ آپ کا تعلق کسی خفیہ ایجنسی سے ہے اور آپ کسی خاص مشن پر جا رہے ہیں''...... ڈارلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر سمیت سب

ساتھیوں کے چہروں پر شدید حیرت تاثرات ابھر آئے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ مس ڈارلین یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں''۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

''آپ جس انداز میں چونکے ہیں اس سے میری بات کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ میں نے جو کہا ہے وہ درست ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میں بھی مسلمان ہوں۔ اس لئے میں نے ڈارلین کی بجائے ڈارلی نام رکھا ہوا ہے اور آخری بات یہ بھی بتا دوں کہ گریٹ لینڈ میں مسلمانوں نے ایک خفیہ تنظیم بنا رکھی ہے جس کا کوڈ نام ڈارک مون ہے۔ اور میں ڈارک مون کی ڈپٹی چیف ہوں میری ماں انتہائی پرانے خیالات کی اور کٹر یہودی ہیں اور میں اپنی ماں کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ اس لئے میں نے ماں کو یہ نہیں بتایا کہ میں مسلمان ہو چکی ہوں اور میرے والد میرے بچپن میں ہی فوت ہو چکے ہیں۔ وہ یہاں کے سردار تھے۔ چنانچہ اب میری ماں یہاں کی سردارنی ہے اور ماں کا یہاں بھیڑیں پالنے کا ایک بڑا فارم ہے''...... ڈارلی مسلسل بولے چلی جا رہی تھی اور وہ چاروں حیرت سے اس بے باک لڑکی کی شکل دیکھ رہے تھے۔

''لیکن تمہارا نام اور خاص طور پر تمہارا لباس تو بتا رہا ہے کہ تم مسلمان نہیں ہو''...... خاور نے کہا اور ڈارلی بے اختیار ہنس پڑی۔

''یہ سمجھ لیں کہ ایسا کرنا میری مجبوری ہے''...... ڈارلی نے کہا۔

''کیسی مجبوری''...... خاور نے کہا۔



''تاکہ یہاں کے لوگوں پر رعب پڑ سکے کہ میں گریٹ لینڈ میں رہتی ہوں اس لئے میں نے نام بھی ڈارلین سے ڈارلی رکھا ہے تاکہ کسی کو شک نہ ہو سکے اور میرے خیال میں ڈارلی یہودیوں والا نام نہیں ہے۔ عام اور بالکل سادا سا نام ہے۔ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا''...... ڈارلی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بہرحال ڈارلی صاحبہ۔ ہمیں افسوس ہے کہ تمہارے سارے اندازے یکسر غلط ہیں۔ نہ ہم میک اپ میں ہیں اور نہ ہی ہمارا کسی مسلم تنظیم سے کوئی تعلق ہے۔ ہم واقعی مسافر ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ اس کا مطلب کہ تم مجھے چیلنج کر رہے ہو کہ میں تمہیں دلائل سے قائل کروں۔ ٹھیک ہے تو سنو۔ میں نے میک اپ کے فن میں کافی ریسرچ کی ہوئی ہے اور میں دعویٰ سے کہہ سکتی ہوں کہ تمہارے چہروں پر سلک ایل ڈی فارمولے والا میک اپ ہے۔ یہ عرف عام میں سافٹ میک اپ کہلاتا ہے اور صرف نمک ملے پانی سے صاف ہوتا ہے۔ سادہ پانی بھی اس پر کوئی اثر نہیں کرتا۔ اگر تم اب بھی نہ مانو تو میں پانی میں نمک ملا کر لے آتی ہوں۔ ابھی تمہارا میک اپ صاف ہو جائے گا اور جہاں تک تمہارے مسلمان ہونے کا تعلق ہے تو اس کی دلیل یہ ہے کہ تم جس انداز میں کرسیوں پر بیٹھے ہو یہ بالکل مسلمانوں والا سٹائل ہے۔ یہودی بھی اس انداز میں نہیں بیٹھتے۔ ان کا انداز یکسر مختلف ہوتا ہے۔

مسلمان ہمیشہ کھلے انداز میں بیٹھتا ہے جبکہ یہودی فطری طور پر سمٹ کر بیٹھتا ہے میں کیمرج میں نفسیات ہی پڑھتی رہی ہوں۔ جہاں تک تمہارے پاکیشیائی ہونے کا تعلق ہے تو تم نے جس انداز میں آ کر دروازہ کھٹکھٹایا ہے اور اپنے آپ کو مسافر کہا ہے یہ خالصتاً پاکیشیائی انداز ہے ورنہ یہودی دستک دینے کی بجائے گھنٹی بجانا پسند کرتے ہیں دستک کبھی نہیں دیتے اور جہاں تک یہ بات کہ تمہارا تعلق خفیہ ایجنسی سے ہے تو یہ تمہارے قدوقامت، چال ڈھال، چہرے اور آنکھوں کے تاثرات سے نمایاں ہے۔ اب بولو کیا میں غلط کہہ رہی ہوں“...... ڈارلی واقعی ان کے تصور سے بھی زیادہ تیز ثابت ہو رہی تھی۔

”آ جاؤ بیٹو۔ کھانا تیار ہے“...... اسی لمحے اندر سے بوڑھی عورت کی آواز سنائی دی۔

”آئیں کھانا کھا لیں۔ باتیں پھر بھی ہوتی رہیں گی“...... ڈارلی نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا اور تنویر خاموشی سے اٹھ کھڑا ہوا کھانا واقعی خاصا لذیذ تھا اور چونکہ انہیں بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے انہوں نے واقعی ڈٹ کر کھانا کھایا۔

”اب آپ جا کر سو جائیں۔ ہم ابھی باتیں کریں گے۔ البتہ آپ بڑے کمرے میں ان کے لئے بستر لگا دیں“...... کھانا کھانے کے بعد ڈارلی نے اپنی ماں سے کہا اور وہ خاموشی سے اٹھی اور ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔



”اگر آپ تھکے ہوئے ہوں تو ٹھیک ہے۔ میں آپ کو بڑا کمرہ دکھا دیتی ہوں جہاں آپ کے لئے بستر لگ جائیں گے لیکن اگر آپ تھکے ہوئے نہ ہوں تو میں آپ کو یہ بھی بتا سکتی ہوں کہ آپ کو اسرائیلی کیٹ ایجنسی کی سربراہ مادام بلیک کیٹ اور اس کے گروپ کی تلاش ہے“...... ڈارلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب اس بار بری طرح چونک پڑے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ڈارلی یہ بات کر دے گی۔

”کیا۔ کیا مطلب کس بلیک کیٹ کی بات کر رہی ہیں آپ“...... تنویر نے چونک کر کہا۔

”اسی مادام بلیک کیٹ کی جو کیٹ ایجنسی کی سربراہ ہے۔ مسٹر تنویر عرف لوکس“...... ڈارلی نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر اپنا نام اس لڑکی کے منہ سے سن کر بے اختیار اچھل پڑا اور ڈارلی اس طرح کھلکھلا کر ہنس پڑی جیسے بچے کسی دلچسپ شرارت پر ہنستے ہیں۔

”ارے ارے۔ ایسے نہ اچھلیں۔ گر گئے تو چوٹ لگ جائے گی۔ آپ لوگ بیٹھیں۔ میں آپ کو ایک ٹیپ سنواتی ہوں اس سے یقیناً آپ کی حیرت دور ہو جائے گی“...... ڈارلی نے کہا اور اٹھ کر دوڑتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئی اور وہ چاروں بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ لڑکی ہے یا بدروح جو ہمارے بارے میں سب کچھ جانتی ہے“...... تنویر نے آنکھیں پھاڑتے

ہوئے کہا۔

’’مجھے تو آفت کی پرکالہ لگتی ہے‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’آفت کی پرکالہ نہیں شیطان کی نانی کہو‘‘...... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ آفت کی پرکالہ ہی ٹھیک ہے اور میرے خیال میں اس لڑکی کی مدد حاصل کر لینی چاہئے۔ یہ آفت کی پرکالہ نجانے کس طرح سب کچھ جانتی ہے‘‘...... خاور نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد ڈارلی ایک جدید قسم کا ٹیپ ریکارڈر اٹھائے اندر داخل ہوئی اور اس نے مسکراتے ہوئے ٹیپ آن کر دیا اور پھر جیسے ہی ٹیپ میں سے آوازیں نکلیں وہ چاروں بری طرح چونک پڑے کیونکہ یہ ان کے درمیان ہونے والی ان باتوں کی ٹیپ تھی جو انہوں نے اس چھجے دار چٹان کے نیچے موجود اس چھوٹی سی غار میں بیٹھ کر کی تھیں اور یہاں انہوں نے کھل کر بلیک کیٹ اور اس کے اڈے اور اپنے بارے میں باتیں کی تھیں۔

’’اب تو میرے خیال میں کوئی شک نہ رہ گیا ہو گا۔ اس لئے آپ کی حیرت ختم ہو جانی چاہئے اور آپ کو میری باتوں پر یقین بھی کر لینا چاہئے‘‘...... ڈارلی نے ہنستے ہوئے کہا اور ٹیپ بند کر دیا۔

’’آخر تم نے یہ باتیں کیسے ٹیپ کی ہیں‘‘...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔



’’سچ میں بتا دوں‘‘...... ڈارلی ہنستے ہوئے کہا۔

’’ہاں بتاؤ‘‘...... تنویر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

’’میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں ڈارک مون کی ڈپٹی چیف ہوں ڈارک مون کی کارکردگی کا دائرہ گو بے حد محدود ہے اور ہم صرف ان یہودیوں اور دوسرے افراد کا کھوج لگاتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف شدید نفرت رکھنے کی وجہ سے اکثر گریٹ لینڈ میں مسلمانوں کو قتل کر دیتے ہیں یا ان کے گھر جلا دیتے ہیں لیکن میں نے جاسوسی کے میدان میں ذاتی شوق کی بنا پر بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ اس لئے ایسی چیزیں اکثر میرے لباس میں رہتی ہیں۔ یہ سب پہاڑیاں میری دیکھی بھالی ہوئی ہیں۔ کیونکہ میں یہیں پیدا ہوئی ہوں اور یہیں پل کر جوان ہوئی ہوں۔ اس لئے میں خود کو ان پہاڑیوں کی بیٹی کہتی ہوں۔ بہرحال میں ان پہاڑیوں میں گھومتی پھر رہی تھی کہ میں نے ایک ہیلی کاپٹر کو دور پہاڑیوں میں اترتے دیکھ لیا۔ میں بڑی حیران ہوئی کہ ان ویران پہاڑیوں میں ہیلی کاپٹر کیوں اترا ہے۔ چنانچہ تجسس کی وجہ سے میں اس طرف چل پڑی۔ فاصلہ کافی تھا لیکن میں ایسے راستوں سے واقف ہوں جن کی مدد سے میں عام لوگوں کی نسبت زیادہ جلدی وہاں پہنچ گئی اور پھر میں نے وہاں ایک حیرت انگیز منظر دیکھا۔ تم چاروں رسیوں سے چٹانوں سے بندھے ہوئے تھے اور ایک آدمی کو زندہ جلایا جا رہا تھا ایک عورت اور تین مرد یہ کام کر رہے تھے پھر اس سے پہلے

کہ میں کچھ کرتی۔ اس عورت نے تمہیں آگ لگانے کی کوشش کی اور پھر......'' ڈارلی نے خاور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خاور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیئے۔

''پھر تم نے واقعی کمال جرأت اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور رسیاں توڑ کر تم نے اس عورت پر چھلانگ لگا دی تم اسے ساتھ لے کر زمین پر رول ہوتے چلے گئے۔ اس کے بعد تم نے ان کا مقابلہ کیا اور آخر کار تم نے اس عورت کے علاوہ باقی تینوں کو ختم کر دیا لیکن وہ عورت فرار ہو گئی۔ تم اس کے پیچھے بھاگے لیکن تم اسے پکڑ نہ سکے کیونکہ وہ ہیلی کاپٹر پر چلی گئی تھی۔ اس کے بعد تم نے واپس آ کر اپنے ان ساتھیوں کو رہا کیا پھر تم کچھ دور ایک بڑے غار میں چلے گئے۔ اس کے بعد تم وہاں سے نکلے اور اس طرف کو آنے لگے جدھر میں چھپی بیٹھی تھی۔ میں تمہارا انداز دیکھ کر ہی سمجھ گئی کہ تم اس غار میں آؤ گے جہاں میں موجود تھی میرا تجسس انتہا پر پہنچ گیا تھا۔ چنانچہ میں نے وہاں سپیشل وائی فائی ڈکٹا فون لگایا اور وہاں سے ہٹ کر کچھ دور ایک اور غار میں آ گئی۔ وائی فائی ڈکٹا فون کی وجہ سے میں نے نہ صرف تمہاری ساری باتیں سنیں بلکہ تمہاری یہ باتیں میرے پاس ٹیپ بھی ہو گئیں اس کے بعد تم وہاں سے نکل کر آگے بڑھ گئے۔ میں تمہارے پیچھے چلتی رہی تمہارا انداز بتا رہا تھا کہ تم ان راستوں سے قطعی ناواقف ہو۔ چنانچہ میں سمجھ گئی کہ تم رات پڑنے تک زیادہ سے زیادہ اسی بستی تک ہی پہنچو گے اور پھ



یہیں کہیں کسی غار میں رات گزار دو گے اور صبح آگے جاؤ گے۔ چنانچہ میں اپنے گھر آ گئی تاکہ آرام کر کے صبح پھر تمہارے تعاقب میں جا سکوں اور اب یہ اتفاق ہے کہ تم خود ہی میرے گھر میں آ گئے''...... ڈارلی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم نے تو پہلے نفسیاتی دلائل دیئے تھے حالانکہ اس ٹیپ کے سننے کے بعد تمہیں ویسے ہی سب کچھ معلوم تھا''...... اس بار تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں مجھے معلوم تھا لیکن میں اس وقت یہ فیصلہ نہ کر سکی تھی کہ تمہارے متعلق میرا آئندہ اقدام کیا ہونا چاہئے۔ کیا میں تمہاری مدد کروں یا تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں اور پھر کھانا کھاتے ہوئے میں نے ایک فیصلہ کر لیا ہے کہ میں تمہاری مدد کروں گی اس لئے کہ تم مسلمان ہو اور میں بھی مسلمان ہو چکی ہوں اس کے ساتھ ساتھ مجھے ان صاحب کی جن کا نام میرے خیال میں خاور ہے، جرأت، بہادری، حوصلہ اور ذہانت پسند آئی ہے''...... ڈارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ڈاماری پہاڑی پر اسرائیل نے ایک خفیہ لیبارٹری بنائی ہے جس میں ایسا ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے۔ جو پاکیشیا کے لاکھوں بے گناہ افراد کو ایک لمحے میں ہلاک کر سکتا ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے جبکہ اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کیٹ ایجنسی کو اس طرف تعینات کیا گیا ہے۔ جس کی سربراہ مادام بلیک کیٹ

ہے۔ وہی مادام بلیک کیٹ جس نے ہمیں زندہ جلانے کی کوشش کی تھی۔ ہم اس کا مین اڈہ تلاش کر کے اس کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہم ڈاماری پہاڑی تک پہنچ سکیں''...... خاور نے اصل بات بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ عورت واقعی انتہائی بے رحم اور سفاک ہے۔ اس نے جس سرد مہرانہ انداز میں ایک آدمی کو زندہ جلا دیا اور تمہیں جلانے کی کوشش کی اس سے مجھے اس سے شدید نفرت ہوگئی ہے۔ میں صبح تمہارے ساتھ چلوں گی اور تم دیکھنا کہ میں اسے کس طرح آسانی سے تلاش کر لیتی ہوں۔ آؤ اب میں تمہیں بڑا کمرہ دکھا دوں تاکہ تم سب آرام کر سکو''...... ڈارلی نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ انہیں ایک بڑے کمرے میں چھوڑ گئی۔ جہاں ایک قالین پر چار بستر بچھے ہوئے تھے شاید یہ بستر ڈارلی کی ماں نے بچھائے تھے۔ ڈارلی انہیں وہاں چھوڑ کر واپس چلی گئی۔ چونکہ وہ سارا دن پیدل چل چل کر بری طرح تھکے ہوئے تھے اور پھر انہوں نے کھانا بھی ڈٹ کر کھایا تھا اس لئے انہیں جلد ہی نیند نے آلیا۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز نے انہیں جگا دیا۔ کیونکہ دروازے پرانے زمانے کے تھے اور اس کے کھلنے اور بند ہونے سے خاصی آواز پیدا ہوتی تھی۔

''اٹھیں۔ غسل کا سامان اور ناشتہ تیار ہے''...... ڈارلی نے کمرے میں داخل ہو کر کہا وہ اس وقت بھی اسی لباس میں تھی جو اس نے رات کو پہن رکھا تھا اور اس کا چہرہ اور بال بتا رہے تھے



کہ وہ غسل وغیرہ کر کے تیار ہو چکی ہے۔ تنویر اور اس کے ساتھیوں نے غسل خانے میں جا کر غسل کیا اور پھر وہ ناشتے کی میز کے گرد پہنچ گئے۔ ڈارلی اور اس کی ماں پہلے سے وہاں موجود تھیں۔

''آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے ہماری اس طرح مہمان نوازی کی ہے''...... خاور نے ڈارلی کی ماں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اس میں شکریہ والی کوئی بات نہیں ہے بیٹا۔ ڈارلی تو اب آئی ہے ورنہ میں یہاں ایک ملازمہ کے ساتھ اکیلی رہتی ہوں۔ تمہارے آنے سے تو مجھے گھر میں رونق محسوس ہونے لگی ہے''...... ڈارلی کی ماں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب مسکرا دیئے۔ ناشتے کے بعد انہوں نے ڈارلی کی ماں سے اجازت لی اور اپنا سامان اٹھا کر گھر سے باہر آ گئے۔ ڈارلی بھی ان کے ہمراہ تھی۔

''آپ لوگوں کو شاید یقین نہ آئے لیکن یہ سچ ہے کہ رات کو میں جا کر مادام بلیک کیٹ اور اس کا اڈہ دیکھ آئی ہوں۔ اس کے ساتھ دو آدمی ہیں۔ ایک ہیلی کاپٹر کے پاس پہرہ دے رہا تھا اور دوسرا ایک اونچی چٹان پر چڑھا ہوا تھا۔ وہاں ایک چٹان پر ایک کیمرہ نما مشین بھی لگی ہوئی ہے۔ جو مسلسل گھوم رہی ہے اس مشین سے باقاعدہ علاقے کی چیکنگ کی جاتی ہے''...... ڈارلی نے باہر آتے ہی کہا اور وہ سب اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ ڈارلی ان کی توقع سے کہیں زیادہ تیزی دکھا رہی تھی۔

''اوہ تب تو انہوں نے تمہیں چیک کر لیا ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ

وہ تمہارے پیچھے بھی آئے ہوں''...... تنویر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔تم نے مجھے احمق سمجھ رکھا ہے کیا۔ میں یہاں کے ایک ایک پتھر ایک ایک چٹان اور ایک ایک راستے سے واقف ہوں میں اس راستے سے وہاں پہنچی تھی کہ مشین مجھے چیک ہی نہیں کر سکتی تھی۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ اکیلی ہی ان کا خاتمہ کر دوں لیکن پھر میں اس لئے رک گئی کہ شاید تم لوگوں نے ان سے کوئی پوچھ گچھ کرنی ہو''...... ڈارلی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا پھر وہ سب ڈارلی کی رہنمائی میں قدرتی سرنگوں اور کریکوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔تقریباً دو گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ڈارلی نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور وہ سب رک گئے۔

''آپ لوگ یہاں رکیں میں آگے جا کر چیکنگ کرتی ہوں کہ اس وقت کیا صورتحال ہے کیونکہ آگے جس سرنگ سے گزرنا ہو گا وہ اس قدر تنگ ہے کہ تم میں سے کوئی بھی نہ گزر سکے گا''...... ڈارلی نے کہا اور پھر تیزی سے اس کریک میں جہاں سے وہ گزر رہے تھے دوڑتی ہوئی کچھ دور ایک غار کے دہانے میں داخل ہو کر غائب ہو گئی۔ کریک کی سائیڈوں پر اس قدر اونچی پہاڑیاں تھیں کہ اوپر آسمان ایک پٹی کی صورت میں ہی نظر آ رہا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسی غار کے دہانے سے ڈارلی باہر آئی اس کے لباس پر



گرد و غبار کی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ جیسے وہ کسی جگہ زمین پر گھسٹ گھسٹ کر چلتی رہی ہو۔

''وہاں مطلع صاف ہے۔ غار کا دہانہ کھلا ہوا ہے اندر سامان کے بڑے بڑے تھیلے، مشینیں اور ایک فولڈنگ بستر موجود ہے۔ ساتھ والی غار میں وہی دو آدمی گہری نیند سوئے ہوئے ہیں اور وہ مادام بلیک کیٹ اور ہیلی کاپٹر غائب ہے''...... ڈارلی نے جلدی جلدی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ صبح ہوتے ہی ہماری تلاش کے لئے گئی ہو گی آؤ یہ موقع غنیمت ہے''...... خاور نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن اس سرنگ سے تو ہم گزر نہیں سکتے پھر ہمیں کھلی جگہ پر سے گزرنا ہو گا اور وہ مشین''...... تنویر نے کہا۔

''جب وہاں مشین کو چیک کرنے والا کوئی نہیں ہے تو خالی مشین ہمارا کیا بگاڑے گی البتہ ہمیں اس ہیلی کاپٹر کا خیال رکھنا ہو گا''...... خاور نے کہا اور اس کے بعد وہ ڈارلی کی رہنمائی میں تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ کریک کے اختتام پر وہ ایک پہاڑی پر چڑھے اور پھر چٹانیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے تھے جہاں کا ماحول بتا رہا تھا کہ وہاں انسان رہتے ہیں۔

''ڈارلی وہ غار کہاں ہے۔ جہاں تم نے ان دو آدمیوں کو دیکھا ہے''...... تنویر نے سرگوشی کے سے انداز میں ڈارلی سے مخاطب ہو

Pakistanipoint
Waqar
Azeem

کر پوچھا اور ڈارلی نے ایک طرف غار کے دہانے کی طرف اشارہ کر دیا۔ تنویر مشین گن ہاتھ میں پکڑے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا اس غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ باقی ساتھی ڈارلی کے ساتھ دوسری غار کی طرف بڑھے۔ جس کا دہانہ کافی بڑا تھا۔

تنویر دوڑتا ہوا غار میں داخل ہوا تو وہاں واقعی دو آدمی گہری نیند سو رہے تھے۔ وہاں بند ڈبوں میں کھانے پینے کے سامان کا بھی کافی بڑا ڈھیر موجود تھا اور ایک طرف کیروسین آئل کے بڑے بڑے کین بھی پڑے تھے۔ یہ بالکل ویسے ہی کین تھے جیسے مادام بلیک کیٹ وہاں انہیں زندہ جلانے کے لئے لے آئی تھی۔ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے مشین گن ان سوئے ہوئے افراد کی طرف کی اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی ان دونوں کے جسموں پر گولیوں کی بارش ہونے لگ گئی اور وہ دونوں اسی طرح نیند کی حالت میں ہی چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو گئے۔ تنویر نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور تیزی سے غار کے دہانے سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رخ اس بڑی غار کے دہانے کی طرف تھا۔ ابھی وہ دہانے تک پہنچا ہی تھا کہ اسے دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور وہ ٹھٹھک گیا۔ دوسرے لمحے اسے دور ایک پہاڑی کے پیچھے سے نکلتا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آ گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے غار میں داخل ہو گیا۔

”ہوشیار ہو جاؤ۔ بلیک کیٹ آ رہی ہے۔ وہ جیسے ہی غار میں



داخل ہو۔ ہم نے اسے قابو کرنا ہے اور سنو اسے زندہ پکڑنا ہے۔ میں اسے عبرتناک سزا دینا چاہتا ہوں۔ اس نے جس سفاکی سے سیاہ بچھو کو زندہ جلایا ہے اس کا انجام اسے بھی بھگتنا ہو گا“...... تنویر نے کہا اور وہ سب اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ڈارلی سمیت غار کے دہانے کی سائیڈوں میں دیوار سے پشت لگا کر چوکنے انداز میں کھڑے ہو گئے۔ ہیلی کاپٹر کی آواز اب انہیں قریب سے سنائی دے رہی تھی پھر کافی دیر بعد قدموں کی آواز ابھری جو تیزی سے غار کے دہانے کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔

ان سب نے بے اختیار سانس روک لئے اور چند لمحوں کے بعد مادام بلیک کیٹ غار میں داخل ہوئی۔ دوسرے لمحے سائیڈ پر کھڑا ہوا چوہان کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور اس نے پلک جھپکنے میں مادام بلیک کیٹ کو اٹھا کر انتہائی بے دردی سے زمین پر پٹخ دیا۔ مادام بلیک کیٹ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی لیکن اسی لمحے چوہان کی لات گھومی اور اس کے زوردار ضرب مادام بلیک کیٹ کی پسلیوں پر پوری قوت سے پڑی اور مادام بلیک کیٹ ایک اور چیخ مار کر یکلخت زور سے تڑپی اور پھر ساکت ہو گئی۔

”گڈ چوہان۔ تم نے واقعی انتہائی پھرتی دکھائی ہے۔ اب اسے باندھ دو۔ میں نے دیکھا ہے ساتھ والی غار میں کیروسین آئل کے کین موجود ہیں۔ اسے بھی بالکل اسی طرح زندہ جلایا جائے گا۔ جس طرح اس نے ہمیں جلانے کی کوشش کی تھی“...... خاور نے کہا

اور آگے بڑھ گیا۔ وہ اب غار میں موجود مشینری کا جائزہ لے رہا تھا۔ پہلے بھی اس نے اندھا دھند مشینری پر فائر کھول دیا تھا اور وہ اچانک بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس لئے اب وہ دیکھ بھال کر کے ہی فائر کھولنا چاہتا تھا۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ سائیڈ کی دیوار پر نصب مشین پر فائر کھولنے کے بعد ہی وہ بے ہوش ہوئے تھے۔ اس لئے اسے اس مشین کی تلاش تھی لیکن یہاں وہ مشین اسے کہیں نظر نہ آئی۔

''اوہ۔ اس بیگ میں موجود ڈبے میں سے زوں زوں کی آوازیں آ رہی ہیں''...... اسی لمحے نعمانی کی آواز سنائی دی وہ کونے میں رکھے ہوئے تھیلوں کی تلاشی میں مصروف تھا۔

''ڈبہ دکھاؤ''...... تنویر نے کہا جو خاور کے ساتھ مل کر مادام بلیک کیٹ کے ہاتھ اس کے عقب میں باندھنے میں مصروف تھا وہ بھی تیزی سے نعمانی کی طرف بڑھ گیا۔

'''اسے باہر جا کر کہیں دور پھینک دو۔ نجانے کیا چیز ہے یہ''...... تنویر نے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا اس ڈبے کو احتیاط سے اٹھائے باہر کی طرف مڑ گیا۔

''یہ ریز بم ہے۔ ریموٹ کنٹرول سے چارج ہوتا ہے۔ میں نے اسے دیکھا ہوا ہے''...... ڈارلی نے کہا لیکن کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور نعمانی اسے اٹھائے غار سے باہر نکل گیا۔

''سب لوگ باہر چلیں۔ اس بلیک کیٹ کو بھی اٹھا کر باہر لے



چلو۔ میں دہانے میں کھڑا ہو کر اس مشینری کو تباہ کروں گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے مشینری کی تباہی کی وجہ سے ہم کہیں دور کسی کی نظروں میں نہ آ جائیں''...... تنویر نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ خاور نے جھک کر بے ہوش پڑی مادام بلیک کیٹ کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور غار سے باہر آ گیا۔

''کیا تم واقعی اس کو زندہ جلاؤ گے''...... ڈارلی نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ارے نہیں مس ڈارلی۔ ہم اتنے ظالم کیسے ہو سکتے ہیں کہ کسی انسان کو زندہ جلا دیں۔ ہمیں اگر مجبوراً کسی کو ہلاک ہی کرنا پڑتا ہے تو ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اسے آسان اور فوری موت مار دیں''...... خاور نے کہا۔

''لیکن وہ تنویر تو کہہ رہا تھا کہ اسے زندہ جلانا ہے''...... ڈارلی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''وہ ایسا ہی آدمی ہے لیکن بہرحال ایسا ہو گا نہیں۔ ابھی تو ہم نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے''...... خاور نے جواب دیا۔ باہر دھوپ تھی اس لئے وہ اسے لے کر ایک طرف بڑھ گیا جہاں ایک چھجے دار چٹان باہر کی طرف ابھری ہوئی تھی۔ ڈارلی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ جبکہ چوہان، تنویر کے ساتھ وہیں غار کے دہانے کے باہر کھڑا تھا۔ نعمانی بھی اب واپس آ چکا تھا۔ پھر فائرنگ کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی غار میں دھماکے ہونے

لگے۔

"اب اسے کسی چٹان سے باندھ دو۔ میں کیروسین آئل لے آتا ہوں"...... تنویر نے فائرنگ سے فارغ ہو کر ان کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔کیا اسے ایسے ہی مار دو گے۔ پہلے اس سے پوچھ گچھ تو کر لیں"...... چوہان نے کہا جو تنویر اور نعمانی کے ساتھ وہیں گیا تھا۔

"کیا پوچھنا ہے اس سے"...... تنویر نے چونک کر پوچھا۔

"ہو سکتا ہے اس کے مزید اڈے بھی ہوں گے۔ اس بارے میں بھی پوچھ گچھ ہو سکتی ہے اور ڈاماری پہاڑی پر موجود لیبارٹری کے بارے میں بھی ہو سکتی ہے اور لازماً اسے کرنل ڈیوڈ کی کارکردگی کے بارے میں بھی علم ہو گا۔ اس سے یہ سب کچھ پوچھا جا سکتا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"لیکن یہ عورت انتہائی ضدی ہے۔ یہ آسانی سے کچھ نہیں اُگلے گی"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔یہ منجھی ہوئی ایجنٹ ہے۔ آسانی سے زبان نہیں کھولے گی"...... چوہان نے کہا۔

"اس کی زبان کھلوانے کے لئے اس پر مجھے ہی ہاتھ صاف کرنے ہوں گے جتنی یہ زہریلی اور سفاک ہے اس کے ساتھ اتنا ہی سفاک پن کرنا ہو گا تب ہی یہ کچھ بتائے گی"...... تنویر نے کہا۔



"نہیں۔ اس پر ہر قسم کا تشدد بے کار ہو گا"...... چوہان نے کہا۔

"تو پھر کیسے کھلوائی جا سکتی ہے اس کی زبان"...... تنویر نے پوچھا۔

"اس کے لئے کچھ اور ہی کرنا ہو گا"...... نعمانی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کیا"......تنویر نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے اس کے ساتھ باقاعدہ ڈرامہ کیا جائے پھر ہی اس کی زبان کھلوائی جا سکتی ہے"......نعمانی نے کہا۔

"ڈرامہ۔ کیسا ڈرامہ"...... سب نے چونک کر نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اسے اس باہر کو نکلی ہوئی چٹان کے ساتھ الٹا باندھ دیا جائے۔ قریب اس کے ساتھیوں کی دو لاشیں رکھ دی جائیں اور ساتھ ہی کیروسین آئل کے کین بھی تا کہ جب یہ ہوش میں آئے تو اسے یہ منظر دیکھ کر مکمل یقین ہو جائے کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو زندہ جلانے کا پروگرام بنا لیا گیا ہے۔ الٹا باندھنے کی وجہ سے یہ اپنے آپ کو چھڑانے کی بھی کوشش نہ کر سکے گی اور دوسری بات یہ کہ اسے فوراً سمجھ آ جائے گی کہ ہم نہیں چاہتے کہ جلنے کی وجہ سے اس کی رسیاں پہلے جل جائیں اس لئے ہم نے اسے الٹا باندھا ہے"......نعمانی نے باقاعدہ منظر کشی کرتے ہوئے کہا۔

''تو کیا پھر یہ سب کچھ بتا دے گی''...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ نہ بتائے گی تو کیروسین آئل چھڑک کر آگ لگا دیں گے۔ سیاہ بچھو کی طرح اسے بھی جلنے کی اذیت تو ہو گی''...... نعمانی نے کہا اور تنویر بے اختیار مسکرا دیا۔ جیسے اس کی دلی خواہش بھی یہی ہو۔

''اگر ڈرامہ ہی کرنا ہے تو پھر کیوں نہ بڑا ڈرامہ کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ اس طرح اس کی زبان آسانی سے کھل جائے گی''...... خاور نے کہا۔

''بڑا ڈرامہ۔ کیا مطلب''...... سب نے چونک کر خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمارے تھیلے میں میک اپ کا سامان موجود ہے۔ میرا قدوقامت کرنل ڈیوڈ جیسا ہے۔ میں کرنل ڈیوڈ کا میک اپ کر لیتا ہوں۔ تم سب غار میں چھپ جاؤ۔ میں جا کر اسے ہوش میں لاؤں گا اور پھر اسے آزاد کرنے کی بجائے اس سے یہی کہوں گا کہ میں ٹرانسمیٹر پر وزیر اعظم اور اس کے باپ اینڈرل کو بلا رہا ہوں۔ یہ عورت کرنل ڈیوڈ سے بے حد حسد کرتی ہے۔ چنانچہ جب کرنل ڈیوڈ، وزیر اعظم اور اس کے باپ کو بلانے کی بات کرے گا تو وہ لازماً کرنل ڈیوڈ کی منتیں کرنا شروع کر دے گی کہ وہ ایسا نہ کرے۔ اس کے بعد کرنل ڈیوڈ آسانی سے اس سے سب کچھ اگلوا لے گا۔



اس کے اڈوں کے بارے میں اور ڈاماری پہاڑی کی لیبارٹری کے بارے میں اس کے سامنے یہ سب کچھ کھول کر رکھ دے گی''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن کرنل ڈیوڈ تو خود جی پی فائیو کا چیف ہے۔ اسے کیا ضرورت ہے بلیک کیٹ سے یہ سب کچھ پوچھنے کی''...... چوہان نے کہا۔

''اس کے دوسرے اڈوں کے بارے میں تو پوچھ گچھ ہو سکتی ہے''...... خاور نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے اس قدر لمبے چوڑے ڈرامے کی۔ کیروسین آئل چھڑک کر آگ لگا دو۔ اس جیسی بے رحم اور سفاک قاتلہ کا یہی حشر ہونا چاہئے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''رکو تنویر۔ یہ کام تو بعد میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ ہو سکتا ہے کرنل ڈیوڈ کے سامنے آنے سے کوئی ایسی بات سامنے آجائے جو ہمارے لئے مفید ثابت ہو''...... اس بار نعمانی نے کہا۔

''ہونہہ۔ اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم کہتے ہو تو یہ بھی کر دیکھو لیکن بہرحال میں اسے بعد میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ غلطی عمران کر سکتا ہے میں نہیں''...... تنویر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے مجبوراً ایسا کرنے کی اجازت دے رہا ہو۔

''اوکے۔ آؤ۔ پہلے اسے اس چٹان کے ساتھ باندھ دیں رسی

کافی بڑی ہے''...... خاور نے کہا۔

''میں اوپر جاتا ہوں تم یہ رسی نیچے سے اوپر پھینکنا میں اسے پکڑ لوں گا پھر باندھ دوں گا اسے چٹان سے''...... نعمانی نے کہا اور تیزی سے چٹان کی عقبی طرف کو بڑھ گیا تاکہ اوپر جا سکے۔ چوہان بھی اس کے ساتھ ہی چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد مادام بلیک کیٹ اسی بے ہوشی کے عالم میں چٹان سے الٹا لٹک رہی تھی۔

اس کے ہاتھ ویسے ہی اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ انہوں نے منظر نامہ مکمل کر دیا۔ اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس کے سر کے قریب ایک دوسرے کے ساتھ رکھ دیں۔ ساتھ ہی کیروسین آئل سے بھرے ہوئے دو کین بھی رکھ دیئے گئے۔

''آؤ اب ڈرامے کا دوسرا سین شروع کریں۔ میں کرنل ڈیوڈ کا میک اپ کر لوں''...... خاور نے کہا اور غار کی طرف مڑ گیا۔

''تمہارا یہ لباس مناسب نہیں رہے گا۔ میں نے دوسری غار میں لباس بھی پڑے دیکھے ہیں وہاں جا کر لباس بدل لو۔ پھر آ کر میک اپ کر لینا''...... نعمانی نے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا دوسری غار کی طرف بڑھ گیا۔ لباس بدل کر وہ بڑی غار میں آیا اور اس کے بعد اس نے اپنے چہرے پر ماسک میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ ڈارلی واقعی میک اپ کے فن میں ماہر تھی۔ اس نے فائنل ٹچز دیئے اور خاور واقعی کرنل ڈیوڈ بن گیا۔ جب باقی ساتھیوں نے بھی تصدیق کر دی کہ وہ بالکل کرنل ڈیوڈ لگ رہا ہے تو خاور مسکراتا ہوا غار کے



دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

باقی ساتھی دہانے کی سائیڈوں میں چھپ گئے اور اوٹ میں سے باہر دیکھنے لگے۔ اب شاید یہ اتفاق ہی تھا کہ جب خاور کرنل ڈیوڈ کے میک اپ میں وہاں پہنچا تو بلیک کیٹ ہوش میں آ چکی تھی۔ خاور اس سے باتیں کرتا رہا۔ پھر تیزی سے مڑ کر واپس غار کی طرف آنے لگا۔ فاصلہ ہونے کی وجہ سے وہ ان کے درمیان ہونے والی باتیں تو نہ سن سکے البتہ خاور جب واپس آ رہا تھا تو بلیک کیٹ نے اسے انتہائی منت بھرے انداز میں آوازیں دینی شروع کر دیں۔ لیکن خاور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا غار میں آ گیا۔

''وہ مجھے نہیں پہچان سکی اور وزیراعظم اور اپنے باپ کی آمد کی بات سن کر انتہائی گھبرا گئی ہے۔ اب میں تھوڑی دیر بعد دوبارہ جاؤں گا اور اسے بتاؤں گا کہ ٹرانسمیٹر سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ پھر میں اس سے ذہنی شطرنج کھیلوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی اہم کلیو ڈاماری لیبارٹری کے بارے میں مل ہی جائے گا''...... خاور نے اندر آ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''اپنی باتیں جلدی ختم کرنا۔ اس گیم کو اب زیادہ لمبا نہیں ہونا چاہئے''...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''رکو۔ یہ وائی فائی ڈکٹا فون جیب میں ڈال لو۔ اس طرح ہم یہاں رہ کر بھی تمہارے درمیان ہونے والی باتیں سن سکیں گے''...... ڈارلی نے جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکال کر خاور کی

طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خاور نے سر ہلاتے ہوئے بٹن لے کر جیب میں ڈالا جبکہ ڈارلی نے دوسری جیب سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ خاور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا ایک بار پھر غار سے نکل کر بلیک کیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔



عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر پر سوار خاصی تیز رفتاری سے ڈاماری پہاڑی کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیٹ پر وہ خود تھا۔ جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر باقی ساتھی تھے۔ ابو سالار کو انہوں نے دمار سے کافی آگے پڑنے والے ایک اور قصبے کے قریب اتار دیا تھا۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت ایک لحاظ سے ختم ہو گئی تھی اور وہ اس کی مدد کے بغیر آسانی سے ڈاماری پہاڑی تک پہنچ سکتے تھے اور راستے میں انہیں روکنے والا بھی کوئی نہ تھا۔

"تو کیا ہم اس ہیلی کاپٹر سے براہ راست اس پہاڑی کی چوٹی پر اتریں گے"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے کوئی ایسا اڈہ بھی بنا رکھا ہو جہاں سے ہیلی کاپٹروں کو چیک کر کے نشانہ بنایا جا سکتا ہو۔ آخر انہیں بھی تو خیال آ سکتا ہے کہ ہم لوگ ہیلی

کاپٹر کے ذریعے براہ راست پہاڑی پر بھی اتر سکتے ہیں“...... صفدر نے جواب دیا۔

”ہوسکتا نہیں بلکہ یقیناً ہو گا۔ ایسی لیبارٹریوں کی حفاظت کے لئے ایسا انتظام لازمی کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ہیلی کاپٹر جی پی فائیو کا ہے اور اس پر جی پی فائیو کا مخصوص نشان بھی بنا ہوا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہ اسے اپنا ہی ہیلی کاپٹر سمجھیں گے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کرنل ڈیوڈ کسی طرح اس اڈے تک یہ بات پہنچا دے“...... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

”اوہ اوہ۔ ایسا ہوسکتا ہے۔ اس بات کو تو مجھے خیال بھی نہ آیا تھا میرا تو خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ وہ ٹرانسمیٹر پر بات کریں گے اور میں کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں ان کی تسلی کرا دوں گا۔ لیکن اگر کرنل ڈیوڈ نے واقعی پہلے کال کر دیا تو سب کچھ گڑ بڑ ہو جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”اب یہ بھی تو معلوم نہیں کہ وہ اڈہ کہاں ہو گا۔ ضروری تو نہیں کہ وہ بالکل ڈاماری پہاڑی کے قریب ہی ہو“...... جولیا نے کہا۔

”اگر ہیلی کاپٹر پہلے چھوڑ دیں تو پھر بھی آگے بڑھنے میں خطرہ موجود ہے۔ وہ کیٹ ایجنسی کی مادام بلیک کیٹ بھی اپنا جال بچھائے



وہاں موجود ہو گی“...... عمران نے کہا اور یکلخت جولیا چونک پڑی۔

”اوہ اوہ۔ تنویر کا گروپ کیٹ ایجنسی کے خاتمے کے لئے گیا تھا اس کے متعلق پھر کوئی اطلاع ہی نہیں ملی“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”یہاں سے ہم ٹرانسمیٹر پر بھی رپورٹ طلب نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس طرح اگر قریب کوئی اڈہ ہوا تو وہ بھی اسے کیچ کر لے گا اوکے ٹھیک ہے۔ اب یہی صورت ہے کہ ہم ہیلی کاپٹر کا رخ ہی دوسری طرف کو موڑ دیں۔ اس طرح کرنل ڈیوڈ بھی ہمیں ادھر ہی ڈھونڈتا رہے گا اور اڈے والے بھی اور ہم دوسری طرف سے تنویر وغیرہ کو ساتھ لے کر آگے بڑھ جائیں گے“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے کر کے اسے اتارنے کے لئے مناسب جگہ کی تلاش شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد مناسب جگہ تلاش کر کے اس نے ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے درمیان اتار دیا۔

اس کے بعد اس نے جیب سے تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر اس میں کوٹوری پہاڑی کو مارک کرنا شروع کیا جہاں تنویر اور اس کے ساتھی کیٹ ایجنسی کی مادام بلیک کیٹ کو کور کرنے گئے تھے۔ مطلوبہ راستہ اور نشانات چیک کر لینے کے بعد اس نے نقشہ جولیا کو دیا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہونا شروع کر دیا۔ کافی بلندی پر جا کر اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ موڑا اور اسے اس طرف کو لے جانے لگا جس طرف کیٹ ایجنسی کا مرکز ہوسکتا تھا۔

تقریباً تین گھنٹوں کی مسلسل پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر جیسے ہی ایک چوٹی کے پیچھے سے نکل کر آگے بڑھنے لگا۔ جولیا یکلخت چیخ پڑی۔ وہ دوربین آنکھوں سے لگائے نیچے اور اردگرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

''دائیں طرف دائیں طرف۔ ادھر میں نے ایک ہیلی کاپٹر کی جھلک دیکھی ہے''...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم کیٹ ایجنسی کے مرکز کی رینج میں ہیں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ہیلی کاپٹر کو دائیں طرف موڑ دیا۔

''کہیں ہم پر نیچے سے میزائل نہ فائر کر دیا جائے''...... پیچھے بیٹھے صفدر نے کہا۔

''نہیں ہیلی کاپٹر پر جی پی فائیو کا نشان موجود ہے۔ اس لئے فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور ذرا سا آگے جانے کے بعد واقعی انہیں ایک ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آنے لگ گیا پھر عمران نے جیسے ہی ہیلی کاپٹر کو گھمایا تو وہ سب چونک پڑے۔

''ارے ارے۔ وہ دیکھو کسی کو یہاں چٹان پر باندھا گیا ہے۔ وہ کوئی عورت ہے''...... جولیا نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

''چٹان پر عورت کو باندھا گیا ہے۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ تو بلیک کیٹ ہے مادام بلیک کیٹ۔ وہ بندھی ہوئی



ہے اور اس کے قریب دو آدمیوں کی لاشیں بھی پڑی ہوئی ہیں۔ اوہ۔ میں نے اسے پہچان لیا ہے''...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا

جولیا کی بات سن کر عمران سمیت سب کے چہرے شدید حیرت سے بگڑ سے گئے۔ پھر ابھی عمران نے ہیلی کاپٹر ذرا سا آگے بڑھایا تھا کہ یکلخت نیچے سے مشین گن کے شعلے لپکے اور عمران نے انتہائی حیرت انگیز پھرتی سے ہیلی کاپٹر کو گھما کر افقی طرف کو اٹھا دیا اور پھر اسی طرح اوپر بلندی پر لے گیا۔ تاکہ وہ مشین گن کی رینج سے باہر ہو جائے۔

''کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ مادام بلیک کیٹ تو بندھی ہوئی ہے اور ہمارے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ ہو رہی ہے''...... جولیا نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ یہ یقیناً تنویر اور اس کے ساتھیوں کی کارروائی ہو گی انہوں نے اس اڈے پر قبضہ کر لیا اور بلیک کیٹ سے پوچھ گچھ کے لئے اسے باندھ دیا گیا لیکن اب ہیلی کاپٹر پر جی پی فائیو کا نشان دیکھ کر انہوں نے فائر کھول دیا ہو گا''...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے ہیلی کاپٹر کو کافی دور لے جا کر نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ہیلی کاپٹر کو ایک مناسب جگہ پر اتار دیا تھا اور پھر وہ اچھل کر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا ایک اونچی چٹان پر چڑھنے لگا۔

''یہ کیا کر رہے ہو۔ رک جاؤ پاگل آدمی۔ وہ فائر کھول دیں

گے“...... جولیا نے نیچے اترتے ہوئے چیخ کر کہا لیکن عمران اسی رفتار سے اوپر چڑھتا گیا اور پھر چٹان پر چڑھ کر اس نے دو انگلیاں منہ میں ڈالیں اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے تیز سیٹی کی آواز نکلی جو پہاڑیوں میں گونجتی چلی گئی۔

وہ رک رک کر اور مخصوص انداز میں سیٹی بجا رہا تھا۔ جولیا اور دوسرے ساتھی حیرت سے اس کا یہ نیا انداز دیکھ اور سن رہے تھے۔ چند لمحوں کے بعد دور سے اسی طرح کی سیٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر رک رک کر بار بار سنائی دینے لگی اور عمران یہ آواز سن کر تیزی سے واپس اترنے لگا۔

”یہ تنویر اور اس کے ساتھی ہی ہیں۔ آؤ چلیں“...... عمران نے نیچے اترنے کے بعد کہا اور ایک بار پھر وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر ان پر فائرنگ ہوئی تھی۔

”یہ کوئی نیا کوڈ تھا“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں تم اسے رقیبانہ کوڈ کہہ سکتے ہو۔ یہ تنویر اور میرا خصوصی کوڈ ہے۔ کیا سمجھے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر اس جگہ اتارنا شروع کر دیا جہاں پہلے سے ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا اور ابھی وہ ہیلی کاپٹر سے اتر ہی رہے تھے کہ یکلخت ایک چٹان کے پیچھے سے کرنل ڈیوڈ ہاتھ میں مشین گن اٹھائے اچھل کر ان کے سامنے آ گیا اور وہ سب اس طرح حیرت



سے اپنے سامنے کھڑے کرنل ڈیوڈ کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ تنویر اور اس کے ساتھیوں کی بجائے اپنے سامنے کرنل ڈیوڈ کو کھڑا دیکھیں گے۔ ان کے ذہن ماؤف سے ہو کر رہ گئے۔

بلیک کیٹ آنکھیں بند کئے انتہائی بے بسی کے عالم میں بندھی ہوئی تھی کہ اس نے قدموں کی آواز سن کر ایک بار پھر آنکھیں کھول دیں۔ کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر غار سے نکل کر اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

''کیا ہوا''...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''پرائم منسٹر سے رابطہ نہیں ہو رہا۔ وہ کسی اہم میٹنگ میں مصروف ہیں۔ لیکن بہرحال کچھ دیر بعد رابطہ ہو جائے گا''...... کرنل ڈیوڈ نے قریب آ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

''پلیز کرنل ڈیوڈ۔ مجھے معاف کر دو۔ مت بلاؤ میرے والد اور پرائم منسٹر کو پلیز میں تمہاری منت کرتی ہوں میں کھلے دل سے اعتراف کرتی ہوں کہ تم مجھ سے زیادہ عقلمند اور زیادہ تجربہ کار ہو۔ یہ واقعی میری انتہائی حماقت تھی کہ میں نے تمہاری ذہانت کی قدر نہیں کی۔ مجھے معاف کر دو اب میں تمہارے کسی کام کے آڑے



نہیں آؤں گی''...... بلیک کیٹ نے انتہائی ملتجانہ لہجے میں کہا۔

''مادام بلیک کیٹ جب پرائم منسٹر یہاں آئیں گے تو وہ یہ بھی چیک کریں گے کہ تمہاری غفلت اور لاپرواہی کی وجہ سے ڈاماری پہاڑی پر موجود لیبارٹری کا وجود کس طرح خطرے میں پڑ گیا تھا۔ اس کے بعد وہی فیصلہ کریں گے کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ سمجھ گئی تم''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ بلیک کیٹ کوئی جواب دیتی اچانک کسی نے چیخ کر کرنل ڈیوڈ کو بلایا اور کرنل ڈیوڈ یہ آواز سنتے ہی مڑا اور دوڑتا ہوا غار کی طرف جانے لگا۔ بلیک کیٹ حیرت سے اسے اس طرح جاتے دیکھتی رہی۔ اتنا تو وہ سمجھ گئی تھی کہ بلانے والا یقیناً کرنل ڈیوڈ کا کوئی ساتھی ہی ہو گا۔ کیونکہ ظاہر ہے کرنل ڈیوڈ اکیلا تو یہاں نہ آیا ہو گا لیکن جس انداز میں کرنل ڈیوڈ کو بلایا گیا تھا اور جس طرح وہ دوڑتا ہوا گیا تھا اس کی وجہ سے بلیک کیٹ کو حیرت ہوئی تھی۔

کرنل ڈیوڈ چند لمحے غار میں رہا اور پھر وہ مشین گن اٹھائے تیزی سے غار سے نکلا اور دوڑتا ہوا دائیں طرف ایک بڑی چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔ بلیک کیٹ ایک بار پھر چونک پڑی جب اس کی نظریں آسمان پر اڑتے ہوئے ایک ہیلی کاپٹر پر پڑیں۔ جس پر جی پی فائیو کا واضح نشان نظر آ رہا تھا مگر دوسرے لمحے مشین گن کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور تقریباً اسی چٹان کے پیچھے سے شعلے

آسمان کی طرف لپکے جس طرف کرنل ڈیوڈ گیا تھا لیکن ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں ہیلی کاپٹر کو گھمایا اور پھر افقی انداز میں اسے اوپر اٹھاتا چلا گیا اور پلک جھپکنے میں ہیلی کاپٹر مشین گن کی رینج سے باہر ہو گیا۔ بلیک کیٹ چونکہ چٹان پر چت بندھی ہوئی تھی اس لئے وہ یہ حیرت انگیز نظارہ دیکھ رہی تھی۔ ہیلی کاپٹر اب اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

’’یہ۔ یہ جی پی فائیو کے ہیلی کاپٹر پر فائر کر رہا ہے۔ اس کا کیا مطلب‘‘...... بلیک کیٹ نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا چند لمحوں کے بعد کرنل ڈیوڈ اس چٹان کے پیچھے سے نمودار ہوا اور ایک بار پھر دوڑتا ہوا اس غار کے اندر جا کر غائب ہو گیا۔

’’یہ ہو کیا رہا ہے۔ کرنل ڈیوڈ اپنے ہی ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کیوں کر رہا تھا‘‘...... بلیک کیٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر حیرت سے جھٹکا کھا گئی کیونکہ اس نے غار میں سے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ ساتھ تین مردوں اور ایک مقامی عورت کو باہر آتے ہوئے دیکھا اور ان تین مردوں کو دیکھتے ہی اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ کیونکہ یہ تینوں وہی پاکیشیائی ایجنٹ تھے جنہیں اس نے زندہ جلانے کی ناکام کوشش کی تھی۔ وہ پانچوں تیزی سے قدم اٹھاتے ایک طرف چٹانوں کی طرف دوڑتے ہوئے اس کی نظروں سے غائب ہو گئے۔



’’اوہ۔ اوہ۔ تو یہ کرنل ڈیوڈ ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے مل گیا ہے اور غداری کر رہا ہے اسرائیل سے۔ اوہ اوہ‘‘...... بلیک کیٹ کے ذہن میں واقعی دھماکے ہونے لگ گئے تھے اسے بندھے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ اس لئے اسے اپنا جسم سن اور ذہن ماؤف سا ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس پر کرنل ڈیوڈ اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو اکٹھا دیکھ کر تو رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی۔

’’ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ۔ مجھے اب ہر صورت میں آزاد ہونا چاہئے‘‘...... بلیک کیٹ نے بری طرح ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا لیکن وہ بری طرح سے بندھی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ سوائے تلملانے کے اور کچھ بھی نہ کر سکتی تھی اس نے دونوں پاؤں رسیوں میں اٹکانے کے لئے انہیں حرکت دینے کی کوشش کی لیکن پنڈلیوں پر بندھی ہوئی رسی نے شاید خون کا بہاؤ ہی پیروں کی طرف جانے سے روک دیا تھا کہ وہ باوجود کوشش کے اپنے پیروں کو ذرا سی حرکت ہی نہ دے سکی تھی اسی لمحے اس کے کانوں میں دور سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور وہ ایک بار پھر چونک پڑی سیٹی کی آواز رک رک کر اور ایک مخصوص وقفے سے آ رہی تھی۔

’’یہ کون سیٹیاں بجا رہا ہے۔ آخر یہاں ہو کیا رہا ہے۔ یہ آخر میں کس طلسم میں پھنس گئی ہوں۔ نئے نئے کام ہو رہے ہیں یہاں پر تو۔ عجیب تماشا ہے‘‘...... بلیک کیٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے اسے قریب سے سیٹی کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز بھی اسی

طرح رک رک کر اور ایک مخصوص وقفے سے آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر
بعد آوازیں آنی بند ہو گئیں اور ہر طرف خاموشی سی چھا گئی۔ پھر
تھوڑی دیر بعد اس کے کانوں میں ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی۔

یہ آواز اس طرف سے آ رہی تھی جدھر اس کا ہیلی کاپٹر موجود
تھا۔ اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے تھے کہ یا تو اس کا ہیلی کاپٹر اڑا
یا جا رہا تھا یا وہ دوسرا جی پی فائیو والا ہیلی کاپٹر وہاں اتر رہا تھا وہ
ہونٹ بھینچے خاموش صرف گردن گھما کر ادھر دیکھنے کی کوشش کرتی
رہی۔ اب ہیلی کاپٹر کے صرف پنکھے چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور
کوئی آواز نہ تھی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اسے دور سے ایک اونچی آواز
سنائی دی اور اس کے جسم کو بے اختیار زور دار جھٹکا لگا۔ یہ آواز علی
عمران کی تھی۔

"مجھے افسوس ہے خاور۔ میں سمجھتا تھا کہ تمہیں میک اپ کرنا
آتا ہے لیکن تم نے جس گھٹیا انداز میں کرنل ڈیوڈ کا میک اپ کیا
ہے اس سے مجھے بے حد مایوسی ہوئی ہے"...... بلیک کیٹ کے
کانوں میں جیسے ہی یہ فقرہ پڑا۔ اس کا ذہن جیسے دھماکے سے پھٹ
کر ریزہ ریزہ سا ہو گیا۔ اس نے اتنی سختی سے اپنے ہونٹ کاٹے
کہ اسے منہ پر خون کا ذائقہ محسوس ہونے لگ گیا۔

"اوہ اوہ۔ تو یہ کرنل ڈیوڈ نہ تھا۔ پاکیشیائی ایجنٹ تھا کرنل ڈیوڈ
کے روپ میں"...... بلیک کیٹ نے انتہائی مایوسانہ انداز میں
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر باتوں کی آوازیں اس طرح سنائی دیں



لگیں جیسے بہت سے لوگ بیک وقت بول رہے ہو لیکن الفاظ واضح
نہ تھے۔ اب تک بلیک کیٹ کے ذہن میں امید کی ایک ہلکی سی
کرن موجود تھی کہ کرنل ڈیوڈ اسے صرف تنگ کر رہا ہے۔ آخر کار وہ
اسے کھول دے گا لیکن اب اس انکشاف کے بعد کہ یہ کرنل ڈیوڈ
کی بجائے پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ اس کی تمام امیدوں پر اوس پڑ
گئی۔ اب اسے اپنی یقینی موت آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگی
تھی۔ باتوں کی آوازیں اب قریب آتی جاتی جا رہی تھیں اور پھر
اس نے کرنل ڈیوڈ اور اس کے چاروں ساتھیوں کے ساتھ ساتھ
پانچ اور افراد کو بھی اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے دو
ایوزاد قد وقامت کے تھے۔ وہ سب مقامی تھے۔

"یہ کیا کیا تم نے۔ اسے اس طرح سے کیوں باندھ رکھا ہے۔
یہ عورت ذات ہے کچھ تو لحاظ کیا ہوتا"...... ایک نوجوان نے انتہائی
فصیلے لہجے میں دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کی آواز سنتے
ں بلیک کیٹ پہچان گئی کہ یہ علی عمران ہے۔

"یہ انتہائی بے رحم اور سفاک عورت ہے۔ اس نے ایک انسان
ا واقعی زندہ جلا دیا اور ہمیں بھی زندہ جلانے کی کوشش کی ہے۔
ں لئے اسے یہی سزا ملے گی۔ اس پر کیروسین آئل چھڑک کر
ے زندہ جلا دیا جائے گا"...... ایک لمبے تڑنگے پاکیشیائی ایجنٹ
لے سخت لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ کیا تم اب اخلاقی طور پر اس قدر گر گئے ہو کہ

ایک عورت کے ساتھ اس قدر گھٹیا سلوک کرنے پر تل گئے ہو کھولو
اسے''...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''سنو۔ میں اس گروپ کا انچارج ہوں۔ سمجھے۔ یہاں جو کچھ
بھی ہوا ہے میرے حکم سے ہوا ہے۔ سمجھے تم''...... اسی آدمی نے
عمران سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''تنویر کیا تم واقعی اخلاقی طور پر اس حد تک گر گئے ہو۔ میں حکم
دیتی ہوں کہ اسے کھولا جائے اور سیدھے طریقے سے باندھا
جائے۔ دشمنی اور اختلافات اپنی جگہ لیکن میں اس حد تک غیر اخلاقی
حرکت کی اجازت نہیں دے سکتی''...... عمران کے ساتھ آنے والی
مقامی عورت نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ آدمی جسے تنویر کہا
گیا تھا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد ایک دیوزاد
آدمی نے اسے کھولا اور پھر اسے اس طرح دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا
جیسے بچہ کسی کھلونے کو اٹھاتا ہے۔

''اس کے پیروں اور ہاتھوں کی رسیاں بھی کھول دو''...... عمران
نے کہا اور اس کے ایک ساتھی نے آگے بڑھ کر اس کے پیروں اور
عقب میں بندھے ہوئے ہاتھوں کی رسیاں بھی کھول دیں اور اسے
اٹھا کر وہ سب غار کی طرف چل پڑے۔

''مم مم۔ مجھے نیچے اتار دو۔ میں اب چل سکتی ہوں''...... بلیک
کیٹ نے اس دیو سے کہا اور اس نے اسے نیچے اتار دیا ایک لمحے
کے لئے تو اس کے قدم لڑکھڑائے مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے



آپ کو سنبھال لیا اور پھر غار میں داخل ہو کر اس کے ہونٹ اور
زیادہ بھنچ گئے۔ غار میں موجود تمام مشینری تباہ کر دی گئی تھی۔

''ہاں تو مس بلیک کیٹ۔ اب تم یہ بتا دو کہ تمہارے اور مرکز
کہاں کہاں ہیں''...... عمران نے غار میں داخل ہوتے ہی بلیک
کیٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اب بتانے کا کیا فائدہ۔ تمہیں روکنے کے لئے میں نے یہ
مرکز قائم کئے تھے۔ لیکن ان مراکز کے باوجود تم صحیح سلامت یہاں
تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہو اور ویسے بھی اب میرا رابطہ
ان سے نہیں ہو سکتا کیونکہ تمہارے ساتھیوں نے تمام مشینری تباہ کر
دی بلیک کیٹ نے ایک طرف زمین پر ہی بیٹھتے ہوئے کہا کیونکہ
مسلسل بندھی رہنے کی وجہ سے وہ بری طرح تھک گئی تھی۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جی پی فائیو کے نشان والا ہیلی
کاپٹر کام دکھا گیا ہے۔ مجھے کرنل ڈیوڈ نے بتایا تھا کہ ڈاماری
پہاڑی کی حفاظت کے لئے ایک ائیرفورس سنٹر قائم کیا گیا ہے۔
میں نے بڑی کوشش کی کہ لیبارٹری تباہ کرنے سے پہلے اسے ڈھونڈ
نکالوں لیکن وہ مجھے کہیں نظر نہیں آیا''...... عمران نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے لیبارٹری تباہ کر دی
ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سب کیسے ممکن ہے اور اور......'' بلیک
کیٹ نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا دماغ عمران کی

یہ بات سن کر ہی بھک سے اڑ گیا تھا۔

''وہاں سے فارغ ہو کر ہی تو میں یہاں آیا ہوں اور شکر کرو کہ وقت پر پہنچ گیا ہوں۔ ورنہ تنویر جس طرح تم پر غصہ کھائے ہوئے تھا اس نے لازماً تمہیں زندہ جلا دینا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا تو ہونا ہی ناممکن ہے۔ ساسک پوائنٹ تباہ کئے بغیر تو تم لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتے تھے اور لیبارٹری تو قطعی طور پر بم پروف ہے۔ اسے تو کسی صورت تباہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ نہیں تم غلط کہہ رہے ہو۔ جھوٹ بول رہے ہو مجھ سے''...... مادام بلیک کیٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''خاور۔ تم خواہ خواہ کرنل ڈیوڈ کی اداکاری کے چکر میں پڑے رہے۔ اصل میں تمہیں تجربہ نہیں کہ کسی عورت سے کوئی راز کیسے اگلوایا جاتا ہے۔ اب دیکھو مادام بلیک کیٹ نے کس طرح اطمینان سے بتا دیا ہے کہ وہ اڈہ ساسک پہاڑی پر قائم کیا گیا ہے اور دوسری بات یہ کہ لیبارٹری کو مکمل طور پر بم پروف بنایا گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں عورتوں سے راز اگلوانے کا تجربہ کیسے حاصل ہو گیا ہے''...... جولیا نے یکلخت کاٹ کھانے والے لہجے میں پوچھا۔

''اس معاملے میں میری استاد بوڑھی اور ادھیڑ عمر عورتیں ہیں۔ وہ اتنی آسانی سے دوسری عورتوں سے راز اگلوا لیتی ہیں کہ آدمی کو



حیرت ہوتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عورتیں اگلوا لیتی ہوں گی تم عورت نہیں ہو''...... جولیا نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں بھی تو وہ نسخہ بتائیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بڑا آسان سا نسخہ ہے۔ یہ بوڑھی عورتیں کیا کرتی ہیں کہ جس سے کوئی بات پوچھنی ہو۔ اس کے سامنے اس بات سے بھی آگے کی بات کر دی۔ نتیجہ یہ کہ وہ عورت فوراً اس بات کی تردید کرنے کی غرض سے اصل بات بتا کر دیتی ہے اور اسے احساس تک نہیں ہوتا۔ اب دیکھو میں نے بلیک کیٹ سے صرف اتنا کہا ہے کہ میں نے لیبارٹری تباہ کر دی ہے لیکن وہ اڈہ مجھے نظر نہیں آیا ظاہر ہے یہ آگے کی بات تھی۔ چنانچہ بلیک کیٹ نے فوراً جواب دیا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ساسک پوائنٹ تباہ کئے بغیر لیبارٹری تباہ ہو جائے۔ اور پھر لیبارٹری بھی مکمل طور پر بم پروف ہے۔ اس طرح یہ بات سامنے آ گئی نا۔ ورنہ تم چاہے اسے زندہ بھی جلا دیتے یہ اصل بات نہ بتاتی۔ اسے کہتے ہیں بوڑھی عورتوں والا کامیاب نسخہ''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک کیٹ نے بری طرح ہونٹ چبانے شروع کر دیئے۔ واقعی اس سے حماقت ہو گئی تھی۔ اس نے ساسک پوائنٹ کہہ کر اڈے کا محل وقوع بتا دیا تھا اسے اب اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ ساسک پوائنٹ کہنے کی بجائے صرف اڈہ بھی تو

کہہ سکتی تھی لیکن عمران نے بات ہی ایسی کی تھی کہ بے اختیار اس
کے منہ سے سب کچھ نکل گیا تھا۔
''تم جو چاہے کر لو تم لیبارٹری تباہ نہیں کر سکتے کبھی نہیں کر
سکتے''...... بلیک کیٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔
''یہ لوگ تمہیں زندہ جلا کر ضائع کر دینا چاہتے تھے لیکن میں
تمہیں ضائع نہیں کروں گا مادام بلیک کیٹ۔ بلکہ تم سے بھرپور فائدہ
اٹھاؤں گا لطف تو اس وقت ہی آتا ہے جب وہ لوگ جو کسی چیز کی
حفاظت کے لئے تعینات کئے گئے ہوں۔ وہی خود اپنے ہاتھوں سے
اس چیز کو تباہ کر دیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ چاہے تم میرے ساتھ جو سلوک بھی
کرو۔ میں اپنے ملک سے غداری نہیں کر سکتی''...... بلیک کیٹ نے
بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔
''یہ بعد کی بات ہے۔ فی الحال اگر تم وعدہ کرو کہ کوئی شرارت
کرنے کی کوشش نہ کرو گی تو میں تمہیں اپنے ساتھ رکھ سکتا ہوں
ورنہ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ میں تمہیں تنویر اور اس کے
ساتھیوں کے حوالے کر دوں اور خود آگے بڑھ جاؤں اس کے بعد
تنویر اور اس کا گروپ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے۔ یہ ان کے
ساتھ تمہارے کئے گئے حسن سلوک پر مبنی ہے''...... عمران نے
یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کوئی شرارت



نہیں کروں گی''...... بلیک کیٹ نے فوراً ہی وعدہ کرتے ہوئے کہا۔
ویسے اسے دل ہی دل میں اس احمق عمران پر ہنسی بھی آ رہی تھی جو
اس سے صرف وعدہ لے کر مطمئن ہو رہا تھا۔ وہ تو بس کسی مناسب
موقع کی تلاش میں تھی۔ اس کے بعد وہ ان سب کا کیا حشر کرے
گی یہ تو وہی جانتی تھی۔ لیکن اس وقت واقعی وہ بے بس ہو چکی تھی۔
اس لئے ظاہر ہے وعدہ کئے بغیر چارہ تھا۔ اسی لمحے اچانک عمران
مڑا اور اس کا ہک پوری قوت سے بلیک کیٹ کی پیشانی پر پڑا۔
بلیک کیٹ کو اپنے دماغ میں اندھیرے سے بھرتے ہوئے محسوس
ہوئے اور وہ عمران کی ایک ہی ضرب سے بے ہوش ہو گئی۔ بے
ہوشی کی حالت میں اسے اپنے دماغ میں عجیب سی سرسراہٹیں محسوس
ہوتی رہیں پھر جس طرح اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اسی طرح
سے اس کے دماغ کے پردے پر روشنی کا نقطہ سا چمکا اور تیزی سے
پھیلتا چلا گیا۔ ہوش میں آتے ہی یہ دیکھ کر وہ چونک پڑی کہ وہ اسی
غار میں موجود تھی۔ اس کے سامنے عمران اور اس کے سارے ساتھی
موجود تھے۔ عمران کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔
''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم نے مجھے بے ہوش کیوں کیا تھا''۔
بلیک کیٹ نے عمران کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ایسے ہی دل چاہ رہا تھا۔ تم خوبصورت ہو میں دیکھنا چاہتا تھا
کہ بے ہوش ہونے کے بعد تم کیسی دکھائی دیتی ہو''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ مجھے سچ بتاؤ کیوں بے ہوش کیا تھا تم نے مجھے اور وہ میرے دماغ میں سرسراہٹ۔ کیا کیا تھا تم نے میرے ساتھ"...... بلیک کیٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے بلیک کیٹ۔ ہم باہر ایک ضروری کام سے گئے تھے۔ تم یہاں سے فرار نہ ہو جاؤ اس لئے تمہیں وقتی طور پر بے ہوش کیا تھا۔ یہ اتفاق ہی ہے کہ ہم واپس آئے ہیں تو تم بھی ہوش میں آ گئی ہو"...... جولیا نے آگے بڑھ کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ تم نے ضرور میرے ساتھ کچھ کیا تھا۔ بتاؤ۔ مجھے بتاؤ۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ میں کوئی شرارت نہیں کروں گی پھر یہ سب......" بلیک کیٹ نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔

"کہا ہے نا ہم ایک ضروری کام سے باہر گئے تھے۔ تمہیں ہوش میں چھوڑ کر ہم کوئی رسک نہیں لینا چاہتے تھے"...... تنویر نے غرا کر کہا تو بلیک کیٹ اسے گھور کر رہ گئی۔

"اوکے۔ خاور۔ مادام بلیک کیٹ کو ساتھ والی غار میں لے جاؤ۔ تاکہ ہم ذرا آئندہ کی پلاننگ کر سکیں۔ اب اسے بے ہوش کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے اس دیوزاد آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو اسے اٹھا کر لے آیا تھا۔

"آؤ"...... خاور نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک کیٹ



خاموش سے اس کے آگے آگے دہانے کی طرف چل پڑی لیکن اندر سے اس کا دل مسرت کی وجہ سے بلیوں اچھلنے لگا تھا کہ اسے قدرت خودبخود ایک سنہری موقع مہیا کر رہی تھی۔ ساتھ والی غار میں ایک خفیہ سرنگ موجود تھی اور وہ آسانی سے اس سرنگ کی مدد سے اس جگہ جا نکلتی جہاں قریب ہی اس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

"میں غار میں جاتی ہوں تم باہر ٹھہرنا۔ ورنہ تم اس طرح میرے سر پر چڑھے رہو گے تو مجھے الجھن ہو گی۔ ویسے تم بے شک اندر جا کر جائزہ لے لو کہ کوئی ایسی چیز تو موجود نہیں ہے۔ جس سے میں تمہیں یا کسی کو نقصان پہنچا سکوں"...... چھوٹی غار کے دہانے پر پہنچ کر بلیک کیٹ نے اپنے پیچھے آنے والے دیو قامت جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے میں چیک تو کروں گا۔ لیکن اس کے باوجود اگر تمہارے ذہن کوئی حرکت کرنے کا خیال ہو تو اسے ذہن سے نکال دو۔ میں ایسے معاملات میں تنویر سے بھی زیادہ بے رحم واقع ہوا ہوں"...... اس آدمی خاور نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا لیکن بلیک کیٹ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور غار کے اندر جا کر ایک طرف زمین پر لیٹ گئی۔

اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ لیکن پلکوں کی جھریوں سے وہ خاور کو مسلسل دیکھ رہی تھی۔ جو غار میں موجود مختلف چیزوں کا جائزہ لینے میں مصروف تھا لیکن بلیک کیٹ کو معلوم تھا کہ وہ خفیہ سرنگ کا

دہانہ تلاش نہ کر سکے گا کیونکہ اس نے اسے خود ہی پتھر سے بند کرایا تھا اور وہ اب سرسری نظروں سے نظر نہ آسکتا تھا۔ چند لمحوں کے بعد خاور خاموشی سے چلتا ہوا غار سے باہر نکل گیا۔ بلیک کیٹ چونکہ پہلے سے پلاننگ کر چکی تھی۔ اس لئے وہ جان بوجھ کر غار کے اندر ایسی جگہ لیٹی تھی جہاں سے غار کے اندر آئے بغیر اسے دیکھا نہ جا سکتا تھا اور دہانہ بھی اسی طرف کو تھا۔

وہ کچھ دیر تو اسی طرح لیٹی رہی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ خاور کچھ دیر بعد دوبارہ اندر ضرور جھانکے گا کیونکہ انسانی نفسیات بھی یہی تھی اور واقعی دس منٹ بعد خاور اچانک اندر آیا لیکن بلیک کیٹ اسی طرح آنکھیں بند کئے پہلو کے بل لیٹی ہوئی تھی چنانچہ چند لمحے رک کر خاور باہر چلا گیا تو بلیک کیٹ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور پھر بلی کی طرح انتہائی محتاط انداز میں چلتی ہوئی وہ اس سرنگ کے دہانے کے قریب پہنچ گئی۔

دوسرے لمحے اس نے انتہائی احتیاط سے پتھر ہٹایا اور پھر کسی سانپ کی طرح اس تنگ سی سرنگ کے اندر رینگتی چلی گئی۔ سرنگ خاصی تنگ تھی لیکن بہرحال وہ آسانی سے اس کے اندر رینگ کر آگے بڑھ سکتی تھی۔ جب پہلی بار یہ سرنگ اس نے دیکھی تھی تو وہ خود ہی اسے کراس کر کے دوسری طرف گئی تھی تاکہ اس غار کو اپنا مرکز بنانے سے پہلے اس بارے میں مکمل جائزہ لے سکے۔ وہ خاصی تیزی سے رینگتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس کی کہنیاں



بری طرح چھل گئیں۔ لیکن اس وقت مسئلہ جان بچانے کا تھا۔ اس لئے بغیر کسی چیز کی پرواہ کئے وہ آگے بڑھتی چلی گئی سرنگ آگے جا کر گھوم گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کا اختتام ایک کھلی جگہ پر ہوا اور بلیک کیٹ نے سرنگ کے دوسرے دہانے سے نکل کر ایک لمحے کے لئے کھڑے ہو کر زور زور سے سانس لئے اور پھر تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئی۔ جدھر اس کا ہیلی کاپٹر موجود تھا وہ اب یہی دعا کر رہی تھی کہ عمران نے وہاں اپنا کوئی ساتھی نہ کھڑا کر دیا ہو اور پھر وہاں پہنچ کر اس کا دل ایک بار پھر مسرت سے بلیوں اچھل پڑا کہ وہاں کوئی پہرہ دار موجود نہ تھا۔

وہ زمین پر رینگ کر تیزی سے اپنے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر اس پر سوار ہوگئی۔ اس نے ہیلی کاپٹر میں گھستے ہی سائیڈ میں موجود ایک خفیہ خانہ کھولا۔ خفیہ خانے میں ایک ٹرنچ فائر جیسی بڑے دہانے والی ایک گن موجود تھی۔ اس گن کے ساتھ چند شیل بھی پڑے ہوئے تھے۔ بلیک کیٹ نے فوراً گن اور شیل اٹھائے اور ہیلی کاپٹر سے باہر آگئی باہر آتے ہی اس نے گن میں ایک شیل لوڈ کیا اور پھر رینگتی ہوئی دوبارہ اس غار کے پاس آگئی۔ اس نے پہلے اس جگہ ایک شیل فائر کیا جہاں اس کے خیال کے مطابق خاور نامی آدمی پہرہ دے رہا تھا پھر اس نے گن میں دوسرا شیل لوڈ کیا اور پھر اس نے غار کے قریب آکر اپنا سانس روکا اور شیل فائر کر دیا۔ وہ بار بار گن میں شیل لوڈ کر رہی تھی

اور غار میں فائر کرتی جا رہی تھی۔ اس نے یکے بعد دیگرے ایک باہر اور چار غار کے اندرونی حصے میں شیل فائر کئے تھے۔ غار سے اب کثیف دھواں سا نکلتا دکھائی دیا تو وہ مطمئن ہو گئی اور پھر وہ اسی طرح سانس روکے ہوئے پلٹی اور تیزی سے بھاگ کر اپنے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسے یقین تھا کہ اس گیس کے اثر سے عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش ہو چکے ہوں گے۔ گیس کے اثرات چار سے پانچ گھنٹوں تک کارگر رہتے تھے۔ ہیلی کاپٹر کے خفیہ خانوں میں اسلحہ بھی موجود تھا۔ وہ چاہتی تو اسلحہ لے کر غار میں گھس جاتی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے چھلنی کر ڈالتی لیکن عمران اور اس کے ساتھی بھوتوں کی مانند اس کے دماغ سے چپکے ہوئے تھے۔ اسے ڈر تھا کہ ان میں سے کوئی بے ہوش نہ ہوا ہو گا تو اس کے لئے مسئلہ بن جائے گا اس لئے وہ پہلے یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔ یہاں سے نکلتے ہی وہ ایک گروپ یہاں بھیجتی اور پھر اس کے ساتھی یہاں پہنچ کر اس سارے علاقے کو اپنے گھیرے میں لے لیتے اور پھر وہ غار میں داخل ہو کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو گولیوں سے چھلنی کر ڈالتے۔ بلیک کیٹ نے یہ تک سوچ لیا تھا کہ ان سب کو گولیوں سے چھلنی کرانے کے بعد وہ اس غار کو ہی اپنے ساتھیوں کی مدد سے میزائلوں سے اُڑا دے گی تاکہ عمران اور اس کے ساتھی ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائیں۔ وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئی اور پھر ہیلی کاپٹر اسٹارٹ کیا اور اسے تیزی سے



فضاء میں بلند کرنے لگی۔ اس کی نظریں بدستور اس طرف لگی ہوئی تھیں جس طرف غار تھا۔ وہ ڈر رہی تھی کہ عمران یا اس کا کوئی ساتھی بے ہوش ہونے سے نہ بچ گیا ہو۔ ان کے پاس اسلحہ تھا وہ اسے ہیلی کاپٹر سمیت تباہ کر سکتے تھے۔ اس لئے جب تک ہیلی کاپٹر بلند نہ ہو گیا اور وہ اسے موڑ کر دور نہ لے گئی اسے سکون نہ آیا۔ وہ بے حد خوش اور پوری طرح مطمئن تھی کہ وہ ان کے چنگل سے زندہ اور صحیح سلامت نکل آنے میں کامیاب ہو گئی ہے اور اپنے نئے ٹھکانے پر پہنچ کر وہ آسانی سے ان کا مقابلہ بھی کر سکتی تھی اس نے اب یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنے خفیہ اڈے پر پہنچ کر اپنے ساتھیوں کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو انہی پہاڑیوں میں اس طرح گھیرے گی کہ انہیں کہیں جائے پناہ ہی نہ مل سکے گی۔ اب ان کی موت یقینی تھی۔

عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ غار میں موجود تھا۔عمران کے کہنے پر ڈارلی واپس چلی گئی تھی۔ وہ واپس نہیں جانا چاہتی تھی لیکن عمران نے اسے سمجھا بجھا کر واپس بھیج دیا تھا۔ سب ہی عمران کو اس بات سے روکتے رہے تھے کہ ڈارلی آگے چل کر ان کے کام آ سکتی ہے لیکن عمران کسی غیر متعلق لڑکی کو اپنے ساتھ نہ رکھنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ سب خاموش ہو گئے۔ اس کے علاوہ سب کو عمران پر اس بات کا غصہ تھا کہ اس نے مادام کیٹ کو زندہ کیوں چھوڑ دیا تھا لیکن اس بات سے بھی وہ پرسکون ہو گئے تھے کہ اب انہیں خواہ مخواہ داماری کی پہاڑیوں میں لیبارٹری تلاش نہیں کرنی پڑے گی۔

عمران نے مادام کیٹ کو بے ہوش کر کے عمل تنوعی سے اس کے ذہن سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ اصل لیبارٹری شمالی کاساٹ پہاڑیوں میں موجود ہے۔ مادام کیٹ خود اس لیبارٹری یا اس علاقے میں نہیں گئی تھی لیکن اسے کاساٹ پہاڑیوں میں موجود خفیہ لیبارٹری تک



پہنچنے اور جن راستوں کا علم تھا وہ عمران نے ضرور معلوم کر لیا تھا۔

عمران نے جس طریقے سے مادام کیٹ کا مائنڈ کنٹرول کیا تھا اس سے انہیں یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ اسرائیلی پرائم منسٹر نے کیٹ ایجنسی اور دوسری ایجنسیوں اور جی پی فائیو کے ساتھ جو میٹنگ کی تھی اور جس کی ٹیپ ابوحلم نے حاصل کی تھی وہ سب پرائم منسٹر کی پلاننگ کا حصہ تھی کہ اگر ان کا راز لیک آؤٹ ہوتا ہے تو کسی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کسی بھی ملک کی ایجنسی کو اس بات کا علم نہ ہو سکے کہ ان علاقوں میں جو لیبارٹری موجود ہے وہ اصل لیبارٹری نہیں ہے بلکہ ڈاجنگ پوائنٹ کے تحت بنائی گئی ہے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سمیت جو بھی یہاں پہنچیں انہیں جی پی فائیو اور کیٹ ایجنسی کے تحت نہ صرف بھٹکایا جا سکے بلکہ انہیں ہلاک بھی کیا جا سکے جبکہ اصل لیبارٹری کاساٹ کی پہاڑیوں میں موجود تھی۔ جس ٹیپ میں پرائم منسٹر کی فرسٹ میٹنگ کو ریکارڈ کیا گیا تھا وہ شاید آخری حصے کو ریکارڈ نہ کر سکا تھا جب پرائم منسٹر نے بلیک کیٹ کو روک کر اسے اصل ٹارگٹ کے بارے میں بتایا تھا اور اس کی حفاظت کی ساری ذمہ داری اسے سونپی تھی اور اب اصل ٹارگٹ عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے آ گیا تھا اور وہ سب ایک جگہ جمع بھی ہو چکے تھے۔ عمران نے ساری معلومات ملتے ہی خصوصی طور پر اسرائیل کی ایک مخبر ایجنسی کے چیف سے رابطہ کر کے کاساٹ کے علاقے کے بارے میں ساری تفصیلات حاصل کر

لی تھیں اور اس نے ساری تفصیل اپنے ساتھیوں کو بتا دی تھی۔

''عمران صاحب۔ یہ کاساٹ پہاڑیاں تو جنگلات سے پر ہیں۔ یہاں تو لازماً سرکاری کنٹرول بھی ہو گا اور لکڑی کاٹنے والوں کے مخصوص پوائنٹ بھی۔ پھر ایسی پہاڑیوں پر اس قدر خفیہ لیبارٹری کیسے بنائی جا سکتی ہے''...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے۔

''کاساٹ پہاڑیوں پر واقعی گھنے جنگلات موجود ہیں لیکن یہ جنگلات عمارتی لکڑی کے نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ یہ پہاڑیاں انتہائی دشوار گزار بھی ہیں اور یہاں درندے بھی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہاں باقاعدہ آبادیاں نہیں ہیں البتہ شکاریوں کے ہٹس وغیرہ بنے ہوئے ہیں لیکن حکومت کی اجازت کے بغیر شکار نہیں کھیلا جا سکتا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ پھر تو واقعی یہاں محفوظ لیبارٹری بنائی جا سکتی ہے۔ لیکن اب اسے تلاش کیسے کیا جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جو کچھ مادام کیٹ نے بتایا ہے ہمیں اس کی معلومات پر ہی عمل کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کوئی لائحہ عمل''...... صفدر نے کہا۔

''ساری باتیں تم نے سن ہی لی تھیں جو مادام کیٹ نے بتائی تھیں لیکن پھر بھی ایک بار پھر اس پر ڈسکس کر لیتے ہیں۔ مادام



کیٹ کے مطابق صورتحال انتہائی پیچیدہ ہے۔ ان پہاڑیوں پر باقاعدہ فوجی چوکیاں اور چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں۔ پہاڑیوں کے اوپر باقاعدہ ایک اڈہ بنایا گیا ہے جس پر انتہائی جدید چیکنگ مشینری نصب ہے۔ لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری اس مادام کیٹ کو ہی دی گئی ہے۔ وہاں کیٹ ایجنسی کے افراد بھی جگہ جگہ پہاڑیوں میں خفیہ طور موجود ہیں۔ ان تمام راستوں پر جو ان پہاڑیوں میں دروں کی صورت میں جاتے ہیں چیک پوسٹیں بنا دی گئی ہیں اور ان پہاڑیوں کے گرد جو چھوٹے چھوٹے قصبے ہیں وہاں بھی فوجی موجود ہیں۔ مختصر یہ کہ ان پہاڑیوں پر فوج اور کیٹ ایجنسی کا مکمل قبضہ ہے اور وہ راستے اس قدر دشوار گزار ہیں کہ ہم مشکل سے ہی وہاں پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ مادام کیٹ نے بتایا تھا کہ وہ ہمیں ہلاک کرنے کے چکر میں اس طرف آئی تھی جبکہ اس لیبارٹری اور فیکٹری کی حفاظت اسرائیلی پرائم منسٹر نے اسی کی کیٹ ایجنسی کو دی تھی۔ وہاں اس کا بڑا گروپ موجود ہے جبکہ یہاں وہ ہمارا شکار کھیلنے کے لئے خصوصی طور پر آئی تھی اور اس کے بارے میں اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا ہے حتیٰ کہ کرنل ڈیوڈ بھی اس بات سے لاعلم ہے کہ اصل لیبارٹری کاساٹ کی پہاڑیوں میں موجود ہے۔ یہ تو آپ نے عمل تنوعی کے ذریعے مادام کیٹ کے مائنڈ سے معلوم کر لیا ہے ورنہ شاید وہ مر جاتی لیکن ہمیں اصل لیبارٹری اور فیکٹری کے بارے میں کچھ نہ

بتاتی اور اب جو صورتحال ہے وہ واقعی انتہائی پیچیدہ ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں صفدر۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارے لئے کام کرنا زیادہ آسان ہے۔ ہم ان فوجیوں میں سے اپنے قدوقامت کے افراد کو ختم کر کے ان کے روپ دھار سکتے ہیں اور پھر اس لیبارٹری تک پہنچنے میں ہمیں کوئی نہیں روکے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ لیبارٹری خاص قسم کی ہے اور اس لیبارٹری کو عام ہتھیاروں سے تباہ نہیں کیا جا سکتا اور پھر کا سارا بہت بڑا علاقہ ہے۔ ہم وہاں فیکٹری اور لیبارٹری کو کہاں تلاش کرتے پھریں گے۔ ہمیں اس سارے علاقے کو ہی تباہ کرنے کا سوچنا ہو گا اور اس علاقے کو تباہ کرنے کے لئے ہمیں ایک مخصوص قسم کا ایک طاقتور ہتھیار استعمال کرنا پڑے گا جس میں ایسی گیس بھری ہوئی ہے جو تیزی سے ہر طرف پھیل جاتی ہے اور پھر ہر طرف پہاڑیوں کے اندر اور باہر برف کی طرح جم جاتی ہے۔ کچھ گھنٹوں بعد برف کی پرت پھر سے بھاپ بن کر گیس بن جاتی ہے اور اس گیس کے پھیلتے ہی ہر طرف ایسی بو پھیل جاتی ہے جس سے انسان تو انسان، چرند پرند کے ساتھ زمین پر رینگنے والے کیڑے بھی بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ اس گیس کے پھیلتے ہی اگر وہاں معمولی سی چنگاری بھی دکھا دی جائے تو گیس فوراً آگ پکڑ لیتی ہے جس سے وہاں ایسی ہولناک تباہی پھیلتی ہے جیسے وہاں ایٹم بم پھٹ پڑے ہوں۔ اس تباہی سے



زمین کئی سو فٹ تک اندر دھنس جاتی ہے۔ فائر کی جانے والی اس گیس کو بلاسٹر گیس کہا جاتا ہے جو مخصوص گنوں سے شیلوں کی صورت میں استعمال کر کے ہر طرف پھیلائی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ گیس فائر کرنے والی گن مخصوص قسم کی ہے اور آسانی سے چیک ہو سکتی ہے۔ اس گن کو کولڈ بلاسٹ گن یا سی بی جی کہتے ہیں جو گیس پھیلا کر زبردست دھماکہ خیز مواد میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ہر طرف خوفناک تباہی لاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو واقعی مسئلہ ہے۔ ایسی گنیں یہاں کیسے مل سکتی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''بے فکر رہو۔ میں نے تنویر، چوہان اور خاور۔ میں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو بھیجنا چاہتا تھا لیکن تنویر کے کہنے کے مطابق وہ ایک ایسے شخص کو جانتا تھا جو تل ابیب مین موجود ہے اور وہ اس سے گنیں خرید سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کے علاوہ تم نے لازماً کوئی پلاننگ کی ہو گی''...... اس بار جولیا نے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کی تو ہے''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... سب نے تجسس آمیز لہجے میں کہا۔

''بڑی سادہ سی پلاننگ ہے۔ ایک مولوی دو گواہ۔ ایک کلو چھوہارے۔ ایک منہ دکھائی کی انگوٹھی اور پلاننگ مکمل''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو وہ سب

ہنس پڑے۔

''عمران۔ پلیز سنجیدہ ہو جاؤ۔ تم پلاننگ بتا رہے تھے''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے ہاں۔ وہ پلاننگ تو واقعی درمیان میں ہی رہ گئی۔ پلاننگ واقعی بڑی سادہ سی ہے۔ ہمیں کرنل ڈیوڈ کو قابو کرنا ہو گا۔ بس پلاننگ مکمل''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ آپ کرنل ڈیوڈ کے میک اپ میں وہاں جائیں گے لیکن عمران صاحب۔ یہ معاملہ انتہائی خطرناک بھی ہوسکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب ٹھیک سوچ رہے ہیں۔ واقعی اگر کرنل ڈیوڈ کو اس مشن میں شامل نہ کیا گیا تو پھر ہمیں وہاں جانے بھی نہ دیا جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن کرنل ڈیوڈ تو جی پی فائیو کا ہیلی کاپٹر استعمال کرتا ہے۔ وہ اب پیدل تو پہاڑیوں پر نہ چڑھے گا اور جی پی فائیو کا ہیلی کاپٹر یہاں موجود ہی نہ ہو گا''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے۔ اس عمر میں اس قدر عقلمندی کی بات۔ ارے کہیں عمر سے پہلے تو عقل داڑھ نہیں نکل آئی تمہاری''...... عمران نے کہا اور غار بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

''تم نے خود ہی احمقانہ پلاننگ بنائی ہے۔ پہلے تم اپنی عقل داڑھ تو سنبھال لو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب اس



کے اس انداز پر ہنس پڑے۔

''مس جولیا کی بات درست ہے عمران صاحب''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ غلط ہے اس لئے تو میں اس کی عقلمندی کی تعریف کر رہا ہوں۔ جہاں تک ہیلی کاپٹر کا تعلق ہے۔ وہ تو ظاہر ہے یہاں میسر نہیں ہے اس لئے ہمیں فوری طور پر کسی اور قصبے میں جانا ہو گا۔ وہاں سے ہم کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں یہاں آئیں گے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کرنل ڈیوڈ کو اصل لیبارٹری کے مقام کے بارے میں نہیں بتایا گیا تو یہی بات ہمارے حق میں جاتی ہے۔ اس مشن کی پلاننگ یقیناً اسرائیل کے وزیر اعظم نے کی ہو گی۔ نیا پرائم منسٹر بظاہر کرنل ڈیوڈ کو پسند کرتا ہے لیکن مادام کیٹ کے دماغ سے جو باتیں میں نے نکالی ہیں ان کے تحت اسرائیلی پرائم منسٹر، کرنل ڈیوڈ سے زیادہ مادام کیٹ پر بھروسہ کرتا ہے جبکہ اسرائیل کے صدر کرنل ڈیوڈ کی پشت پر ہیں اس لئے جب پریذیڈنٹ ہاؤس سے پرائم منسٹر کو کال کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جی پی فائیو سارے مشن کو سپروائز کرے گی تو پھر کوئی بھی کرنل ڈیوڈ کو سپروائز کرنے سے نہ روک سکے گا''...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''ویری گڈ۔ آپ نے جو پلاننگ کی ہے یہ پلاننگ طویل تو

ضرور ہے لیکن بہرحال قابل عمل ہے“...... صفدر نے کہا۔

”میں تنویر کو ٹرانسمیٹر کال کر لیتا ہوں تاکہ وہ سی پی جی لے کر یہاں آنے کی بجائے کاساٹ پہاڑی علاقے کی طرف چلے جائیں۔ میں اسے ایک پوائنٹ کا بتا دیتا ہوں ہم ان سے وہیں جا کر ملیں گے“...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ان کی باتوں میں ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا نے کوئی مداخلت نہ کی تھی۔ وہ خاموش تھے۔ عمران نے جیب سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور تنویر کو کال کرنا شروع کر دیا۔ تنویر کو ہدایات دے کر ابھی وہ فارغ ہی ہوا تھا کہ اچانک یکے بعد دیگرے انہیں کئی دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ اسی لمحے یکلخت انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے ذہنوں کو کسی سیاہ چادر نے ڈھانپ لیا ہو۔ یہ سب کچھ اس قدر تیز رفتاری سے ہوا کہ حقیقتاً وہ سنبھل ہی نہ سکے تھے اور ان کے حواس اندھیرے میں ڈوبتے چلے گئے۔ تیز اور ناقابل برداشت بو نے عمران کو سانس روکنے کا بھی موقع نہ دیا تھا اور وہ بھی فوراً بے ہوش ہو کر ایک طرف لڑھک گیا تھا۔



بلیک کیٹ ہیلی کاپٹر کے ذریعے فوری طور پر فرار ہو کر پہاڑی علاقے سے نکل گئی تھی۔ وہ سیدھی دوسرے قصبے ساگان میں موجود اپنے ایک خفیہ ہیڈ کوارٹر میں پہنچی تھی اور اب وہ اپنے اس خفیہ ہیڈ کوارٹر کے آفس میں موجود تھی۔ اس کے چہرے پر بے چینی اور اضطراب نمایاں تھا۔ وہ بار بار اپنے ہونٹ کاٹتی۔ مٹھیاں بھینچتی اور پھر کھول دیتی کمرے کے ایک کونے میں موجود میز پر ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر بھی موجود تھا اور بلیک کیٹ بار بار اس ٹرانسمیٹر کو اس طرح دیکھ رہی تھی کہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے کسی ٹرانسمیٹر کال کا انتہائی بے چینی سے انتظار ہے۔ اسی لمحے کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو بلیک کیٹ بے اختیار چونک پڑی۔

”یس کم ان“...... اس نے سخت لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک بھاری تن و توش کا مالک نوجوان اندر داخل

ہوا۔

''مادام۔ آپ نے مجھے بلایا ہے''...... نوجوان نے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں اسکارٹ۔ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو جانتے ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں بلایا ہے تاکہ تم انہیں شناخت کر سکو''...... بلیک کیٹ نے کہا تو اسکارٹ چونک پڑا۔

''عمران اور اس کے ساتھی''...... اسکارٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ جلد ہی یہاں ہمارے خفیہ اڈے پر پہنچ جائیں گے۔ مجھے اس اطلاع کا شدت سے انتظار ہے''...... بلیک کیٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ مادام۔ تو کیا آپ نے انہیں ہلاک کرنے کے احکامات نہیں دیئے ہیں اور کیا انہیں اس غار سے اغوا کرا رہے ہیں''...... اسکارٹ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''ہاں کیوں''...... بلیک کیٹ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''مگر مادام۔ پہلے تو آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ انہیں اسی غار میں ہی میزائل مار کر ختم کر دیا جائے گا''...... اسکارٹ نے کہا۔

''ہاں۔ پہلے میرا یہی خیال تھا لیکن پھر میں نے اپنا خیال بدل دیا۔ میں نے سوچا کہ میزائلوں کی وجہ سے عمران اور اس کے



ساتھیوں کے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ ٹکڑے نہ بھی اڑے تو بہرحال ان کے چہرے ضرور اس حد تک مسخ ہو جائیں گے کہ شاید انہیں پہچانا نہ جا سکے اور اس صورت میں کوئی بھی یقین نہ کرے گا کہ کیٹ ایجنسی نے یہ کارنامہ سرانجام دے دیا ہے۔ اس لئے میں نے فوری طور اپنا پر پروگرام بدل دیا ہے۔ اب انہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا جائے گا۔ ان سب کے میک اپ صاف کئے جائیں گے۔ تم انہیں شناخت کرو گے۔ پھر ان کا خاتمہ ہو گا۔ اس کے بعد ان کی لاشوں کی نمائش کی جائے گی۔ پھر کرنل ڈیوڈ تو کیا پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کو بھی یقین آ جائے گا کہ کیٹ ایجنسی نے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کو ہلاک کیا ہے''...... بلیک کیٹ نے مزے لے لے کر وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ مادام۔ ایسا نہ کریں۔ یہ۔ یہ اقدام انتہائی خطرناک ہے۔ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں۔ اگر انہیں ایک لمحہ بھی مل گیا تو یہ حیرت انگیز طور پر سچوئیشن بدل لیتے ہیں۔ آپ وہی پہلے فیصلے پر ہی قائم رہیں جس گروپ کو آپ نے غار میں بھیجا ہے ان سے کہیں کہ وہ انہیں وہیں گولیاں مار دیں اور پھر اس غار کو میزائلوں سے اُڑا دیں تاکہ ان کی لاشیں وہیں دفن ہو جائیں۔ ایسی صورت میں ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں''...... اسکارٹ نے کہا۔

''شٹ اپ۔ میرا نام بلیک کیٹ ہے۔ بلیک کیٹ۔ سمجھے۔ آئندہ میرے سامنے اس طرح کی بزدلی کی باتیں کیں تو میں سخت

ایکشن لوں گا۔ بے ہوش افراد کس طرح سچویشن بدل سکتے ہیں۔ نانسنس''...... بلیک کیٹ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اسکارٹ کچھ کہتا۔ میز پر موجود ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور بلیک کیٹ بالکل اس انداز میں ٹرانسمیٹر پر جھپٹی جیسے چیل گوشت کے ٹکڑے پر جھپٹتی ہے۔ اس نے جلدی سے اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ ٹیری سپیکنگ۔ اوور''...... ایک آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''وکٹری مادام۔ ہم نے ان سب کو بے ہوش کر کے غار سے نکال لیا ہے اور اب انہیں ہیلی کاپٹر میں ڈال کر ساگان کے کالاری سنٹر پر لے کر پہنچ رہے ہیں۔ اوور''...... ٹیری نے کہا۔

''پوری رپورٹ دو تفصیل کے ساتھ۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مادام۔ آپ نے بتایا تھا کہ آپ نے غار میں موجود ان افراد کو پہلے ہی بے ہوش کر دینے والی گیس سے بے ہوش کر دیا ہے لیکن یہاں آتے ہی ہم نے احتیاطاً ہیلی کاپٹر سے ہی پہاڑی کے گرد ٹکسٹائی گیس فائر کرنا شروع کر دی۔ گیس انتہائی زود اثر اور فوری طور پر بے ہوش کر دینے والی تھی۔ جس کے اثر سے پہاڑیوں میں رینگنے والا کیڑا بھی بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ہم نے کافی دیر تک



اس پہاڑی کا راؤنڈ لگایا لیکن وہاں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ تب میں نے اپنے آدمیوں کو ہیلی کاپٹر سے نیچے اتارا اور وہ سب گیس ماسک پہن کر پہاڑی میں چلے گئے۔ غار کے باہر ایک آدمی بے ہوش تھا۔ جبکہ غار کے اندر ایک عورت سمیت باقی افراد موجود تھے۔ سب بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ آپ کی چونکہ انتہائی سخت ہدایات تھیں اس لئے بے ہوشی کے باوجود ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی گئیں اور پھر انہیں غار سے باہر لایا گیا۔ ان کا سامان بھی ساتھ ہی لایا گیا اور پھر انہیں ایک ویگن میں ڈال کر وہاں سے پہلے تھرڈ پوائنٹ پر لایا گیا۔ یہاں سے دوسری ویگن میں انہیں شفٹ کیا گیا اور اب یہ ویگن ساگان کے کالاری سنٹر کی طرف آ رہی ہے اور مادام میں خود ویگن میں ساتھ آ رہا ہوں۔ اوور''...... ٹیری نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ پوری احتیاط سے کالاری سنٹر پہنچو۔ ان لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھنا۔ کہیں یہ لوگ راستے میں ہی ہوش میں نہ آ جائیں۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں پوری طرح محتاط ہوں۔ اوور''...... ٹیری نے جواب دیا۔

''میں کالاری سنٹر پر تمہاری منتظر ہوں۔ جلد وہاں پہنچو۔ اوور اینڈ آل''...... بلیک کیٹ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے

چہرے پر بے پناہ مسرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

''آؤ اسکارٹ۔ اب میں تمہیں دکھاؤں کہ یہ لوگ کتنے چالاک اور خطرناک ہیں اور میں ان کا کیسا حشر کرتی ہوں'' ...... بلیک کیٹ نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں اسکارٹ سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی اسکارٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بے اختیار کندھے اچکا دیئے اور اس کے پیچھے چل پڑا۔



کرنل ڈیوڈ انتہائی بے چینی کے عالم میں غار میں ٹہل رہا تھا۔ اسے ابھی تھوڑی دیر پہلے گیری نے اطلاع دی تھی کہ انہیں ایسا کوئی ہیلی کاپٹر نظر نہیں آیا ہے جس پر جی پی فائیو کا مارک ہو۔ کرنل ڈیوڈ کے کہنے پر گیری کافی کوشش کرتا رہا لیکن اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کا کوئی ہیلی کاپٹر ڈاماری پہاڑیوں کی طرف جاتا دکھائی نہ دیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر عمران اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر لے کر کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ اس نے ریڈ روزی اور اس کے گروپ کو ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش پر لگا دیا تھا۔

اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ڈاماری کے پہاڑی سلسلے میں ہی کہیں موجود ہیں اور ریڈ روزی جلد ہی ان کا کوئی نہ کوئی سراغ لگا لے گی۔ اس کے ہاتھ میں ٹرانسمیٹر تھا۔ وہ انتہائی بے صبری سے ریڈ روزی کی کال کا منتظر تھا لیکن ریڈ روزی کی ابھی

تک کوئی کال نہ آئی تھی۔ وہ نجانے کہاں رہ گئی تھی۔ کرنل ڈیوڈ کو اس پر شدید غصہ آ رہا تھا۔

"ہونہہ۔ یہ ریڈ روزی نجانے کہاں جا کر مر گئی ہے۔ اس نے ابھی تک کال کیوں نہیں کیا"...... کرنل ڈیوڈ ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے سوچا کہ وہ خود ہی ریڈ روزی کو کال کر لے کہ اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے فوراً اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ریڈ روزی بول رہی ہوں۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ریڈ روزی کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں سختی تھی۔

"باس۔ عمران اور اس کے ساتھی بلیک کیٹ کے آدمیوں کی قید میں چلے گئے ہیں"...... ریڈ روزی نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو۔ کس طرح۔ کہاں"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک پہاڑی غار میں موجود تھے۔ انہوں نے بلیک کیٹ کو پکڑ لیا تھا اور اسے ایک غار میں باندھا ہوا تھا۔ عمران اور اس کے سارے ساتھی اس غار میں موجود تھے۔ انہوں نے بلیک کیٹ کو اپنے پاس قید کر رکھا تھا۔ وہ اس سے



لیبارٹری کی تفصیلات پوچھنا چاہتے تھے لیکن بلیک کیٹ نے انہیں کچھ نہیں بتایا۔ عمران نے بلیک کیٹ کو بے ہوش کر دیا تاکہ وہ کوئی ایسی پلاننگ کر سکیں کہ بلیک کیٹ سے لیبارٹری کی تفصیلات معلوم کر سکیں لیکن بلیک کیٹ کو وہاں سے فرار ہونے کا موقع مل گیا۔ وہ غار سے نکل کر چھپتی چھپاتی اپنے ہیلی کاپٹر تک پہنچ گئی۔ ہیلی کاپٹر میں اسے خفیہ خانے سے گیس پسٹل مل گیا تھا اس نے فوری طور پر اس غار کے ارد گرد اور اندر گیس کیپسول فائر کئے اور پھر وہاں سے نکل گئی۔ ساگان کے علاقے میں اس کا ایک ہیڈ کوارٹر موجود ہے۔ اس نے وہاں جاتے ہی اپنے ساتھیوں کا ایک گروپ اس پہاڑی کی طرف بھیج دیا۔ اس گروپ نے بھی پہاڑیوں پر گیس فائر کی اور پھر اندر داخل ہو گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی بلیک کیٹ کی فائر کی ہوئی گیس سے پہلے ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے مزید گیس کے اثر نے انہیں گہری بے ہوشی میں پہنچا دیا اور پھر وہ سب غار میں داخل ہوئے اور انہوں نے غار میں موجود تمام افراد کو وہاں سے نکال لیا اور اب وہ ان سب کو بے ہوشی کی حالت میں ساگان کے کالاری سنٹر لے جایا جا رہا ہے تاکہ وہاں ان سب کے میک اپ صاف کئے جا سکیں اور پھر ان کی شناخت ہوتے ہی انہیں ہلاک کیا جا سکے۔ اوور"...... ریڈ روزی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئی ہیں۔ اوور"...... کرنل

ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔
''ٹیری کے گروپ میں میرا ایک ساتھی موجود ہے۔ اس نے ٹرانسمیٹر کال کر کے یہ ساری تفصیل بتائی ہے۔ اوور''..... ریڈ روزی نے کہا۔
''اوہ۔ اوہ۔ بلیک کیٹ اس کا کریڈٹ لینا چاہتا ہے۔ میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔ یہ کریڈٹ صرف اور صرف جی پی فائیو ہی لے سکتی ہے۔ اوور''..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
''یس باس۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں۔ اوور''..... ریڈ روزی نے کہا۔
''کیا تم جانتی ہو کہ یہ کالاری سنٹر اور کہاں ہے۔ اوور''۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
''یس باس۔ میرے آدمی نے اس کی لوکیشن بتائی ہے مجھے لیکن ہمیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی وہ لوگ وہاں نہیں پہنچے ہیں۔ وہ راستے میں ہیں اور ویگن کے ذریعے ان سب کو بے ہوشی کی حالت میں لے جا رہے ہیں۔ اوور''..... ریڈ روزی نے کہا۔
''ویل ڈن۔ پھر ہمارے پاس موقع ہے۔ تم ایسا کرو کہ اس ویگن پر قبضہ کر لو اور بلیک کیٹ کے سب ساتھیوں کا خاتمہ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کر کے یہاں میرے پاس ڈاماری لے آؤ۔ پوری احتیاط سے کام لینا۔ کسی کو یہ علم نہ ہو سکے کہ کس



نے اس ویگن پر حملہ کیا ہے۔ وزیر اعظم صاحب بلیک کیٹ کی پشت پر ہیں۔ اگر انہیں یہ اطلاع مل گئی کہ جی پی فائیو نے ان کی ویگن پر حملہ کیا ہے تو پھر ہمارے لئے کوئی جائے پناہ نہ ہو گی۔ سمجھ گئی ہو۔ اوور''..... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجھے صرف آپ کی طرف سے اجازت کی ضرورت تھی۔ ویسے اگر آپ کہیں تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا اس بے ہوشی کے عالم میں خاتمہ کر دیا جائے اور پھر ان کی لاشیں آپ کے پاس لے آئی جائیں۔ اوور''..... ریڈ روزی نے کہا۔
''کیا عمران اور اس کے ساتھی اپنی اصل شکلوں میں ہیں یا میک اپ میں ہیں۔ اوور''..... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
''نو باس۔ عمران کا تو مجھے علم نہیں۔ البتہ اس کے ساتھیوں نے مقامی میک اپ کیا ہوا ہے۔ اوور''..... ریڈ روزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''تو احمق۔ نانسنس۔ پاگل لڑکی۔ جب تک چیکنگ نہ ہو جائے۔ ان لوگوں کا خاتمہ ہمیں کیا فائدہ دے گا۔ اوور''..... کرنل ایوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔
''یس باس۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ اوور''..... ریڈ روزی نے فوراً کہا۔

"سمجھ گئی ہو تو اب مزید بک بک بند کرو اور انہیں کور کر کے میرے پاس پہنچا دو۔ لیکن خیال رکھنا۔ اگر تم نے کوئی غلطی کی تو تمہارے ساتھ تمہاری روح کو بھی گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے، سے چیختے ہوئے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"نانسنس۔ عقل تو ان میں ہے ہی نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اسے یقین تھا کہ ریڈ روزی کی کال ہو گی۔

"لیں کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"بلیک کیٹ بول رہی ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے بلیک کیٹ کی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"بلیک کیٹ۔ تم۔ کیا مطلب۔ تم نے کیسے کال کیا ہے اور کیوں۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ساتھی ریڈ روزی نے میرے آدمیوں پر حملہ کیا ہے اور ہم سے ہمارا شکار چھیننے کی کوشش کی ہے لیکن اسے شاید یہ معلوم نہیں کہ بلیک کیٹ ہزار آنکھیں رکھتی ہے۔ تمہارے باقی سارے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں اور ریڈ روزی ہمارے قبضے میں ہے۔ اس



نے سب کچھ بک دیا ہے اور اب میں اسے وزیراعظم کے سامنے پیش کروں گی اور سنو اگر آئندہ تم نے یا تمہارے آدمیوں نے میرے معاملات میں مداخلت کرنے کی کوشش کی تو تمام تر نتائج کی ذمہ داری تمہاری ہو گی۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے بلیک کیٹ نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل ڈیوڈ رسیور ہاتھ میں پکڑے کسی بت کی طرح ساکت بیٹھا رہ گیا۔ اس کا ذہن دھماکوں کی زد میں آ گیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ اوہ اوہ"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔ بہت ہی برا۔ اب اس وزیراعظم کا سارا غصہ مجھ پر ہی اترے گا اور ان حالات میں تو صدر مملکت بھی میری سائیڈ نہ لے سکیں گے۔ ویری بیڈ۔ ریئلی ویری بیڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ ریڈ روزی کے بلیک کیٹ کے ہاتھ لگ جانے کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہو رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ریڈ روزی سب کچھ اگل دے گی اور اس کے بعد سب کچھ ہی ختم ہو جانا ہے۔ یہ سوچ کر اس کے دماغ میں دھماکے ہونا شروع ہو گئے تھے۔ وہ مسلسل اس بارے میں سوچ رہا تھا لیکن اسے کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ کیٹ ایجنسی کو یہ کریڈٹ نہیں مل سکتا۔ کبھی نہیں مل سکتا"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

اور دوسرے لمحے ایک خیال اس کے ذہن میں آیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

''ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور''...... بٹن دبا کر اس نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

''یس میجر ہیرس اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔

''میجر ہیرس۔ اگر تم جی پی فائیو میں اعلیٰ عہدہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو فوری طور پر ایک کام کرو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ میجر ہیرس کا تعلق ایک نئی ایجنسی بلیک ٹاور سے تھا۔ وہ بلیک ٹاور ایجنسی کے چیف کا نمبر ٹو تھا لیکن وہ اپنے چیف سے خوش نہ تھا۔ اس نے ایک دو بار کرنل ڈیوڈ سے بات کی تھی کہ وہ اسے جی پی فائیو میں شامل کر لے لیکن کرنل ڈیوڈ نے اسے کوئی رسپانس نہ دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ میجر ہیرس کا تعلق بلیک ٹاور ایجنسی سے ہے اور وہ اپنے ایک بڑے گروپ کے ساتھ یہیں موجود ہے۔ اسے اس کے ٹرانسمیٹر کی سپیشل فریکوئنسی یاد تھی اس لئے اس نے فوری طور پر اسے کال کرنا مناسب سمجھا تھا۔

''حکم باس۔ اوور''...... میجر ہیرس نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اسے ساری تفصیل بتا دی کہ بلیک کیٹ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیسے بے ہوش کیا تھا۔ پھر کس



طرح ریڈ روزی اور اس کے ساتھیوں نے اس ویگن پر حملہ کیا جو انہیں ڈاماری سے بلیک کیٹ کے پاس لے جا رہی تھی لیکن یہ حملہ ناکام رہا۔ کیٹ ایجنسی کے آدمیوں نے ان پر حملہ کر کے فورس کے آدمیوں کا خاتمہ کر دیا اور اب عمران اور اس کے ساتھیوں کو ڈاماری میں موجود کیٹ ایجنسی کے ساگان کے علاقے میں موجود سیکرٹ ہیڈ کوارٹر کا لاری سنٹر لے جایا جا رہا ہے۔

''اوہ۔ اوہ باس۔ پھر میرے لئے کیا حکم ہے۔ اوور''...... میجر ہیرس نے پرجوش لہجے میں کہا۔

''مجھے اس بات کا علم ہے کہ تمہارے چند آدمی کیٹ ایجنسی میں موجود ہیں ان سے رابطہ کر کے اور پھر ان پر حملہ کر کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنے قبضے میں کر لو۔ اس طرح کہ کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں۔ اگر تم فوری طور پر حرکت میں آ کر ایسا کر لو تو میرا وعدہ کہ تمہیں جی پی فائیو میں تمہارے تصور سے بھی بڑا عہدہ دیا جائے گا۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''تھینک یو سر۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ میں اور میرے آدمی ڈاماری میں ہی ہیں۔ ہم یقیناً کامیاب رہیں گے۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کا کرنا کیا ہے۔ اوور''...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

''انہیں کسی خفیہ جگہ پر بے ہوش رکھو اور پھر مجھے اطلاع دو تا کہ

میں خود وہاں آ کر ان کا خاتمہ کر سکوں۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں ایسا ہی ہو گا۔ اوور''...... دوسری سے طرف سے میجر ہیرس نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسے یقین تھا کہ اگر میجر ہیرس کامیاب رہا تو ایک بار پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا سہرا جی پی فائیو کے سر ہی بندھے گا اور کیٹ ایجنسی سمیت اسرائیل کی دوسری تمام ایجنسیاں منہ دیکھتی رہ جائیں گے۔ اب اسے میجر ہیرس کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد آخر کار ٹرانسمیٹر کال آ ہی گئی اور کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ میجر ہیرس کالنگ باس۔ اوور''...... میجر ہیرس کی آواز میں موجود جوش کو محسوس کر کے ہی کرنل ڈیوڈ کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ میجر ہیرس کامیاب ہو گیا ہے۔

''یس کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

''کامیابی باس۔ عمران اور اس کے ساتھی اب ہمارے قبضے میں ہیں۔ اوور''...... میجر ہیرس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا واقعی۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت سے چیختے ہوئے کہا۔



''یس باس۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ اوور''...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

''پوری تفصیل سے رپورٹ دو میجر ہیرس۔ پوری تفصیل سے اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ آپ کے حکم کے بعد میں نے کیٹ ایجنسی میں موجود اپنے ایک خاص آدمی سے رابطہ کیا تو مجھے اطلاع مل گئی کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیٹ ایجنسی والے مراک کے راستے سے ایک ویگن کے ذریعے ساگان لے آ رہے ہیں۔ میں نے فوری طور پر اس راستے پر پکٹنگ کی اور پھر وہ ویگن اور اس کے ساتھ موجود کیٹ ایجنسی کے مسلح آدمیوں کی دو جیپیں وہاں پہنچ گئیں۔ وہ لوگ مسلح بھی تھے اور انتہائی چوکنا بھی لیکن میرے پاس مکمل انتظامات تھے۔ میں نے میزائل گنوں کے فائر سے دونوں جیپوں کو ایک لمحے میں اڑا دیا اور اس کے ساتھ ہی ویگن کے ٹائروں پر بھی فائر کھول دیا گیا اور ویگن ٹائر برسٹ ہو جانے سے رک گئی۔ ویگن میں صرف دو افراد تھے جو بوکھلائے ہوئے باہر نکلے اور یہ دونوں بھی اس بوکھلاہٹ کے نتیجے میں مارے گئے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے ویگن میں بے ہوش پڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ویگن سے نکالا اور پھر ہم انہیں کاندھوں پر لاد کر وہاں سے قریبی جنگل میں داخل ہو گئے جہاں میرے آدمی انہیں اسی طرح اٹھا کر خفیہ راستے سے شمال مشرق کی طرف کافی دور ایک گاؤں عتکا لے گئے

جہاں میرے ایک دوست کا خفیہ اڈہ ہے۔ میں نے انہیں ڈاماری سے دور اس لئے بھجوایا ہے تاکہ اگر آپ وہاں آئیں تو ڈاماری اور ساگان میں موجود کیٹ ایجنسی کے آدمی آپ کے ہیلی کاپٹر کو مارک نہ کر سکیں۔ اوور“...... میجر ہیرس نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ تمہیں انعام ملے گا اور عہدہ بھی۔ تم اس اڈے پر پہنچو اور ان کا خیال رکھو۔ انہیں کسی طرح بھی ہوش میں نہ آنا چاہئے۔ میں جلد ہی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اوور“...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ تھینک یو باس۔ لیکن آپ کے لئے ایک بری خبر بھی ہے۔ اوور“...... میجر ہیرس نے کہا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

”بری خبر۔ کیا مطلب۔ اوور“...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”آپ کی نمبر ٹو ریڈ روزی کی ہمیں ایک سڑک پر لاش ملی ہے۔ اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے اور پھر اس کی لاش سڑک پر پھینک دی ہے۔ اوور“...... میجر ہیرس نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

”ہونہہ۔ ریڈ روزی نے یقیناً فرار ہونے کی کوشش کی ہو گی جس کے نتیجے میں کیٹ ایجنسی کے آدمیوں نے اسے گولیاں مار دی



ہوں گی۔ اوور“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”یس باس۔ ایسی ہی صورتحال دکھائی دیتی ہے۔ اوور“...... میجر ہیرس نے کہا۔

”بہرحال جو ہوا ہے اچھا نہیں ہوا ہے۔ ریڈ روزی میری اچھی ساتھی تھی۔ اس کی ہلاکت کی وجہ سے ہی سہی مجھے وہ لمحات تو مل گئے جس کا مجھے بے صبری سے انتظار تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے ماری گئی ہے اور میں اس کی موت کا انتقام ان سب سے لوں گا۔ اوور اینڈ آل“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں رکھا اور پھر وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا دل تو یہی چاہ رہا تھا کہ وہ اڑ کر اس اڈے پر پہنچ جائے جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں لیکن وہ فوراً ایسا نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بلیک کیٹ کے آدمی اردگرد موجود ہیں اور وہ اس کے ہیلی کاپٹر کو اس واردات کے فوراً بعد پرواز کرتے دیکھ کر اپنے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع کر دیں گے اور ہو سکتا ہے کہ بلیک کیٹ کے آدمی دوبارہ ان پر حملہ کر کے ان سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو حاصل کرنا چاہیں جبکہ وہ اس وقت ادھر جانا چاہتا تھا جب اسے پوری طرح تسلی ہو جائے کہ کسی کو بھی علم نہیں ہو سکا کہ یہ ساری واردات اس کے کہنے پر کی گئی ہے۔

تنویر، خاور اور چوہان تینوں مقامی افراد کے میک اپ اور لباسوں میں کاساٹ پہاڑیوں کی طرف جانے والے راستے پر واقع گاؤں عامارہ کے ایک مکان میں موجود تھے۔ عمران نے ان تینوں کو اپنے ساتھیوں سے علیحدہ عامارہ پہنچنے کا حکم دیا تھا۔

ان کے پاس ایک بڑا سا تھیلا تھا جس میں بظاہر تو پہاڑی جڑی بوٹیاں تھیں لیکن اس جڑی بوٹیوں کے ذخیرے کے اندر سی بی جی کے پارٹس علیحدہ علیحدہ کر کے چھپائے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ میگزین نما آٹھ سرخ رنگ کے ڈبے تھے جو بظاہر عام سے ڈبے لگتے تھے لیکن عمران نے تنویر کو بتا دیا تھا کہ ان چاروں ڈبوں میں وہ مخصوص بلاسٹنگ گیس موجود ہیں جن کے فائر سے لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکتا تھا۔

تنویر ایک مخصوص علاقے کے ایک آدمی جو جانتا تھا جو اسے اس قسم کا اسلحہ مہیا کر سکتا تھا۔ وہاں سے تنویر اور اس کے دونوں



ساتھیوں نے بھاری رقم دے کر گنیں اور گیس بلاسٹرز شیل حاصل کئے تھے۔ وہ گنیں لے کر ڈاماری پہاڑی کی طرف جا رہے تھے کہ ٹائیگر کو عمران کی کال موصول ہوئی اور عمران نے اسے ڈاماری پہاڑیوں کی طرف آنے کی بجائے کاساٹ پہاڑی علاقے کی طرف آنے کا کہا اور اسے ایک مخصوص پوائنٹ پر پہنچنے کی ہدایات دیں اس لئے وہ خاور اور چوہان کے ساتھ کاساٹ پہاڑی علاقے کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ لیبارٹری اور میزائل بنانے والی فیکٹری کے بارے میں اس معلوم ہوا ہے کہ وہ کاساٹ کے پہاڑی علاقے میں ہی موجود ہے۔ کاساٹ پہاڑیوں پر کیٹ ایجنسی اور ملٹری انٹیلی جنس کو تعینات کیا گیا تھا لیکن اصل مسئلہ کاساٹ پہاڑیوں میں داخل ہونے کا تھا۔

تنویر کے اصرار پر عمران نے اسے اس بات کی اجازت دے دی تھی کہ وہ چوہان اور خاور کے ساتھ کاساٹ پہاڑیوں میں داخل ہو کر اس لیبارٹری یا فیکٹری تک پہنچ سکتا ہے۔ مقصد تو لیبارٹری اور فیکٹری کو تباہ کرنا ہے اگر ان میں سے ایک ٹارگٹ وہ ہٹ کر لیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہ تھا۔ یہ کام تنویر، خاور اور چوہان کر لیں تو بھی ایک ہی بات ہے اور اگر عمران اور اس کے ساتھی کر لیں تو تب بھی ایک ہی بات ہے۔ عامارہ گاؤں کاساٹ پہاڑیوں کی طرف جانے والے راستے کا سب سے آخری گاؤں تھا اور یہاں فلسطینی تحریک آزادی کے ایک گروپ کا ایک خفیہ اڈہ موجود تھا۔

عمران نے اسے یہ بھی بتایا تھا کہ اس مشن کے لئے فلسطینیوں کے ایک منظم اور فعال گروپ سے بات چیت کر لی تھی۔ اس گروپ کا انچارج احمد بن حیان تھا۔

تنویر اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسمگلروں کے روپ میں یہاں عامارہ پہنچا تھا اور اس وقت وہ احمد بن حیان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کیونکہ احمد بن حیان ایک ایسے آدمی کو لینے گیا تھا جو کاساٹ پہاڑیوں میں واقع ایک قدیم پہاڑی قصبے کا رہنے والا تھا اور کاساٹ پہاڑیوں کے ایک ایک حصے سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اسرائیل کی فوج میں کیپٹن بھی رہ چکا تھا۔ اس لئے وہ تنویر اور اس کے گروپ کے لئے اچھا گائیڈ بن سکتا تھا اس کا نام ابو داؤد تھا۔ وہ اب احمد بن حیان کے گروپ سے متعلق تھا اور احمد بن حیان نے اس کی صلاحیتوں کی بے حد تعریف کی تھی اس لئے تنویر اسے بطور گائیڈ ساتھ لے جانے پر رضامند ہو گیا تھا۔

''پہلے تو اس بات کا پتہ چلانا چاہئے کہ یہ لیبارٹری ان پہاڑیوں میں کہاں ہے۔ ورنہ تو ہم ادھر ادھر بھٹکتے ہی پھریں گے اور کچھ بھی نہ کر سکیں گے''...... چوہان نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ تنویر نے انہیں بھی عمران کی ٹرانسمیٹر پر بتائی ہوئی ساری باتوں سے آگاہ کر دیا تھا اور انہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ یہ سب اپنے طور پر بھی اس لیبارٹری اور فیکٹری کو تباہ کر سکتے ہیں۔



''میں نے کوشش تو بہت کی ہے لیکن ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا''...... تنویر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ جس کے چوڑے چہرے پر بھری ہوئی سیاہ داڑھی بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد اور چھریرے جسم کا نوجوان تھا جس نے خاکی رنگ کا یونیفارم نما لباس پہنا ہوا تھا۔ آنکھوں کی چمک کے لحاظ سے وہ ذہین اور جسمانی لحاظ سے خاصا پھرتیلا دکھائی دے رہا تھا۔ داڑھی والا مشہور فلسطینی مجاہد احمد بن حیان تھا اور جب تعارف ہوا تو تنویر کو معلوم ہو گیا کہ اس کے ساتھ آنے والا ابو داؤد ہے۔

''آپ ابو داؤد سے باتیں کریں۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے اور ابو داؤد نہ صرف آپ کے لئے بہترین گائیڈ ہو گا بلکہ یہ آپ کے لئے ہر قسم کے انتظامات بھی کر سکتا ہے''...... احمد بن حیان نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر کے سر ہلانے پر وہ واپس چلا گیا۔ تنویر نے میز پر تہہ کر کے رکھے ہوئے نقشے کو کھول دیا۔ یہ اس علاقے کا تفصیلی نقشہ تھا اور ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔ یہ نقشہ احمد بن حیان نے انہیں مہیا کیا تھا۔

''آپ یہ نقشہ دیکھ رہے ہیں''...... تنویر نے ابو داؤد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ یہ نقشہ میرا ہی تیار کردہ ہے"...... ابو داؤد نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ یہ تو واقعی خوشی کی بات ہے کہ یہ نقشہ تمہارا بنایا ہوا ہے۔ میں تمہیں یہ نقشہ اس لئے دکھانا چاہتا تھا کہ ہمارا ٹارگٹ کاساٹ پہاڑیوں میں تعمیر کردہ ایک خفیہ لیبارٹری اور ایک فیکٹری ہے۔ میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ہمارا ٹارگٹ ڈبل ہے۔ وہاں چونکہ خاص بلاسٹر میزائل تیار کئے جا رہے ہیں جن کا استعمال بین الاقوامی قانون کے تحت ممنوع ہے اس لئے اسرائیل یہ میزائل خفیہ طور پر بنا رہا ہے اور انہیں بین الاقوامی چیکنگ سے بچانے کے لئے کاساٹ پہاڑیوں کے اندر بنایا گیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بھیانک سازش کا علم ہو گیا تو وہ اس سازش کے خاتمے اور دنیا کے مسلمانوں کی مدد کے لئے میدان میں اتر آئی۔ اسرائیل کو بھی اس کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے اسرائیل کی ایک انتہائی طاقتور ایجنسی جس کا نام کیٹ ایجنسی ہے کو اس لیبارٹری اور فیکٹری کی حفاظت اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کے خاتمے کے لئے ان پہاڑیوں کے گرد پھیلا دیا گیا ہے۔ چنانچہ عمران صاحب نے اس لیبارٹری اور فیکٹری کو تباہ کرنے کی ڈبل پلاننگ کی ہے۔ وہ سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ اپنے طور پر اس لیبارٹری تک پہنچنے کی کوشش کریں گے جبکہ میں اور میرے ساتھی اپنے طور پر اس فیکٹری تک پہنچیں گے جس میں میزائل تیار کئے جا رہے ہیں اور عمران صاحب کو اب



یہ کلیو ملا ہے کہ لیبارٹری اور میزائل بنانے والی فیکٹری اسی علاقے میں موجود ہے۔ عمران صاحب سے میری تفصیلی بات چیت ہوئی ہے۔ وہ خود یہاں آنا چاہتے تھے لیکن ان کے آنے میں دیر ہو سکتی ہے اس لئے عمران صاحب نے مجھے اجازت دے دی ہے کہ میں لیبارٹری یا فیکٹری تباہ کر دوں۔ مقصد اس لیبارٹری اور فیکٹری کو تباہ کرنا ہے۔ کوئی ٹیم بھی کر لے"...... تنویر نے ابو داؤد کے سامنے مشن کی پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ابو داؤد کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس قدر خوفناک اور بھیانک سازش۔ ویری بیڈ۔ یہ تو مسلمانوں کا قتل عام ہے۔ اوہ اوہ۔ آپ لوگ تو واقعی عظیم ہیں جو آپ صرف مسلمانوں کی مدد کے لئے اس بھیانک اور مکروہ سازش کے خاتمے کے لئے میدان میں اترے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران صاحب کے بارے میں تو ہم نے بہت کچھ سن رکھا ہے۔ کیا آپ کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... ابو داؤد نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے البتہ عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس میں شامل نہیں ہیں۔ بلکہ وہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں۔ میں نے تمہیں یہ ساری تفصیل صرف اس لئے بتائی ہے تاکہ تمہیں پوری طرح علم ہو سکے کہ ہم نے کیا کرنا ہے"...... تنویر نے اس کے سامنے عمران کا

نام ادب سے لیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اچھا کیا جناب کہ مجھے یہ تفصیل بتا دی ہے۔ میں اس مشن کی خاطر اپنی جان تک لڑا دوں گا اور میں ہر دم آپ کے ساتھ رہوں گا''...... ابو داؤد نے کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ کیا واقعی یہ نقشہ تمہارا تیار کردہ ہے اور احمد بن حیان کے مطابق کاساٹ پہاڑیوں کا چپہ چپہ تمہارا دیکھا ہوا ہے۔ کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ لیبارٹری اور فیکٹری کہاں ہو سکتی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''لیبارٹری کا تو نہیں کہہ سکتا البتہ فیکٹری کے بارے میں آپ کو میں نہ صرف اندازہ بلکہ میں آپ کو درست جگہ بھی بتا سکتا ہوں''...... ابو داؤد نے کہا تو تنویر، چوہان اور خاور تینوں چونک پڑے۔

''اوہ۔ وہ کیسے''...... تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

''جناب۔ آپ نے جو تفصیل بتائی ہے اسی سے مجھے پتہ چلا ہے کہ یہاں کاساٹ پہاڑیوں کے جنگل میں کیا ہو رہا ہے۔ ورنہ پہلے میں یہی سمجھا تھا کہ اسرائیلی فوج ان پہاڑیوں اور جنگل میں کوئی جنگی مشق کر رہی ہے۔ میں کافی عرصہ سے کاساٹ پہاڑیوں کے تقریباً درمیان واقع سیاہ جنگل میں مال بردار ہیلی کاپٹروں کا جاتے دیکھتا رہا ہوں۔ جنہوں نے بڑے بڑے کنٹینر وہاں شفٹ کیے ہیں۔ اس لئے میں سو فیصد یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ



فیکٹری اسی جنگل میں بنائی گئی ہے''...... ابو داؤد نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب نقشے میں مجھے بتاؤ کہ یہ پہاڑی علاقے اور جنگل کہاں ہے''...... تنویر نے کہا اور ابو داؤد نقشے پر جھک گیا اور پھر اس نے ایک جگہ اپنی انگلی رکھ دی۔

''یہ ہے جناب۔ پہاڑی علاقے اور یہ جنگل''...... ابو داؤد نے کہا تو تنویر نے اس جگہ دائرہ لگا دیا۔

''ویل ڈن۔ اب اس پہاڑی علاقے اور جنگل تک پہنچنے کا کوئی ایسا راستہ بتاؤ کہ ہم اسرائیلی فوج اور کیٹ ایجنسی کی نظروں سے بچ کر وہاں تک جا سکیں''...... تنویر نے کہا تو ابو داؤد نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی آنکھیں اس انداز میں سکڑتی چلی گئیں جیسے وہ کچھ سوچ رہا ہو۔

''نہیں جناب۔ ایسا کوئی راستہ نہیں ہے۔ دراصل اس پہاڑی علاقے کے چاروں طرف اونچی اور ناقابل عبور پہاڑیاں ہیں اور یہ پہاڑیاں انتہائی گھنے جنگلات سے پر ہیں۔ البتہ میں ایک ایسا خفیہ راستہ جانتا ہوں جس کا اختتام پہاڑی علاقے کے شمال میں پہاڑی کرالس تک جاتا ہے لیکن اس سے آگے بہرحال ہمیں اس پہاڑی کی چوٹی تک پہنچ کر اور پھر نیچے جنگل تک جانا ہو گا اور جس قسم کی نقل و حرکت میں نے وہاں دیکھی ہے اس لحاظ سے جنگل کے چاروں طرف پہاڑیوں پر باقاعدہ چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ پوری کاساٹ پہاڑیوں میں چپے چپے پر مسلح افراد پھیلے

ہوئے ہیں جن کے پاس ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے''...... ابو داؤد نے کہا۔

''تنویر۔ کیا ہم اسرائیلی فوجیوں کے روپ میں وہاں تک نہیں جا سکتے''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ ان لوگوں نے جگہ جگہ باقاعدہ چیکنگ سپاٹ بنائے ہوئے ہیں جہاں کمپیوٹر بھی نصب ہیں اور جدید ترین میک اپ واشر بھی۔ کمپیوٹر کاغذات چیکنگ کرتے ہیں۔ آوازیں چیک کرتے ہیں اور ان پہاڑیوں پر موجود ہر فوجی کو خصوصی کمپیوٹر کارڈ دیا گیا ہے جس کے ساتھ ہی اس کی آواز بھی کمپیوٹر میں فیڈ ہے۔ اس طرح ہم کسی طرح بھی ان چیکنگ سپاٹس سے بچ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ یہ ساری معلومات مجھے احمد بن حیان نے مہیا کی ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے یہ غلط نہیں ہوسکتیں۔ اس بار ان لوگوں نے انتہائی سخت فول پروف انتظامات کئے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ ان چیکنگ سپاٹس کو تباہ کر کے تو آگے بڑھا جا سکتا ہے۔ یہاں ہر طرف جنگل پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم آسانی سے وار کر کے چھپ بھی سکتے ہیں اور آگے بھی بڑھ سکتے ہیں''...... خاور نے کہا۔

''اگر واقعی یہ جنگل ہے تو پھر تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں وہاں تک لے جاؤں گا''...... چوہان نے کہا۔

''اگر ہمیں ہیلی کاپٹر مل جائے تو ہم آسانی سے براہ راست اس



پہاڑی علاقے تک پہنچ سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں جناب۔ ہیلی کاپٹر اول تو مل نہیں سکتا۔ اگر مل بھی جائے اسے بغیر چیک کئے فضا میں ہی اڑا دیا جائے گا''...... اس بار ابو داؤد نے کہا۔

''لیکن ہم نے بہرحال وہاں جانا ہے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ یہ بات تو طے ہے۔ اگر سوچ بچار سے کوئی راستہ نہیں ملتا تو کوئی بات نہیں۔ ہم اندھا اقدام کریں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... تنویر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''پھر ایسا ہے جناب کہ آپ اس خفیہ راستے سے کرالس تک تو چلیں وہاں سے آگے جو حالات ہوں گے دیکھے جائیں گے''۔ ابو داؤد نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ ہمیں بہرحال اسرائیلی فوجی یونیفارم بھی پہننی ہوں گی اور اسلحہ بھی ساتھ لینا ہو گا''...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس کی فکر نہ کریں۔ یہ سب کچھ میں ابھی آپ کو مہیا کر دوں گا''...... ابو داؤد نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم بندوبست کرو تاکہ ہم جلد از جلد اس مشن پر روانہ ہوسکیں''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ میں انتظامات کرتا ہوں''...... ابو داؤد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ

گیا۔

''عمران صاحب نجانے کہاں ہوں گے اور کیا کر رہے ہوں گا''...... اچانک خاور نے کہا تو تنویر بے اختیار چونک پڑا۔

''اس نے کیا کرنا ہے۔ وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس ٹارگٹ کی طرف ہی بڑھ رہا ہوگا''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ ہم چاہے کچھ کر لیں۔ عمران صاحب بہرحال ہم سے پہلے وہاں تک پہنچ جائیں گے''...... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''موجودہ حالات میں مشکل ہے اس لئے کہ جی پی فائیو اور کیٹ ایجنسی عمران کے پیچھے لگی ہوئی ہیں اس لئے تو عمران نے اس بار یہ پلاننگ کی ہے اور یہ اس کی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں الگ طور پر کام کرنے کی اجازت دے دی ہے ورنہ ہمیشہ کی طرح اس کے دم چھلے ہی بنے رہ جاتے''...... تنویر نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کچھ بھی ہو۔ عمران صاحب، جی پی فائیو اور کیٹ ایجنسیوں سے کیا ہزاروں ایجنسیوں کے بھی بس کا روگ نہیں ہیں وہ بہرحال وہاں تک پہنچ جائیں گے اور ہر حالت میں پہنچیں گے''...... چوہان نے کہا تو خاور اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔



اچانک عمران کے جسم کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ عمران کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔

اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ غار کے اندر میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا اور پھر تنویر سے ٹرانسمیٹر پر بات کر کے اسے ہدایات دے رہا تھا کہ اچانک باہر دھماکوں کی آوازیں سنائی دی تھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں تاریک پردہ سا پھیلتا چلا گیا تھا اس نے پوری طرح شعور میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ اس وقت ایک بڑے سے کمرے کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ اس

کے باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے بے حس و حرکت جسم دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ وہ ابھی بے ہوش ہیں۔ کمرہ خاصا بڑا تھا لیکن اس کی دیواریں کچی تھیں اور فرش اور چھت کا انداز بھی بتا رہا تھا کہ یہ کمرہ کسی دیہاتی گھر کا کمرہ ہے۔ اس نے اپنی ٹانگیں سمیٹیں اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔ دروازہ کسی مضبوط لکڑی کا تھا۔ کمرے کی ایک دیوار میں بڑا سا روشن دان تھا لیکن یہ اینٹوں سے اس طرح بنایا گیا تھا کہ اینٹوں کے درمیان سوراخ رکھ دیئے گئے تھے۔ ان سوراخوں سے سورج کی روشنی اندر آ رہی تھی جس کی وجہ سے کمرہ روشن تھا۔ کمرے میں کسی قسم کا کوئی سامان نہ تھا۔ عمران نے اپنی کلائیوں پر ہاتھوں کی انگلیاں موڑ کر اس چیز کا جائزہ لیا جس سے اس کے ہاتھ باندھے گئے تھے اور پھر یہ محسوس کر کے کہ اس کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑی ہے وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو مخصوص انداز میں موڑ کر کلپ بٹن تک لے جانے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں بعد ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی کلائیاں ہتھکڑیوں سے آزاد ہو گئیں۔

عمران نے دونوں بازو آگے کئے اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے اپنے لباس کی جیبوں کی



تلاشی لینی شروع کی لیکن اس کی جیبیں خالی تھیں۔ وہ قدم بڑھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو کھینچ کر چیک کیا لیکن دروازہ باہر سے بند تھا۔ اس کی باہر سے کنڈی لگی ہوئی تھی۔ عمران پیچھے مڑا اور پھر اس نے باری باری اپنے چاروں ساتھیوں کی کلائیوں میں پڑی ہوئی کلپ ہتھکڑیاں کھول دیں۔

اتنی بات تو وہ سمجھ گیا تھا کہ انہیں کسی گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا ہے اور یہ کام یقیناً بلیک کیٹ کے ساتھیوں نے کیا ہو گا۔ انہیں کسی طریقے سے یہ معلوم ہو گیا ہو گا کہ بلیک کیٹ ان کے قبضے میں ہے اور وہ اسے ان سے چھڑانے کے لئے پہنچ گئے ہوں گے۔ چونکہ بلیک کیٹ ان کے ساتھ تھی اس لئے انہوں نے غار کو بموں اور میزائلوں سے تباہ نہ کیا تھا بلکہ وہاں بے ہوشی کی گیس پھیلائی تھی تاکہ وہ ان کی قید سے بلیک کیٹ کو چھڑا کر لے جا سکیں۔ عمران کو اس بات پر حیرت ہو رہی تھی کہ بلیک کیٹ کو اس بات کا علم تھا کہ وہ کون ہیں پھر اس نے ان سب کو ہلاک کیوں نہ کیا تھا اور اسے یہاں کیوں لے آئی تھی۔ وہ چاہتی تو انہیں آسانی سے اپنے ساتھیوں کی مدد سے ہلاک کر سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہ کیا تھا۔ عمران کافی دیر سوچتا رہا لیکن اسے سمجھ نہ آیا کہ بلیک کیٹ نے انہیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے۔

وہ اپنی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی خود بخود ہوش میں آ گیا ہے لیکن اب مسئلہ تھا دوسرے ساتھیوں کو ہوش

میں لانے کا۔

وہ کچھ دیر ہونٹ بھینچے کھڑا یہی سوچتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر صفدر کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ ایسا اس نے صرف اس خیال کے تحت کیا تھا کہ چونکہ وہ خود بخود ہوش میں آ گیا ہے اس لئے لازماً گیس کے اثرات اب ان کے اعصاب پر اس قدر شدید نہیں رہے انہیں بے ہوش ہوئے کافی وقت گزر چکا ہے۔ اس لئے امکان تھا کہ شاید اس طرح یہ لوگ ہوش میں آ جائیں ورنہ گیس کے اثرات شدید ہونے پر اگر وہ اس طرح سانس روک دیتا تو ہوش میں آنے کی بجائے آدمی صریحاً موت کے منہ میں چلا جاتا۔ عمران کی نظریں صفدر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں لیکن چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر یہ دیکھ کر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کہ صفدر کے چہرے پر زردی کی بجائے سرخی پھیلنے لگی تھی۔ اس نے ایک لمحے کے لئے دونوں ہاتھ ہٹا لئے۔

وہ وقفہ دے کر صفدر کا سانس روکنا چاہتا تھا تاکہ گیس کے معمولی سے اثرات جو باقی رہ گئے ہوں وہ اعصابی جھٹکوں کی وجہ سے ختم ہو جائیں۔ دوسری بات نتیجہ پہلے سے کہیں زیادہ کامیاب رہا اور پھر تیسرے وقفے کے بعد جب اس نے صفدر کا سانس روکا تو صفدر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمایاں ہونے لگے اور جب یہ آثار خاصے واضح ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے اور آگے بڑھ کر اس نے کیپٹن شکیل کے ساتھ بھی یہی کارروائی دوہرانی شروع



کر دی ابھی وہ اس کارروائی میں مصروف تھا کہ صفدر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ لیکن ظاہر ہے گیس کے اثرات کی وجہ سے وہ فوری طور پر ہوش میں نہ آ سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے اپنی کارروائی جاری رکھی اور جب اس نے کیپٹن شکیل کے ہوش میں آنے کے آثار دیکھے اور وہ پیچھے ہٹا تو صفدر پوری طرح ہوش میں آ چکا تھا۔

"آپ۔ آپ۔ عمران صاحب۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے"...... صفدر نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے سامنے کھڑے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"خود کو سنبھالو اور پوری طرح ہوش میں آ جاؤ صفدر۔ اس وقت ہم دشمنوں کے نرغے میں ہیں"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے کیپٹن شکیل کے ساتھ ہی پڑے ہوئے نعمانی پر جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا اور پھر جب وہ نعمانی سے ہٹ کر آخر میں پڑی ہوئی جولیا کی طرف بڑھا تو کیپٹن شکیل ہوش میں آ چکا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد، جوزف، جوانا، ٹائیگر نعمانی اور جولیا کو بھی ہوش آ گیا۔

"یہ ہم کہاں ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کوئی دیہاتی گھر لگتا ہے۔ بہرحال ہماری مکمل تلاشی لی گئی ہے ویسے شکر ہے کہ ابھی چہروں پر میک اپ موجود ہے اور شاید اسی میک اپ کی وجہ سے ہم زندہ ہیں ورنہ بلیک کیٹ ہمیں بے ہوشی کی

حالت میں بھی ہلاک کر سکتی تھی‘‘......عمران نے کہا اور ایک بار پھر بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے جھک کر اپنا ایک جوتا پیر سے اتارا اور پھر اس کی ایڑی کو مخصوص انداز میں جھٹکا تو ایڑی اپنی جگہ سے کھسک کر گھوم گئی۔ اس میں ایک چھوٹا مگر تیز چاقو موجود تھا۔ عمران نے چاقو کو کھولا اور اس چھری کی مدد سے اس نے دروازے کی چوکھٹ کی سائیڈ کو تیزی سے مار مار کر توڑنا شروع کر دیا چونکہ دیوار کچی تھی اس لئے ایک تو اس طرح کی کارروائی سے کوئی آواز پیدا نہ ہوئی اور دوسرا یہ کہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ کی محنت کے بعد وہ چوکھٹ کی ایک سائیڈ کو اوپر سے اور نیچے سے دیوار میں سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔

دیہاتی انداز کے دروازے کی چوکھٹ اس طرح بنائی جاتی ہے کہ اس کے اوپر اور نیچے والے چوڑے دونوں حصے اصل چوکھٹ سے تھوڑے تھوڑے بڑے رکھے جاتے ہیں اور یہ بڑھے ہوئے حصے دیوار کے اندر چن دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے چوکھٹ جم جاتی ہے۔ کچی دیوار سے جیسے ہی اوپر اور نیچے کے دونوں بڑھے ہوئے سائیڈ کے حصے دیوار سے باہر آئے چوکھٹ نے اس سائیڈ سے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اب وہ چوکھٹ کو دیوار سے نکال سکتا تھا۔ لیکن اسے باہر کے حالات کا علم نہ تھا اس لئے وہ احتیاط سے کام لے رہا تھا۔



جب چوکھٹ کا ایک حصہ اس قدر دیوار سے باہر نکل گیا کہ ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ بن گیا تو عمران اس خلا سے باہر نکل کر دوسرے کمرے میں آ گیا۔ عمران کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے ساتھی بھی دوسرے کمرے میں آ گئے۔ اس کمرے کا دروازہ بھی ایک ہی تھا جو بند تھا۔

عمران تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان سا بکھر گیا کیونکہ وہ دروازہ صرف بھڑا ہوا تھا۔ اس کی باہر سے کنڈی نہ لگائی گئی تھی۔ عمران نے آہستہ سے دروازے کے پٹ کھولے تو باہر ایک بڑا سا صحن تھا اور صحن کے دوسرے کنارے پر پانچ کمرے بنے ہوئے تھے جن میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا جبکہ باقی کمروں کے دروازے بند تھے۔ احاطے کے گرد چار دیواری تھی اور بائیں طرف لکڑی کا ایک پھاٹک لگا ہوا تھا جو بند تھا۔ جس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا وہ اس پھاٹک کے قریب تھا جبکہ جس دروازے سے عمران جھانک رہا تھا وہ ان کمروں کی سیدھ میں تھا جن کے دروازے بند تھے۔

‘‘تم سب احتیاط سے باہر نکلو اور تیزی سے دائیں طرف دیوار کے ساتھ ساتھ لگ کر میرے پیچھے آؤ۔ سامنے ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کمرے میں لوگ موجود ہیں اور ہمارے پاس کوئی اسلحہ بھی نہیں ہے ہمیں ان پر حملہ کرنا ہے اور اگر ان کے پاس اسلحہ ہے تو ہمیں وہ اسلحہ حاصل کرنا ہے‘‘......

عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران بوٹ دوبارہ پہن چکا تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر باہر نکل کر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا تیزی سے دائیں طرف کو بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ جب عمران اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے اس کھلے دروازے کے اندر سے باہر آئے بغیر نہ دیکھا جا سکتا تھا تو وہ بڑے محتاط انداز میں پنجوں کے بل دوڑتا ہوا صحن کراس کر کے ان کمروں کی طرف بڑھتا چلا گیا جن کے دروازے بند تھے۔ اس کے ساتھی ظاہر ہے اس کی پیروی کر رہے تھے۔ عمران ان کمروں کے پاس پہنچ کر اب ان کی دیواروں کے ساتھ لگ کر اس کھلے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

''ابھی تک میجر ہیرس واپس نہیں آیا۔ وہ تو کہہ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر میں آ جائے گا''...... کمرے کے اندر سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

''آ جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور کام میں پھنس گیا ہو''...... دوسری آواز سنائی دی۔ وہ بھی مردانہ آواز تھی اور عمران سمجھ گیا کہ اندر دو آدمی موجود ہیں۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر وہ اچھل کر اس کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔

''خبردار۔ اگر حرکت کی تو''...... عمران نے چیخ کر کہا تو چار



پائیوں پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد بری طرح بوکھلا کر اٹھے کہ دوبارہ چارپائیوں پر گر گئے اور اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی اندر آ گئے اور پھر معمولی سی جدوجہد کے بعد ان دونوں کو آسانی سے بے ہوش کر دیا گیا۔ ویسے وہ دونوں عام سے دیہاتی دکھائی دے رہے تھے۔

''باقی کمروں کو چیک کرو ان میں کیا ہے۔ میں اس کمرے کو چیک کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھی باہر نکل گئے جبکہ عمران نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اسے دراصل فوری طور پر اسلحے کی تلاش تھی لیکن اس کمرے میں دیہاتیوں کے عام سے سامان کے علاوہ اور کچھ بھی نہ تھا۔

''عمران صاحب۔ ایک کمرے میں الماری میں اسلحہ موجود ہے۔ باقی کمروں میں تو غیر ملکی شراب کی پیٹیاں پڑی ہیں''۔ صفدر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک مشین پسٹل عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''اوہ۔ تو یہ سمگلروں کا اڈہ ہے''...... عمران نے مشین پسٹل لے کر اس کا میگزین چیک کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے۔ لیکن یہ اسرار کیا ہے۔ ہم کن لوگوں کے ہاتھ لگ گئے ہیں یہ کیٹ ایجنسی اور جی پی فائیو کے افراد تو نہیں لگتے''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے ان کی باتیں سنی ہیں۔ یہ دونوں کسی میجر ہیرس کے آنے کی بات کر رہے تھے''...... عمران نے کہا اور مڑ کر کمرے سے

باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد وہ پھاٹک تک پہنچ گیا۔ پھاٹک اندر سے بند نہ تھا۔ عمران نے پھاٹک کو تھوڑا سا کھولا ہی تھا کہ اسے سائیڈ سے ایک جیپ کی آواز سنائی دی جو پھاٹک کی طرف ہی آتی سنائی دے رہی تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جھٹکا دے کر پھاٹک کو پوری طرح کھولا اور پھر ساتھیوں کو اشارہ کرتے ہوئے تیزی سے سائیڈ کی دیوار سے لگ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کا اشارہ سمجھ کر تیزی سے سائیڈوں میں ہوئے تو اسی لمحے ایک بڑی خاکی رنگ کی جیپ موڑ کاٹ کر اندر داخل ہوئی اور سیدھی اس کمرے کے قریب جا کر رک گئی جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور تیزی سے آگے بڑھا۔

اسی لمحے جیپ سے تین افراد جن کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں اچھل کر نیچے اترے ہی تھے کہ عمران نے ان میں سے ایک پر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی اس کے ساتھیوں نے بھی باقی دو پر چھلانگیں لگائیں چونکہ آنے والے ایسی کسی سچویشن کے لئے ذہنی طور پر تیار ہی نہ تھے اس لئے وہ کسی قسم کا تحفظ ہی نہ کر سکے اور چند لمحوں میں بے ہوش ہو کر فرش پر ساکت پڑے نظر آرہے تھے۔

''پھاٹک بند کر دو صفدر اور وہیں رکو''...... عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا اور صفدر تیزی سے سر ہلاتا ہوا واپس پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔



''ان تینوں کو اٹھا کر اندر لے آؤ۔ ان میں سے ایک یقیناً میجر ہیرس ہو گا''...... عمران نے باقی ساتھیوں سے کہا اور خود وہ تیزی سے اس کمرے میں داخل ہو گیا جس میں وہ دو دیہاتی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران کے ساتھیوں نے جیپ میں آنے والے تینوں افراد کو اٹھا کر کمرے میں لا کر فرش پر لٹا دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ایک دیہاتی کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور چند لمحوں بعد ہی جب اس دیہاتی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو عمران سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور عمران نے جھک کر اسے گردن سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

''کک۔ کک۔ کون۔ کون ہو تم۔ یہ۔ یہ''...... اس آدمی نے بری طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھٹی ہوئی تھیں۔

''ان میں سے میجر ہیرس کون ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ میجر ہیرس ہے''...... اس آدمی نے فوراً ہی فرش پر پڑے ہوئے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں۔

''ٹھیک ہے یہ بتاؤ کہ یہ کس کا اڈہ ہے''...... عمران نے اسی لہجے میں پوچھا۔

"سردار امیر قاسم کا۔ ہم تو غریب ملازم ہیں جناب۔ صرف چوکیدار ہیں جناب۔ وہ اس علاقے کے مالک ہیں"...... اسی دیہاتی آدمی نے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اس نے شاید یہ سمجھ لیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی سرکاری آدمی ہیں جو اس اڈے پر چھاپہ مارنے آئے ہیں۔

"سامنے والے کمرے میں جو آدمی بے ہوش رکھے گئے ہیں انہیں کون لایا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"میجر ہیرس کے آدمی لائے تھے۔ میجر ہیرس سردار کا دوست ہے۔ ان آدمیوں نے کہا تھا کہ میجر ہیرس ابھی یہاں پہنچ جائے گا۔ تب تک ہم خیال رکھیں۔ لیکن وہ بے ہوش تھے اور ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اس لئے ہم نے ان کا کیا خیال رکھنا تھا"...... اس دیہاتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں دیکھا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی۔ جی نہیں۔ وہ انہیں بے ہوشی کے عالم میں کاندھوں پر اٹھائے ہوئے لائے اور وہ انہیں سیدھے وہاں لے گئے اور پھر باہر آ کر دروازہ بند کر کے چلے گئے"...... دیہاتی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سردار امیر قاسم کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ عتکا گاؤں میں رہتے ہیں اپنی حویلی میں جناب"۔ دیہاتی نے جواب دیا۔



"یہ جگہ کون سی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہاں سے قریب عتکا گاؤں ہے۔ یہ احاطہ وہاں سے کافی ہٹ کر ہے"...... اس دیہاتی نے جواب دیا۔

"ڈاماری یہاں سے کتنی دور ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈاماری جناب بہت دور ہے۔ یہاں سے قریب تو ڈاماری شہر ہے جناب"...... دیہاتی نے جواب دیا۔ اب وہ ذہنی طور پر کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔ اس کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دیہاتی کنپٹی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کی ضرب کھا کر چیختا ہوا چارپائی پر گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"اس میجر ہیرس کو اٹھا کر جیپ میں ڈالو اور سوائے ان دو بے گناہ دیہاتیوں کے اس کے باقی ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دو"...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد کمرہ مشین پسٹل کی فائرنگ سے گونج اٹھا اور پھر نعمانی میجر ہیرس کو کاندھے پر لادے کمرے سے باہر آ گیا۔

اس نے اسے جیپ کے عقبی حصے میں لٹایا اور اس کے بعد وہ سب جیپ پر سوار ہو گئے۔ میجر ہیرس کے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں جو عمران کے ساتھیوں نے اٹھا لی تھیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا۔ چند لمحوں بعد جیپ اس احاطے کے کھلے پھاٹک

سے نکل کر تیزی سے اس طرف کو بڑھتی چلی گئی جدھر سے وہ آئی تھی۔ یہ کچا پہاڑی راستہ تھا۔ کافی دور آنے کے بعد انہیں ایک طرف پھیلا ہوا گھنا جنگل نظر آیا تو عمران نے جیپ کا رخ اس جنگل کی طرف موڑ دیا اور پھر جنگل کے کافی اندر پہنچ کر اس نے جیپ روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔

''اب اس میجر ہیرس کو نیچے اتارو۔ اب اس سے باقی حالات کا علم ہو گا''...... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد میجر ہیرس کو جیپ سے نیچے اتار کر گھاس پر لٹا دیا گیا۔

''جیپ میں رسی موجود ہے اور ٹرانسمیٹر بھی۔ کیوں نہ اس میجر ہیرس کو کسی درخت سے باندھ دیا جائے۔ اس طرح اس سے پوچھ گچھ میں آسانی ہو گی''...... جولیا نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو ٹھیک ہے۔ رسی لے آؤ اور ٹرانسمیٹر بھی باہر لے آؤ۔ ہو سکتا ہے اس پر اچانک کسی کی کال آ جائے''...... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد میجر ہیرس کو رسی کی مدد سے ایک درخت کے تنے سے باندھ دیا گیا اور عمران نے آگے بڑھ کر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔

چند لمحوں بعد جب میجر ہیرس کے جسم میں حرکت کے آثار واضح ہونے لگے تو عمران پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کی نظریں میجر ہیرس پر لگی ہوئی تھیں اور تھوڑی دیر بعد میجر ہیرس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحوں تک تو خالی خالی نظروں



سے سامنے کھڑے عمران کو دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''تم۔ تم کون ہو۔ اوہ۔ تم عمران تو نہیں ہو''...... میجر ہیرس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

''بہت خوب۔ تم نے مجھے میک اپ میں کیسے پہچان لیا میجر ہیرس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم۔ میں نے تمہیں ویگن سے نکلوا کر اپنے آدمیوں کے ہاتھ بھجوایا تھا اور اب تمہارے قد و قامت سے میں پہچان گیا ہوں کہ تم عمران ہو۔ لیکن۔ لیکن میں کہاں ہوں۔ تم کیسے آزاد ہو گئے اور یہ تو میری جیپ ہے اور وہ، وہ میرے ساتھی۔ وہ سب کہاں ہیں''...... میجر ہیرس نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارا تعلق کس ایجنسی سے ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''بلیک ٹاور ایجنسی سے''...... میجر ہیرس نے رک رک کر کہا تو عمران چونک پڑا۔

''بلیک ٹاور ایجنسی۔ کیا مطلب۔ کیا تم کیٹ ایجنسی یا جی پی فائیو کے لئے کام نہیں کرتے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ لیکن تم لوگوں کو میں نے کرنل ڈیوڈ صاحب کے کہنے پر کیٹ ایجنسی والوں سے چھڑایا تھا اور یہاں لایا تھا''...... اس بار میجر ہیرس نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ تم بلیک ٹاور ایجنسی کے

لئے کام کرتے ہو پھر تم نے کرنل ڈیوڈ کے حکم پر ہمیں کیٹ ایجنسی سے کیسے چھڑا لیا اور کیوں اور اگر یہ سب تم نے کرنل ڈیوڈ کے لئے کیا ہے تو پھر تم نے ابھی تک ہمیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے کیونکہ کرنل ڈیوڈ تو ہمیں دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دے دیتا''۔ اس بار عمران کا اپنا لہجہ الجھا ہوا تھا۔

''اگر تم وعدہ کرو کہ تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے تو میں تمہیں ساری بات بتا سکتا ہوں کیونکہ تم نجانے کتنی بار موت کے منہ سے نکل کر یہاں تک پہنچے ہو''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''تم بلیک ٹاور ایجنسی کے رکن ہو۔ اس لئے تمہیں مار کر ہمیں کیا ملے گا۔ کیا تمہارے ہلاک کرنے سے بلیک ٹادر ایجنسی ختم ہو جائے گی۔ اس لئے بے فکر رہو۔ کم از کم تم ہمارے ہاتھوں نہ مارے جاؤ گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ مجھے تمہاری بات پر اعتماد ہے''...... میجر ہیرس نے جواب دیا اور پھر اس نے ساری تفصیل بتانا شروع کر دی جو اسے کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر پر بتائی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہرے حیرت سے بگڑتے چلے گئے۔ انہیں یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ بے ہوشی کے دوران وہ کس طرح کیٹ ایجنسی اور پھر آخر میں بلیک ٹاور ایجنسی کے میجر ہیرس کے ہتھے چڑھے تھے۔

''کیا تم درست کہہ رہے ہو یا صرف یہ ساری کہانی سنسنی پیدا کرنے کے طور پر سنائی ہے تم نے''...... عمران نے حیرت بھرے



لہجے میں کہا۔

''میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے۔ تمہیں پہلے بلیک کیٹ نے بے ہوش کیا تھا جو تمہاری قید سے فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس نے اس پہاڑی پر اپنے آدمیوں کو بھیجا تھا۔ انہوں نے وہاں بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس فائر کی جس سے تم سب گہری بے ہوشی میں چلے گئے۔ بلیک کیٹ چاہتی تو اپنے آدمیوں کے ذریعے وہیں تم سب کو موت کے گھاٹ اتار دیتی لیکن وہ جی پی فائیو اور اسرائیل کی تمام ایجنسیوں کو یہ باور کرانا چاہتی تھی کہ اس نے تمہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہی ہلاک کیا ہے۔ تم سب میک اپ میں تھے اس لئے بلیک کیٹ تمہیں بے ہوشی کی حالت میں اپنے ایک خاص اڈے پر لے جا رہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ کی نمبر ٹو ریڈ روزی نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس ویگن پر حملہ کیا جس میں تمہیں لے جایا جا رہا تھا لیکن بلیک کیٹ کے آدمیوں نے ان کا حملہ ناکام بنا دیا۔ ریڈ روزی کو انہوں نے زندہ پکڑا تھا جبکہ باقی سب کو ہلاک کر دیا تھا۔ ریڈ روزی نے ان سے بچنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی ان کی گولیوں کا نشانہ بن گئی۔ جس پر کرنل ڈیوڈ نے مجھے کال کیا اور پھر میں نے پوری قوت سے بلیک کیٹ کے آدمیوں پر حملہ کیا اور ان سب کو ہلاک کر دیا اور تمہیں بند ویگن سے نکال کر یہاں لے آئے''...... میجر ہیرس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ یہ سب کچھ ہوتا رہا اور ہم بے ہوش ہی پڑے رہ گئے''...... عمران نے کہا اور میجر ہیرس بے اختیار ہنس دیا۔

''تم پر ڈبل گیس کا اٹیک کیا گیا تھا اس لئے تم قطعی طور پر لاچار اور بے بس پڑے ہوئے تھے۔ یہ تمہاری خوش قسمتی ہی ہے کہ بلیک کیٹ اور اس کے بعد کرنل ڈیوڈ نے تمہاری ہلاکت کے آرڈرز نہیں دیئے تھے ورنہ اب تک تمہاری لاشوں کا بھی پتہ نہ چلتا''...... میجر ہیرس نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''بہرحال اب تم اس احاطے میں آئے تھے۔ تمہارا کیا پروگرام تھا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے وہاں چیف کرنل ڈیوڈ کی آمد کا انتظار کرنا تھا اور بس۔ لیکن تم کس طرح ہوش میں آ گئے۔ تمہیں تو گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا اور ہمیں بھی نہیں معلوم تھا کہ تمہیں کس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں بھی موجود تھیں اور وہاں موجود آدمیوں کو تمہاری نگرانی کا بھی حکم دیا گیا تھا''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''ان سب باتوں کو چھوڑو اور تم مجھے یہ بتاؤ کہ کرنل ڈیوڈ ہیلی کاپٹر پر یہاں آئے گا یا جیپ پر''...... عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے الٹا سوال کر دیا۔

''وہ تو ظاہر ہے اپنے ہیلی کاپٹر پر ہی آئیں گے''...... میجر ہیرس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔



''وہ کاساٹ پہاڑیوں پر تو ہیلی کاپٹر پر چیکنگ کے لئے جاتا رہتا ہو گا''...... عمران نے کہا تو میجر ہیرس بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اوہ تو تم یہ سوچ رہے ہو کہ چیف کے ہیلی کاپٹر کی مدد سے کاساٹ پہاڑیوں پر پہنچ جاؤ۔ تو سنو عمران۔ میں تمہیں حقیقت بتا رہا ہوں۔ ماننا یا نہ ماننا تمہاری اپنی مرضی پر منحصر ہے۔ کاساٹ پہاڑیوں کا مکمل کنٹرول کیٹ ایجنسی کے پاس ہے اور اس نے وہاں قدم قدم پر چیکنگ سپاٹس بنائے ہیں جن میں انتہائی جدید کمپیوٹر بھی موجود ہیں اور میک اپ واشر بھی۔ کیٹ ایجنسی کے وہ سب افراد اور ان کے ساتھی اور ان تمام فوجیوں کو جو کاساٹ پہاڑیوں پر تعینات کئے گئے ہیں خصوصی طور پر تیار کردہ کمپیوٹر کارڈ دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر آدمی کی آواز کمپیوٹر میں فیڈ کی گئی ہے جس کا مخصوص نشان بھی کارڈ پر موجود ہوتا ہے۔ اس طرح کوئی بھی آدمی اس کمپیوٹر کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ نہ شکل تبدیل کر کے اور نہ آواز بدل کر۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں اونچی چوٹیوں پر چیکنگ ٹاور بنائے گئے ہیں جن میں انتہائی جدید چیکنگ مشینیں نصب ہیں اور تا اطلاع ثانی ہر قسم کے جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کی پرواز کاساٹ پہاڑیوں پر بند کر دی گئی ہے اور اگر کوئی جہاز یا ہیلی کاپٹر وہاں سے گزرے چاہے وہ صدر مملکت کا ہی کیوں نہ ہو تو اس بارے میں واضح حکم ہے کہ اسے چیک کئے بغیر فوری طور پر میزائل سے اڑا دیا جائے۔ کیٹ ایجنسی بھی کاساٹ پہاڑیوں کی حدود سے باہر مختلف

سمتوں میں کام کر رہی ہیں۔ ان کو صرف یہی کام سونپا گیا ہے کہ وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کریں۔ ان ایجنسیوں کا کوئی آدمی حتیٰ کہ ان کے چیفس بھی کاساٹ پہاڑیوں میں داخل نہیں ہو سکتے۔ ورنہ انہیں دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم ہے۔ اس لئے اگر تم چیف کے ہیلی کاپٹر پر وہاں جانے کا سوچ رہے ہو تو پھر ایک لمحے میں ہلاک کر دیئے جاؤ گے''...... میجر ہیرس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ میجر ہیرس جو کچھ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے۔

''اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ اس بار انتہائی سخت اقدامات کئے گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ انتہائی سخت اقدامات۔ جن کا تصور بھی نہیں کر سکتا''...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تم نے یہ سب کچھ بتا کر اپنے آپ کو زندہ رہنے کا ویسے بھی جواز پیدا کر دیا ہے اس لئے ہم تمہیں یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ اب اگر کسی نے یہاں آ کر تمہیں ان رسیوں سے آزاد کرا دیا تو ٹھیک ورنہ تمہارا مقدر''...... عمران نے کہا اور واپس جیپ کی طرف مڑنے لگا۔

''رر۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مجھے اس طرح مت چھوڑ کر جاؤ۔ یہاں کوئی نہیں آئے گا اور میں بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر



مر جاؤں گا۔ رک جاؤ فار گاڈ سیک رک جاؤ''...... میجر ہیرس نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''دیکھو میجر ہیرس۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم تمہیں زندہ بھی رہنے دیں اور تمہیں ساتھ ساتھ بھی لادے پھریں یا یہاں سے تمہیں اکیلا بھیج دیں تاکہ تم کرنل ڈیوڈ کو ہمارے زندہ رہنے کی اطلاع دے دو اور ایک بار پھر ہمیں گھیر لیا جائے''...... عمران نے مڑ کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وہ تو اسے ویسے ہی پتہ چل جائے گا۔ میں بتاؤں یا نہ بتاؤں۔ تم مجھے آزاد کر دو۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں مجھے جانے دو پلیز''...... میجر ہیرس نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ صرف ایک شرط پر ایسا ممکن ہو سکتا ہے کہ تم ہمیں کاساٹ پہاڑیوں میں داخل ہونے کا کوئی ایسا راستہ بتا دو جس کا علم دوسروں کو نہ ہو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں میرا یقین کرو۔ مجھے نہیں معلوم۔ میں کبھی کاساٹ پہاڑیوں پر نہیں گیا''...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

''گڈ۔ تم واقعی سچے آدمی ہو۔ ورنہ تم اپنی آزادی کے لئے بھی جھوٹ بول سکتے تھے اور جھوٹ موت کا راستہ بنا دیتے۔ سنو میجر ہیرس۔ کوئی ایسا آدمی۔ ریفرنس یا ٹپ بتا دو جہاں سے ہم ان پہاڑیوں کے بارے میں تفصیلات حاصل کر سکیں۔ پھر تم آزاد ہو

گے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ایسا آدمی ہے۔ وہی سردار امیر قاسم۔ جس کے اڈے پر تمہیں رکھا گیا تھا۔ وہ میرا دوست ہے اور ان علاقوں میں شراب کا بہت بڑا اسمگلر ہے۔ اس کے اڈے کا ساٹ پہاڑیوں پر تھے جو فوج کے آنے کی وجہ سے اسے فوری طور پر ختم کرنا پڑے۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ اس کی وجہ سے اسے بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے“...... میجر ہیرس نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔

”اس سردار امیر قاسم سے کہاں ملا جا سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”عتکا گاؤں میں اس کی حویلی ہے۔ وہ وہاں رہتا ہے“۔ میجر ہیرس نے جواب دیا۔

”اوکے۔ صفدر اسے کھول دو اور اس کے صرف ہاتھ باندھ دو“...... عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا میجر ہیرس کی طرف بڑھ گیا۔

”سنو میجر ہیرس۔ اگر تم ہمیں اس سردار امیر قاسم سے ملوا دو تو ہم تمہیں وہاں چھوڑ دیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ“...... عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ مم۔ مم۔ میں تیار ہوں“...... میجر ہیرس نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر چند لمحوں بعد میجر ہیرس کی رسیاں کھول دی گئیں البتہ اس کے ہاتھ عقب میں باندھ



دیئے گئے اور پھر اس سے پہلے کہ میجر ہیرس کو جیپ میں سوار کرایا جاتا۔ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور وہ سب چونک پڑے۔

”اوہ۔ اوہ۔ چیف کی کال ہو گی۔ اس مخصوص فریکوئنسی سے صرف وہی واقف ہیں“...... میجر ہیرس نے چونک کر کہا۔

”تو پھر سنو۔ تم کرنل ڈیوڈ سے بات کرو گے اور اسے بتاؤ گے کہ جب تم وہاں اس اڈے پر پہنچے تو ہم وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر کے فرار ہو چکے تھے اور اب تم ہمیں تلاش کر رہے ہو۔ لیکن یہ دیکھ لو کہ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ دینے کی کوشش کی تو اس اشارے سے اسے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا لیکن تمہاری گردن ایک لمحے میں ٹوٹ جائے گی“...... عمران نے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کوئی اشارہ نہ دوں گا“...... میجر ہیرس نے کہا تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے میجر ہیرس کے منہ کے قریب کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور“...... کرنل ڈیوڈ کی چیختی ہوئی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

”یس سر۔ میجر ہیرس بول رہا ہوں۔ اوور“...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

”کال رسیور کرنے میں اتنی دیر کیوں لگائی ہے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی کی جا رہی ہے نا۔ اوور“...... کرنل ڈیوڈ

نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری سر عمران اور اس کے ساتھی اس اڈے سے فرار ہو گئے ہیں۔ میں انہیں تلاش کر رہا ہوں۔ اوور''...... میجر ہیرس نے جواب دیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ کیا بک رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو۔ میں تمہیں گولی سے اڑا دوں گا۔ نانسنس۔ اوور''...... کرنل ڈیوڈ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں سر۔ وہ بے ہوش تھے ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں لیکن جب میں اڈے پر پہنچا تو وہاں اڈے پر موجود سب افراد ہلاک ہو چکے تھے اور عمران اور اس کے ساتھی غائب تھے۔ نجانے وہ کیسے فرار ہوئے ہیں۔ میری تو خود سمجھ میں نہیں آ رہا سر۔ اوور''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ ہیں ہی ایسے۔ اوہ انہیں موقع مل گیا۔ کاش میں تمہاری بات مان لیتا اور انہیں بے ہوش کے عالم میں ہی بھون ڈالتا۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ انسان تو ہیں ہی نہیں جنات ہیں۔ تم اب انہیں تلاش کراؤ۔ تم نے ان کے حلیئے دیکھے ہیں۔ وہ زیادہ دور نہیں جا سکتے اور جیسے ہی وہ نظر آئیں۔ ایک لمحہ توقف کئے بغیر انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور''...... اس بار کرنل ڈیوڈ نے انتہائی ڈھیلے سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران بے



اختیار مسکرا دیا۔

''یس سر۔ میں انہیں تلاش کر رہا ہوں۔ اوور''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''جیسے ہی ان کے بارے میں معلوم ہو مجھے فوری رپورٹ دینا۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''گڈ۔ آؤ اب سردار امیر قاسم کے پاس چلیں۔ پھر تم آزاد ہو گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے میجر ہیرس کو سہارا دے کر جیپ میں سوار کرایا اور پھر خود بھی جیپ میں سوار ہو گئے۔ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا اور پھر اس نے جیپ اسٹارٹ کی اور اسے جنگل کے بیرونی حصے کی طرف موڑ کر آگے بڑھا دیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ جیپ پر سواد وہاں سے نکلے چلے جا رہے تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھی ہوئی بلیک کیٹ نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''بلیک کیٹ بول رہی ہوں''...... بلیک کیٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

''وائٹ گروپ کا انچارج کارٹر بول رہا ہوں مادام''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیوں کال کیا ہے''...... بلیک کیٹ نے اسی انداز میں کہا۔

''مادام۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے''...... کارٹر نے کہا تو بلیک کیٹ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ وہ کس طرح۔ پوری رپورٹ دیا کرو۔ احمق، نانسنس آدمی''...... بلیک کیٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

''مادام۔ تحقیقات پر پتہ چلا تھا کہ ہماری ویگن پر پہلے حملہ جی



پی فائیو کے آدمیوں نے کرنل ڈیوڈ کی نمبر ٹو ریڈ روزی اور اس کے ساتھیوں نے کیا تھا لیکن وہ سب مارے گئے اور ریڈ روزی پکڑی گئی لیکن آگے جا کر ریڈ روزی نے ہمارے ساتھیوں سے بچ کر نکلنے کی کوشش کی لیکن ہمارے آدمیوں نے اس پر فائرنگ کر دی اور وہ بھی ماری گئی۔ اس کے بعد پھر حملہ ہوا اور ہمارے آدمی مارے گئے وہاں ایک ایسے آدمی کی لاش بھی نظر آئی جس کا تعلق بلیک ٹاور ایجنسی سے ہے۔ اس لئے ہم نے یہ نتیجہ نکالا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہماری تحویل سے نکالنے والے بلیک ٹاور کے آدمی ہیں۔ چنانچہ ہم نے وہاں موجود اپنے آدمیوں سے رابطہ کیا تو ہمیں ایک نئی اطلاع ملی کہ ہم پر حملہ کرنے والے واقعی بلیک ٹاور ایجنسی کے ہی آدمی تھے۔ ہم بلیک ٹاور ایجنسی کے بارے میں پتہ چلانے کی کوشش کر ہی رہے تھے کہ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہمارے ایک مخبر نے ہمیں اطلاع دی۔ بلیک ٹاور ایجنسی کے اس گروپ نے کرنل ڈیوڈ کے حکم سے یہ سب کچھ کرایا ہے۔ بلیک ٹاور کے اس گروپ کا انچارج میجر ہیرس ہے۔ اس نے جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کو ٹرانسمیٹر کال پر اطلاع دی تھی۔ یہ ٹرانسمیٹر کال ہمارے مخبروں نے خفیہ طور پر ٹیپ کر لی تھی اور ٹیپ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس میجر ہیرس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک گاؤں عتکا میں اپنے کسی دوست کے ڈیرے پر پہنچا دیا ہے اس ہم نے ایسے آدمیوں کو تلاش کیا جو میجر ہیرس سے واقفیت رکھتے

ہوں تا کہ اس کے دوست کو ٹریس کیا جائے اور پھر ہمیں اطلاع مل گئی کہ عنکا گاؤں کے قریب میجر ہیرس کے ایک اسمگلر دوست سردار امیر قاسم کا ڈیرہ ہے۔ چنانچہ ہمارے آدمیوں نے وہاں چھاپہ مارا۔ لیکن وہاں سے ایک اور اطلاع ملی کہ وہاں سے عمران اور اس کے ساتھی غائب ہو چکے ہیں اور میجر ہیرس کے ساتھیوں کی لاشیں وہاں سے ملی ہیں۔ البتہ دو آدمی بے ہوش تھے۔ انہیں جب ہوش میں لایا گیا تو ان سے ایک نے بتایا کہ چند نامعلوم افراد اچانک اندر آئے اور انہیں بے ہوش کر دیا۔ پھر اسے ہوش آیا تو اس نے فرش پر میجر ہیرس اور دو دوسرے آدمیوں کو بے ہوش پڑے دیکھا۔ ایک آدمی نے اس سے پوچھ گچھ اس انداز میں کی کہ اسے نہ اس علاقے کا علم تھا اور نہ اس ڈیرے کے مالک میجر ہیرس کا۔ اس کے بعد میجر ہیرس کو دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا۔ اس سے ہمارے آدمیوں نے اندازہ لگایا کہ یہ پوچھ گچھ کرنے والا یقیناً عمران ہی ہو گا۔ اس آدمی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میجر ہیرس کی لاش وہاں موجود نہیں ہے چنانچہ اس میجر ہیرس کی تلاش دوبارہ شروع کر دی اور پھر مادام۔ میجر ہیرس کو ٹریس کر لیا گیا وہ ایک پہاڑی راستے پر پیدل چل کر اکیلا کہیں جا رہا تھا۔ ہمارے آدمیوں نے اسے پکڑا اور پھر اس نے بے پناہ تشدد کے نتیجے میں سب کچھ بتا دیا۔ اس نے بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہ اپنے دوست سردار امیر قاسم کی حویلی میں چھوڑ آیا ہے اور وہ وہاں موجود ہیں۔ میں نے



اپنے آدمی وہاں نگرانی کے لئے بھجوا دیئے ہیں۔ اب آپ جیسے حکم دیں“ ...... دوسری طرف سے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا گیا۔

”کرنا کیا ہے۔ فوراً ہیلی کاپٹر ریڈ سٹار میزائل گنیں اور آدمیوں کو ساتھ لے کر یہاں میرے پاس آ جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گی اور ہم اس حویلی کو میزائلوں سے اڑا دیں گے۔ لیکن تمہارے علاوہ اور کسی کو اس ساری پلاننگ کا علم نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے جس طرح تمہارے مخبر باقی ایجنسیوں میں موجود ہیں اس طرح ان کے مخبر بھی ہمارے ادارے میں کام کر رہے ہوں“ ...... بلیک کیٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس مادام۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں“ ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور بلیک کیٹ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے اندر آ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”سنو۔ فیلڈ ہیڈ کوارٹر سے فیڈرک، ٹائی سن ہیلی کاپٹر لے یہاں پہنچے گا۔ جیسے ہی وہ آئے مجھے فوری اطلاع دینا“ ...... بلیک کیٹ نے اس نوجوان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

”یس مادام“ ...... نوجوان نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

”ہونہہ۔ تو یہ سب کرنل ڈیوڈ نے کرایا ہے۔ میں اسے نہیں

Pakistanipoint Waqar Azeem

چھوڑوں گی۔ وہ کچھ بھی کر لے لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا کریڈٹ صرف اور صرف کیٹ ایجنسی کو ملے گا۔ میں ان سب کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گی اور کرنل ڈیوڈ اس بار کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ اس نے جو کچھ کیا ہے اس کے لئے اسے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے سامنے جواب دینا ہی پڑے گا۔ اب وہ نہیں بچ سکتا''...... بلیک کیٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر پندرہ منٹ بعد اسے فیڈرک کی آمد کی اطلاع دی گئی تو وہ اٹھ کر تیزی سے کمرے سے باہر آ گئی چند لمحوں بعد وہ اپنے اس دفتر نما احاطے سے باہر آئی تو وہاں ایک بڑا ہیلی کاپٹر موجود تھا جس پر کیٹ ایجنسی کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ یہ تیز رفتار اور گن شپ ٹائی سن ہیلی کاپٹر تھا۔ فیڈرک کے ساتھ تین آدمی کھڑے تھے۔

''میزائل گنیں ساتھ لے لی ہیں فیڈرک''...... بلیک کیٹ نے سب سے آگے کھڑے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مادام''...... فیڈرک نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آؤ''...... بلیک کیٹ نے کہا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی سائیڈ سیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ فیڈرک پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ باقی دو آدمی عقبی سیٹوں پر بیٹھے اور فیڈرک نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کر کے اسے فضا میں بلند کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے عتکا گاؤں کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔

''اوہ ہاں۔ اس میجر ہیرس کا کیا ہوا وہ بلیک ٹاور ایجنسی کا آدمی



جو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس سردار امیر قاسم کی حویلی میں چھوڑ آیا تھا''...... بلیک کیٹ نے فیڈرک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''مادام۔ وہ تشدد سے ہلاک ہو گیا۔ انتہائی سخت جان آدمی تھا اس لئے خاصا تشدد کرنا پڑا تھا''...... فیڈرک نے جواب دیا اور بلیک کیٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فیڈرک نے تقریباً نصف گھنٹے کی تیز پرواز کے بعد ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے فضا میں ہی معلق کر کے اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ فیڈرک کالنگ۔ اوور''...... فیڈرک نے تیز لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ سلاٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے سلاٹر۔ اوور''...... فیڈرک نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''وہ سب اندر ہیں۔ کوئی باہر نہیں آیا۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ایکس فائیو کی کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... فیڈرک نے پوچھا۔

''وہ مک اپ کر رہے ہیں۔ ایک ہی کمرے میں ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوکے۔ مادام میرے ساتھ ہیں۔ ہم ہائی ریڈ کرنے والے ہیں تم اپنے ساتھیوں کو کافی پیچھے ہٹا لو۔ اوور''...... فیڈرک نے کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہائی ریڈ کے دوران جو بھی باہر نکلے۔ اسے گولیوں سے اڑا دینا۔ سمجھ گئے۔ کوئی بچ کر نہ جائے۔ کوئی بھی۔ سمجھ گئے ہو تم۔ اوور''...... فیڈرک نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوور اینڈ آل''...... فیڈرک نے اسی لہجے میں کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''وہ سب اندر ہیں مادام''...... فیڈرک نے ساتھ بیٹھی ہوئی بلیک کیٹ سے مخاطب ہو کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ویل ڈن۔ رئیلی ویل ڈن فیڈرک۔ یہ انتہائی مسرت بھری خبر ہے۔ اب اس حویلی پر اس طرح میزائل پھینکو کہ ایک آدمی بھی بچ کر نہ جا سکے۔ لیکن ایک بات کا خیال رکھنا کہ ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اس انداز میں چاہئیں کہ انہیں بہرحال پہچانا جا سکے۔ ورنہ کوئی بھی ہماری اس بات پر یقین نہ کرے گا کہ ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کیا ہے۔ مجھے ان کی لاشوں کا ثبوت چاہئے ہر حال میں''...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''یس مادام۔ آپ نے جب ریڈ سٹار میزائل گنیں لانے کا کہا تھا تو میں اسی وقت آپ کا مطلب سمجھ گیا تھا۔ لیکن ریڈ سٹار میزائل



سے نکلنے والی بے پناہ حدت تمام لاشوں کو مکمل طور پر مسخ کر دیتی ہے۔ اس لئے میں اپنے طور پر سولو ون کی بجائے بلیک پاور میزائل ساتھ لے آیا ہوں۔ یہ تباہی مچا دیں گے لیکن ان سے حدت بہرحال اتنی نہیں نکلتی کہ لاشیں مسخ ہو جائیں''...... فیڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ چلو آپریشن شروع کرو''...... بلیک کیٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تیار ہو جاؤ اور جیسے ہی میں اشارہ کروں تم نے میزائل فائر کر دینے ہیں''...... فیڈرک نے مڑ کر عقب میں بیٹھے ہوئے دو آدمیوں سے کہا۔

''یس سر۔ ہم ریڈی ہیں''...... ان دونوں نے کہا۔ وہ دونوں مخصوص ساخت کی ایک ایک میزائل گن لے کر سائیڈ کی کھڑکیوں پر جمے ہوئے تھے۔ پھر فیڈرک نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھا دیا۔

''ہوشیار''...... فیڈرک نے کچھ آگے جانے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو تیزی سے غوطہ دیا۔ نیچے کھیتوں کے درمیان ایک کافی وسیع احاطہ نظر آ رہا تھا جس کی چار دیواری تو کچی تھی لیکن اس کے اندر کی عمارت پختہ بنی ہوئی تھی۔

یہ سردار امیر قاسم کی حویلی تھی۔ پھر ہیلی کاپٹر غوطہ کھاتے ہوئے جیسے ہی اس حویلی کے اوپر سے گزرا۔ ان کے عقب میں ہلکے ہلکے دھماکے ہونے شروع ہو گئے اور سیاہ رنگ کے بڑے بڑے میزائل

ایک دوسرے کے پیچھے ہیلی کاپٹر کی دونوں سائیڈوں سے نکل کر بجلی کی رفتار سے اس حویلی کی طرف بڑھے اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر نے حویلی کو کراس کیا نتیجے انتہائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

فیڈرک نے ایک لمبا ٹرن لیا اور ایک بار پھر اس حویلی کی طرف بڑھنے لگا۔ جس سے گرد و غبار کا ایک طوفان سا آسمان کی طرف اٹھ رہا تھا اور ایک بار پھر حویلی پر میزائلوں کی بارش شروع ہوگئی۔ فیڈرک نے بار بار چکر کاٹے اور جب تک حویلی کی اینٹ سے اینٹ نہ بج گئی اس وقت تک اس پر میزائلوں کی بارش ہوتی رہی۔

''بس کرو۔ اب مزید میزائل فائر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ساری حویلی تباہ ہو چکی ہے۔ اب ہیلی کاپٹر نیچے اتار دو''...... بلیک کیٹ نے کہا اور فیڈرک نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر کو تباہ ہوتی ہوئی حویلی سے کچھ دور کھیتوں میں اتار دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب ایک ایک کر کے ہیلی کاپٹر سے نیچے آ گئے۔ ان کے نیچے آتے ہی ادھر ادھر چھپے ہوئے تقریباً دس آدمی نمودار ہوئے اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ حویلی واقعی مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ اس کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ ابھی گرد و غبار اسی طرح فضا میں اڑ رہا تھا۔

''مادام۔ حویلی مکمل طور پر تباہ ہوگئی ہے اور کسی کو بھی باہر آنے



کا موقع نہیں ملا''...... آنے والوں میں سے ایک نے قریب آ کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ہم بھی یہی چاہتے تھے''...... فیڈرک نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... فیڈرک کے ساتھ کھڑی ہوئی بلیک کیٹ نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''مارٹی مادام''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''تو سنو مارٹی۔ اپنے تمام آدمیوں کو کہہ دو کہ وہ سب اس حویلی کے ملبہ سے لاشیں باہر نکالیں اور چونکہ تم نے ایکس فائیو پر انہیں میک اپ کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے ان کی لاشیں خود ہی الگ کر لینا''...... بلیک کیٹ نے مارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مادام''...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے اپنے آدمیوں کی طرف بڑھ گیا۔

''مجھے خیال نہیں رہا۔ ہمیں میک اپ واشر ساتھ لے کر آنا چاہئے تھا تاکہ ان کے میک اپ صاف کئے جا سکیں''...... بلیک کیٹ نے فیڈرک سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہیلی کاپٹر میں موجود ہے مادام''...... فیڈرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ گڈ۔ تم تو واقعی انتہائی ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ تمہاری صلاحیتوں نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے''...... بلیک کیٹ نے

مسرت بھرے لہجے میں کہا تو فیڈرک کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''تھینک یو مادام۔ دراصل ہماری شروع سے ہی ایسی ٹریننگ کی گئی ہے کہ ہمیں ہر طرح کا خیال رکھنا آ گیا ہے''...... فیڈرک نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک کیٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد مارٹی ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

''مادام۔ عمران اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں الگ کر لی گئی ہیں۔ یہ سب لاشیں ایک ہی جگہ سے دستیاب ہوئی ہیں۔ کٹی پھٹی لاشیں ہیں لیکن بہرحال چہرے کسی حد تک پہچانے جا سکتے ہیں''...... مارٹی نے قریب آ کر کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہیں یہ لوگ۔ دکھاؤ مجھے جنہوں نے مافوق الفطرت حیثیت اختیار کر لی تھی''...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''یس مادام''...... مارٹی نے کہا۔

''فیڈرک۔ ہیلی کاپٹر سے میک اپ واشر نکال لو۔ پہلے تصدیق ہو جائے کہ یہ واقعی وہی لوگ ہیں''...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''یس مادام''...... فیڈرک نے کہا اور بلیک کیٹ مارٹی کے ساتھ چلتی ہوئی تباہ شدہ حویلی کے ملبے کی طرف بڑھ گئی۔ وہاں ایک طرف واقعی آٹھ کٹی پھٹی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور پھر فیڈرک نے ان لاشوں کے چہروں پر سے پہلے مٹی اور خون وغیرہ اپنے



آدمیوں سے صاف کرایا اور پھر بیٹری سے چلنے والے میک اپ واشر کی مدد سے اس نے ایک ایک کر کے ان سب کے چہروں سے میک اپ صاف کر دیا۔

''یہ۔ یہ مادام۔ وہ عمران ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین آدمی۔ یہی ہے میں اسے پہچانتا ہوں''...... فیڈرک نے ایک لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ میں نے بھی اس کی تصویریں دیکھی ہوئی ہیں۔ ویسے سب کے چہروں سے میک اپ صاف ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سب ختم ہو گئے ہیں۔ ویری گڈ۔ آخر کار اس کارنامے کا کریڈٹ کیٹ ایجنسی کے حصے میں ہی آیا۔ رئیلی ویری گڈ''...... بلیک کیٹ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور فیڈرک اور مارٹی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے ان کے چہروں پر بھی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''ان لاشوں کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم انہیں ہیلی کاپٹر میں ساتھ لے جائیں گے''...... بلیک کیٹ نے کہا اور مڑ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئی۔ وہ یوں چل رہی تھی جیسے چلنے کی بجائے ہوا میں اڑ رہی ہو۔ فیڈرک بھی اس کے پیچھے تھا۔ بلیک کیٹ اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئی اور پھر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ چیف آف کیٹ ایجنسی بلیک کیٹ کالنگ۔ اوور''...... بلیک کیٹ بار بار کال دے رہا تھی۔

''یس مادام۔ پی ایم سپیشل سٹاف اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''میں بلیک کیٹ بول رہا ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے میرے پاس۔ فوراً رابطہ کراؤ۔ فوراً۔ اوور''۔ بلیک کیٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

''سپیشل لنک کوڈ دوہرائیں مادام۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سپیشل لنک کوڈ۔ آپریشن بی کے۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے کہا۔

''یس مادام۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ پی ایم اٹنڈنگ۔ اوور''...... بولنے والے کا لہجہ بے حد باوقار تھا۔ یہ اسرائیل کے وزیراعظم خود تھے۔

''بلیک کیٹ بول رہی ہوں جناب۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس۔ کیا بات ہے مس جینٹ''۔ کیوں سپیشل کال دی ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے وزیراعظم نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔



''سر۔ اسرائیل کے لئے ایک عظیم خوشخبری ہے میرے پاس عمران اور اس کے سات ساتھیوں کو کیٹ ایجنسی نے ہلاک کر دیا ہے۔ ان کی لاشیں اس وقت میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں۔ میں ڈاماری کے قریب ایک گاؤں سے بول رہی ہوں۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہی ہو بلیک کیٹ۔ کیا واقعی ایسا ہے۔ کیا واقعی وہ مافوق الفطرت انسان علی عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ اوور''...... پرائم منسٹر کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ یقین نہ آنے والی کیفیت واضح طور پر موجود تھی۔

''میں درست کہہ رہی ہوں جناب۔ پوری ذمہ داری کے ساتھ۔ میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے جناب۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو اتنی بڑی بات ہے کہ حقیقتاً مجھے باوجود اس بات کے کہ آپ انتہائی ذمہ دار خاتون ہیں۔ یقین نہیں آ رہا۔ بہرحال ان کی لاشیں کہاں ہیں۔ اوور''...... وزیراعظم کے لہجے میں بوکھلاہٹ کا عنصر نمایاں تھے۔

''میرے سامنے پڑی ہوئی ہیں جناب اور میں نے میک اپ واشر سے ان کے میک اپ صاف کرائے ہیں۔ اس لئے میں سو فیصد درست بات کر رہی ہوں۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''ویل ڈن بلیک کیٹ۔ آپ مجھے ساری تفصیل بتائیں۔ اوور''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وزیراعظم نے کہا۔ وہ شاید اس بہت بڑی خبر کو سننے کے بعد اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے خاموش ہو گئے تھے کیونکہ پہلے کی نسبت اس بار اس کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا تھا اور جواب میں بلیک کیٹ نے انہیں پوری تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ اس تفصیل سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ آپ واقعی اسرائیل کی تاریخ کا سب سے بڑا کارنامہ سرانجام دینے میں کامیاب ہو گئی ہیں اور اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو بلیک کیٹ یقین کریں آپ کو اسرائیل کا بہادری کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا۔ اوور''...... وزیراعظم نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو بلیک کیٹ کے چہرے پر مسرت کا آبشار سا بہنے لگا اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ وزیر اعظم کی نظروں میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی اہمیت اس قدر ہے۔

''آپ کی مہربانی ہے سر۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے مسرت کی شدت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بلیک کیٹ۔ آپ لاشیں لے کر اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں۔ ایک بار پھر ان کی لاشیں چیک کریں اور تصدیق کریں کہ وہ واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہی لاشیں ہیں۔ میرے علم میں آیا ہے کہ وہ حیرت انگیز طور پر مرنے کے بعد بھی زندہ ہو جانے کا فن



جانتے ہیں۔ آپ ان کی مکمل چیکنگ کرائیں۔ فائنل ہو گیا تو میں خود آپ کے ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤں گا۔ اوور''...... وزیر اعظم نے کہا۔

''کون سے ہیڈکوارٹر جناب۔ یہاں ساگان میں یا تل ابیب میں۔ اوور''...... بلیک کیٹ نے پوچھا۔

''آپ کے ساگان ہیڈ کوارٹر کی بات کر رہا ہوں۔ جب تک ان کی موت کی حتمی طور پر تصدیق نہ ہو جائے اس وقت تک آپ میں سے کسی کا بھی ساگان چھوڑنا غلط ہو گا۔ اوور''...... وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ جیسا آپ کا حکم۔ اوور''...... بلیک کیٹ کہا۔

''اوور اینڈ آل''...... وزیراعظم نے کہا اور بلیک کیٹ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ فیڈرک، مارٹی اور ان کے ساتھی ہیلی کاپٹر سے باہر کھڑے تھے۔

''فیڈرک۔ لاشیں ہیلی کاپٹر میں رکھواؤ۔ جلدی کرو۔ ہمیں واپس اپنے ہیڈ کوارٹر جانا ہے اور مارٹی اور اس کے سیکشن کو واپس بھجوا دو۔ جلدی کرو''...... بلیک کیٹ نے ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے تیز لہجے میں فیڈرک سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مادام''...... فیڈرک نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کی کٹی پھٹی لاشیں ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں رکھ دی گئیں۔ فیڈرک نے دوبارہ پائلٹ سیٹ سنبھال لی اور اس کے دو

ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر فیڈرک نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا اور اس کا رخ اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف موڑ دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی تیز پرواز کے بعد وہ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ بلیک کیٹ ہیلی کاپٹر سے اتر کر اس طرح اپنے دفتر کی طرف بڑھی جیسے کوئی بہت بڑا فاتح کسی سلطنت کو فتح کرنے کے بعد واپس اپنے ملک آتا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بڑے کمرے میں لا کر رکھ دی گئیں۔

''مبارک ہو مادام۔ آپ کو اسرائیلی ٹاپ پرائز ملنا ہم سب کا اعزاز ہے''...... فیڈرک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ فیڈرک۔ اور سنو ٹاپ پرائز تو مجھے بعد میں ملے گا لیکن تم آج سے بلکہ اسی وقت سے کیٹ ایجنسی کے نمبر ٹو ہو گئے ہو۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو''...... بلیک کیٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی فیڈرک کے کاندھے پر تھپکی دی۔

''تھینک یو مادام''...... فیڈرک نے بھی مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور باقاعدہ فوجی انداز میں سلیوٹ کر دیا۔

''تم اس کے حقدار بھی ہو فیڈرک۔ اور سنو ایک بار پھر میک اپ واشر لاؤ اور عمران کی لاش کو چیک کرو۔ ہوسکتا ہے اس نے ڈبل میک اپ کیا ہو۔ چھری سے اس کے چہرے کی کھال بھی چھیلو۔ چیک کرو اور پھر حتمی طور پر مجھے بتاؤ کہ یہ عمران ہی ہے یا اس نے پھر ہمیں ڈاج دیا ہے''...... بلیک کیٹ نے کہا اور فیڈرک



نے اثبات میں سر ہلایا اور ہال سے باہر نکل گیا۔

''اب میں کرنل ڈیوڈ کو بتاؤں گی کہ بلیک کیٹ کیا ہے۔ جو کام وہ اتنے سالوں سے نہیں کر سکے وہ میں نے پہلے ہی وار میں کر دیا ہے''...... بلیک کیٹ نے ہال میں ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ وہ بار بار کمرے کے فرش پر پڑی ہوئی عمران اور اس کے ساتھیوں کی کٹی پھٹی لاشوں کو اس طرح دیکھ رہی تھی۔ جیسے کوئی شکاری فخریہ انداز میں اپنے کیئے گئے شکار کو دیکھتا ہے۔ اس کے چہرے پر فخر اور فتح مندی کے تاثرات نمایاں تھے۔

تنویر، ابو داؤد کی مدد سے چوہان اور خاور کے ساتھ کاساٹ پہاڑی علاقے کے قریب پہنچ گیا تھا۔ انہوں نے مسلسل سفر کیا تھا اور پھر وہ ایک جگہ رک گئے تھے۔ سامنے ایک بڑی پہاڑی تھی جس کی دوسری جانب ایک بڑا جنگل موجود تھا۔

تنویر اور اس کے ساتھی اس پہاڑی کے قریب موجود تھے۔ تنویر ایک بڑی چٹان کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر جدید ساخت کی دور بین لگی ہوئی تھی اور وہ دوربین سے دوسری طرف پھیلے ہوئے جنگل کا بغور جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

اس کے جسم پر اسرائیلی فوج کی یونیفارم تھی اور کاندھوں پر لگے ہوئے سٹار کے مطابق وہ میجر تھا۔ اس کی نظریں ایک خالی جگہ پر لگی ہوئی تھیں جہاں لکڑیاں چن کر باقاعدہ ایک بڑا سا ہٹ بنایا گیا تھا اور اس ہٹ کے سامنے دو مسلح فوجی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ اس ہٹ سے لے کر



پہاڑی کے دامن تک جگہ جگہ فوجیوں کی نقل و حرکت مسلسل نظر آرہی تھیں۔ یہ ہٹ پہاڑی کی چوٹی کے قریب تھا اور اس ہٹ کو کراس کئے بغیر وہ پہاڑی کی دوسری طرف پہاڑی علاقے کے جنگل تک نہ پہنچ سکتے تھے جہاں میزائل فیکٹری اور لیبارٹری بنائی گئی تھی جن کی تباہی ان کا مشن تھا۔

ابو داؤد نے تنویر کو بتایا تھا کہ پہاڑی علاقے کے گرد باقاعدہ ائیر چیک پوسٹس بھی قائم ہیں۔ یہ ائیر چیک پوسٹس یہاں سے نظر نہ آرہی تھیں۔ لیکن تنویر جانتا تھا کہ اگر کسی طرح وہ اس ہٹ سے بچ کر نکل جائیں تو پھر شاید ائیر چیک پوسٹ والے انہیں چیک نہ کریں اور اگر وہاں کوئی ہنگامہ ہوتا ہے تو لازماً اردگرد پھیلے ہوئے فوجی چونک پڑیں گے اور نتیجہ یہ کہ وہ واقعی چاروں طرف سے اس طرح گھیر لئے جائیں گے کہ ان کے لئے بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا۔ ابو داؤد ایک خفیہ راستے سے انہیں یہاں تک تو لے آیا تھا لیکن یہاں سے آگے جانے کی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی اور اس کے نقطہ نظر سے اگر وہ خود ہلاک ہو جاتا ہے تو اسے اس کی اتنی زیادہ پرواہ نہ تھی لیکن خاور اور چوہان کی ہلاکت وہ برداشت نہ کرسکتا تھا۔ اس لئے وہ مسلسل کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے ان کا مشن بھی کامیاب رہے اور وہ بھی بچ جائیں۔ باقی ساتھی ابھی اس خفیہ راستے کے اندر موجود تھے۔ تنویر انہیں وہاں چھوڑ کر حالات کا جائزہ لینے جھاڑیوں میں چھپتا ہوا یہاں تک اکیلا پہنچا

تھا۔ لیکن یہاں سے جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ اس کے نقطہ نظر سے انتہائی مایوس حالات تھے لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن میں مایوسی کا کوئی تاثر نہ ابھرا تھا۔

وہ سیکرٹ سروس کا ممبر تھا اور ڈیشنگ ایجنٹ تھا اور چیف نے اسے سب سے پہلا سبق بھی یہی دیا تھا کہ کسی قسم کے بھی حالات ہوں۔ مایوس ہونا موت کے مترادف ہے۔ عمران نے بھی اس سے کہا تھا کہ جب تمام راستے بظاہر بند نظر آئیں تب بھی کوئی نہ کوئی ایک راستہ ایسا ضرور ہوتا ہے کہ جو کامیابی کی طرف جاتا ہے اور اگر انسان مایوس ہو جائے تو پھر یہ راستہ کبھی دریافت نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ انتہائی مایوس کن حالات کے باوجود تنویر مسلسل کوئی راستہ سوچ رہا تھا جس سے وہ اپنے ساتھیوں سمیت بحفاظت جنگل تک پہنچ سکے لیکن بظاہر اسے کوئی ایسا حل نظر نہ آ رہا تھا۔

کچھ دیر تک ذہن پر زور دینے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوربین آنکھوں سے ہٹائی اور پھر واپس مڑ کر اسی طرح جھاڑیوں میں رینگتا ہوا واپس اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جدھر اس کے ساتھی موجود تھے۔

''کیا ہوا تنویر۔ کیسے حالات ہیں''...... چوہان نے پوچھا۔

''بظاہر تو حالات انتہائی مایوس کن ہیں۔ وہاں ہر طرف مسلح افراد پھیلے ہوئے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''اوہ۔ پھر کیا کرنا ہے''...... خاور نے کہا۔



''میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ اگر ہم آگے بڑھیں تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو گا کہ ہمیں پہلے وہ اس چیکنگ سپاٹ پر لے جائیں گے اس سے پہلے تو کچھ نہیں کریں گے۔ وہاں پہنچ کر اگر ہم اس چیکنگ سپاٹ پر قبضہ کر لیں تو پھر ہم آسانی سے آگے بڑھ سکتے ہیں وہاں موجود آدمیوں کے میک اپ میں''...... تنویر نے کہا۔

''لیکن ہمارے پاس وہ کمپیوٹر کارڈ تو ہیں ہی نہیں اور ایسے لوگوں کو جن کے پاس یہ کارڈ نہ ہوں انہیں تو وہ دیکھتے ہی گولی مار دیں گے''...... ابو داؤد نے کہا۔

''تو ان حالات میں تم کوئی مشورہ دو''...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں ایک ترکیب کام کر سکتی ہے''...... ابو داؤد نے کہا تو تنویر کے ساتھ ساتھ خاور اور چوہان بھی چونک پڑے۔

''کیا''...... تنویر نے کہا۔

''ہم ایک ایک آدمی کو اغوا کر کے یہاں لے آئیں پھر ان کے میک اپ کر لیں اور ان کے کارڈ اپنے پاس رکھ لیں۔ اس طرح ہم اس چیکنگ سپاٹ تک آسانی سے پہنچ جائیں گے''...... ابو داؤد نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ یہاں کوئی اکیلا نہیں ہے۔ چار چار پانچ پانچ کے گروہ اکٹھے نقل و حرکت کر رہے ہیں۔ اس لئے ایک آدمی کے اغوا

سے صورتحال بدل سکتی ہے۔ تم سب چلو۔ اپنے سائیلنسر لگے ریوالور تیار رکھنا۔ میں صورتحال دیکھ کر کوئی نہ کوئی راستہ بنا لوں گا۔ ہمیں بہرحال آگے بڑھنا ہے۔ یہاں بیٹھے سوچتے رہنے سے تو مسئلہ حل نہیں ہوسکتا“...... چوہان نے سر جھٹک کر کہا۔

”یہی ٹھیک ہے۔ ایکشن کرنے سے خود بخود راستے بن جاتے ہیں“...... تنویر نے کہا اور خاور نے بھی تائید میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ بظاہر صریحاً موت کے دہانے میں قدم رکھ رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے چہروں پر کسی قسم کی مایوسی کے تاثرات نہ تھے۔ وہ پہلے کی طرح مطمئن اور پرسکون تھے البتہ ابو داؤد کے چہرے کے عضلات کچھ کھنچے ہوئے تھے جیسے وہ ذہنی طور پر کھنچاؤ کا شکار ہو رہا ہو لیکن بہرحال اس کے چہرے پر کسی قسم کے خوف کا کوئی تاثر موجود نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیار ہو کر اس غار نما راستے کے دہانے سے باہر نکلے اور اس طرح اطمینان سے آگے بڑھنے لگے جیسے ان کا تعلق بھی یہاں بکھری ہوئی فوج سے ہی ہو لیکن تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک چٹان کی اوٹ سے نکلے۔ اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ہالٹ۔ جہاں ہو وہیں رک جاؤ ورنہ گولیاں مار دی جائیں گی“...... بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا اور تنویر اور اس کے ساتھی ٹھٹھک کر رک گئے۔ چند لمحوں بعد چھ مسلح فوجیوں کا ایک



گروپ ادھر ادھر بکھری ہوئی چٹانوں کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے ان کی طرف بڑھ آیا۔

”اپنی شناخت کراؤ فوراً۔ کون ہو تم“...... ایک لمبے قد اور دبلے بدن کے فوجی نے جس کے کاندھے پر بھی کیپٹن کے سٹار موجود تھے ان کے قریب آتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ وہ بڑے غور سے ان چاروں کو دیکھ رہا تھا۔

”کیا تم اندھے ہو کیپٹن۔ تمہیں نظر نہیں آ رہا کہ ہم کون ہیں“...... تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”شٹ اپ۔ میں اس وقت ڈیوٹی پر ہوں۔ تمہارے چہرے میرے لئے اجنبی ہیں۔ اس لئے شناخت کراؤ۔ ورنہ میں فائر کھول دینے کا حکم دے دوں گا“...... اس کیپٹن نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ بولو۔ کیسی شناخت چاہتے ہو تم“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہاں کس قسم کی شناخت طلب کی جاتی ہے“...... اس کیپٹن نے چونک کر کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

”سنو کیپٹن۔ کیا نام ہے تمہارا“...... تنویر نے کہا۔

”کیپٹن کامرون“...... اس کیپٹن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اپنا نام بتایا۔

”تو کیپٹن کامرون کیا تمہیں ٹاپ فورس کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ جو تم ہم سے وہ کمپیوٹر کارڈ شناخت کے لئے طلب کر رہے ہو تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ٹاپ فورس کو سپیشل کوڈ شناخت کے لئے دیئے گئے ہیں اور وہ یہی کوڈ ہیں جو میں نے دوہرائے ہیں“......تنویر نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کون سے کوڈ“......کیپٹن کامرون نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

”یہی کہ کیا شناخت چاہتے ہو“......تنویر نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس کوئی شناخت نہیں ہے۔ او کے“......کیپٹن کامرون نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ میں موجود مشین گن کو ان کی طرف سیدھا کر لیا۔

”احمق مت بنو کیپٹن کامرون۔ اگر تمہیں معلوم نہیں ہے تو اپنے کرنل انچارج سے معلوم کر لو“......تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے لیکن تم کوئی غلط حرکت نہ کرنا۔ ورنہ میرے ساتھی فوراً فائر کھول دیں گے“......کیپٹن کامرون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جیب میں ہاتھ ڈالا۔ وہ شاید ٹرانسمیٹر نکالنا چاہتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی تنویر نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے اپنے ساتھیوں کو معنی خیز نظروں سے دیکھا اور دوسرے لمحے جس طرح روبوٹ حرکت میں آتے ہیں



اس طرح تنویر، خاور اور چوہان کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیبوں سے باہر آئے اور پھر سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ کیپٹن کامرون اور اس کے ساتھی پہلے ہی تیز حملے میں زمین بوس ہو چکے تھے۔ تنویر اور اس کے ساتھیوں نے اس وقت تک ٹریگر سے انگلیاں نہ ہٹائیں جب تک کہ وہ سب کے سب ختم نہ ہو گئے تھے۔

”گڈ شو۔ اب ان سب کو اٹھا کر واپس اس دہانے میں لے چلو۔ ہم نے اب وہاں ان کا میک اپ کرنا ہے۔ جلدی کرو ورنہ ان کے اور ساتھی یہاں آ جائیں گے“......تنویر نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ سب تیزی سے ان کی لاشوں کی طرف جھپٹ پڑے خاور نے دو آدمیوں کو اٹھا کر کاندھے پر لادا جبکہ باقی سب نے ایک ایک کو اٹھایا اور پھر وہ سب ممکنہ تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے واپس اس طرف کو بڑھ گئے۔ گو ان کے جسم زخموں کی وجہ سے خون آلودہ تھے اور ان کی وجہ سے تنویر اور اس کے ساتھیوں کی یونیفارم بھی خون آلود ہو گئی تھیں لیکن تنویر کو اس کی فکر نہ تھی کیونکہ یونیفارم اس رنگ کی تھی کہ خون کے دھبے سوکھنے کے بعد تقریباً اسی رنگ کے ہو جاتے تھے۔ اسی لئے اس بارے میں اسے کوئی فکر نہ تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس غار نما راستے کے بند حصے میں پہنچ گئے۔

”صرف میں کیپٹن کامرون کا میک اپ کروں گا تم صرف ان

سپاہیوں کی جیبوں سے کارڈ نکال لو۔ تمہیں میک اپ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں تمہارے سائز کا ایک بھی آدمی موجود نہ ہو گا“...... تنویر نے خاور اور چوہان سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ دونوں مسکرا دیئے۔

”میرے لئے کیا حکم ہے۔ کیا میں بھی میک اپ کر لوں“۔ ابو داؤد نے کہا۔

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی“...... تنویر نے کہا اور خاور نے اپنی یونیفارم کے اندر بیلٹ سے بندھے ہوئے ایک تھیلے سے ایک چپٹا سا میک اپ باکس نکال کر تنویر کی طرف بڑھا دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد تنویر، کیپٹن کامرون بن چکا تھا۔ تنویر نے کیپٹن کامرون کی جیبوں کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے اسے ایک فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر مل گیا۔ اس کے علاوہ صرف اس کا شناختی کارڈ تھا اور کچھ نہ تھا۔ تنویر نے دونوں چیزیں اپنی جیب میں ڈال لیں۔

”ان سب کے چہروں کو پتھروں سے مسخ کر دو تاکہ یہ پہچانے نہ جا سکیں“...... تنویر نے کہا اور چوہان اور خاور دونوں حرکت میں آ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر اس جگہ سے نکلے اور دوبارہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

”ہیلو کیپٹن کامرون۔ یہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ یہ تو اجنبی لوگ ہیں“...... اچانک ایک درخت کی آڑ سے ایک اور کیپٹن نے



باہر آتے ہوئے سب سے آگے چلنے والے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ان کا تعلق ٹاپ فورس سے ہے۔ اس لئے میں فائنل چیکنگ کے لئے جا رہا ہوں انہیں“...... تنویر نے کامرون کا لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ کیا مطلب۔ یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا۔ کچھ بھاری بھاری سی لگ رہی ہے“...... اس کیپٹن نے چونک کر کہا۔

”شاید فلو ہو گیا ہے اور کچھ نہیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ ڈیوٹی از ڈیوٹی“...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور آگے بڑھ گیا۔ وہ کیپٹن چند لمحے کھڑا رہا۔ پھر کاندھے اچکاتا ہوا واپس اسی درخت کی طرف بڑھ گیا جس کے عقب سے وہ اچانک برآمد ہوا تھا۔ وہ مسلسل اور چڑھتے چلے گئے۔ راستے میں انہیں اور کہیں کچھ نہ کہا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ چاروں صحیح سلامت اس ہٹ تک پہنچ گئے جہاں چیکنگ مشین نصب تھیں۔ جیسے ہی وہ اس ہٹ کے سامنے پہنچے۔ ہٹ کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان کیپٹن باہر آ گیا۔

”اوہ کیپٹن کامرون تم۔ یہ تمہارے ساتھ کون لوگ ہیں“۔ اس کیپٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹاپ فورس۔ سپیشل چیکنگ کرنے لایا ہوں انہیں“...... تنویر نے اس بار لہجے کو حتی الوسع کامرون کے لہجے کی طرح بناتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اندر چلے جاؤ۔ سارجنٹ ٹام اندر موجود ہے وہ سپیشل چیکنگ کرے گا''...... اس کیپٹن نے کہا اور آگے بڑھ گیا تنویر سر ہلاتا ہوا دوبارہ ہٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

''جب تک میں اشارہ نہ کروں تم لوگوں نے حرکت میں نہیں آنا''...... تنویر نے سرگوشی کرتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ہٹ کے دروازے پر کھڑے ہوئے دونوں فوجیوں نے انہیں روکنے کی بجائے باقاعدہ فوجی انداز میں سلیوٹ کیا اور ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ تنویر ان کے سلام کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ کر ہٹ میں داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا ہٹ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ دو مشینیں نصب تھیں۔ ایک بڑا سا کمپیوٹر تھا جبکہ دوسرا جدید ترین میک اپ واشر۔ لیکن اس وقت اندر کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ ٹائیگر کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر آ گئے تھے۔

''یہاں تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ وہ سارجنٹ کہاں گیا''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک کھلے دروازے سے کوئی بم اندر پھینکا گیا اور ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ تنویر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اسے انتہائی تیزی سے گھومتے ہوئے لٹو پر بٹھا دیا ہو۔ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی چھا گئی اور پھر جس طرح



گھپ اندھیرے میں روشنی کی کرن چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں بھی روشنی کی ایک کرن چمکی اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی جب اس کا شعور جاگا تو ایک لمحے کے لئے تو بے ہوش ہونے سے پہلے کا سین اس کی نظروں کے سامنے کسی فلم کے منظر کی طرح ابھرا اور اس کے ساتھ ہی تنویر نے ادھر ادھر چونک کر دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ مضبوط زنجیروں کی مدد سے ایک پتھریلی دیوار کے ساتھ جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ یہ ایک کمرہ تھا اور اس کی ساخت بتا رہی تھی کہ اسے باقاعدہ انسانی ہاتھوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔

''اوہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے''...... اسی لمحے خاور کی آواز سنائی دی اور تنویر کے چہرے پر ایک ہلکا سا تبسم پھیل گیا۔

''وہی جو ایسی سچویشن میں ہوا کرتا ہے''...... تنویر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ خاور اس کے ساتھ ہی زنجیروں میں جکڑا کھڑا تھا اور اس کے ساتھ ہی تنویر ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اسے اب خیال آیا تھا کہ خاور اپنی اصل شکل میں تھا۔ پہلے اس نے خیال نہ کیا تھا اور نہ صرف خاور بلکہ چوہان کا میک اپ بھی صاف ہو چکا تھا۔

''ہمارے میک اپ صاف ہو چکے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ میں اپنی اصل شکل میں ہوں''...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... خاور نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا فولادی بند دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا فوجی جس کے کاندھے پر کرنل کے سٹار تھے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک اور فوجی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا پاکیشیائی ایجنٹو۔ اب تم بتاؤ گے کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے''...... کرنل نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ کون ہے پاکیشیائی ایجنٹ''۔ تنویر نے لہجے میں حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''سنو۔ میرا نام کرنل سٹانگر ہے اور میں یہاں کا انچارج ہوں۔ تمہارے میک اپ صاف کر دیئے گئے ہیں۔ تمہارے پاکیشیائی چہرے ہمارے سامنے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے اس علی عمران سے ہے جو کیٹ ایجنسی کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہے۔ لیکن تم یہاں کیوں اور کیسے آئے ہو اس کے بارے میں ہمیں سچ سچ بتا دو اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ اس طرح تم ٹوٹ پھوٹ سے بھی بچ جاؤ گے۔ اس کے بعد تمہیں تل ابیب شفٹ کر دیا جائے گا''...... کرنل سٹانگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''ہم اس وقت کہاں ہیں۔ کیا پہاڑی علاقے کے جنگل میں ہیں''...... تنویر نے عمران کی ہلاکت کا سننے کے باوجود مطمئن لہجے



میں کہا۔

''اوہ تو تمہیں جنگل کے بارے میں بھی علم ہے۔ اوہ پھر تو تم خطرناک آدمی ہو''...... کرنل سٹانگر نے چونک کر کہا۔

''کرنل سٹانگر۔ جنگل کے بارے میں تو اسرائیل کا ہر رہنے والا جانتا ہے۔ یہ کون سی ایسی بات ہے جس پر تم اس طرح حیرت کا اظہار کر رہے ہو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ تمہارا اس کے بارے میں جاننے کا مطلب دوسرا ہے۔ بہرحال تم جنگل میں نہیں ہو۔ ہمارے ایک اور خفیہ اڈے میں ہو''...... کرنل سٹانگر نے کہا۔

''تم نے ابھی کیا بکواس کی ہے کرنل کہ تم نے عمران صاحب کو ہلاک کر دیا ہے۔ اب اگر تم نے دوبارہ یہ الفاظ کہے تو تمہاری روح بھی صدیوں تک ویرانوں میں چیختی پھرے گی''...... اچانک خاور نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ۔ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ ابھی گولی سے اڑا دوں گا''...... کرنل سٹانگر نے اچھل کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم چوہے۔ پدی کی اولاد۔ تم ہمیں دھمکیاں دے رہے ہو ہمیں''...... یکلخت چوہان نے چیختے ہوئے کہا۔

''گولیاں مار دو۔ انہیں گولیاں مار دو''...... کرنل سٹانگر نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے پیچھے کھڑے مسلح فوجی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ساتھ

ساتھ کھڑے خاور اور چوہان کی طرف کر دیا۔

”رکو۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ“...... یکلخت تنویر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر کو ایک جھٹکے سے حرکت دی تو اس کے پیر کے سامنے پڑا ہوا ایک چھوٹا سا پتھر اس کے بوٹ کی ٹھوکر کھا کر سامنے کھڑے ہوئے کرنل سٹانگر سے کسی گولی کی طرح ٹکرایا اور کرنل سٹانگر چیخ مار کر دوہرا ہو گیا۔ اس کے اس چیخ مارنے کی وجہ سے فوجی بوکھلا کر اس کی طرف مڑا اور اس کے ہاتھوں سے مشین گن نیچے گر گئی تھی۔

”کیا ہوا۔ کرنل صاحب کیا ہوا آپ کو“...... اس فوجی نے جلدی سے آگے کی طرف دوہرے ہوتے ہوئے کرنل کو سنبھالتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے ایک زور دار کڑاکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کرنل سٹانگر اور اس کے ساتھی فوجی کے حلق سے چیخیں نکلیں اور وہ دونوں زمین پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ اسی لمحے خاور اچھل کر آگے بڑھا اور دوسرے لمحے فرش پر پڑا تڑپتا ہوا کرنل اور اس کا ساتھی ہوا میں اٹھتے چلے گئے۔

خاور نے کسی دیو کی طرح ان دونوں کی گردنیں علیحدہ علیحدہ ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھیں اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ ہی ان دونوں کے حلق سے بھنچی بھنچی سی آوازیں نکلیں اور ان دونوں کے جسم یکلخت ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ خاور نے واقعی حیرت انگیز طاقت کا مظاہرہ کیا تھا۔ انہیں زنجیروں سے اس طرح جکڑا گیا تھا



کہ زمین کے ساتھ دیوار میں نصب مضبوط آہنی کنڈے سے موٹی زنجیر نکل کر ان کے جسموں کے گرد لپیٹ کر ان کے سروں کے اوپر دیوار میں نصب کنڈے میں جا کر ختم ہو جاتی تھی۔

اس طرح ان کے بازو بھی ان کے جسموں کے ساتھ ہی جکڑے ہوئے تھے اور ایسی حالت میں وہ صرف پیروں کو تھوڑی سی حرکت دے سکتے تھے۔ لیکن خاور نے اپنی پوری قوت لگا کر اپنے جسم کو جب آگے کی طرف پوری قوت سے جھٹکا دیا تو اس کے جسم کے گرد جکڑی ہوئی زنجیر خود بخود کھل کر اس کے قدموں میں جا گری تھی۔ یہ عین وہی وقت تھا جب تنویر نے پیر کی مدد سے پتھر اڑا کر کرنل سٹانگر کی پنڈلی پر مارا تھا۔ جیسے ہی زنجیر نیچے گری۔ خاور نے انتہائی عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا ایک حصہ پکڑا اور زنجیر کو گھما کر اس دونوں پر پوری قوت سے کسی کوڑے کی طرح مار دیا اور یہ اس زنجیر کی زور دار اور خوفناک ضرب تھی جس کی وجہ سے وہ دونوں زمین پر گر کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے تھے اور اس دوران خاور نے اپنی پنڈلیوں کے گرد ابھی تک لپٹی ہوئی زنجیر کو کھول کر اپنے آپ کو آزاد کرایا اور پھر ان دونوں کو گردنوں سے پکڑ کر فضا میں اٹھا لیا تھا۔

”ہونہہ۔ حقیر آدمی۔ عمران کی موت کی بات کر رہے تھے۔ نانسنس“...... خاور نے غصیلے لہجے میں ان دونوں کے ساکت جسموں کو نیچے فرش پر پھینکتے ہوئے کہا اور واپس مڑ کر اس نے پہلے

تنویر کے سر کے اوپر موجود کڑے پر موجود بٹن دبا کر کھولا تو کرڑ کرڑ کی آواز کے ساتھ ہی تنویر کے جسم کے گرد بندھی ہوئی زنجیر نیچے اس کے قدموں میں جا گری۔ پھر وہ چوہان اور ابو داؤد کی طرف بڑھا۔ چند لمحوں بعد وہ سب آزاد ہو چکے تھے۔

''جناب خاور صاحب میں آخر کتنی طاقت ہے کہ انہوں نے اس طرح کنڈا اس پتھریلی دیوار سے نکال لیا ہے''...... ابو داؤد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس احمق نے عمران صاحب کی موت کی بات کر کے مجھے غصہ دلا دیا تھا اور جب مجھے غصہ آجائے تو یہ کنڈا تو کیا پوری دیوار ہی نیچے آسکتی تھی''...... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ بے ہوش ہیں یا مر چکے ہیں''...... تنویر نے آگے بڑھ کر اس فوجی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گن اٹھاتے ہوئے خاور سے پوچھا۔

''فی الحال تو بے ہوش ہیں''...... خاور نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب باہر کی صورتحال دیکھ لیں''...... تنویر نے کہا اور مشین گن اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے کے باہر ایک بند گیلری تھی جس کے ایک سائیڈ پر ایک اور دروازہ تھا۔ وہ بھی لوہے کا تھا۔ جب تنویر اس دروازے کے قریب پہنچا تو اسے باتوں کی آواز سنائی دی۔



''چیخوں کی آوازیں تو آئی ہیں۔ پھر خاموشی چھا گئی ہے''...... ایک آدمی نے کہا۔

''کرنل صاحب پوچھ گچھ کر رہے ہوں گے''...... دوسرے نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ تنویر کے ساتھی بھی اس کے پیچھے موجود تھے۔ تنویر نے دروازہ کھولا اور اچھل کر سامنے موجود کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں چار فوجی فرش پر بچھی ہوئی دری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ چاروں تنویر کو دیکھ کر بوکھلا کر اٹھے ہی تھے کہ تنویر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے ہی وہ دونوں بری طرح چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپ کر ختم ہو گئے۔

اس کمرے کی ایک سائیڈ پر ایک اور دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور اس کے بعد ایک کھلی سرنگ نما راہداری اوپر کو جا رہی تھی۔ تنویر اس کھلے دروازے سے نکل کر اس سرنگ سے گزرتا ہوا جب اوپر پہنچا تو اس سرنگ کا اختتام ایک قدرتی چوڑی غار میں ہوا جو خالی پڑی تھی۔ یہ دروازہ بھی چٹان سے بنایا گیا تھا جو کسی دروازے کی طرح بند اور کھل سکتا تھا۔

تنویر نے غار کے دہانے پر جا کر باہر جھانکا تو باہر پہاڑی ڈھلوان تھی اور ہر طرف جنگل سا پھیلا ہوا تھا۔ تنویر واپس مڑ آیا۔

''یہ ان کا کوئی خاص خفیہ اڈہ ہے۔ اب یہ کرنل بتائے گا کہ یہ کون سی جگہ ہے''...... تنویر نے مڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”خاور۔ تم یہیں رکو تاکہ کرنل کا کوئی ساتھی اچانک نہ آجائے یہ مشین گن تم رکھ لو۔ ہم اس کرنل سے پوچھ گچھ کر کے ابھی واپس آتے ہیں“...... تنویر نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا اور مشین گن خاور کی طرف بڑھا دی۔

”آپ لوگ پوچھ گچھ کریں۔ میں باہر جا کر علاقے کو چیک کرتا ہوں“...... ابوداؤد نے کہا۔

”خیال رکھنا۔ یہ اڈہ ہمارے لئے چوہے دان بھی ثابت ہو سکتا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”آپ فکر نہ کریں جناب“...... ابوداؤد نے کہا اور تنویر، چوہان کو ساتھ لئے واپس اس سرنگ میں سے ہوتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں وہ دو آدمی ہلاک ہوئے تھے۔

”یہاں ہمارا سامان بھی ہو گا۔ چوہان تم اس کرنل سے جا کر پوچھ گچھ کرو۔ میں اس دوران یہاں کی تلاشی لے لوں۔ بس خیال رکھنا کہ اسے مرنا نہیں چاہئے۔ اس سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے“...... تنویر نے اس کمرے میں پہنچ کر کہا اور چوہان سر ہلاتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جس طرف وہ کرنل اور اس کا ساتھی پڑے ہوئے تھے۔

تنویر نے اس کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن وہاں کوئی چیز موجود نہ تھی لیکن جلد ہی تنویر نے ایک اور خفیہ راستہ تلاش کر لیا اور پھر جب اس راستے سے گزر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچا



تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں ایک بہت بڑا ہال تھا جو اسلحے کی پیٹیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ایک طرف ایک بڑی میز اور اس کے پیچھے کرسی بھی موجود تھی اور ان کا تمام سامان اس میز پر پڑا ہوا تھا۔ تنویر کو خاص طور پر اس تھیلے کی تلاش تھی جس میں جڑی بوٹیاں اور سی بی جی کے پارٹس اور گیس شیلز کے ڈبے تھے اور یہ تھیلا اسی طرح بند کا بند پڑا تھا۔ شاید اسے ایسے ہی دبا کر دیکھا گیا تھا اور یہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا تھا کہ اس میں جڑی بوٹیاں ہیں تنویر نے اس تھیلے کو اٹھایا اور پھر باقی سامان بھی اس نے وہاں موجود ایک تھیلے میں ڈالا اور وہاں سے نکل کر چوہان کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ اس کمرے میں پہنچا تو اس نے کرنل کو دیوار کے ساتھ زنجیر سے جکڑے ہوئے کھڑا دیکھا۔ کرنل کی حالت کافی خستہ ہو رہی تھی۔ اس کے دونوں گال پھٹے ہوئے تھے۔ ناک اور منہ سے خون رس رہا تھا۔

”کچھ بتایا اس نے“...... تنویر نے پوچھا۔

”ابھی تو میں نے ہاتھ کافی ہلکا رکھا ہے تاکہ یہ مر نہ جائے لیکن اب تک اس نے جو کچھ بتایا ہے اس کے مطابق یہ اسلحے کا خفیہ ڈپو ہے اور یہ کسی کلطار پہاڑی پر واقع ہے۔ اس کے مطابق پہاڑی علاقے کا ساٹ کا جنگل یہاں سے بہت دور ہے“...... چوہان نے کہا۔

”کرنل سٹانگر۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اس چیکنگ سپاٹ پر ہمیں بے

ہوش کرنے کے بعد کیوں لایا گیا تھا''...... تنویر نے کرنل سٹانگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ اڈہ اس کام کے لئے مخصوص ہے۔ ہر مشکوک آدمی کو یہاں لایا جاتا ہے۔ تم لوگ بھی مشکوک تھے۔ کیپٹن ہارٹن نے چیکنگ سپاٹ پر اطلاع دی تھی کہ کیپٹن کامرون تین اجنبی فوجیوں کے ساتھ آ رہا ہے اور کیپٹن کامرون کی آواز بدلی ہوئی ہے۔ وہ مشکوک ہے۔ اس لئے کیپٹن کامرون کو بھی ساتھ ہی چیک کیا جائے۔ میں وہیں موجود تھا۔ اس چیکنگ سپاٹ کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے۔ میں وہاں تھا۔ ہمیں یہ حکم تھا کہ ہر مشکوک آدمی کو کوئی فوری خطرہ نہ ہونے کی صورت میں گرفتار کیا جائے پھر اس کی چیکنگ کی جائے اور پھر اسے گولی مار دی جائے۔ چنانچہ تم لوگوں کو وہاں ٹریپ کر کے بے ہوش لیا گیا اور پھر وہاں موجود میک اپ واشر سے جب تمہارے چہرے واش کئے گئے تو وہاں موجود ایک کیپٹن نے تم سب کو پاکیشیائی روپ میں پہچان لیا۔ اس نے بتایا کہ تم سب کا تعلق پاکیشیا کے علی عمران سے ہے۔ عمران کے متعلق ہمیں سرکاری طور پر اطلاع مل چکی تھی کہ اسے بلیک کیٹ کی چیف بلیک کیٹ نے ایک زبردست ایکشن کے ذریعے اس کے سات ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا ہے اور ان کی لاشوں کی باقاعدہ سرکاری طور پر تصدیق بھی ہو چکی ہے۔ چنانچہ جب کیپٹن ہارٹن نے بتایا کہ تمہارا تعلق عمران سے ہے اور ساتھ ہی اس نے بتایا کہ وہ



چونکہ کیٹ ایجنسی کے فیلڈ گروپ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اسے ان کی موت کا یقین نہیں ہے تو میں نے سوچا کہ تمہیں یہاں لا کر تم سے اس بارے میں پوچھ گچھ کی جائے اور پھر تمہیں ہلاک کر دیا جائے تاکہ بلیک کیٹ کی طرح عمران کے ساتھیوں کی ہلاکت کا کریڈٹ مجھے مل سکے۔ اس لئے میں تمہیں وہاں سے خفیہ طور پر لے آیا تھا''...... کرنل سٹانگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''سنو کرنل سٹانگر۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اس خفیہ فیکٹری اور لیبارٹری تک یہاں سے کوئی ایسا راستہ بتا دو جو خفیہ ہو یا پھر کوئی ایسا کوڈ بتاؤ کہ ہم فیکٹری اور لیبارٹری تک پہنچ جائیں لیکن ہمیں راستے میں چیک نہ کیا جائے''...... تنویر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل سٹانگر کوئی جواب دیتا۔ ابو داؤد کمرے میں داخل ہوا۔

''یہ اڈہ کلٹار پہاڑی کے عقب میں ہے۔ پہاڑی علاقے کاساٹ جنگل تک جانے کے لئے ہمیں ایک بار پھر پہلے کی طرح اس پہاڑی کی چوٹی پر جانا ہو گا''...... ابو داؤد نے کہا۔

''ہاں تو کرنل بولو کیا جواب ہے تمہارا''...... تنویر نے ابو داؤد کی بات سن کر دوبارہ کرنل سٹانگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ فیکٹری اور لیبارٹری کہاں ہے اور نہ ہی جنگل میں کسی کو جانے کی اجازت ہے۔ وہاں کوئی چوہا بھی حرکت کرے تو اسے دور سے فائر کر کے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ وہاں سے درخت صاف کر دیئے گئے ہیں اب جنگل کے اس حصے

سے میں جنگل کی بجائے کھلا میدان ہے اور چاروں طرف پہاڑیوں پر فوج اور کیٹ ایجنسی کے مورچے موجود ہیں۔ اس لئے کوئی بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا کسی طرح بھی اور نہ ہی کوئی خفیہ راستہ موجود ہے''...... کرنل سٹانگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اگر تم کچھ نہیں جانتے تو پھر تم چھٹی کرو''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مم۔مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں''...... کرنل سٹانگر نے کہا۔

''چوہان۔ اب یہ ہمارے لئے بے کار ہے۔ اس لئے اس کو آف کر دو''...... تنویر نے سرد لہجے میں کہا تو چوہان نے مشین گن اس کے سر سے لگا دی۔ کرنل سٹانگر ہذیانی انداز میں چیخنے لگا لیکن دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور کرنل سٹانگر کی کھوپڑی کے ٹکڑے بکھر گئے اور اس کا زنجیر میں جکڑا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

''اس دوسرے کا بھی خاتمہ کر دو''...... تنویر نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ابو داؤد خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا چوہان نے فائرنگ کر کے دوسرے کو بھی ہلاک کر دیا اور پھر وہ دونوں اس کمرے میں پہنچے جہاں کرنل کے دو ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں تو چوہان بھی ان تک پہنچ گیا۔

''ابو داؤد۔ یہاں ایک خفیہ ڈپو ہے جس میں انتہائی خوفناک اسلحے کی پیٹیاں بھری ہوئی ہیں اور تمہارے کہنے کے مطابق یہ کلٹار پہاڑی ہے۔ اب تم سوچ کر بتاؤ کہ اگر ہم اس اسلحے کو تباہ کر دیں



تو کیا اس خوفناک دھماکے سے یہاں سے دوسری طرف جانے کا کوئی راستہ بن جائے گا یا اوپر چوٹی پر موجود ائیر چیکنگ پوسٹ اور چیکنگ سپاٹ پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں''...... تنویر نے ابو داؤد سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ اڈہ چوٹی سے کافی نیچے ہے اور پہاڑی بہت بڑی ہے۔ اس لئے دونوں ہی کام نہیں ہوں گے''...... ابو داؤد نے جواب دیتے ہوئے کہا اور تنویر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''ٹھیک ہے۔ کوشش تو کی جا سکتی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اب تمہارا پروگرام کیا ہے تنویر''...... چوہان نے کہا۔

''میرے ذہن میں ایک پلاننگ آئی ہے کہ یہاں موجود انتہائی طاقتور اسلحے کے ڈپو کو اگر بلاسٹ کر دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ دوسری طرف پہاڑی علاقے سے کانساٹ تک جانے تک کا راستہ پیدا ہو جائے یا پھر اوپر چوٹی پر موجود چیکنگ ائیر پوسٹ تباہ ہو جائے لیکن ابو داؤد صاحب نے یہ دونوں خیال مسترد کر دیئے ہیں۔ کیونکہ پہاڑی کی چوڑائی بہت زیادہ ہے اس لئے راستہ نہیں بن سکتا اور یہ ڈپو چونکہ چوٹی سے خاصا نشیب میں ہے اس لئے چوٹی پر موجود ائیر چیکنگ پوسٹ بھی تباہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اب کچھ اور سوچنا پڑے گا''...... تنویر نے کہا۔

''تو ایسا کرتے ہیں کہ اس ڈپو کو تباہ کر دیتے ہیں۔ یقیناً اس کی تباہی سے اردگرد موجود افراد کی توجہ اس طرف ہو جائے گی اور ہم

آسانی سے پہاڑی علاقے سے کاساٹ جنگل میں پہنچ جائیں گے“...... چوہان نے کہا۔

”تم ایسا کرو کہ مجھے یہ مخصوص اسلحہ دے دو اور خود یہیں میرا انتظار کرو۔ پھر دیکھو کہ میں کیسے جا کر اس چیکنگ سپاٹ کو تباہ کرتا ہوں“...... خاور نے کہا تو سب چونک پڑے۔

”تم کیسے کرو گے۔ باہر تو قدم قدم پر فوجی موجود ہیں اور چیکنگ مشینیں کام کر رہی ہیں اور کرنل سٹانگر کے مطابق نیچے پہاڑی علاقے میں معمولی سے معمولی نقل و حرکت کو بھی چیک کیا جا رہا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”یہاں مجھے کون روک سکتا ہے“...... خاور نے جواب دیا۔

”سوری خاور۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ بحثیت ٹیم لیڈر میں اپنے ساتھیوں کی جانوں کی حفاظت بھی کرتا رہوں“...... تنویر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر سوچنا کس بات کا ہے۔ یہاں سے نکلیں اور اوپر چلیں۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا“...... چوہان نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن ایک منٹ تم سب یہیں ٹھہرو۔ میں ایک بار پھر اس اسلحے کے ڈپو کا چکر لگا کر آتا ہوں“...... تنویر نے کہا اور تیزی ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔



”اوہ میجر ہیرس یہ تم ہو۔ آؤ۔ آؤ۔ خوش آمدید“...... بڑے سے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے لمبے قد اور بھاری جسم کے سردار امیر قاسم نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ میجر ہیرس کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی تھے۔ حویلی کے قریب پہنچ کر عمران نے میجر ہیرس کے ہاتھ بھی آزاد کر دیئے تھے اور عمران نے میجر ہیرس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ کوئی شرارت نہ کرے تو اسے واقعی آزاد کر دیا جائے گا۔

”یہ میرے دوست ہیں اور میں انہیں ایک خاص کام کے لئے تمہارے پاس لے آیا ہوں“...... میجر ہیرس نے سردار سے مصافحہ کرتے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تمہارے دوست ہیں تو بے فکر رہو۔ اب یہ ہمارے بھی دوست ہوئے“...... سردار امیر قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا اور

عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ عمران نے اپنا نام واصف اور دوسرے ساتھیوں کے بھی تبدیل شدہ نام بتائے۔

''اوہ۔ تو آپ بھی مسلمان ہیں۔ بہت خوب۔ یہ بتائیں کیا منگواؤں آپ کے لئے جوس یا پھر کافی''...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

''کافی منگوالیں''...... عمران نے بے تکلفی سے کہا تو سردار امیر قاسم نے ایک طرف کھڑے ملازم کو بلا کر اسے سب کے لئے کافی لانے کے لئے کہا۔

''سردار امیر قاسم۔ میرے ان دوستوں کو کاساٹ پہاڑیوں کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ میں اس لئے انہیں تمہارے پاس لے آیا ہوں''...... میجر ہیرس نے کہا۔

''کاساٹ پہاڑیوں کے بارے میں۔ کیسی معلومات۔ وہاں تو اس وقت فوج اور کسی ایجنسی کا قبضہ ہے''...... سردار نے چونک کر کہا۔

''اسی لئے تو ہم تمہارے پاس آئے ہیں۔ ہمارا تعلق معدنیات کے شعبے سے ہے اور ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ کاساٹ پہاڑیوں میں انتہائی قیمتی معدنیات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے اور یہ ذخیرہ بالکل وہیں ہے جہاں فوج اور کیٹ ایجنسی نے کوئی اڈہ بنا رکھا ہے۔ فوج میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مخبر بھی ہوتے ہیں اور ایجنٹ بھی۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ کسی ایسے راستے سے اس



جگہ پہنچ جائیں جہاں یہ ذخیرہ ہے اور ایک چھوٹے سے آلے سے اس کی فائنل چیکنگ کر کے خاموشی سے واپس آ جائیں''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ تو یہ بات ہے لیکن اس سلسلے میں میرا کیا کردار ہے اور میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں''...... سردار امیر قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ملازم ٹرے میں کافی کے بڑے بڑے کپ رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے ایک ایک کپ سب کے ہاتھ میں دیا اور خاموشی سے واپس چلا گیا۔

''میجر ہیرس نے بتایا ہے کہ آپ ان کاساٹ پہاڑیوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے آپ کوئی ایسا راستہ بتا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں جناب۔ فوج کی موجودگی میں میں ایسی کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ گو مجھے معلوم ہے کہ میجر ہیرس بھی سرکاری آدمی ہے لیکن فوج کی موجودگی میں ایسا نہیں ہو سکتا ورنہ فوج مجھے گولی سے اڑا سکتی ہے میں مجبور ہوں۔ اس لئے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ سوری۔ ویری سوری''...... سردار امیر قاسم نے صاف اور دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہت خوب آپ کی صاف گوئی مجھے پسند آئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ ایسے راستے سے بہرحال واقف ضرور ہیں''...... عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ فوج نے اپنا خفیہ اڈہ پہاڑی علاقے میں موجود سیاہ جنگل میں بنایا ہوا ہے۔ میرا سارا کاروبار چونکہ فوج کی ان پہاڑیوں میں آمد کی وجہ سے بند پڑا ہوا ہے اور مجھے روزانہ لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے اس لئے میں نے بھاگ دوڑ کر کے فوج کے ایک باخبر آدمی سے رابطہ کیا اور اس نے مجھے بتایا کہ فوج ابھی کئی ہفتوں تک پہاڑیوں میں رہے گی اور خاص طور پر پہاڑی علاقے کے جنگل میں۔ پہاڑی علاقے کے جنگل میں ہی میرا سب سے بڑا سٹور ہے اب بھی لاکھوں روپے کی شراب وہاں موجود ہے اور وہاں تک جانے کا ایک خفیہ راستہ بھی ہے لیکن راستے کے آغاز سے پہلے ہی فوج موجود ہے۔ اس لئے میں مجبور ہوں۔ وہاں تک نہیں جا سکتا اور نہ ہی کسی طرح سے آپ کو لے جا سکتا ہوں''...... سردار امیر قاسم نے جواب دیا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ اگر چند ہفتوں کی بات ہے تو پھر چند ہفتے تو انتظار کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ فوج شاید طویل عرصے تک یہاں رہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں جناب۔ یہ حتمی خبر ہے''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... میجر ہیرس نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔



''اگر سردار صاحب کو اعتراض نہ ہو تو ہم کچھ دن یہاں ان کے مہمان بن کر رہ جائیں۔ یہ سارا علاقہ بے حد خوبصورت ہے۔ ہم سیر و تفریح کریں گے اور پھر یہاں سے چلے جائیں گے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ کیوں نہیں۔ اس میں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ آپ مہمان ہیں۔ آپ جب تک چاہیں یہاں رہ سکتے ہیں۔ آپ کے لئے کمرے بھی یہاں موجود ہیں اور ملازم بھی''...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

''بہت شکریہ سردار صاحب۔ آپ واقعی سچے اور کھرے آدمی ہیں۔ لیکن فوج کے اس آدمی سے آپ نے رابطہ کیسے کیا تھا۔ آپ وہاں گئے تھے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں کوئی چھوٹا موٹا دھندہ نہیں کرتا۔ پورے اسرائیل میں میرے مقابل میں کوئی آدمی بھی نہیں ہے۔ میرے پاس انتہائی جدید ٹرانسمیٹر موجود ہیں اور میرے آدمی بھی پوری طرح تربیت یافتہ ہیں اور میرا کام بڑے پیمانے پر ہوتا ہے''...... سردار امیر قاسم نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے۔ میں نے تو انتہائی ضروری کام سے واپس جانا ہے''...... میجر ہیرس نے امید بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''آپ چاہیں تو جا سکتے ہیں۔ باقی آپ خود سمجھ دار ہیں''......

عمران نے کہا۔

’’آپ فکر نہ کریں اور مجھ پر یقین رکھیں کہ آپ کی یہاں موجودگی کا فوج کا علم نہ ہو گا‘‘...... میجر ہیرس نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر میجر ہیرس اٹھ کھڑا ہوا۔

’’ارے ابھی سے۔ کیا مطلب۔ دو چار روز تو رہو‘‘...... سردار امیر قاسم نے میجر ہیرس کو اس طرح اٹھتے دیکھ کر کہا۔

’’شکریہ۔ لیکن انتہائی ضروری سرکاری کام ہے اس لئے مجھے فوری طور جانا ہے۔ میں پھر آؤں گا‘‘...... میجر ہیرس نے کہا اور پھر وہ سردار امیر قاسم، عمران اور اس کے ساتھیوں سے مصافحہ کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

’’ایک منٹ۔ میں تمہیں باہر تک چھوڑ آؤں‘‘...... عمران نے اٹھ کر کہا اور پھر وہ میجر ہیرس کو ساتھ لئے کمرے سے باہر آ گیا۔

’’جیپ کی ہمیں ضرورت رہے گی۔ اس لئے تم اگر چاہو تو سردار امیر قاسم سے کوئی سواری لے سکتے ہو اور ہاں۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنے وعدے کا خیال رکھنا۔ اگر تم نے ہمارے متعلق کسی کو بتایا تو ہمارے ساتھ جو ہو گا سو گا لیکن تمہارے ساتھ ہم سے بھی زیادہ ہو جائے گا‘‘...... عمران نے بیرونی دروازے پر پہنچ کر میجر ہیرس سے کہا۔

’’آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے اور میں آخری سانس تک وعدہ نبھاؤں گا اور میں سردار کی جیپ بھی



نہیں لے جانا چاہتا۔ یہاں اس کی جیپ کو سب پہچانتے ہیں۔ اس طرح آپ کی یہاں موجودگی کا بھی کسی کو شک پڑ سکتا ہے۔ میں پیدل ہی یہاں سے جاؤں گا‘‘...... میجر ہیرس نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور میجر ہیرس نے مسکراتے ہوئے عمران سے مصافحہ کیا اور تیزی سے چلتا ہوا حویلی کے بڑے پھاٹک سے باہر چلا گیا۔ عمران واپس اس کمرے میں آیا جہاں اس کے ساتھی اور سردار امیر قاسم موجود تھا۔

’’میجر ہیرس چلا گیا ہے‘‘...... سردار امیر قاسم نے کہا تو عمران نے چونک کر اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’تو پھر میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں‘‘...... سردار امیر قاسم نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’آپ بھی آ جائیں‘‘...... سردار امیر قاسم نے عمران کے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ انہیں ساتھ لئے ہوئے ایک علیحدہ کمرے میں آ گیا۔

’’آپ اصل میں کون ہیں۔ مجھے کھل کر بتائیں‘‘...... سردار امیر قاسم نے دروازہ بند کر کے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

’’اصل کا کیا مطلب‘‘...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

’’اگر آپ کا تعلق کسی فلسطینی تحریک آزادی سے ہے تو آپ مجھے کھل کر بتائیں۔ میں آپ کی بھرپور امداد کروں گا کیونکہ غزہ

میں مسلمانوں کی ایک تنظیم ہے جس سے ہمارے گہرے تعلقات
ہیں اور ہم ان کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ اس تنظیم کا خفیہ نام ریڈ
اسکائی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ میں اس تنظیم کا اس علاقے کا
انچارج ہوں''.... سردار امیر قاسم نے کہا تو عمران بے اختیار
چونک پڑا۔

''ریڈ اسکائی۔ اوہ۔ اس کا انچارج اسد بن طالب تو نہیں
ہے''......عمران نے کہا تو سردار امیر قاسم حیرت سے اچھل پڑا۔

''آپ سردار اسد بن طالب کو جانتے ہیں''......سردار امیر قاسم
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا اسد بن طالب سے میری بات ہو سکتی ہے۔ تم اسے پرنس
آف ڈھمپ کا حوالہ دے سکتے ہو''......عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ میرا اندازہ درست تھا۔ آپ لوگ
واقعی فلسطینی مجاہدین ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میں بات کرتا ہوں''......
سردار امیر قاسم نے کہا اور اٹھ کر اس نے کمرے میں موجود الماری
کھولی اور اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک جدید ساخت
کا فکسڈ فریکوئنسی کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکالا اور الماری بند کر کے
اس نے ٹرانسمیٹر کو میز پر رکھ دیا۔

''تم نے اندازہ کیسے لگایا تھا''......عمران نے پوچھا۔

''میجر ہیرس کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ اس کا تعلق
اسرائیل کی کسی خفیہ ایجنسی سے ہے۔ مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ میجر



ہیرس نے چند فلسطینی مجاہدین کو میرے ڈیرے پر چھپایا تھا لیکن وہ
لوگ وہاں سے نکل گئے اور میجر ہیرس کو بھی ساتھ لے گئے ہیں۔
پھر جب اچانک میجر ہیرس آپ لوگوں کے ساتھ یہاں آیا تو میں
نے دیکھا کہ وہ آپ لوگوں سے خوفزدہ تھا۔ پھر آپ نے کاسات
پہاڑیوں کی بات کر دی تو میں سمجھ گیا کہ آپ وہی فلسطینی مجاہدین
ہیں اور آپ نے کسی طرح میجر ہیرس کو یہاں آنے اور مجھ سے
تعارف کرانے پر مجبور کر دیا۔ پھر میجر ہیرس نے جب اجازت لی تو
آپ نے اس سے خاص قسم کی بات کی۔ جس سے میرا شک یقین
میں بدل گیا۔ لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ نے میجر
ہیرس کو زندہ کیوں جانے دیا ہے۔ وہ تو فوری طور پر آپ لوگوں کی
یہاں موجودگی کی اطلاع دے دے گا''......سردار امیر قاسم نے
کہا۔

''ہم نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ تم سے ہماری ملاقات
کرا دے تو ہم اسے زندہ جانے دیں گے اور وعدہ توڑنے کے لئے
نہیں ہوتا باقی جو ہو گا دیکھا جائے گا''......عمران نے کہا تو سردار
امیر قاسم نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن
آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے مخصوص سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ڈبل ون۔ ہیلو ہیلو۔ ڈبل ون۔ اوور''......سردار
امیر قاسم نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

''یس۔ ایس ایس اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایک

بھاری سی آواز سنائی دی۔

''باس۔ کیا آپ کسی پرنس آف ڈھمپ کو جانتے ہیں۔ اوور''...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا نام لیا ہے تم نے۔ اوور''۔ دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو سردار امیر قاسم کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے جبکہ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''پرنس آف ڈھمپ باس۔ اوور''...... سردار امیر قاسم نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تمہیں یہ نام کس نے بتایا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ اوور''...... دوسری طرف سے انتہائی تیز لہجے میں کہا گیا۔

''ہیلو ایس ایس صاحب۔ اگر تم ایس کے ساتھ پی لگا لیتے تو دو چار تھانوں کے انچارج تو رعب میں آجاتے اور اگر ایس ایچ او ہوتا تو تب بھی شاید کوئی خطرے کی یہ کال سن کر ہماری مدد کر آ جاتا۔ لیکن خالی ایس ایس تو کسی بیوٹی کریم کا ہی نام ہو سکتا ہے۔ مطلب ہے شفاف جلد کے لئے۔ اوور''...... عمران نے سردار امیر قاسم کو ہاتھ کے اشارے سے بولنے سے منع کرتے ہوئے خود ہی بات شروع کر دی۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم ۔ اوہ۔ اوہ۔ تم یہاں۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ اوور''...... دوسری طرف سے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا



جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہوں کہ عمران بھی اس سے بات کر سکتا ہے۔

''یہ ایس ایس صاحب تو بڑے عقلمند ہیں۔ ان کی عقلمندی دیکھ کر تو مجھے یقین نہیں آرہا کہ یہ واقعی وہی سردار ہیں جن کی عقلمندی کے قصے دنیا میں مشہور ہیں۔ اوور''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ڈبل ون۔ ماسٹر فائیو پر کال کرو۔ ماسٹر فائیو پر۔ فوراً۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور سردار امیر قاسم نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''آپ چیف سے اس انداز میں بات کر سکتے ہیں۔ اوہ۔ آپ تو میرے تصور سے بھی بڑے آدمی ہیں۔ آئیں میرے ساتھ۔ ماسٹر فائیو تو نیچے تہہ خانے میں ہے۔ آئیں''...... سردار امیر قاسم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے جلدی سے اسے واپس الماری میں رکھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک تہہ خانے میں انہیں لے آیا۔ تو عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں تو مکمل آپریشن روم بنا ہوا تھا۔ انتہائی جدید ترین مشینری وہاں نصب تھی۔ سردار امیر قاسم ایک مشین کی طرف بڑھا اور اس نے اس مشین کو آن کر کے اس پر موجود مختلف نابیں گھما کر۔ ڈائل پر سوئیاں

ایڈجسٹ کیں اور پھر بٹن دبا کر مشین آن کر دی۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ جدید ترین سپر ویز ٹرانسمیٹر ہے جس کی کال کو کیچ نہیں کیا جا سکتا۔

"ہیلو۔ سردار امیر قاسم بول رہا ہوں چیف۔ اوور"...... سردار امیر قاسم نے اس بار واضح الفاظ میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ سے بات کراؤ۔ فوراً۔ اوور"...... مشین سے اسد بن طالب کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ پرنس بول رہا ہوں اسد بن طالب۔ اسد کا مطلب شیر ہوتا ہے اور میں تو اب تک تمہیں قالین کا ہی شیر سمجھتا رہا تھا لیکن یہاں اس اڈے میں اس قدر جدید ترین اور قیمتی مشینری دیکھ کر تو مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم قالین کے نہیں بلکہ سچ مچ کے شیر ہو۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ریڈ اسکائی اسرائیل میں فلسطین کی جدوجہد کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ سردار امیر قاسم یہاں کا انچارج ہے۔ بظاہر تو یہ اسمگلر ہے لیکن یہ ہمارا خاص آدمی ہے۔ مگر آپ یہاں اس کے اڈے پر کیسے پہنچ گئے۔ اوور"...... مشین سے اسد بن طالب کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ مجھے اتنا تو معلوم تھا کہ تمہارا تعلق فلسطین کے لئے جدوجہد کرنے والوں سے ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تم اس قدر اہم آدمی ہو۔ بہرحال آج پتہ چل گیا۔ تم شیر



ہو اور اب تو تم غراؤ گے بھی سہی تو میں ڈر جاؤں گا۔ جبکہ پہلے تمہاری دھاڑ سن کر بھی میں کان جھٹک دیا کرتا تھا۔ اوور"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے اسد بن طالب کا قہقہہ سنائی دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ نے میری درخواست پر غور نہیں کیا۔ اگر آپ ہماری مدد کر دیں تو ہم اسرائیل کو ناکوں چنے چبوا سکتے ہیں۔ اوور"...... اسد بن طالب نے کہا۔

"فی الحال تو اسرائیل پوری دنیا کے مسلمانوں کے سلسلے میں ہمیں ناکوں کیا کانوں چنے چبوا رہا ہے۔ بہرحال میرا وعدہ کہ جب بھی موقع ملا اور مجھ سے جو کچھ بھی ہو سکا میں تمہارے لئے ضرور کروں گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ بے حد شکریہ۔ آپ کے اس وعدے نے ہمیں بے حد حوصلہ دیا ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ سردار امیر قاسم کے ہاں کیسے پہنچے اگر کوئی مسئلہ ہے تو کھل کر بات کریں۔ سردار امیر قاسم تو کیا ہماری پوری تنظیم آپ کے لئے ہر ممکن کام کرے گی۔ اوور"...... اسد بن طالب نے سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ۔ تفصیل بتانے کا وقت نہیں ہے۔ اگر تم سردار امیر قاسم کو بریف کر دو تو اس سے تفصیلی بات ہو سکتی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

''امیر قاسم۔ اوور''...... اسد بن طالب نے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... اس بار سردار امیر قاسم نے جواب دیا۔

''امیر قاسم۔ پرنس آف ڈھمپ علی عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں اور دنیا کے عظیم ترین آدمی ہیں یہ یقیناً تمہارے پاس فلسطینی مجاہدین کی مدد کے سلسلے میں پہنچے ہوں گے۔ تم نے ان کی اس طرح مدد کرنی ہے کہ ریڈ اسکائی کو اس مدد پر فخر ہو۔ اوور''...... اسد بن طالب نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور''...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو شاید جلدی ہے۔ جب آپ فارغ ہو جائیں تو پھر مجھ سے ضرور بات کر لیں۔ میں آپ کی کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور''...... اسد بن طالب نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائی اینڈ اوور اینڈ آل''...... اسد بن طالب نے کہا اور سردار امیر قاسم نے آگے بڑھ کر مشین آف کر دی۔

''آپ تو عظیم ترین آدمی ہیں جناب۔ اب آپ فرمائیں کہ میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں''...... سردار امیر قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ انہیں آپریشن روم سے ملحقہ ایک کمرے میں لے آیا جہاں کرسیاں موجود تھیں۔

''اب تم تفصیل سے بتاؤ کہ کاسات پہاڑیوں پر ہونے والے



اس فوجی آپریشن کے سلسلے میں تمہارے پاس کیا معلومات ہیں''...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ جہاں تک میری معلومات ہیں اسرائیل نے پہاڑی علاقے میں موجود جنگل میں کوئی خفیہ لیبارٹری اور فیکٹری بنائی ہے جس میں انتہائی خوفناک میزائل تیار کئے جا رہے ہیں اور اس کی زبردست حفاظت کی جا رہی ہے''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیکنگ کی تفصیلات بتا دیں۔

''اوہ۔ تو تم جانتے ہو کہ وہاں فیکٹری اور لیبارٹری موجود ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ فوج کے کئی اعلیٰ افسران سے میرے تعلقات ہیں۔ وہ مجھ سے لاکھوں ڈالرز لیتے ہیں اور مجھے اصل حقیقت سے آگاہ رکھتے ہیں''...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

''تو تمہارے اس خفیہ راستے سے بھی وہاں نہیں پہنچا جا سکتا ہے''...... عمران نے پوری تفصیل سنتے ہوئے کہا۔

''مجبوری یہ ہے عمران صاحب کہ جس عمارت سے اس خفیہ راستے کا دہانہ ہے اس عمارت پر اسرائیل کی ایک خفیہ ایجنسی جسے کیٹ ایجنسی کہا جاتا ہے نے ہیڈ کوارٹر بنا لیا ہے اور اس پورے علاقے میں یہ لوگ پھیلے ہوئے ہیں''...... سردار امیر قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے پاس میک اپ کا سامان تو ہو گا''...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''جی ہاں۔ انتہائی جدید قسم کا سامان ہے۔ ہماری تنظیم کے ہر کارکن کو ایکریمیا کے میک اپ کے ماہرین سے تربیت دلائی گئی ہے۔ ابھی ہماری تنظیم ابتدائی تیاریوں میں مصروف ہے۔ جب تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تو ہم اسرائیل حکومت کے خلاف پوری قوت سے کام شروع کر دیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ اسرائیل کو ہمارے مقابلے میں گھٹنے ٹیکنے ہی پڑیں گے اور فلسطین وجود میں آ جائے گا''...... سردار امیر قاسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تم وہ سامان بھی لاؤ اور اپنے آدمیوں میں سے ہمارے ڈیل ڈول اور ہمارے قدوقامت کے آدمی بھی تلاش کر کے یہاں بلوا لو ہم ان کے میک اپ میں اس خفیہ راستے کی طرف جائیں گے۔ وہ مقامی آدمی ہوں گے اس لئے ہم پر فوری طور پر کوئی شک نہ کرے سکے گا اور ہم ان پر اپنا میک اپ کر دیں گے۔ تم انہیں بعد میں کسی ایسے راستے سے پاکیشیا بھجوا دینا کہ خفیہ ایجنسیاں انہیں پکڑ نہ سکیں اور انہیں یہ اطلاع بھی مل جائے کہ ہم واپس چلے گئے ہیں۔ اس طرح ان کی سرگرمیاں اس قدر زور شور سے جاری نہ رہ سکیں گی اور ہم کامیابی کی طرف بڑھ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے جناب۔ یہ درست ہے اس طرح واقعی ان



خفیہ ایجنسیوں کو آسانی سے ڈاج دیا جا سکتا ہے۔ آپ اوپر والے کمرے میں آ جائیں۔ میں انہیں وہیں لے آتا ہوں۔ میک اپ کا سامان بھی وہیں پہنچ جائے گا''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ حویلی کے اوپر والے حصے کے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ سردار امیر قاسم باہر چلا گیا اور پھر اس کی واپسی تقریباً نصف گھنٹے بعد ہوئی تو اس کے ساتھ ایک عورت اور چھ آدمی تھے اور حیرت انگیز طور پر ان سب کے قدوقامت عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملتے تھے۔ ان میں سے ایک نے بڑا سا باکس اٹھایا ہوا تھا۔ ان میں دو افراد کے رنگ روپ بھی جوزف اور جوانا جیسے ہی تھے۔

''یہ ہمارے خاص کارکن ہیں جناب۔ آپ بے فکر ہو کر اپنی کارروائی کریں۔ یہ آپ کی ہدایات پر پورا پورا عمل کریں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ ان سب نے میک اپ کی باقاعدہ تربیت حاصل کی ہوئی ہے''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب تم ان کا تفصیلی تعارف بھی کرا دو تاکہ ہم ان کا روپ دھار سکیں''...... عمران نے کہا اور سردار امیر قاسم نے سب کا تفصیلی تعارف کرا دیا۔ عمران نے ان سب سے باری باری مختلف سوالات کئے اور جب وہ پوری طرح مطمئن ہو گیا تو اس نے اس باکس کو کھولا جس میں میک اپ کا انتہائی جدید سامان موجود تھا اور پھر اس

نے سب سے پہلے اپنے چہرے پر اور پھر باری باری اپنے ساتھیوں کے چہروں پر ان کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔

''آپ تو ماہر ہیں جناب۔ ہمارے ایکریمین استاد سے بھی زیادہ ماہر''...... ایک آدمی نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

''آؤ بیٹھو۔ اب میں تم پر میک اپ کر دوں''...... عمران نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی محنت کے بعد عمران نے سردار امیر قاسم کے آدمیوں پر اپنا اور اپنے ساتھیوں کا مستقل میک اپ کر دیا۔ یہ سب اب اس کمرے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی اصل شکلوں میں کھڑے نظر آ رہے تھے۔

''آپ واقعی ماہر فن ہیں جناب۔ اس قدر کامیاب اور مکمل میک اپ کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تو بتائیں کہ آپ نے کہا ہے کہ اس میک اپ کو کسی صورت بھی صاف نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ کیسے صاف ہو گا''...... سردار امیر قاسم نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''بڑی آسانی سے صاف ہو جائے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پانی میں نمک ڈال کر چہرہ دھویا جائے اور پھر ایمونیا ڈال کر تولیہ ان کے چہروں پر رگڑا جائے تو یہ میک اپ صاف ہو جائے گا۔ ورنہ یہ کسی صورت بھی صاف نہیں ہو سکتا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ پھر تو آپ اس کا نسخہ مجھے بھی بتا دیں۔ بہرحال آپ نے کیا تو اسی میک اپ باکس سے ہی



ہے''...... سردار امیر قاسم نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بتا دوں گا مگر واپسی پر''...... عمران نے کہا اور سردار امیر قاسم مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

''اب تم لباس اتارو تاکہ ہم آپس میں لباس بدل لیں۔ اس کے بعد میں عارضی میک اپ کر دوں گا''...... عمران نے کہا پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے لباس تبدیل کر لئے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی مقامی لگ رہے تھے۔

''اب تم بیٹھو تاکہ اب میں تمہارے چہروں پر عارضی میک اپ کر دوں''...... عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ارے نہیں صاحب۔ اس کے لئے آپ تکلیف نہ کریں۔ یہ خود کر لیں گے۔ انہیں بھی کرنا آتا ہے میک اپ۔ آپ میرے ساتھ آئیں تاکہ آپ کو کھانا وغیرہ کھلایا جا سکے''...... سردار امیر قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کی بات مان لی اور پھر عمران اور اس کے ساتھی سردار امیر قاسم کے ساتھ اس کمرے سے نکلے۔

''کھانے کا انتظام میں نے اپنے گھر میں کیا ہے۔ یہ تو میری حویلی ہے۔ گھر عتکا گاؤں میں ہے''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سردار امیر قاسم کی جیپ میں بیٹھ کر اس کی حویلی سے نکلے اور گاؤں کی طرف بڑھ گئے۔ حویلی کے گرد چاروں طرف دور دور تک کھیت پھیلے ہوئے تھے

کیونکہ یہ جگہ پہاڑی نہ تھی بلکہ ایک زرخیز پہاڑی علاقے میں واقع تھی۔ گاؤں میں سردار امیر قاسم کا مکان سب سے الگ اور نمایاں تھا۔ سردار امیر قاسم نے کھانے کا واقعی بڑے باتکلف انداز میں اہتمام کیا تھا اور چونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی بھوک لگی ہوئی تھی اس لئے ان سب نے ہی کھانا ڈٹ کر کھایا۔ کھانے کے بعد چائے کا دور چلا۔

''بہت بہت شکریہ سردار امیر قاسم۔ تمہاری مہمان نوازی ہمیں یاد رہے گی۔ پھر انشاء اللہ ملاقات ہو گی۔ اب ہمیں اجازت دو''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے شک جیپ لے جائیں۔ جہاں جی چاہئے اسے چھوڑ دیں۔ میرے آدمی لے آئیں گے''...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

''اوہ گڈ۔ پھر تو مسئلہ کافی حل ہو جائے گا۔ البتہ تم اپنے آدمیوں کو کہہ دینا کہ وہ حتی الوسع کوشش یہی کریں کہ وہ کسی کے ہاتھ نہ آئیں۔ پوری طرح محتاط رہیں''...... عمران نے باہر نکل کر جیپ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ سب کام آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور پھر عمران اور اس کے ساتھی سردار امیر قاسم سے مصافحہ کر کے اور اس کا شکریہ ادا کر کے جیپ میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا اس نے جیپ



سٹارٹ کی اور اسے لے کر گھر سے باہر آ گیا۔

''کمال ہے۔ قدرت بعض اوقات ایسے امداد کرتی ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ لیکن عمران صاحب آپ نے اپنے ساتھ اسلحہ تو لیا نہیں''...... جیپ کے گاؤں سے باہر آتے ہی صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

''شکر ہے تم بولے تو سہی۔ ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ تم سب نے شاید گونگے کا جوٹھا کھا لیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گونگے کا جوٹھا۔ وہ کیا ہوتا ہے''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم۔ بہرحال اس محاورے کا مطلب گونگوں کی طرح خاموش رہنا ہوتا ہے''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر ہنس پڑا۔

''آپ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو بات کرنے کی گنجائش ہی کہاں ملتی ہے۔ ویسے یہ اسد بن طالب کون ہے۔ پہلے تو اس کا ذکر نہیں سنا جبکہ آپ سے ہونے والی اس کی بات چیت سے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ آپ کا انتہائی گہرا دوست ہے''...... صفدر نے کہا۔

''میں جانتا ہوں اسے عمران صاحب اور میری اس سے ایکریمیا کے ایک کلب میں ملاقات ہوئی تھی''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ایکریمیا۔ اس قدر طویل فاصلے پر کال ہو رہی تھی"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"نہیں۔ وہ اسرائیل میں ہے۔ ایکریمیا میں میرے دوست ہیڈلے سے اس کی دوستی تھی جو پاکیشیا کا فارن ایجنٹ ہے۔ ہیڈلے کے ہاں ایک دعوت میں اس سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور ہیڈلے نے ہی اس سے تفصیل تعارف کرایا تھا پھر ایکریمیا میں اکثر ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ مجھے یہ تو معلوم تھا کہ وہ کسی ایسی تنظیم سے منسلک ہے جو اسرائیل میں فلسطین کے لئے جدوجہد کر رہی ہے لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ وہی اس تنظیم کا چیف ہے اور یہ تنظیم اس قدر منظم اور جدید وسائل کی حامل ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ نے اسلحے کے بارے میں سوال کا جواب نہیں دیا عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"اسلحہ کسی بھی وقت چیک ہو سکتا ہے۔ اس لئے احتیاطاً میں نے ساتھ نہیں لیا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ایک بڑا سا ہیلی کاپٹر ان کی جیپ کے اوپر سے گزرا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس ہیلی کاپٹر پر تو بلیک کیٹ ایجنسی کا مخصوص نشان موجود ہے اور اس کا رخ بھی عتکا گاؤں کی طرف ہی ہے"...... عمران نے چونک کر کہا تو سب ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔



"اوہ۔ تو وہ اس طرف پہنچ گئے ہیں"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں حویلی میں ہماری موجودگی کی اطلاع مل گئی ہے۔ یہ وہاں ریڈ کرنے جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور جیپ کو اس نے موڑ کر سائیڈ پر بنے ہوئے درختوں کے ایک جھنڈ میں روک دیا۔

"کیا مطلب۔ تم نے جیپ کیوں روک دی"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"پہلے چیک کرنا پڑے گا کیونکہ ابھی سردار امیر قاسم کے آدمی جن پر ہمارا میک اپ ہے حویلی میں ہی ہوں گے۔ اگر وہ یہیں پکڑے جاتے ہیں تو پھر ہمارے لئے مسئلہ بن جائے گا"۔ عمران نے کہا اور جیپ سے اتر کر وہ ایک درخت کی طرف بڑھ گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کسی پھرتیلے بندر کی طرح اس درخت پر چڑھتا ہوا اس درخت کی چوٹی کی طرف بڑھنے لگا۔

باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور ایک ایک درخت پر وہ بھی چڑھنے لگے۔ شاید انہیں بھی خیال آ گیا تھا کہ درخت کی چوٹی سے وہ حویلی کو آسانی سے چیک کر سکیں گے۔ عمران کافی بلندی پر پہنچ کر رک گیا۔ یہاں سے واقعی دور کھیتوں میں موجود حویلی صاف دکھائی دے رہی تھی اور ابھی وہ پوری طرح ایڈجسٹ بھی نہ ہو سکا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹر کو حویلی پر غوطہ لگاتے ہوئے

دیکھا۔

''اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو میزائل فائر کر رہے ہیں''...... عمران نے ہیلی کاپٹر سے میزائل نکل کر حویلی پر گرتے دیکھ کر کہا اور پھر انتہائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں ان کے کانوں تک پہنچ گئیں۔ ہیلی کاپٹر مسلسل حویلی پر چکر کاٹ کر میزائل فائر کر رہا تھا۔ ان خوفناک میزائلوں کی وجہ سے حویلی مکمل طور پر تباہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

''عمران۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے''...... ساتھ والے درخت سے جولیا نے چیخ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہمیں ہلاک کیا جا رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

''ویری بیڈ۔ یہ تو وحشیانہ کارروائی ہے''...... اس بار نعمانی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ نجانے حویلی میں کتنے افراد ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ریڈ اسکائی کی اس قدر قیمتی مشینری بھی ساتھ ہی تباہ ہو جائے گی اور یہ سب کچھ ہماری وجہ سے ہو رہا ہے''...... عمران نے جواب دیا اور پھر درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھی بھی نیچے آ گئے۔

''ہمیں سردار امیر قاسم کے پاس واپس جانا ہو گا۔ کیونکہ تباہ شدہ مشینری جیسے ہی سامنے آئے گی حکومت سردار امیر قاسم کو لازماً پکڑ لے گی اور اگر اس نے زبان کھول دی تو پھر نہ صرف اسد بن طالب بلکہ اس کی تمام تنظیم ریڈ اسکائی کا خاتمہ کر دیا جائے گا''......



عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ سردار امیر قاسم کو ختم کر دیا جائے''۔ صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

''میں نے اس تہہ خانے کی جو ساخت سرسری طور پر دیکھی تھی اس کے مطابق تو وہ عمارت بم پروف تھی لیکن حتمی بات سردار امیر قاسم سے ہی معلوم ہو سکے گی۔ آؤ بیٹھو''...... عمران نے کہا اور اچھل کر دوبارہ جیپ پر سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی جیپ میں سوار ہوئے اور عمران نے جیپ تیزی سے واپس اس راستے پر دوڑانی شروع کر دی جہاں سے وہ آئے تھے۔ میزائلوں کے دھماکے اب سنائی دینے بند ہو گئے تھے اور ہیلی کاپٹر بھی فضا میں نظر نہ آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ سردار امیر قاسم کی حویلی کے سامنے پہنچ گئی۔ جیپ کی آواز سنتے ہی مکان کے دروازے پر موجود ایک نوجوان تیزی سے باہر آ گیا۔

''سردار صاحب کہاں ہیں۔ ان سے فوری طور پر میں نے ان کے فائدے کی بات کرنی ہے''...... عمران نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ۔ وہ حویلی پر میزائل فائر ہوئے ہیں۔ سردار صاحب خفیہ اڈے پر چلے گئے ہیں''...... نوجوان نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے وہ خفیہ اڈہ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''آئیں میرے ساتھ۔ جیپ کو یہیں رہنے دیں۔ میرے ساتھ

آئیں''...... نوجوان نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے ساتھ چل پڑے۔ گاؤں کی مختلف گلیوں سے گزرنے کے بعد وہ حویلی کی مخالف سمت میں کھیتوں کے درمیان اس جگہ پہنچ گئے جہاں درختوں کا ایک بڑا سا جھنڈ تھا۔ نوجوان تیزی سے ایک درخت کے اوپر چڑھنے لگا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو''...... عمران نے اسے درخت پر چڑھتے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں راستہ کھول رہا ہوں''...... نوجوان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ویسے یہ اچھا سلسلہ ہے۔ کسی کو پتہ ہی نہیں چل سکتا''۔ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور درختوں کے ساتھ ایک قدرے ویران سی جگہ سے زمین کا ایک ٹکڑا صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد نوجوان درخت سے نیچے اتر آیا۔

''آئیں میرے ساتھ''...... نوجوان نے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے اس خلا سے ڈھلوانی صورت میں جاتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر ایک کمرے میں پہنچ گئے۔

''آپ یہاں بیٹھیں۔ میں سردار صاحب کو اطلاع کرتا ہوں''...... نوجوان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کونے



میں بنے ہوئے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''خیال رکھنا۔ ہوسکتا ہے ریڈ اسکائی کو بچانے کے لئے ہمیں مجبوراً سردار امیر قاسم کو رائٹ آف کرنا پڑے تو ایسی صورت میں یہاں موجود افراد سے نمٹنا پڑے گا''...... عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور سردار امیر قاسم اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

''آپ واپس آ گئے۔ خیریت''...... سردار امیر قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم نے تمہاری حویلی پر کیٹ ایجنسی کے ہیلی کاپٹر سے ہونے والی میزائل فائرنگ چیک کی ہے۔ ہم اس لئے واپس آئے ہیں تاکہ تم سے معذرت کر سکیں کہ یہ سب کچھ یقیناً ہماری وجہ سے ہوا ہے۔ وہاں نہ صرف تمہارے آدمی مرے ہوں گے بلکہ انتہائی قیمتی مشینری بھی تباہ ہو گئی ہے۔ ہمیں اس پر بے حد افسوس ہے''۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ عمران صاحب۔ آپ کے اس خلوص کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آدمیوں کا تعلق ہے مجھے ان کی موت پر واقعی دلی افسوس ہے لیکن ہمارے کام میں ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ باقی جہاں تک مشینری کا تعلق ہے اس بارے میں آپ بے فکر رہیں۔ وہ حصہ قطعی علیحدہ بھی ہے اور بم پروف بھی ہے۔ یہ چند میزائل تو کیا ایک ہزار

میزائل بھی فائر کر دیئے جائیں تب بھی اسے کچھ نہ ہو گا''...... سردار امیر قاسم نے کہا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''اب یہ لوگ لازماً تمہیں تلاش کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''میرے ساتھ آئیں۔ اندر چل کر بیٹھتے ہیں۔ وہیں بات ہو گی''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور پھر وہ انہیں ایک راہداری سے گزار کر ایک بڑے کمرے میں لے آیا۔ یہاں بھی انتہائی قیمتی مشینری نصب تھی اور ایک مشین آن تھی جس کے درمیان بڑی سی اسکرین روشن تھی اور اس پر ایک ہیلی کاپٹر کھڑا نظر آ رہا تھا۔ تباہ شدہ حویلی بھی نظر آ رہی تھی جہاں دس بارہ افراد بھی موجود تھے۔ مشین کے سامنے ایک نوجوان کھڑا تھا۔

''کمال ہے۔ ریڈ اسکائی تو مجھے قدم قدم پر حیرت زدہ کرتی چلی جا رہی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس قدر باوسائل اور منظّم جماعت ہے یہ''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو سردار امیر قاسم مسکرا دیا۔

''یہ سمجھ لیں کہ پوری دنیا کے مسلمان اس تنظیم کی پشت پر ہیں عمران صاحب۔ بیٹھیں''...... سردار امیر قاسم نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف پڑی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔

''یہ مشین تو لانگ رینج سے آواز بھی کیچ کر سکتی ہے۔ آواز کیوں نہیں آ رہی''...... عمران نے کرسیوں کی طرف جانے کی



بجائے مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''آواز والا سسٹم کام نہیں کر رہا۔ میرے آدمی اسے ٹھیک کر رہے ہیں۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گی''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اوہ۔ یہ تو لاشوں کا میک اپ صاف کر رہے ہیں''...... عمران نے غور سے اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسکرین پر صرف لاشوں کا ہیولا سا نظر آ رہا تھا کیونکہ کیمرہ بہت دور سے اسے فوکس کر رہا تھا۔ اس لئے لاشیں بھی واضح نہ تھیں اور وہاں کھڑے افراد بھی واضح طور پر نظر نہ آ رہے تھے۔ ان میں ایک عورت کا ہیولا بھی تھا۔ اچانک مشین سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو مشین کے سامنے کھڑا آپریٹر چونک پڑا۔

''آواز ٹھیک ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا اور آپریٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

''یہ۔ یہ مادام۔ وہ عمران ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین آدمی۔ یہی ہے۔ میں اسے پہچانتا ہوں''...... ایک آواز واضح طور پر سنائی دی اور عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

''ہاں واقعی میں نے بھی اس کی تصویریں دیکھی ہوئی ہیں۔ ویسے سب کے چہروں سے میک اپ صاف ہو گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ سب ختم ہو گئے۔ وری گڈ۔ آخر کار اس کارنامے

کا کریڈٹ کیٹ ایجنسی کے حصے میں ہی آیا۔ ویری گڈ“...... ایک عورت کی آواز سنائی دی تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اس کا لہجہ مسرت سے بھرپور تھا۔

”یہ بلیک کیٹ ہی ہے“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ان لاشوں کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم انہیں ہیلی کاپٹر میں ساتھ لے جائیں گے“...... بلیک کیٹ کی آواز سنائی دی اور پھر ایک آدمی مڑ کر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ جیسے جیسے وہ ہیلی کاپٹر کے قریب آتی جا رہی تھی اسکرین پر اس کا چہرہ واضح ہوتا جا رہا تھا۔ پھر وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئی۔

اب اسکرین پر وہ نظر نہ آ رہی تھی لیکن پھر ٹرانسمیٹر پر کال کی آواز آنی شروع ہو گئی۔ بلیک کیٹ وزیراعظم اسرائیل کو کال کر رہی تھی پھر جب بلیک کیٹ نے وزیراعظم کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے بارے میں بتایا تو پہلے تو وزیراعظم نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب بلیک کیٹ نے انہیں پوری تفصیل بتائی تو وزیراعظم نے بلیک کیٹ کو لاشیں لے کر اس کے ساگان کے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا کہا اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا کہ وہ ایک بار پھر ان لاشوں کی چیکنگ کر لیں اور پھر ان کی کٹی پھٹی لاشیں ہیلی کاپٹر میں رکھی گئیں اور تین مزید افراد بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے اور ہیلی کاپٹر وہاں سے پرواز کر گیا جبکہ باقی



لوگ بھی ایک طرف کو بڑھ گئے۔

”اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ کرم ہو گیا۔ اس بار پھر ہم بال بال بچ گئے ہیں عمران صاحب۔ شاید ان لوگوں کے یہاں پہنچنے سے ہم چند لمحے پہلے ہی نکلے ہیں ورنہ انہوں نے تو باقاعدہ اندر ٹیلی ویو کیمرے سے چیکنگ کی تھی“...... صفدر نے کہا۔

”لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ اس قدر خوفناک میزائل یہاں فائر کئے گئے کہ حویلی کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ لیکن نہ ہی یہاں آگ لگی ہے اور نہ ہی لاشیں مسخ ہوئی ہیں اور بلکہ ان کے چہرے تو تقریباً محفوظ ہی تھے“...... نعمانی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ بلیک کیٹ نے یہاں خصوصی قسم کے میزائل فائر کرائے ہیں تاکہ ہماری لاشیں مسخ نہ ہو جائیں۔ اب بھی وزیراعظم اس کی بات پر یقین نہیں کر رہے۔ پھر تو بالکل ہی نہ کرتے۔ بہرحال مجھے سردار امیر قاسم کے آدمیوں کی ہلاکت پر تو دلی افسوس ہے لیکن اس ریڈ سے دو فائدے ہوئے ہیں۔ ایک ہمیں اور دوسرا سردار امیر قاسم اور اس کی تنظیم کو“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیسے فائدے“...... سردار امیر قاسم نے چونک کر کہا۔

”تمہارا فائدہ یہ ہے کہ تمہاری مشینری اور تمہاری تنظیم بچ گئی۔ اب یہ لوگ مزید کوئی کارروائی نہ کریں گے۔ انہیں جو چاہئے تھا وہ انہیں مل گیا اور ہمیں فائدہ یہ ہوا ہے کہ اب ہماری لاشیں ملنے کے

بعد کا ساٹ پہاڑیوں کے گرد اور وہاں موجود تمام انتظامات ختم کر دیئے جائیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے ٹارگٹ پر پہنچ سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر یہ لوگ لازماً لاشوں کو دوبارہ چیک کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ لاشیں بری طرح کٹی پھٹی ہیں اس لئے جسم پر ان کی توجہ نہیں جائے گی۔ ان کے تمام تر توجہ چہروں پر ہی رہے گی اور جو میک اپ میں نے ان کے چہروں پر کیا ہے یہ اسے کسی طرح بھی صاف نہیں کر سکتے چاہے کسی بھی میک اپ واشر سے چیک کر لیں اور چاہے خنجر سے سارے چہرے کی کھال ہی کیوں نہ چھیل دیں اور نمک ملے پانی کی بھاپ اور امونیا والے تولیے سے ان کے چہرے رگڑ کر صاف کر دینے کا تو ظاہر ہے نسخہ انہیں معلوم ہی نہیں۔ اس لئے یہ تو طے سمجھو کہ ہماری موت کا مکمل طور پر اعلان کر دیا جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی عمران صاحب۔ یہ تو واقعی اچھا کام ہو گیا ہے۔ اگر ہمارے خفیہ سٹور کے دہانے سے یہ لوگ چلے جائیں تو پھر آپ آسانی سے پہاڑی علاقے سے جنگل میں پہنچ جائیں گے"۔ سردار امیر قاسم نے کہا۔

"بس اب مسئلہ صرف اتنا ہے کہ کیٹ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی کارروائی ہمیں معلوم نہ ہو سکے گی۔ اوہ۔ ایک منٹ۔



یہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر تو ہو گا"...... عمران نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

"جی ہاں ہے"...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

"تو وہ لے آؤ۔ میں اس کا بھی بندوبست کرتا ہوں"...... عمران نے کہا اور سردار امیر قاسم نے مشین آپریٹر کو لانگ رینج کا ٹرانسمیٹر لانے کا کہہ دیا۔ مشین آف کر دی گئی تھی اس لئے آپریٹر فارغ کھڑا تھا تھوڑی دیر بعد ایک لانگ رینج مگر جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لا کر عمران کو دے دیا گیا۔ عمران ٹرانسمیٹر لے کر ایک طرف پڑی ہوئی کرسیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کے ساتھی اور سردار امیر قاسم بھی وہاں آ گئے عمران نے ٹرانسمیٹر درمیانی میز پر رکھا اور پھر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"اس کی کال کیچ تو نہ ہو جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ آپ بے فکر ہو کر کال کریں۔ یہ سوپر سونک ویوز ٹائپ ٹرانسمیٹر ہے کال کیچ بھی ہو جائے تو بھی الفاظ سمجھ ہی نہ آئیں گے"...... سردار امیر قاسم نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ وہ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف رہا تھا۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

”ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ۔ اوور“...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں اور اصل نام لے کر کال دینی شروع کر دی۔

”یس۔ ابوالحسن اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... چند لمحوں بعد اسرائیل میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ابوالحسن کی آواز سنائی دی۔

”ابوالحسن میں عمران بول رہا ہوں۔ ہم لوگ فلسطین میں ایک مشن میں مصروف ہیں۔ یہاں ہم نے چند افراد پر اپنا خصوصی میک اپ کیا تھا۔ کیٹ ایجنسی نے وہاں ریڈ کر کے انہیں ہلاک کر دیا ہے اب وہ ان لاشوں کو میری اور میرے ساتھیوں کی لاشیں سمجھ رہے ہیں کیٹ ایجنسی کی چیف بلیک کیٹ کے ٹرانسمیٹر پر وزیراعظم اسرائیل سے بات ہوئی ہے۔ اسے ہماری موت کا یقین نہ آ رہا تھا اس لئے اس نے ہماری لاشوں کی چیکنگ کے لئے یہاں ساگان میں موجود بلیک کیٹ کے ہیڈکوارٹر بھیجا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہماری لاشوں کی اصلیت نہ جان سکیں گے۔ اس طرح وہ سب اس بات پر متفق ہو جائیں گے کہ یہ واقعی ہماری لاشیں ہیں اور اس کی اطلاع وزیراعظم کو دی جائے گی۔ اس کے بعد بظاہر تو وزیراعظم کو یہی حکم دینا چاہئے کہ فلسطین میں موجود کیٹ ایجنسی اور جی پی فائیو سب واپس تل ابیب آ جائیں۔ اگر ایسا ہو جائے تو ہم آسانی سے اپنا مشن مکمل کر لیں گے یا دوسری صورت میں بھی ہمیں اطلاع ملنی چاہئے کہ انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے کال



کیا ہے اور ساری تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ تم فوراً وزیراعظم کے آفس میں اپنے آدمیوں کو اس بات پر تعینات کر دو کہ لاشوں کی تصدیق کے بعد وزیراعظم جو حکم دیں وہ تم تک پہنچ جائے اور تم اس حکم کی اطلاع مجھے دے دو۔ اوور“...... عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ابھی بندوبست کرتا ہوں عمران صاحب۔ آپ کو کس فریکوئنسی پر اطلاع دینی ہو گی۔ اوور“...... دوسری طرف سے ابوالحسن نے کہا اور عمران نے اس ٹرانسمیٹر پر درج فریکوئنسی پڑھ کر ابوالحسن کو بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں یہ اطلاع یقینی طور پر حاصل کر لوں گا۔ میرے ذرائع ایسے ہیں۔ اوور“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

تنویر اور اس کے ساتھی ہاتھوں میں مخصوص اسلحہ لئے تیزی سے اوپر پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ رہے تھے۔ وہ سب اس خفیہ چیکنگ سنٹر سے نکل کر درختوں کی اوٹ میں ہوتے ہوئے اس طرف آئے تھے۔ اسلحہ تنویر نے اس اسلحہ کے ڈپو سے حاصل کیا تھا۔ وہ تھیلا جس میں سی بی گنیں تھیں تنویر کی بیلٹ سے بندھا ہوا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی دور ہی اوپر گئے ہوں گے کہ انہیں دور سے وہ چیکنگ ہٹ نظر آنے لگ گیا۔ جس کے گرد چار مسلح آدمی موجود تھے۔ لیکن اس طرح اکٹھے فوجی نہ تھے جیسے پہلی پہاڑی پر تھے۔

شاید اس طرف سے انہیں کسی کے آنے کا خطرہ نہ تھا کیونکہ اس طرف نیچے پوری فوج پھیلی ہوئی تھی۔ تنویر نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب بکھر کر انتہائی محتاط انداز میں درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے اس طرف اوپر چڑھتے گئے جس طرف اس چیکنگ سپاٹ ہٹ کی عقبی سمت تھی اور پھر کافی اوپر



چڑھنے کے بعد انہیں دور سے چوٹی پر بنی ہوئی ایئر چیکنگ پوسٹ بھی نظر آنے لگ گئی۔ یہ مچان نما تھی اور لکڑیوں سے بنائی گئی تھی اور کافی بلند تھی۔

"تم سب کو میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ ہم نے اس چیکنگ سپاٹ پر پہلے قبضہ کرنا ہے اور پھر اوپر جانا ہے۔ یاد ہے نا"۔ تنویر نے کہا۔

"ہاں یاد ہے۔ ایسا کرنا ہے تو پھر یہاں فائرنگ نہیں ہونی چاہئے ورنہ طوفان سا آ جائے گا"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں۔ مگر دیکھو ان کی تعداد کافی زیادہ ہے اور بغیر فائرنگ کے یہ ہلاک نہیں ہو سکتے"...... تنویر نے کہا۔

"تم اور ابو داؤد یہاں رکو۔ میں اور چوہان اوپر جاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں انہیں کور کر لیں گے"...... خاور نے کہا۔

"ہاں۔ ہم یہ شکار آسانی سے کھیل لیں گے"...... چوہان نے کہا تو تنویر نے انہیں اوپر جانے کی اجازت دے دی اور خود وہ ابو داؤد کے ساتھ وہیں جھاڑیوں کی اوٹ میں رک گیا۔ خاور اور چوہان اوپر چڑھنے لگے اور چند لمحوں بعد وہ دونوں ان کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

"مجھے ان کی فکر ہے کہ یہ کہیں پھنس نہ جائیں"...... ابو داؤد نے سرگوشی کرتے ہوئے تنویر سے کہا۔

"نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک بھی سینکڑوں پر بھاری

ہے۔ دونوں اپنے کاموں میں ماہر ہیں“...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ابو داؤد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد انہیں اوپر سے ایک چیخ کی آواز سنائی دی۔ پھر ہلکی ہلکی کئی چیخیں بھی سنائی دیں اور اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔ تنویر کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد چوہان جھاڑیوں کی اوٹ اسے انہیں نظر آیا۔ وہ ہاتھ ہلا کر انہیں بلا رہا تھا۔

”آؤ ابو داؤد“...... تنویر نے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ وہاں دس لاشیں موجود تھیں جن کی گردنیں توڑ دی گئی تھیں۔ ایک کا سر پھٹا ہوا تھا۔

”چھ اندر تھے اور چار باہر تھے اور یہاں کوئی نہیں ہے“۔ خاور نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اوکے۔ آؤ پھر اوپر چلیں۔ ہم نے اس ائیر چیک پوسٹ پر قبضہ کرنا ہے“...... تنویر نے کہا۔

”لیکن باقی چوٹیوں پر بھی تو ائیر چیک پوسٹس ہیں اور ان کا ٹارگٹ بھی یہی پہاڑی علاقہ ہی ہو گی“...... ابو داؤد نے کہا۔

”اس کو تو ختم کریں۔ یہ جلدی ہمیں چیک کر لیں گے۔ باقی کو بعد میں دیکھ لیں گے“...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر اوپر چڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ گئے۔ ائیر چیک پوسٹ پر بھی چار افراد کی موجودگی ظاہر ہو رہی تھی اور اس بار بھی خاور اور چوہان ہی مچان کی ان لکڑیوں



کے کراس کو پکڑ کر اوپر چڑھنے لگے جبکہ تنویر اور ابو داؤد دونوں نیچے رہ کر انہیں کور دے رہے تھے۔

چیک پوسٹ کافی بلندی پر تھی اور اوپر موجود افراد چونکہ اپنے بالکل نیچے نہ دیکھ سکتے تھے اس لئے خاور اور چوہان اطمینان سے اوپر چڑھتے چلے جا رہے تھے۔ اوپر تک جانے یا نیچے آنے کے لئے کوئی سیڑھی نہ بنائی گئی تھی۔ شاید حفاظت کی غرض سے۔ ضرورت پڑنے پر اوپر سے رسی کی سیڑھی نیچے پھینکی جاتی ہو گی۔ تنویر ایک جھاڑی کی اوٹ سے مسلسل اوپر دیکھ رہا تھا۔ اسے صرف خطرہ یہ تھا کہ اوپر چڑھتے ہوئے یہ دونوں نیچے کہیں موجود فوجیوں کی نظروں میں نہ آ جائیں کیونکہ پھر نیچے سے ہونے والی فائرنگ سے وہ یقینی طور پر ہلاک ہو جائیں گے لیکن تھوڑی دیر بعد جب وہ دونوں اوپر پہنچ کر کسی بندر کی طرح لکڑی کے پلیٹ فارم کا کونہ پکڑ کر قلابازی کھاتے ہوئے اوپر چڑھ گئے تو تنویر نے اطمینان کا سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد خاور اور چوہان اوپر سے نیچے اترتے دکھائی دیئے تو تنویر نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ دونوں اوپر موجود سب افراد کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

”پانچ آدمی تھے۔ ایک نے ذرا جدوجہد کی لیکن بہرحال وہ بھی ختم ہو گیا“...... خاور نے نیچے پہنچ کر کہا۔

”گڈ۔ اب ہمیں نیچے جانا ہے۔ آؤ“...... تنویر نے کہا اور وہ

پھر وہ سب پہاڑی کی دوسری طرف سے نیچے اترنے لگے۔ پہاڑی علاقے کی دوسری طرف جنگل میں ایک کھائی تھی وہ کافی گہرائی میں تھی لیکن وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ نیچے تک کہیں بھی کوئی فوجی نظر نہ آ رہا تھا اور تقریباً درمیان تک درخت موجود تھے۔ اس کے بعد نیچے کھائی تک اور جنگل کے اندر تمام درخت کاٹ دیئے گئے تھے۔ حتیٰ کہ جھاڑیوں تک موجود نہ تھیں۔

بالکل صاف علاقہ تھا اور پھر جہاں تک درخت اور جھاڑیاں تھیں وہاں تک پہنچ کر وہ رک گئے۔ اب اصل مرحلہ ان کے سامنے تھا۔ پہاڑی علاقے کی دوسری سمتوں میں پہاڑی چوٹیوں پر ائیر چیکنگ پوسٹس نظر آ رہی تھیں اور ان میں موجود گنوں کا رخ بھی پہاڑی علاقے اور جنگل کی طرف ہی تھا۔ فاصلہ بہرحال اتنا تھا کہ وہ یہاں سے ان تمام چیک پوسٹوں پر میزائل بھی فائر نہ کر سکتے تھے۔

''یہ لیبارٹری اور فیکٹری کہاں ہو سکتی ہے۔ پہلے ان جگہوں کا تو تعین ہو جائے''...... تنویر نے بغور جنگل اور پہاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ دیکھیں۔ وہ سرخ رنگ کا ایک جھنڈا چٹان میں گڑا ہوا نظر آ رہا ہے۔ شاید یہ کوئی نشانی ہو''...... ابوداؤد نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اب پتہ چل گیا کہ فیکٹری یا لیبارٹری کہاں ہے''...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔



''سرخ رنگ کا یہ جھنڈا کیٹ ایجنسی نے بطور کوڈ لگایا ہو گا۔ یہ میں ایک خاص سمت کی نشاندہی کر رہا ہے۔ یہاں اس سرخ رنگ کا جھنڈا لگانے کا مطلب ہے کہ فیکٹری یا لیبارٹری اس کے مقابل پہاڑی کے دامن میں ہو گی اور وہ دیکھو۔ سامنے گہرائی میں ایک چٹان پر سرخ رنگ کا دائرہ بھی موجود ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی غور سے دیکھنے سے ہی پتہ چلتا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''یہ اس فیکٹری یا لیبارٹری کا دروازہ ہے۔ سرخ رنگ کے دائرے کا مطلب ہے راستہ۔ اب ہم نے وہاں جانا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پوری پہاڑی علاقے اور جنگل کو کراس کر کے وہاں تک جانا پڑے گا''...... تنویر نے کہا۔

''میرا تو خیال ہے کہ نیچے پہاڑی علاقے تک پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں ہٹ کر دیا جائے گا۔ پہاڑی علاقے کو پار کرنا تو ایک طرف''...... ابوداؤد نے کہا۔

''اب جو بھی ہے ہمیں بہرحال رسک تو لینا پڑے گا۔ اب ہم یہاں تک پہنچ کر واپس تو نہیں جا سکتے''...... تنویر نے کہا۔

''میرے خیال میں ایک صورت ہے تنویر کہ ہم تینوں مختلف سمتوں پر جا کر ان ائیر چیک پوسٹوں کو تباہ کر دیں۔ اس کے بغیر نیچے جانا تو خودکشی کرنے کے مترادف ہے''...... چوہان نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں چوہان۔ اس طرح تو کوئی دن لگ جائیں گے اور

یہاں ہم بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایسا ہے کہ آپ لوگ یہاں رکیں میں نیچے جاتا ہوں۔ اگر مجھے ہٹ کر دیا جائے تو پھر تم ایک ایک کر کے ٹرائی کرنا کوئی نہ کوئی تو بہرحال کامیاب ہو ہی جائے گا‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’نہیں۔ یہ بہت بڑی حماقت ہو گی۔ رکو مجھے سوچنے دو‘‘۔ چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’اوہ اوہ۔ میرے خیال میں ایک طریقہ ہوسکتا ہے‘‘۔ اچانک خاور نے کہا تو سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

’’وہ کیا‘‘...... سب نے بیک آواز میں کہا۔

’’ہم سب ایک دوسرے سے فاصلہ رکھ کر تیزی سے نیچے اترنا شروع کر دیں تو وہ لوگ جب تک سنبھلیں گے ہم نیچے پہنچ جائیں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا‘‘...... خاور نے کہا۔

’’اوہ۔ اوہ۔ اب واقعی مجھے اپنے دماغ کا علاج کرانا پڑے گا۔ مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ میں اس کرنل سٹانگر والے اڈے پر چلتے ہوئے کیا پلان بنا کر آیا تھا‘‘...... اچانک تنویر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

’’کون سا پلان‘‘...... سب نے چونک کر پوچھا۔

’’میں نے وہاں موجود اسلحے کے ڈپو میں وائرلیس چارجر فٹ کر دیا تھا اور اس کا ڈی چارجر میری جیب میں ہے۔ میری پلاننگ یہ تھی کہ اس اسلحہ کے ڈپو کو میں یہاں پہنچ کر اڑا دوں گا۔ اس طرح



اچانک جو دھماکے ہوں گے اس سے سب کی توجہ اس طرف ہو جائے گی اور ہم نیچے پہنچ جائیں گے‘‘...... تنویر نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول آلہ نکال لیا۔

’’چلو ٹھیک ہے۔ جب اور کوئی صورت نہیں ہے تو یہی سہی۔ بہرحال مشن تو مکمل کرنا ہی ہے‘‘...... چوہان نے کہا۔

’’تم کیا کہنا چاہتے تھے‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’خطرہ تو بہرحال موجود ہے لیکن کام بن بھی سکتا ہے۔ البتہ اب ایک اور کام کرنا ہو گا۔ تم وہ اسلحہ لیبارٹری یا فیکٹری تباہ کرنے والا ہتھیار تیار کر لو اور اس کے ساتھ ہی ریز میزائل گن بھی۔ تم نے ادھر ادھر نہیں دیکھنا اور نہ ہماری طرف توجہ کرنی ہے۔ تمہاری توجہ لیبارٹری اور فیکٹری کی طرف ہونی چاہئے تم نے پہلے اس لیبارٹری یا فیکٹری کا دروازہ میزائل گن سے اڑانا ہے اور پھر اس ہتھیار سے انہیں تباہ کرنا ہے۔ میں اور خاور تمہیں کور دیں گے۔ اگر کوئی فائر ہوا تو ہم اسے اپنے اوپر لے لیں گے۔ تم نے اپنا کام کرنا ہے‘‘...... چوہان نے کہا۔

’’نہیں۔ تم سب یہاں رہو۔ میں اکیلا جاؤں گا۔ میں اپنے علاوہ اور کسی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’نہیں تنویر۔ یہ صرف تمہارا مشن نہیں ہے۔ ہم سب کا ہے۔ عمران صاحب نے یہ مشن مکمل کرنے کا حکم دیا ہے اور ہم نے

بہرحال عمران صاحب کے حکم کی تعمیل کرنی ہے۔ اس حکم کی تعمیل میں اگر ہم ہلاک ہو سکتے ہیں تو ہو جائیں۔ اس لئے جو میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی ہو گا۔ چلو تیاری کرو''...... خاور نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اگر تم عمران کے حمایتی بن رہے ہو تو میں کیا کہوں''...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بیلٹ سے بندھے ہوئے تھیلے کو کھول کر اس میں سے سی بی جی کے پارٹس نکالے اور انہیں جوڑنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک چوڑی نال والا پستول نما آلہ تیار ہو گیا۔ اس کے اندر شیل نما گیس بم ڈال کر تنویر نے اسے پوری طرح تیار کر لیا اور پھر اسے بیلٹ کے ساتھ اس طرح ہک کر دیا کہ ضرورت پڑنے پر وہ ایک لمحے میں اسے وہاں سے نکال سکے۔

''چلو اب اسلحہ کے ڈپو کا اڑا دو اور دوڑ لگا دو''...... چوہان نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک طرف رکھا ہوا ریموٹ کنٹرول نما آلہ اٹھا لیا۔

''ابو داؤد تم یہیں رکو گے''...... تنویر نے ابو داؤد سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ کیسے ممکن ہے جناب۔ آپ پوری دنیا کے کروڑوں اربوں بے گناہ مسلمانوں کی جانیں بچانے کے لئے خود اپنی جانوں پر کھیل جائیں اور میں فلسطینی مجاہد ہو کر یہاں بیٹھا تماشہ دیکھتا رہوں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہی رہوں گا''...... ابو داؤد نے



انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

''او کے۔ پھر تیار ہو جاؤ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آلے پر موجود ایک بٹن دبایا تو آلے پر سبز رنگ کا ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ایک لمحہ رک کر تنویر نے دوسرا بٹن دبا دیا تو بلب ایک لمحے کے لئے سرخ ہوا پھر بجھ گیا اور اس کے ساتھ ہی دور سے انتہائی خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی اور پہاڑیاں یوں لرزنے لگیں جیسے خوفناک زلزلہ آ گیا ہو۔

''بھاگو''...... تنویر نے آلہ ایک طرف پھینکتے ہوئے کہا اور میزائل گن اٹھائے اس نے نیچے پہاڑی علاقے کے جنگل کے کھلے میدان کی طرف دوڑ لگا دی اس کے پیچھے چوہان، خاور اور ابو داؤد بھی دوڑنے لگے۔ چونکہ نیچے انتہائی ڈھلوان تھی اس لئے وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔

انتہائی ڈھلوان کی وجہ سے وہ کسی بھی لمحے گر بھی سکتے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ اگر ان کے پیر اکھڑ گئے تو پھر نیچے تک پہنچتے پہنچتے ان کے جسم کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہے گی۔ اس لئے وہ تیزی سے بھاگنے کے ساتھ ساتھ پوری طرح سنبھلے ہوئے بھی تھے۔ ویسے بھی درختوں اور جھاڑیوں کی کٹائی کی وجہ سے وہاں رکاوٹیں موجود تھیں اس لئے ان کے قدم جم رہے تھے۔ دھماکے مسلسل جاری تھے اور زمین بھی لرز رہی تھی۔ ایک طرف سے آگ اور

دھواں بھی آسمان کی طرف اٹھتا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ سب پہاڑی خرگوشوں کی طرح بھاگتے ہوئے آخر کار نیچے پہاڑی علاقے میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور ابھی تک کسی طرف سے بھی ان پر ایک فائر بھی نہ ہوا تھا۔ جنگل کے کھلے حصے میں پہنچ کر ان کی رفتار بے حد تیز ہو گئی لیکن ابھی وہ میدانی علاقے کے درمیان میں ہی تھے کہ اچانک جنگل کے ایک طرف سے چھ مشین گنوں سے مسلح افراد باہر نکلے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ان پر فائر کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی خاور، چوہان اور ابو داؤد کے حلق سے چیخیں نکلیں لیکن دوسرے لمحے میزائلوں کے دھماکے ہوئے اور ان پر فائر کرنے والوں کے پرخچے اڑ گئے۔ تنویر کی ٹانگ میں گولی لگی تھی اور وہ اچھل کر نیچے گرا تھا لیکن دوسرے لمحے چوہان نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

''بھاگو تنویر۔ مشن مکمل کرو'' ...... چوہان نے چیختے ہوئے کہا اور تنویر ایک بار پھر اندھا دھند بھاگنے لگا۔ خاور اور چوہان اسے آڑ میں لئے ہوئے اس کے پیچھے بھاگ رہے تھے جبکہ ابو داؤد گولیاں کھا کر گرا پھر اٹھ نہ سکا تھا۔ اچانک آسمان سے ان پر فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر تو جیسے تین سمتوں سے ان پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

''دوڑو۔ اور تیز دوڑو۔ مشن مکمل کرو۔ دوڑو'' ...... خاور کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ چوہان اور خاور مسلسل تنویر کے پیچھے بھاگ



رہے تھے جیسے وہ اسے کور دے رہے ہوں۔ گولیاں تنویر کے سائیڈوں سے نکل رہی تھیں۔ اس کی ٹانگ زخمی تھی لیکن اس کے باوجود وہ ہاتھ میں میزائل گن اٹھائے غار کے دہانے کے گیٹ کی طرف بھاگا چلا جا رہا تھا لیکن پھر تنویر کو مزید گولیاں لگیں تو وہ اچھل کر نیچے گرا۔ یہ دیکھ کر خاور بجلی کی سی تیزی سے تنویر کی طرف جھپٹا اور اس نے تنویر کے ہاتھوں میزائل گن چھینی اور دوڑتا ہوا دہانے کی طرف بڑھنے لگا اور اس نے میزائل فائر کرنا شروع کر دیئے۔ پہاڑی غار کے ارد گرد ہولناک دھماکے ہو رہے تھے۔ آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ تنویر اسی جگہ گرا پڑا تھا۔ خاور کے پیچھے چوہان بھاگ رہا تھا اور ارد گرد چاروں طرف مسلسل فائرنگ کرتا جا رہا تھا لیکن دوسرے لمحے چوہان نے خاور کو گولیاں کھا کر گرتے دیکھا تو اس نے مشین گن ایک طرف پھینک دی اور پھر اس نے بالکل اسی طرح سے خاور کے ہاتھوں سے میزائل گن جھپٹ لی جیسے خاور نے تنویر کے ہاتھوں سے جھپٹی تھی۔ میزائل گن لیتے ہی وہ غار کے دروازے کی طرف دوڑا اور مسلسل میزائل فائر کرتا چلا گیا۔ ابھی وہ غار سے کافی دور تھا کہ گولیوں کا برسٹ آیا اور چوہان کو اپنے جسم میں گرم سلاخیں گھستی ہوئی محسوس ہوئیں۔ تنویر بدستور نیچے گرا ہوا تھا۔ جس طرح سے خاور اس سے میزائل گن جھپٹ کر آگے دوڑا تھا اسے یقین تھا کہ وہ ٹارگٹ تک پہنچ جائے گا لیکن پھر اس نے خاور کو گولیاں کھا کر گرتے دیکھا اور پھر جب چوہان

نے خاور سے میزائل گن جھپٹی اور آگے بڑھا تو تنویر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ شدید زخمی ہونے کے باوجود اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر وہ چوہان کو بچانے کے لئے اور اسے خاص طور پر کور دینے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ اور جب چوہان گولیاں کھا کر گرا تو تنویر کے جیسے ہوش اُڑ گئے۔ زخمی ہونے کا خیال جیسے اس کے ذہن سے نکل گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے چوہان کی جانب بڑھا۔ اسی لمحے ایک اور گولی اس کی ٹانگ میں لگی تو وہ چیختا ہوا اچھلا اور تقریباً چوہان کے قریب گرا۔ اسے گرتے دیکھ کر چوہان فوراً اٹھا اور اس نے شدید زخمی ہونے کے باوجود تنویر کو پکڑا اور اسے ایک جھٹکے سے اٹھا کر کھڑا کر دیا۔

''اٹھو تنویر۔ اب سب کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اٹھو اور آگے بھاگو''...... چوہان نے ایک بار پھر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا تو تنویر اٹھا اور لڑکھڑاتے ہوئے ایک بار پھر آگے بڑھا۔

''فائر کرو۔ لیبارٹری اور فیکٹری تباہ کر دو''...... چوہان کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ فیکٹری یا لیبارٹری کے دروازے کے میزائلوں نے پرخچے اڑا دیئے تھے اور اب وہاں ایک بڑا سا خلا نظر آ رہا تھا۔ تنویر کا ذہن دھماکوں کی زد میں تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن کے اندر بم پھٹ رہے ہوں۔ اس کی آنکھوں کے آگے دھند چھا گئی تھی لیکن وہ بھاگ رہا تھا۔

''جلدی کرو۔ بلاسٹر گیس فائر کرو۔ جلدی''...... چوہان کی آواز



تنویر کے کانوں پر میں پڑی اور اس آواز سے اس کا دھند میں ڈوبتا ہوا ذہن ایک جھٹکے سے بیدار ہو گیا۔ میزائل گن تنویر کے ہاتھوں سے گر چکی تھی لیکن اس نے بھاگنے کے دوران وہ چپٹی سی گن کو ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ لیا تھا اور پھر فیکٹری یا پھر وہاں موجود لیبارٹری کے دروازے کا خلاء اس کے سامنے آ گیا اور دوسرے لمحے اس نے لاشعوری طور پر گن کا سرخ اس خلاء کی طرف کیا اور ٹریگر دباتا چلا گیا۔ گن سے شیل نکل نکل کر خلاء کے اندر گئے۔ تنویر مسلسل ٹریگر دباتا چلا جا رہا تھا اور ارد گرد کے سارے علاقے میں شیل برسا رہا تھا اور ساتھ ساتھ وہ دوڑ رہا تھا۔ گیس کے شیل ہر طرف پھیل رہے تھے اور پھر عین اس وقت یہ شیل ختم ہو گئے جب تنویر اس خلاء کے تقریباً درمیان میں جا گرا۔ اس کا مطلب تھا کہ سی بی جی کے اندر موجود مخصوص شیل ختم ہو گئے ہیں اور تنویر جانتا تھا کہ یہ گیس ہر طرف تیزی سے پھیل جائے گی اور وہاں موجود زمین، پہاڑیوں اور خلاء میں گہرائی تک ہر جگہ برف ہلکی سی تہہ کی شکل میں جم جائے گی اور اسے صاف کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس گیس کو بھاپ بننے اور بھاپ سے دوبارہ بلاسٹنگ گیس بننے میں کچھ وقت لگے گا اور پھر جیسے ہی وہاں ایک چنگاری بھی پیدا ہو گی تو یہ سارا علاقہ خوفناک دھماکوں کی زد میں آ جائے گا۔ گیس تحلیل ہو گی اور وہاں موجود ہر چیز کو تباہ کر دے گی اور لیبارٹری کے ساتھ فیکٹری جہاں بھی ہو گی وہ تباہ ہو جائے گی اور اس کے ساتھ ہی

اسرائیل کا مشن ختم ہو جائے گا۔

''ہرے۔ وکٹری۔ ہم نے مشن مکمل کر دیا''...... تنویر نے یکلخت اچھل کر چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ مڑا تو سامنے چوہان کو کھڑے جھومتے دیکھا۔ اس کے جسم کے سامنے کا حصہ بچا ہوا تھا۔

''ہاں۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا۔ اوہ۔ اللہ کا کرم ہو گیا۔ تمام مسلمان محفوظ ہو گئے۔ اب اسرائیل اپنے اس بھیانک منصوبے پر کبھی عمل نہ کر سکے گا''...... چوہان نے تنویر کی بات سن کر چیختے ہوئے کہا اور وہیں منہ کے بل گر کر ساکت ہو گیا۔ تنویر نے دھندلی آنکھوں سے اس کی پشت اور ٹانگوں کے عقبی حصے زخموں سے پر اور خون میں ڈوبے ہوئے دیکھا۔ خاور اس سے دس پندرہ فٹ دور گرا ہوا تھا۔ تنویر کی ذہنی حالت اب انتہائی مخدوش ہو چکی تھی۔ اس کے ذہن میں پر تاریکی مسلسل جھپٹ رہی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ موت کی تاریکی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن موت کے اندھیروں میں مکمل طور پر ڈوب گیا۔



ٹرانسمیٹر سے اچانک سیٹی کی آواز سنتے ہی عمران نے چونک کر سامنے رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کو دیکھا۔ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے تھے۔ ان سب کو ابوالحسن کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور یہ انتظار کرتے کرتے انہیں تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ ابوالحسن کالنگ۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے ابوالحسن کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ علی عمران اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ میں نے تفصیلی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ آپ اور آپ کے ساتھیوں کے میک اپ میں لاشیں بلیک اپنے ساگان کے ہیڈکوارٹر میں لے گئی۔ بلیک کیٹ کے حکم پر اس کے

ساتھیوں نے گیس میک اپ واشر سے آپ کا چہرہ چیک کیا گیا اور
پھر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بلیک کیٹ نے خنجر سے چہرے کی کھال
چھیل کر دیکھی۔ لیکن میک اپ چیک نہ ہو سکا۔ وزیراعظم صاحب
کو جو تفصیلی رپورٹ دی گئی ہے اس کے مطابق آپ اور آپ کے
ساتھی واقعی ہلاک ہو چکے ہیں۔ جس سے وزیر اعظم بے حد خوش
ہیں۔ اس کے ساتھ ہی وزیراعظم صاحب نے صرف کیٹ ایجنسی کو
کاساٹ پہاڑیوں میں رہنے کا حکم دیا ہے اور باقی سب ایجنسیوں کو
فوری واپسی کا حکم دے دیا ہے اور اس پر فوری عملدرآمد بھی شروع
ہو گیا ہے۔ اوور''...... ابوالحسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور
عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''اب ہمیں سردار امیر قاسم کے اس اڈے کی طرف روانہ ہو
جانا چاہئے۔ ہمارے پہنچنے تک وہ خالی ہو چکا ہو گا اور ہم اطمینان
سے پہاڑی علاقے سے جنگل تک پہنچ جائیں گے اور لیبارٹری اور
فیکٹری تباہ کرنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے گی''...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے وہاں موجود ایک آدمی کو سردار امیر
قاسم کو بلانے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سردار امیر قاسم کمرے میں
داخل ہوا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے اٹھتے ہی باقی ساتھی بھی
اٹھ کھڑے ہو گئے۔



''ہمیں اطلاع مل گئی ہے کہ ہماری لاشوں کو اصل قرار دے دیا
گیا ہے اور تمام ایجنسیوں کو فوراً واپس اسرائیل جانے کے احکامات
مل چکے ہیں۔ اب وہ علاقہ خالی ہے اور تمہارا وہ اڈہ بھی خالی ہو
چکا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں''...... سردار امیر
قاسم نے کہا۔

''نہیں۔ تم یہاں کے کام سنبھالو۔ حویلی کی تباہی کے بعد
تمہارے لئے یہاں فوری مسائل پیدا ہو گئے ہیں تم ان سے نمٹو۔
ہمارے ساتھ اپنا کوئی آدمی خاص آدمی بھجوا دو۔ ہمیں صرف رہنمائی
چاہئے اور تھوڑا سا اسلحہ بھی''...... عمران نے کہا۔

''اسلحہ تو آپ کو وہاں سے جتنا چاہیں مل جائے گا۔ شراب کے
سٹور کے علاوہ وہاں اسلحے کا سٹور بھی موجود ہے۔ آدمی بہرحال
میں ساتھ بھیج دیتا ہوں''...... سردار امیر قاسم نے کہا اور پھر وہ انہیں
ساتھ لے کر اس خفیہ اڈے سے باہر آ گیا اپنی رہائش گاہ میں
موجود جیپ اس نے دوبارہ ان کے حوالے کر دی اور ساتھ ہی ایک
نوجوان فہد سلطان کو بھی ان کے ساتھ کر دیا اور پھر عمران اور اس
کے ساتھی تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد اس عمارت تک
پہنچ گئے جہاں سے اس خفیہ اڈے کا راستہ جاتا تھا۔ یہ عمارت جس
کے متعلق سردار امیر قاسم نے بتایا تھا کہ وہاں کیٹ ایجنسی کا قبضہ تھا
اب خالی پڑی ہوئی تھی۔ کیٹ ایجنسی کے افراد وہاں سے جا چکے

تھے۔

"آئیں جناب۔ میں آپ کو اسلحہ کے سٹور تک لے چلوں۔ مجھے سردار صاحب نے پوری ہدایات دے دی ہیں"...... اس عمارت میں پہنچتے ہی فہد سلطان نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ایک مخصوص راستے سے ایک پہاڑی کریک میں داخل ہوئے۔ یہ قدرتی طور پر ایک راہداری کی صورت میں تھی۔

"یہ کریک بے حد طویل ہے جناب۔ اس لئے ہمیں کافی پیدل چلنا پڑے گا"...... فہد سلطان نے کہا اور عمران نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا اور واقعی انہیں تین گھنٹے پیدل چلنا پڑا۔ یہ کریک شیطان کی آنت کی طرح طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا تھا۔ راستے میں بے شمار جگہ موڑ آئے۔ لیکن یہ قدرتی کریک بہرحال موجود رہا اور پھر وہ ایک بہت بڑے کشارہ غار نما حصے میں پہنچ گئے۔

یہاں باقاعدہ انسانی ہاتھوں سے تعمیر کردہ ایک ہال اور چار چھوٹے بڑے کمرے موجود تھے۔ بڑے ہال میں غیر ملکی شراب کی پیٹیاں بھری ہوئی تھیں جبکہ ایک کمرے میں ہر قسم کا اسلحہ سٹور کیا گیا تھا۔ دو کمرے سٹنگ روم کے انداز میں سجائے گئے تھے۔

"یہ تو اچھا خاصا جدید اڈہ ہے لیکن پہاڑی علاقے سے جنگل کی طرف جانے کے لئے راستہ کہاں ہے"...... عمران نے سارے اڈے کا سرسری جائزہ لینے کے بعد کہا۔



"اوپر ہے۔ آئیں"...... فہد سلطان نے کہا اور دو کمروں کے درمیان ایک تنگ سی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ راہداری کو آگے جا کر ایک پہاڑی چٹان نے بند کر دیا تھا۔ فہد سلطان نے ایک طرف لگے ہوئے ایک ہک کو زور سے کھینچا تو چٹان کسی دروازے کی طرح خودبخود کھل گئی دوسری طرف بھی ایک کریک سا تھا اور وہ سب اس راہداری سے نکل کر اس کریک میں آ گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ دور سے فائرنگ کی اور میزائل چلنے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ جلدی کرو۔ یہاں کچھ ہو رہا ہے"...... عمران نے بے چین ہوتے ہوئے کہا اور فہد سلطان تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ کچھ فاصلے پر جانے کے بعد کریک ختم ہو گیا اور فہد سلطان نے یہاں بھی ایک طرف لگے ہوئے ایک ہک کو کھینچا تو چٹان کسی دروازے کی طرح ہٹ گئی دوسری طرف ایک تنگ سا غار تھا جس کا دہانہ دوسری طرف پہاڑی علاقے کے جنگل میں کھلتا تھا اور جیسے ہی وہ غار میں پہنچے انہیں احساس ہوا کہ باہر بے تحاشا فائرنگ ہو رہی ہے اور گولیاں اوپر سے نیچے کے رخ پر چلائی جا رہی ہیں۔ عمران تیزی سے دہانے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے اور پھر جیسے ہی عمران نے غار کے دہانے سے باہر سر نکالا تو وہ بری طرح چونک پڑا۔ اس نے قریب ہی تین افراد کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔

"یہ تو تنویر۔ خاور اور چوہان ہیں"...... عمران نے چیخ کر کہا اور تیزی سے باہر نکلنے لگا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل نے یکلخت بازو سے پکڑ کر اسے کھینچ لیا۔

"کیا کر رہے ہیں آپ۔ باہر فائرنگ ہو رہی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا لیکن عمران نے جھٹکے سے اس سے بازو چھڑایا اور اچھل کر دہانے سے باہر نکل گیا۔ اس کا چہرہ آگ کی طرح تپ گیا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے نکلتے دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے باہر نکلتے ہی اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے اور پھر وہ پہاڑی چٹانوں کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ فائرنگ مسلسل جاری تھی لیکن گولیاں تقریباً دس بارہ گز کے فاصلے پر ہی پڑ رہی تھیں۔ شاید ان کی رینج ہی اتنی تھی۔ تقریباً سو گز کے فاصلے پر کسی غار کا بڑا سا دہانہ تھا اس دہانے کے قریب خاور اور چوہان خون میں لت پت گرے ہوئے تھے جبکہ غار کے اندر تنویر گرا ہوا تھا۔

"اٹھاؤ۔ انہیں وہیں لے چلو۔ یہ ابھی زندہ ہیں"...... عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر تنویر کو اٹھایا اور اپنے کاندھے پر لاد لیا۔ چوہان کو جوزف جبکہ خاور کو جوانا نے اٹھایا اور ایک بار پھر وہ اس طرح پہاڑی چٹانوں کے ساتھ دوڑتے ہوئے اوپر والے غار کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ غار کے دہانے میں داخل ہو گئے۔ فہد سلطان وہاں موجود تھا۔ وہ باہر نہ نکلا تھا۔



"فہد سلطان۔ دہانے کو بند کر دو۔ ورنہ فوج اندر آ جائے گی"...... عمران نے اندر کی طرف دوڑتے ہوئے فہد سلطان سے کہا اور اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں عمران نے ایک کونے میں بڑا سا میڈیکل باکس پڑا ہوا دیکھا تھا۔

تنویر، خاور اور چوہان کو وہیں فرش پر لٹا دیا گیا اور عمران اس بڑے صندوق نما میڈیکل باکس کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ اسے وہیں کھولنے کی بجائے گھسیٹتا ہوا زخمیوں کے قریب لے آیا اور پھر جب اس کا ڈھکن کھولا گیا تو اندر پانی کی بھی کافی بوتلیں موجود تھیں اور ہر قسم کا سامان بھی تھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اندر سے ضروری سامان ادویات اور پانی کو بوتلیں باہر نکالنا شروع کر دیں۔ عمران کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی جبکہ صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر شدید ترین تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے یہ تینوں اس قدر زخمی تھے کہ ان کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی چانس نہ تھا اور نجانے وہ اب تک زندہ کیسے تھے۔ خاور اور چوہان کی پشت اور ٹانگوں کا عقبی حصہ گولیوں سے چھلنی ہو رہا تھا جبکہ تنویر کی دونوں سائیڈوں پر گولیوں کے زخم تھے۔ عمران نے ٹائیگر کو تو پانی کی مدد سے ان تینوں کے زخم صاف کرنے پر لگا دیا اور خود اس نے باری باری ان تینوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔

چوہان اور خاور شدید زخمی تھے جبکہ تنویر ان کی نسبت کم زخمی تھا لیکن تنویر کی حالت ان دونوں سے زیادہ خراب لگ رہی تھی۔ عمران نے نجانے بدل بدل کر کتنے انجکشن ان تینوں کو لگائے۔

''کاش یہاں نزدیک کوئی ہسپتال ہوتا۔ انہیں خون کی فوری ضرورت ہے۔ بے تحاشہ خون نکلا ہے ان کا''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''یہاں خون کا انتظام کیسے ہو سکتا ہے''...... صفدر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہاں تو واقعی نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر ہی بھروسہ ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ٹائیگر کی مدد سے سب سے پہلے تنویر کے جسم میں موجود گولیاں آپریشن کر کے باہر نکالیں اور صفدر کو ان کی بینڈ تیج پر مامور کر دیا۔ اس کے بعد چوہان کے آپریشن شروع ہوئے اور سب سے آخر میں خاور کی باری آئی۔ وہ سب مسلسل کام میں مصروف تھے۔ انہیں اردگرد کا ہوش ہی نہ تھا۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ اب تک اس سارے پہاڑی علاقے میں فوج پہنچ گئی ہو گی اور وہ یہاں تک بھی آ سکتی ہے لیکن ان تینوں کی حالت ہی ایسی تھی کہ انہیں ان تینوں کے سوا کسی چیز کا بھی ہوش نہ تھا۔ عمران کے ہاتھ واقعی انتہائی مہارت اور تیزی سے مسلسل چل رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی ساری زندگی اس کام میں گزری ہو اور پھر تقریباً



چار گھنٹوں کے مسلسل کام کے بعد عمران کے ہاتھ رکے۔ ان تینوں کے جسموں پر بینڈ تیج ہو چکی تھی اور عمران باری باری ان کی نبضیں چیک کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک بار پھر ان تینوں کو انجکشن لگانے شروع کر دیئے۔ انجکشن کے دو راؤنڈز کے کافی دیر بعد عمران کے چہرے پر پہلی بار اطمینان کے ہلکے سے تاثرات ابھرے تھے۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ کرم ہو گیا۔ پچاس فیصد خطرہ کم ہوا ہے۔ بہرحال حالات بہتری کی طرف جا رہے ہیں''...... عمران نے اپنے ساتھیوں کی سوالیہ نظروں کو بھانپتے ہوئے پہلی بار زبان کھولی اور سب ساتھیوں کے چہروں پر موجود شدید ترین تشویش میں عمران کی اس بات سے خاصی کمی آ گئی عمران مسلسل چیکنگ میں مصروف تھا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں ان تینوں کے خطرے سے باہر آنے کا اعلان کر دیا۔

''یہ تو واقعی اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہوا ہے عمران صاحب۔ اس قدر خون نکل جانے اور اس قدر خوفناک فائرنگ کے باوجود بچ جانا بظاہر تو ناممکن ہی لگتا تھا۔ مجھے تو ان کے بچ جانے کی ایک فیصد بھی توقع نہ تھی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ان کی جو حالت تھی وہ واقعی مایوس کن تھی۔ مجھے بھی ان کے بچ جانے کی توقع تو نہ تھی لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید تھی کیونکہ یہ تینوں ایک نیک مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے

تھے اور قدرت نے خود ہی یہ اتفاق پیدا کر دیا تھا کہ ہم بھی اسی وقت یہاں پہنچے ہیں جس وقت ان پر فائرنگ ہوئی ہے۔ اس اتفاق سے مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اتفاق بھی قدرت کی طرف سے ہی پیدا کیا جاتا ہے۔ ہم دو تین گھنٹے بعد بھی تو آ سکتے تھے۔ پھر یہاں اس قدر مکمل میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلوں کی موجودگی بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہی تھا۔ اس کے علاوہ خاور اور چوہان دونوں کے اندر قدرتی طور پر بے پناہ قوت مدافعت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کے اس قدر زخمی ہونے گولیاں کھانے اور خون بہہ جانے کے باوجود ان کی حالت اس قدر خستہ نہ تھی جتنی نسبتاً کم زخمی ہونے کے باوجود تنویر کی تھی۔ اگر تنویر اس قدر زخمی ہوتا تو شاید وہ ہمارے پہنچتے تک بھی زندہ نہ رہتا۔ بہرحال یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور ناممکن کو ممکن بنا سکتا ہے''...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''انہیں اٹھا کر دور نہیں لے جایا جا سکتا۔ ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ لازماً پوری فوج اس علاقے میں پھیل چکی ہو گی اور انہوں نے وہ غار چیک کر لیا ہو گا جہاں سے ہم داخل ہوئے ہیں اور راستے کی چٹانیں تو بموں سے اڑائی جا سکتی ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

''اس کی آپ فکر نہ کریں۔ یہاں کوئی نہیں آ سکتا۔ اگر ایسا ہوتا



تو اب تک فوجی یہاں پہنچ بھی چکے ہوتے''...... فہد سلطان نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''ارے ہاں۔ واقعی مجھے تو خیال ہی نہ آیا تھا کہ اتنے گھنٹے گزر چکے ہیں اور ابھی تک فوجی یہاں تک نہیں پہنچ سکے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جناب۔ یہ ہمارا خاص اڈہ ہے۔ یہاں مکمل ترین انتظامات ہیں۔ میں نے واپسی پر اس غار کا دہانہ باہر سے بند کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی نیچے تہہ خانے میں جا کر یہاں سے کچھ دور ایک اور غار کا دہانہ کھول دیا تھا۔ اب فوجی وہاں ٹکریں مار رہے ہوں گے''...... فہد سلطان نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہاں تہہ خانے بھی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ نیچے دو بڑے تہہ خانے ہیں جن میں ٹرانسمیٹر بھی نصب ہیں اور دوسری مشینری بھی ہے جن سے غاروں کے دہانے بلاک کئے جا سکتے ہیں''...... فہد سلطان نے جواب دیا۔

''لیکن جب ہم اس غار میں داخل ہوئے تھے تو اس کا پہاڑی علاقے کی طرف کا دہانہ تو کھلا ہوا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ عام طور پر کھلا رہتا ہے لیکن ایمرجنسی کی صورت میں بلاک کیا جا سکتا ہے اور ایک اور غار کا دہانہ اس مشینری کی مدد سے کھولا جا سکتا ہے۔ جو صرف غار ہے اور کچھ نہیں۔ ہمارے بڑے سردار اسد بن طالب نے خاص طور پر اس اڈے کی پلاننگ

کی تھی‘‘...... فہد سلطان نے فخریہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’تنویر، خاور اور چوہان کی یہاں پہاڑی علاقے کے جنگل میں موجودگی سے پتہ یہی چلتا ہے کہ یہ لیبارٹری اور فیکٹری کو تباہ کرنے کے لئے یہاں پہنچے تھے اور جس غار کے دہانے سے انہیں اٹھایا گیا ہے اس میں اسلحے کی پیٹیاں تو موجود تھیں۔ لیکن وہاں کوئی مشینری وغیرہ نہ تھی اور نہ ہی وہاں ایسا شاید لیبارٹری یا فیکٹری میں داخل ہونے کا راستہ تھا جیسا آپ بتا رہے تھے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’ویسے اسے اچھی طرح چیک کرنے کا تو اس وقت ہوش نہ تھا لیکن میں نے تنویر کو اٹھاتے ہوئے وہاں مخصوص گیس کی موجودگی محسوس کی تھی جو سی بی جی کے فائر کی وجہ سے ہی ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ تنویر کے پاس سی بی جی بھی تھی اور جس پوزیشن میں یہ زخمی ہوئے ہیں اس سے یہی لگتا ہے کہ تنویر گن لے کر اس غار کے دہانے کی طرف دوڑا تھا جبکہ چوہان اور خاور اپنی پشت پر گولیاں کھا کر اسے کور دے رہے تھے یا پھر ایک دوسرے کے آگے پیچھے بھاگتے ہوئے ٹارگٹ کی طرف بڑھتے رہے تھے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہی غار ہی اصل لیبارٹری یا فیکٹری میں جانے کا راستہ تھا۔ بہرحال اب یہ ہوش میں آئیں گے تو اصل صورتحال کا علم ہو گا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ویسے عمران۔ کچھ بھی ہے ان تینوں نے جس انداز میں کام



کیا ہے میں تو اس سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔ یہ تو دلیری، جرأت اور جذبے کی انتہا ہے‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’ہاں واقعی نعمانی۔ مجھے تو توقع ہی نہ تھی کہ یہ لوگ مشن کی خاطر اس طرح صریحاً موت کے دہانے میں چھلانگیں لگا دیں گے۔ انہیں تو معلوم نہ تھا کہ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں اور ہم انہیں وہاں سے اٹھا لیں گے اور ان کا علاج بھی ہو جائے گا۔ اس لئے انہوں نے جو کچھ کیا ہے واقعی اپنی جانوں پر کھیل کر ہی کیا ہے‘‘...... صفدر نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور عمران ایک بار پھر ان تینوں کی چیکنگ میں مصروف ہو گیا اور پھر اس نے ایک ایک انجکشن ان تینوں کو مزید لگا دیا۔

’’خاور اور چوہان تو شاید جلد ہی ہوش میں آ جائیں البتہ تنویر کو ابھی ہوش میں آنے میں دیر ہے‘‘...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد چوہان کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے اور وہ سب اس طرف متوجہ ہو گئے۔

’’عم عم۔ ران صاحب۔ آپ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ یہاں پہنچ گئے ہیں۔ مجھے معاف کر دیں عمران صاحب۔ معاف کر دیں۔ ہم اپنا مشن پورا نہیں کر سکے ہیں‘‘...... خاور کی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز زیادہ بلند اور واضح تھی۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا اس نے نہ کوئی جواب دیا تھا اور نہ ہی انہیں جھنجوڑا تھا۔

اسے معلوم تھا کہ اس کیفیت میں انہیں چھیڑنے سے ہمیشہ کے لئے ان کے ذہنوں پر اثر پڑ سکتا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی خاور نے دوبارہ آنکھیں کھول دیں لیکن عمران اب بھی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ مم۔ مم۔ میں کہاں ہوں''...... خاور کے منہ سے حیرت بھرے لہجے میں نکلا اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی۔

''نہیں۔ اسی طرح لیٹے رہو''......عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ سب۔ یہ۔ اوہ۔ کیا میں مرا نہیں ہوں۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تو مر گیا تھا۔ مجھے گولیاں لگ رہی تھیں اور میں گر رہا تھا۔ یہ۔ یہ۔ کیسے ہو سکتا ہے''...... خاور نے گردن گھماتے ہوئے عمران اور دوسرے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے مشن مکمل کر لیا ہے۔ اب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے''...... چوہان نے بھی آنکھیں کھولتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''اوہ۔ عمران صاحب۔ یہ۔ یہ کیا۔ یہ تو چوہان بھی یہاں ہے۔ یہ کون سی جگہ ہے''...... خاور نے اس بار پوری طرح شعور میں آتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ عمران صاحب۔ تو کیا میں بھی اس قدر ہولناک فائرنگ کے باوجود زندہ بچ گیا۔ اوہ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا ہے۔ کیسے''...... اس بار چوہان نے حیرت بھرے لیکن واضح لہجے میں



بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کا جسم صرف معمولی سی حرکت ہی کر سکتا تھا اور اس کے بعد اس نے حرکت کرنے کی کوشش ترک کر دی۔

''اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ جب تم لوگ گرے تو ہم اس پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے اور پھر فوری طور پر تمہیں اٹھا کر یہاں لایا گیا۔ یہاں یہ مکمل میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلیں موجود تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور تم حالانکہ موت کی دلدل میں گلے گلے تک پھنس چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے تم دوبارہ زندگی کی طرف لوٹ آئے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ مجھ پر تو اس طرح گولیاں برس رہی تھیں کہ میرا خیال ہے کہ میرے سارے جسم میں گولیاں ہی گولیاں ہوں گی۔ پھر میں کیسے بچ گیا۔ مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا۔ لیکن آپ کے اور باقی ساتھیوں کی موجودگی تو یہی بتا رہی ہے کہ ایسا ہو چکا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ایسی باتیں انسانوں کی سمجھ سے بالا تر ہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ خاور تو کہہ رہا ہے کہ مشن مکمل نہیں ہو سکا جبکہ تم نیم غشی کی حالت میں کہہ رہے تھے کہ مشن مکمل ہو چکا ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تنویر نے تین اطراف پر موجود ائیر چیکنگ پوسٹس تباہ کیں
اور پھر جیسے ہی وہاں موجود افراد کی توجہ ان دھماکوں کی طرف ہوئی
تو ہم تینوں نیچے کی طرف دوڑ پڑے ہم جہاں تھے وہاں سے اتر کر
اور پہاڑی علاقے کے جنگل کو پار کر کے ہم نے مخالف پہاڑی پر
واقع لیبارٹری اور فیکٹری تک پہنچنا تھا۔ تنویر کے پاس مخصوص سی بی
جی تھی اور میزائل گن بھی اس کے پاس تھی۔ ہم پہاڑی علاقے سے
جنگل میں آئے اور پھر میدانی علاقے تک بلکہ آدھے سے زیادہ
راستہ کسی رکاوٹ کے بغیر پار کر گئے لیکن جب اس فیکٹری یا
لیبارٹری کے بند غار پر جو ایک بڑا گیٹ لگا کر بند کیا گیا تھا تنویر
نے میزائل فائر کئے تو اچانک ایک سائیڈ سے ہم پر مشین گنوں سے
فائرنگ ہوئی۔ ہمارے ساتھ ایک مقامی گائیڈ تھا جو وہ سب سے
پیچھے تھا۔ وہ اس فائرنگ سے ہٹ ہو گیا مگر خاور اور میں نے مڑ کر
میزائل فائر کئے تو یہ گروپ جن کی تعداد نجانے کتنی تھی ہٹ ہو گئے



اور ہم ایک بار پھر تنویر کے پیچھے دوڑ پڑے۔ تنویر راستے میں گر گیا
تھا۔ اسے گرتے دیکھ کر خاور نے اس سے میزائل گن چھینی تھی اور
آگے کی طرف دوڑتا ہوا غار پر میزائل برسا رہا تھا۔ اسے آگے
بڑھتا دیکھ کر میں اسے کور دینے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ پڑا اور
پھر جب خاور گولیاں کھا کر گرا تو میں نے اس سے میزائل گن چھینی
اور میں نے ٹارگٹ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا لیکن جلد ہی میں
بھی گولیوں کا شکار بن گیا۔ تب تنویر نے پھر سے ہمت دکھائی اور
یہ آگے بڑھا میں ہوش میں تھا اس لئے تنویر کو مسلسل ہمت دلا رہا
تھا کہ یہ ٹارگٹ کی طرف بڑھتا رہے۔ خاور چونکہ پہلے ہی گر گیا تھا
اور بے ہوش ہو گیا تھا اس لئے اس کے ذہن میں یہی خیال رہا ہو
گا کہ میں اور تنویر بھی ہٹ ہو گئے ہوں گے لیکن اصل میں ایسا
نہیں ہوا تھا۔ ہم پر گولیوں کی بارش شروع ہو گئی لیکن ہمارے ذہن
میں مشن کی تکمیل کا عزم موجود تھا۔ اس لئے بے پناہ فائرنگ کے
باوجود ہم دوڑتے رہے۔ مجھے ہٹ ہوتے دیکھ کر تنویر نے ہی ہمت
دکھائی اور یہ اٹھ کر پھر آ گئے آ گیا۔ میرے قریب آتے ہی اسے
گولیاں لگیں تو یہ پھر سے گر گیا لیکن میں نے اسے جوش دلایا تو یہ
دیوانہ وار اٹھا اور پھر اس نے غار کے اندر گیس فائر کرنا شروع کر
دی۔ مجھ پر غشی طاری ہو رہی تھی لیکن میں خود کو سنبھالے ہوئے تھا
اور میرے ذہن میں بہرحال یہ بات موجود تھی کہ ہمارا مشن مکمل ہو
گیا ہے اور ہم نے آپ کے حکم کی تعمیل کر دی ہے“...... چوہان

نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس لیبارٹری اور فیکٹری کی نشاندہی کس نے کی تھی۔ کیا اس مقامی گائیڈ نے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ تنویر نے ازخود اس کا سراغ لگایا تھا۔ نیچے پہاڑی علاقے کے جنگل کے ایک میدانی حصے میں ایک جگہ سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا جھنڈا گڑا ہوا تھا اور پھر مقابل کی ایک پہاڑی کی چٹان پر سرخ رنگ کا دائرہ لگا ہوا تھا۔ تنویر نے کہا کہ یہ فیکٹری اور لیبارٹری کا مخصوص نشان ہے۔ اس طرح ہم نے اسے ٹارگٹ بنایا''...... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''اوہ۔ اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے۔ تو نے اپنی رحمت سے اسرائیلیوں کا یہ بھیانک منصوبہ ناکام بنا کر لاکھوں مسلمانوں کو ہلاکت سے بچا لیا ہے اور مجھے سب سے زیادہ اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے تنویر، خاور اور چوہان پر جو اعتماد کیا تھا ان لوگوں نے حقیقتاً اپنی جانوں پر کھیل کر اس اعتماد کو بحال رکھا ہے اور ڈبل ٹارگٹ ہٹ کر دیا ہے''...... عمران بے حد مسرور تھا۔

''تو کیا مشن مکمل ہو گیا''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ دونوں نشانات درست ہیں۔ اس لئے لازماً یہ وہی لیبارٹری اور فیکٹری تھی اور اس کے اندر بلاسٹر گیس کے پھیل جانے کے بعد اب ہر طرف برف کی تہیں جم جائیں گی۔ زیادہ سے زیادہ



چار گھنٹوں بعد یہ برف پگھلے گی اور بھاپ بن کر ہر جگہ پھیل جائے گی اور یہاں موجود تمام انسان، چرند پرند بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اس علاقے میں ایک چھوٹی سی چنگاری بھی خوفناک تباہی کا موجب بن جائے گی اور یہ سارا علاقہ ہی تباہ ہو جائے گا۔ لیبارٹری اور فیکٹری اس علاقے میں زمین کی کتنی ہی گہرائی میں ہو اس بلاسٹر گیس کے اثر سے نہ بچ سکے گی۔ اب ہمیں یہاں چند ریموٹ کنٹرول بم رکھنے ہیں اور واپس نکل جانا ہے۔ اس کے بعد ہم کہیں بھی جا کر چارجر آن کریں گے تو بم پھٹ پڑیں گے اور پھر کاسات کی پہاڑیوں کے اس علاقے پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ تنویر، خاور اور چوہان نے آخر کار مشن پورا کر لیا ہے۔ یہ ہمارے ہی نہیں پاکیشیا سمیت پوری مسلم امہ کے ہیرو ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر اس مشن کو پورا کیا ہے۔ اب اسرائیلی کچھ بھی کر لیں۔ وہ اس گیس کو ختم نہیں کر سکیں گے۔ گیس بھاپ بننے سے پہلے وہ یہاں سے نکل گئے تو وہ سب بچ جائیں گے ورنہ سب بے ہوشی کی حالت میں مارے جائیں گے''۔ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا وہ واقعی دلی طور پر بے حد خوش نظر آ رہا تھا۔

''چلو شکر ہے۔ ہم تو صرف دوڑتے بھاگتے رہ گئے ہیں۔ اصل مشن تو تنویر، خاور اور چوہان نے مکمل کر لیا ہے''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہمارا کاز ایک تھا۔ ہم اس لیبارٹری اور فیکٹری کو ہر صورت میں تباہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ سب ہم نے نہیں انہوں نے کیا ہے تو کیا فرق پڑتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب نکلو یہاں سے تاکہ اس علاقے کو ہی جہنم زار بنا دیا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''پہلے ہم یہاں جگہ جگہ بلاسٹرز لگائیں گے تاکہ انہیں دور جا کر ڈی چارج کیا جا سکے۔ اس کے بعد ہی ہم یہاں سے جائیں گے''...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔



میٹنگ ہال میں کرسیوں پر بلیک کیٹ اور کرنل ڈیوڈ بیٹھے ہوئے تھے۔ میٹنگ ہال میں ان دونوں کے سوا کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ ان دونوں کے سر جھکے ہوئے تھے۔ یہ میٹنگ ہال وزیراعظم سیکرٹریٹ کا ایک خاص کمرہ تھا۔ اسی لمحے ہال کے کونے کا دروازہ کھلا اور اسرائیل کے پرائم منسٹر اندر داخل ہوئے۔

وزیراعظم کے پیچھے ان کا پی اے تھا جس کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کا وائرلیس فون تھا۔ وزیراعظم کے اندر آتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ اور مادام کیٹ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کرنل ڈیوڈ نے باقاعدہ فوجی سلیوٹ کیا جبکہ بلیک کیٹ نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''تشریف رکھیں''...... پرائم منسٹر نے پروقار لہجے میں کہا۔ ان کے چہرے پر غصہ اور شدید نفرت کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔ کرسی پر بیٹھتے ہی وہ تیز نظروں سے انہیں گھورنا شروع ہو

گئے۔ پی اے نے سرخ رنگ کا فون پیس وزیر اعظم کی کرسی کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھا اور ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''آپ جائیں۔ جب ضرورت ہو گی آپ کو کال کر لیا جائے گا''...... پرائم منسٹر نے پی اے سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر''...... پی اے نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جدھر سے وزیراعظم کے ساتھ وہ ہال میں داخل ہوا تھا۔

''ہونہہ تو یہ تھی آپ کی کامیابی۔ آپ نے تو بڑا دعویٰ کیا تھا مس جینڈی کہ آپ نے جن افراد کو ہلاک کیا ہے وہ سو فیصد عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں''...... پرائم منسٹر نے بلیک کیٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں شدید غصہ تھا۔

''یس سر''...... بلیک کیٹ نے کھڑی ہو کر کہا۔

''بیٹھ جائیں بلیک کیٹ''...... پرائم منسٹر نے کہا اور بلیک کیٹ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''کرنل ڈیوڈ نے مجھے مکمل تفصیلات بتا دی ہیں۔ آپ نے جن افراد کو ہلاک کرنے کا دعویٰ کیا تھا وہ اصل نہیں تھے۔ کرنل ڈیوڈ کے مطابق انہوں نے سیٹلائٹ سسٹم سے کاساٹ کے پہاڑی علاقے کی چیکنگ کی تھی۔ وہاں انہیں شک ہوا کہ گڑ بڑ ہے اس لئے یہ فوری طور پر خود وہاں پہنچ گئے اور پھر انہوں نے اس علاقے



کا سرچ کیا تو انہیں وہاں ایسے نشانات مل گئے جن سے انہیں یقین ہو گیا کہ وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کی پوری ٹیم موجود تھی۔ اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کو آپ نے ہلاک کیا تھا تو پھر وہاں دوسرا عمران اور اس کے ساتھی کیسے پہنچ گئے تھے۔ کرنل ڈیوڈ کو باقاعدہ عمران نے فون بھی کیا ہے اور اس نے بتایا ہے کہ اس نے کاساٹ کے علاقے پر تباہی کا سارا انتظام کر دیا ہے۔ کرنل ڈیوڈ کو اس نے بلاسٹر گیس کے بارے میں بتایا ہے جو نہ صرف لیبارٹری اور فیکٹری کے اندر تک پھیلی ہوئی ہے بلکہ اس علاقے کے ہر حصے پر منجمد ہو چکی ہے۔ اب بس کچھ ہی دیر کی بات ہے۔ اس گیس نے بھاپ بن کر پھر سے گیس کا روپ دھارنا ہے اور اگر وہاں معمولی سی چنگاری بھی پیدا ہو گئی تو سارا علاقہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑے گا۔ لیبارٹری اور فیکٹری سمیت وہ سارا علاقہ جہنم زار بن جائے گا۔ کرنل ڈیوڈ نے عمران کی اطلاع پر خصوصی چیکنگ مشینوں سے بلاسٹر گیس کا پتہ چلایا ہے۔ وہاں واقعی ہر طرف گیس ہی گیس موجود ہے۔ اب اس علاقے کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی۔ اس گیس کی وجہ سے وہاں کی تمام مشینری بھی جام ہو چکی ہے اور گیس کا اخراج شروع ہو گیا ہے جس سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہوتے جا رہے ہیں۔ اس علاقے میں ملٹری انٹیلی جنس سمیت آپ کی ایجنسی کے بے شمار افراد موجود ہیں اور لیبارٹری اور فیکٹری میں بھی بے شمار سائنس دان اور ورکرز ہیں۔ ان

سب کو وہاں سے نکالنا اب ناممکن ہے کیونکہ کرنل ڈیوڈ کو عمران نے بتایا ہے کہ اس نے ہر طرف چارجر بلاسٹرز فکسڈ کر دیئے ہیں جن کا ڈی چارجر اس کے پاس ہے۔ وہ کسی بھی وقت ان بلاسٹرز کو چارج کر سکتا ہے جس کے نتیجے میں وہاں ہونے والی تباہی سے کوئی نہیں بچ سکے گا۔ اگر انہیں نکالنے کے لئے ہم نے وہاں مزید فورس بھیجی تو وہ سب بھی اس تباہی کا شکار بن جائیں گے۔ اب یہ عمران نجانے کب ان بلاسٹرز کو چارج کرتا ہے اس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ اس نے سب ختم کر دیا ہے۔ گریٹ اسرائیل ایک بھیانک اور انتہائی خوفناک عذاب سے دوچار ہونے والا ہے اور یہ سارا نقصان آپ کی وجہ سے ہوا ہے مس جینڈی۔ آپ کی کارکردگی صفر رہی ہے۔ آپ نقلی افراد کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کا ڈھنڈورا پیٹتی رہیں جبکہ اصل عمران اور اس کے ساتھی زندہ تھے اور انہیں کاساٹ کے علاقے میں موجود اصل لیبارٹری اور فیکٹری کا بھی علم ہو گیا تھا جبکہ یہ بات سوائے آپ کے کسی کو نہیں بتائی گئی تھی یہاں تک کہ میں نے کرنل ڈیوڈ کو بھی اس حقیقت سے آگاہ نہ کیا تھا''...... پرائم منسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہم نے اپنے طور پر ہر ممکن کوشش کی تھی جناب لیکن عمران مجھے اس طرح ڈاج دے جائے گا اس کا مجھے اندازہ نہ تھا''۔ بلیک کیٹ نے دھیمی اور شکست خوردہ آواز میں کہا۔

''جو بھی ہے اسرائیل کو پہنچنے والے اس نقصان کی ذمہ دار آپ



ہیں۔ آپ کا ہر دعویٰ جھوٹا ثابت ہوا ہے۔ جس کی آپ کو سزا ملے گی۔ ابھی اور اسی وقت''...... پرائم منسٹر نے کہا تو بلیک کیٹ کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ بھی چونک پڑا۔

''ابھی اسی وقت۔ کیا مطلب سر۔ کیا آپ ان کا کورٹ مارشل نہیں کرائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''نہیں۔ یہ قومی مجرم ہیں اور میں نے پہلی میٹنگ میں ہی کہا تھا کہ اس مشن میں ناکامی پر موت کی سزا دی جائے گی۔ آپ نے بھی کارکردگی نہیں دکھائی ہے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑنے میں ناکام رہے ہیں۔ آپ کا تو باقاعدہ ٹرائل کیا جائے گا اور آپ کا کورٹ مارشل ہو گا لیکن بلیک کیٹ کو میں نے پرپوز کیا تھا۔ اس لئے اسے میں خود سزا دوں گا اور یہ سزا موت کی سزا ہو گی''...... پرائم منسٹر نے سپاٹ لہجے میں کہا تو بلیک کیٹ کا رنگ اڑ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر''...... بلیک کیٹ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''کرنل ڈیوڈ۔ آپ کے پاس ریوالور ہے۔ نکالیں اسے''۔ پرائم منسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے ہولسٹر میں لگا ہوا ریوالور نکال لیا۔

''بلیک کیٹ کو گولی مار دیں''...... پرائم منسٹر نے کہا تو بلیک کیٹ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر یکلخت موت

کی سی زردی پھیل گئی تھی۔

''لل لل۔لیکن سر''...... کرنل ڈیوڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہنا چاہا۔

''اٹس مائی آرڈر۔گولی چلاؤ''...... پرائم منسٹر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک کیٹ کچھ کہتی کرنل ڈیود نے یکلخت گولی چلا دی۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور بلیک کیٹ کی کھوپڑی کے پرخچے اُڑ گئے۔ وہ الٹ کر کرسی پر گری اور پھر کرسی سمیت الٹ کر فرش پر گرتی چلی گئی۔ کرنل ڈیوڈ کے ریوالور سے دھواں نکل رہا تھا اور وہ متوحش نظروں سے دوسری طرف گری ہوئی بلیک کیٹ کی لاش کی طرف دیکھ رہا تھا جس کے گرد خون کا تالاب بنتا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے گولی چلا کر بلیک کیٹ کو ہلاک تو کر دیا تھا لیکن وہ گولی چلاتے ہی ساکت ہو گیا تھا جیسے بے خیالی میں اس سے یہ حرکت سرزد ہو گئی ہو۔

''بیٹھ جائیں کرنل ڈیوڈ''...... پرائم منسٹر کی کڑکدار آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ کے ہاتھ سے ریوالور نیچے گر گیا اور وہ دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''بلیک کیٹ کی لاش کو یہاں سے ہٹا دیا جائے گا اور اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دی جائے گی۔ اس طرح کسی کو معلوم نہ ہو گا کہ بلیک کیٹ کہاں گئی۔ اسے میں نے خفیہ طور پر یہاں بلایا تھا اس لئے کسی کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ یہاں



مجھ سے ملنے آئی تھی''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''یس سر۔یس سر''...... کرنل ڈیوڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب آپ خود کو سنبھالیں کرنل ڈیوڈ اور مجھے بتائیں کہ لیبارٹری اور فیکٹری سمیت کاساٹ کے علاقے کو خوفناک تباہی سے کیسے بچایا جائے''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''مم مم۔میں کیا کہہ سکتا ہوں جناب۔ بلاسٹنگ گیس کے اثرات وہاں ہر طرف پھیلے ہوئے ہیں اس گیس کا کوئی انٹی ہماری پاس موجود نہیں ہے اور نہ ہی اس گیس کو وہاں سے ختم کیا جا سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''تو کیا مشینی آلات سے یہ بھی پتہ نہیں چلایا جا سکتا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بلاسٹر کہاں کہاں لگائے ہیں۔ اگر ان بلاسٹرز کو وہاں سے ہٹا دیا جائے تو ہم اپنے آدمیوں کو بھیج کر وہاں موجود تمام افراد کو نکال سکتے ہیں اور مشینری کے خصوصی پرزے بھی اٹھائے جا سکتے ہیں''...... پرائم منسٹر نے کہا۔

''نو سر۔عمران اور اس کے ساتھیوں کی نظریں اس علاقے پر ہوں گی ہو سکتا ہے وہ اسرائیلی فورس کو نشانہ بنانے کا سوچ رہے ہوں تاکہ جیسے ہی مزید فورس وہاں جائے وہ بلاسٹرز آن کر دیں اور تباہی میں دوسری فورس بھی ہلاک کی جا سکے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تو کیا پھر ہمیں اس لیبارٹری اور فیکٹری سمیت سینکڑوں آدمیوں کی ہلاکت کا ماتم منانا چاہئے اور انتظار کرنا چاہئے کہ عمران کب یہ سب کچھ ختم کرتا ہے"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"اس کے سوا اب ہمارے پاس دوسرا کوئی آپشن بھی تو موجود نہیں ہے سر"...... کرنل ڈیوڈ نے مایوسی سے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر عمران کو کاسات میں موجود اصل لیبارٹری اور فیکٹری کا علم کیسے ہو گیا۔ یہ تو انتہائی کانفیڈنشل رکھا گیا تھا"...... پرائم منسٹر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اس سلسلے میں آپ نے بلیک کیٹ پر ضرورت سے زیادہ ہی بھروسہ کیا تھا جناب اور مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بلیک کیٹ نے ہی اصل ٹارگٹ کے بارے میں بتایا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو پرائم منسٹر بری طرح سے چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مس جینڈی نے انہیں سب کچھ بتایا ہو۔ اس سے غلطی ضرور ہوئی ہے لیکن یہ اسرائیل سے اتنی بڑی غداری نہیں کر سکتی۔ ناممکن۔ آپ کی یہ سوچ غلط ہے کرنل ڈیوڈ"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"نو سر۔ میں جانتا ہوں کہ مس جینڈی نے ازخود انہیں کچھ نہ بتایا ہو گا اور عمران بھی جانتا ہے کہ مس جینڈی تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ اور اس پر تشدد کر کے اس سے کچھ نہیں اگلوایا جا سکتا ہے لیکن



شاید آپ کو مس جینڈی نے یہ نہیں بتایا تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہتھے چڑھ گئی تھی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"بتایا تھا اس نے۔ اس نے کہا تھا وہ انہیں ڈاج دے کر وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گئی تھی اس کے بعد ہی اس نے ساری کارروائی کی تھی"...... پرائم منسٹر نے کہا۔

"تب پھر آپ کو اس نے یہ نہیں بتایا ہو گا کہ عمران نے اس کا مائنڈ اپنی ٹرانس میں لیا تھا اور اس نے بلیک کیٹ کے دماغ سے ساری اصلیت معلوم کی تھی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو پرائم منسٹر حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگے۔

"اوہ اوہ۔ تو کیا یہ بات بھی آپ کو عمران نے بتائی ہے"۔ پرائم منسٹر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اس نے مجھے ساری تفصیل بتائی ہے۔ مجھے اس پر غصہ تو بہت آ رہا تھا لیکن بہرحال جو بھی ہوا ہے سب بلیک کیٹ کی غلطیوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ اچھا کیا جو آپ نے اسے فوراً موت کی سزا سنا دی۔ اس کے لئے اس سے بڑھ کر سزا نہیں ہو سکتی تھی کہ آپ کے حکم پر میں اسے گولی مار کر ہلاک کروں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو پرائم منسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"جو کچھ بھی ہوا ہے بہت غلط ہوا ہے۔ اب میں قوم کو کیا جواب دوں گا۔ میں اپنے کاندھوں پر کاسات کے علاقے میں ہونے والی تباہی سے بننے والی لاشوں کا بوجھ کیسے اٹھاؤں گا۔ آ کر

کیسے''...... پرائم منسٹر نے کہا لیکن کرنل ڈیوڈ نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ اس بات کا جواب بھی کیا دیتا۔ جو ہونے والا تھا اسے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ البتہ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ پرائم منسٹر جو کیٹ ایجنسی پر ضرورت سے زیادہ بھروسہ کرتے تھے ان کے سامنے خود ہی سب کچھ واضح ہو گیا تھا اور انہوں نے اس کے ہاتھوں بلیک کیٹ کو ہلاک کرا دیا تھا۔ بلیک کیٹ کو ہلاک کر کے کرنل ڈیوڈ نے نہ صرف اس سے اپنی ساری بے عزتیوں کا بدلہ لے لیا تھا بلکہ ریڈ روزی کا انتقام بھی لے لیا تھا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ پرائم منسٹر کے سامنے پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے فوراً ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر کے اسے کان سے لگا لیا۔ ساتھ ہی انہوں نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ملٹری سیکرٹری کرنل آیان بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری کی متوحش آواز سنائی دی تو پرائم منسٹر کے ساتھ کرنل ڈیوڈ بھی چونک پڑا۔

''کیا ہوا''...... پرائم منسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

''کاساٹ علاقے میں خوفناک قیامت ٹوٹ پڑی ہے جناب۔ وہاں آتش فشاں پھٹ پڑے ہیں۔ ہر طرف خوفناک دھماکے ہو رہے ہیں۔ زمین آگ اگل رہی ہے اور بڑے پیمانے پر تباہی



پھیل رہی ہے''...... دوسری طرف سے کرنل آیان نے کہا تو پرائم منسٹر اور کرنل ڈیوڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہرے یکلخت زرد ہو گئے تھے۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... پرائم منسٹر نے جیسے ڈوبتی ہوئی آواز میں کہا۔

''یہ سچ ہے سر۔ بھیانک تباہی ہوئی ہے کاساٹ کی پہاڑیاں راکھ کا ڈھیر بن گئی ہیں اور اردگرد کا بڑا علاقہ اس تباہی کی لپیٹ میں آ گیا ہے۔ ہر طرف کہرام مچا ہوا ہے''...... کرنل آیان نے کہا تو پرائم منسٹر کو اپنے جسم سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی وہ دھب سے کرسی پر گر گئے۔ ان کے ہاتھ سے فون پیس نیچے گر گیا۔ ان کا سر کرسی کی پشت سے لگا اور پھر ان کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں۔ یہ دیکھ کر کرنل ڈیوڈ بوکھلا گیا۔ وہ تیزی سے پرائم منسٹر کی طرف بڑھا۔

''سر سر۔ کیا ہوا سر''...... کرنل ڈیوڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر پرائم منسٹر کو چیک کیا لیکن پرائم منسٹر اسرائیل میں ہونے والی اس خوفناک تباہی کا سن کر اپنا ذہنی توازن برقرار نہ رکھ سکے تھے۔ ان کے ذہن پر شدید دباؤ پڑا تھا اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔

''وہی ہوا۔ جس کا ڈر تھا۔ آخر عمران اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور وہ ایک بار پھر اسرائیل کو کاری ضرب لگانے میں کامیاب

ہو گیا ہے۔ بیڈ نیوز۔ رئیلی ویری بیڈ نیوز''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس نے نیچے جھک کر پرائم منسٹر کا گرا ہوا فون پیس اٹھایا جس میں سے مسلسل کرنل آیان کی آواز سنائی دے رہی تھی وہ سر سر کہتا ہوا چیخ رہا تھا۔

''آپ کی بتائی ہوئی ہولناک خبر سن کر پرائم منسٹر صاحب بے ہوش ہو گئے ہیں کرنل آیان میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو''...... کرنل ڈیوڈ نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کیا وہ ٹھیک ہیں''...... کرنل آیان نے متوحشانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ صرف ذہنی دباؤ کی وجہ سے یہ بے ہوش ہوئے ہیں۔ بہرحال آپ مجھے تفصیل بتائیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو کرنل آیان انہیں کاساٹ کے علاقے میں ہونے والے تباہی کی تفصیلات بتانے لگا اور پھر کرنل ڈیوڈ نے تھکے تھکے اور شکست خوردہ انداز میں پرائم منسٹر کی کرسی کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی اور شکستگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی وجہ سے پھر اسے شکست اور اسرائیل میں بڑی تباہی کا سامنا کرنا پڑا تھا اور وہ کچھ نہ کر سکا تھا۔



عمران اور اس کے ساتھی فوری طور پر کاساٹ کے علاقے سے نکل آئے تھے اور سردار امیر قاسم کی مدد سے اس علاقے سے نکل کر چار سو کلو میٹر دور اماق کے علاقے میں پہنچ گئے تھے۔ تنویر، چوہان اور خاور کی حالت اب کافی سدھر چکی تھی۔ سردار امیر قاسم کا یہاں بھی ایک خفیہ اڈا تھا۔ وہ سب اس خفیہ اڈے میں موجود تھے۔ سردار امیر قاسم کے آدمیوں نے ان کا خیر مقدم کیا تھا اور پھر عمران کے کہنے پر وہ آدمی ایک قابل ڈاکٹر کو لے آئے تھے۔

ڈاکٹر نے ان سب کی بینڈیج کر دی تھی اور انہیں مختلف انجکشن بھی لگا دیئے تھے جن سے نہ صرف ان کی طاقت بحال ہو گئی تھی بلکہ وہ ہاتھ پیر ہلانے کے بھی قابل ہو گئے تھے۔ اس دوران عمران نے ایک ٹرانسمیٹر پر کرنل ڈیوڈ کو خصوصی طور پر کال بھی کیا تھا اور اس نے جب کرنل ڈیوڈ کو اپنی کامیابی کا بتایا تو کرنل ڈیوڈ اس پر بری طرح سے چیخنے چنگھاڑنے اور دھاڑنے لگا۔ وہ عمران کو سنگین

نتائج کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی تھی اور اس سے کہا تھا کہ وہ اسرائیل کی پوری فورس بھی لگا لے تب بھی وہ کاساٹ کے علاقے کو تباہی سے نہ بچا سکے گا۔ عمران چاہتا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کے ذریعے یہ ساری باتیں کیٹ ایجنسی اور خاص طور پر اسرائیلی پرائم منسٹر تک پہنچ جائیں تا کہ انہیں پتہ چل سکے کہ اسرائیل اور یہودیوں کی مسلمانوں کے خلاف کوئی بھی سازش کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک پاکیشیا کے سپوت زندہ ہیں وہ ان کی سازشوں کا تاروپود بکھیرنے کے لئے ان پر موت بن کر جھپٹتے رہیں گے اور ان کے مذموم ارادوں کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیں گے۔ اس نے چونکہ جان بوجھ کر کرنل ڈیوڈ کو کال کیا تھا اس لئے اس پر بھلا کرنل ڈیوڈ کے چیخنے چلانے، دھاڑنے اور دھمکیاں دینے کا کیا اثر ہو سکتا تھا۔

عمران نے واقعی کاساٹ کے علاقے میں سارے انتظامات مکمل کر لئے تھے اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر طاقتور بلاسٹر ایسی جگہوں پر چھپا دیئے تھے جنہیں فورسز کسی طور پر تلاش نہ کر سکتی تھیں۔ اس کے پاس ایسا چارجر موجود تھا جسے وہ سینکڑوں کلو میٹر دور سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر کی طرح استعمال کر سکتا تھا اور ایک بٹن پریس کر کے کاساٹ کے علاقے کو آتش فشاں میں تبدیل کر سکتا تھا۔ انہیں یہاں آئے ہوئے چھ گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا تھا اور اسے یقین تھا کہ اب تک بلاسٹنگ گیس وہاں ہر طرف پھیل



چکی ہو گی وہاں انسانوں کے ساتھ چرند پرند بھی بے ہوش ہو چکے ہوں گے۔ اب وہ وقت آ گیا تھا کہ وہ چارجر آن کرتا اور بٹن پریس کر کے کاساٹ کے علاقے میں پھیلی ہوئی گیس کو طاقتور بم کی طرح بلاسٹ کر سکتا تھا۔

وہ اپنے سارے ساتھیوں سمیت ایک کمرے میں موجود تھا۔ وہاں ریڈ اسکائی کا چیف اسد بن طالب اور اس کا رائٹ ہینڈ سردار امیر قاسم بھی پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے عمران سے درخواست کی تھی کہ وہ ان کی موجودگی میں کاساٹ کے علاقے کو تباہ کریں۔

''چھ گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا ہے۔ اب تمہیں اس علاقے کو تباہ کر دینا چاہئے عمران''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ٹائیگر وہ بیگ سے چارجر نکال کر مجھے دو''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے سامنے میز پر پڑا ہوا ایک تھیلا اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں سے ٹرانسمیٹر جیسی ساخت کا ایک چارجر لا کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے چارجر آن کیا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ وہ کافی دیر تک کام کرتا رہا پھر اچانک ٹرانسمیٹر پر لگے ہوئے دو بلب جن میں ایک سرخ رنگ کا تھا اور ایک سبز رنگ کا۔ ان میں سبز رنگ کا بلب بلنخت جل اٹھا۔

''ہم نے اپنا کام پورا کر لیا ہے اور چونکہ ہماری اس کامیابی

میں اسد بن طالب اور سردار امیر قاسم کا ہاتھ تھا۔ ہم ان کی مدد سے اس ناقابل عبور راستوں سے پہنچ سکے تھے اس لئے اس مشن کی کامیابی میں ان کا بھی اتنا ہی ہاتھ ہے جتنا کہ ہمارا اور میں چاہتا ہوں کہ آخری کامیابی کا سہرا اسد بن طالب کے حصے میں بھی آئے۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے فلسطین کے لئے بے شمار قربانیاں دی ہیں''...... عمران نے کہا تو اسد بن طالب کے ساتھ ساتھ سردار امیر قاسم کی آنکھوں میں بھی چمک آ گئی۔

''اوہ اوہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ سارا کام آپ لوگوں نے کیا ہے اور اس تباہی کا کریڈٹ آپ ہمیں دے رہے ہیں کیوں''...... اسد بن طالب نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ ہم سب میں سینئر ہیں۔ اس لحاظ سے آپ ہمارے بزرگ ہوئے اور کہتے ہیں کہ نیک کام ہمیشہ بزرگوں سے ہی کرانا چاہئے۔ اسی میں برکت ہوتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ۔ آپ واقعی عظیم انسان ہیں عمران صاحب۔ بے حد عظیم''...... اسد بن طالب نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''غلط کہہ رہے ہیں آپ۔ میں عظیم نہیں ہوں۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔



''پھر بھی عمران صاحب۔ یہ کام آپ ہی سرانجام دیں۔ یہ آپ کا حق ہے۔ آپ نے فلسطینیوں اور خاص طور پر دنیا کے مسلمانوں کے لئے جو کچھ بھی کیا ہے یہ آپ کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسرائیل کے اس بھیانک اور ہولناک منصوبے کو تباہ کرنے کا حق صرف آپ کا ہی ہے''...... اسد بن طالب نے کہا۔

''نہیں۔ بزرگوں کی موجودگی میں بھلا میں خود اپنے سر پر سہرا کیسے رکھ سکتا ہوں۔ یہ کام آپ کو ہی کرنا ہے اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے کیوں دوستو۔ تم میں سے کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے''۔ عمران نے پہلے اسد بن طالب سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ہمیں بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے''...... جولیا نے مسکرا کر کہا تو سب نے اس کی تائید میں اثبات میں سر ہلا دیئے تو اسد بن طالب نے لرزتے ہاتھوں سے عمران سے ڈی چارجر لے لیا اور اس کی طرف ممنون بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔

''آپ نے یہ بٹن پریس کرنا ہے۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی کاساٹ کے علاقے میں تباہی کا آغاز ہو جائے گا اور اسرائیل کا منصوبہ ہمیشہ کے لئے خاک میں مل جائے گا''...... عمران نے کہا تو اسد بن طالب نے بسم اللہ پڑھی اور پھر نعرۂ تکبیر کہتے ہوئے اس نے وہ بٹن پریس کر دیا جس کے بارے میں عمران نے اسے بتایا تھا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ سبز رنگ بجھا

اور اس کی جگہ سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ ساتھ ہی چھپاکا سا ہوا اور سرخ بلب بھی بجھ گیا۔

”ویل ڈن اسد بن طالب۔ تم نے کر دکھایا۔ چارجر نے لانگ رینج کے تحت ان بلاسٹرز کو چارج کر دیا ہے جو ہم نے وہاں لگائے تھے اب وہ بلاسٹ ہو رہے ہوں گے اور اس کے ساتھ ہی وہاں پھیلی ہوئی بلاسٹنگ گیس سے بھی خوفناک تباہی مچ جائے گی۔ اب تم جاؤ اور جا کر باہر کی خبر لاؤ“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے۔ اسد بن طالب نے چارجر ایک طرف رکھا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بھاگتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سردار امیر قاسم بھی اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگا۔

”یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے کہ لیبارٹری اور فیکٹری کی تباہی اسد بن طالب کے ہاتھوں سے کرائی ہے۔ یہ فلسطینی تحریک آزادی کا لیڈر ہے۔ اتنی بڑی کامیابی اپنے ہاتھوں سے حاصل کر کے اس کا مورال اور بڑھ جائے گا اور یہ اپنی تحریک اور زیادہ فعال کرے گا اور ایک دن یہ بھی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا“۔ تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میں اپنے مقصد میں کب کامیاب ہوتا ہوں“...... عمران نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔



”کیا مطلب۔ مشن مکمل ہو گیا ہے۔ مشن مکمل ہوتے ہی تمہارا مقصد بھی پورا ہو گیا ہے اب اور کیا مقصد ہے تمہارا“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”دنیا میں ہر مرد و زن کا مقصد شادی کرنا ہوتا ہے اور میں واحد وہ مرد ہوں جو اس مقصد کو آج تک پورا نہیں کر سکا۔ کاش کہ اس بار ایسا کچھ ہو جائے کہ تنویر خود ہی پاکیشیا پہنچ کر تمہارا ہاتھ میرے ہاتھوں میں دے دے اور پھر......“ عمران نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تمہاری یہ حسرت ہمیشہ کی طرح حسرت ہی رہ جائے گی“۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ پوری طرح سے ہوش میں تھا۔

”تب تو ساری زندگی یہ افسوس ہی رہے گا کہ یہ غنچہ بن کھلے ہی مرجھا گیا“...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔ ان میں اسی طرح سے باتیں ہوتی رہیں پھر اسد بن طالب اور سردار امیر قاسم ایک ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کے چہرے پر جوش اور مسرت سے کھلے ہوئے تھے۔

”مبارک ہو عمران صاحب۔ کاساٹ کا سارا علاقہ تباہ ہو گیا ہے۔ وہاں واقعی آتش فشاں پھٹ پڑے ہیں۔ ہر طرف خوفناک دھماکے ہو رہے ہیں اور ہر طرف آگ ہی آگ ہے۔ ان دھماکوں سے پہاڑیاں بھی ملیا میٹ ہو گئی ہیں اور وہاں ہر طرف راکھ ہی راکھ پھیلتی جا رہی ہے۔ اسرائیل کے ساتھ ساتھ پوری دنیا میں اس

تباہی کی خبریں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ہے اور پورا اسرائیل اس خوفناک تباہی سے لرز رہا ہے''...... اسد بن طالب نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''یہ تو ہونا ہی تھا۔ مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو ایسا ہی سبق ملنا چاہئے تا کہ انہیں احساس ہو سکے کہ یہ دنیا یہودیوں کے لئے نہیں بلکہ مسلم امہ کے لئے بھی ہے اور یہ یہودی، مسلمانوں پر کسی صورت میں فوقیت حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی انہیں مٹا سکتے ہیں۔ اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے تنویر، چوہان اور خاور نے یقینی طور پر اپنی جانیں داؤ پر لگا دی تھیں۔ ڈبل ٹارگٹ ان کے لئے واقعی ٹف ٹارگٹ بن گیا تھا جسے انہوں نے پورا کر کے ہی چھوڑا تھا۔ یہ تینوں واقعی گریٹ ہیں۔ ٹف ٹارگٹ کے گریٹ ہیرو''۔ عمران نے آخر میں مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر، چوہان اور خاور کے چہروں پر مسرت کے تاثرات پھیل گئے۔

''ہاں۔ ان سب کے ساتھ آپ بھی گریٹ ہیں عمران صاحب۔ یہ واقعی آپ سب کے لئے ٹف ٹارگٹ ثابت ہوا ہے اور اس تباہی سے اسرائیل کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ اب یہ کئی عرصے تک سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے گا''...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

''آپ کا یہ شاندار مشن کامیاب رہا ہے عمران صاحب اور ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ اس مشن میں ہم نے آپ کا کسی حد تک



ساتھ دیا اور کاساٹ کے علاقے کو آپ نے جس طرح میرے ہاتھوں سے تباہ کرایا ہے یہ آپ کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔ میں زندگی بھر آپ کے اس عظیم احسان کو نہیں بھول سکوں گا''...... اسد بن طالب نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''بھولنا بھی مت۔ کیونکہ تمہاری گواہی کے بعد ہی چیف نے مجھے چیک دینا ہے۔ اگر اسے پتہ چلا کہ مشن میں نے نہیں بلکہ تم نے مکمل کیا ہے تو چیف نے چیک مانگنے پر مجھے گولی ہی مار دینی ہے''...... عمران نے روہانسے لہجے میں کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''اچھا عمران صاحب۔ میں آپ سے ایک بات پوچھوں''۔ سردار امیر قاسم نے کہا۔

''ہاں پوچھ لو۔ بس یہ نہ پوچھنا کہ میری شادی کب ہو گی''۔ عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''سچ میں آپ سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر آپ شادی کب کریں گے۔ اصل میں، میں چاہتا ہوں کہ جب آپ کی شادی ہو تو ہمیں ضرور بلوائیں۔ ہم لازماً شریک ہوں گے''...... سردار امیر قاسم نے کہا تو جولیا کا رنگ گلرنگ ہو گیا۔

''عمران کی شادی۔ ایسا نہیں ہو سکتا جناب سردار امیر قاسم صاحب''...... جولیا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے یکلخت اونچی آواز میں کہا تو سردار امیر قاسم اور اسد بن طالب چونک پڑے۔ تنویر کی بات سن کر جولیا کے چہرے پر بھی غصے کے آثار دکھائی دینے لگے

تھے یقیناً اسے تنویر کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔

''کیوں۔ کیوں نہیں ہوسکتی عمران صاحب کی شادی''...... سردار امیر قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ نہ یہ خود شادی کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو کرنے دیتا ہے''...... تنویر نے بڑے بے باک لہجے میں کہا۔

''کیا۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو تنویر''...... جولیا سے رہا نہ گیا تو وہ بے اختیار جھنجھلائے ہوئے انداز میں بول پڑی۔ ظاہر ہے تنویر کے اس جملے کی سمجھ سردار امیر قاسم اور اسد بن طالب کو آئی ہو یا نہ آئی ہو۔ صفدر اور باقی سب کے ساتھ عمران کو بہرحال آ گئی تھی۔

''تنویر درست کہہ رہا ہے جناب سردار امیر قاسم صاحب۔ میں نے تو سوچا تھا اسرائیل کو سسرال بنا کر مستقل طور پر گھر داماد بن کر رہ جاؤں لیکن شاید میری قسمت کو یہ منظور نہیں تھا اور میری قید سے مادام کیٹ بھاگ نکلی تھی''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھی، اسد بن طالب اور سردار امیر قاسم بھی چونک پڑے اور حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ سب اس کی بات کے معنی سمجھ گئے تھے کہ عمران کا مقصد ہے کہ وہ بلیک کیٹ کو پسند کرتا ہے اور اس سے شادی کا خواہاں ہے۔

''اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو ہم کہیں سے بھی بلیک کیٹ کو آپ کے لئے ڈھونڈ لائیں گے اور اس سے آپ کی شادی کرا دیں



گے''...... سردار ابو قاسم نے کہا تو جولیا کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ عمران کو تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''ارے ارے۔ تم اسے ڈھونڈ کر لاؤ گے تو پھر مجھے دو دو سے بچنے کے لئے دوڑیں لگانی پڑیں گی ایک بلیک کیٹ سے اور دوسری......'' عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جولیا بدستور اسے تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔

''تب پھر اسرائیل کو اپنا سسرال کہنے سے آپ کی کیا مراد تھی''...... اسد بن طالب نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''وہ مجھے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کام کرنے والی ریڈ روزی پسند تھی لیکن سنا ہے بے چاری بے موت ماری گئی۔ اگر میری اس سے شادی ہو جاتی تو مجھے نہ صرف اسرائیل میں رہنے کو جگہ مل جاتی بلکہ کرنل ڈیوڈ مجھے یقیناً اپنا داماد بنا لیتا''...... عمران نے جولیا کی طرف کن انکھیوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ جولیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

''اوہ۔ پھر تو واقعی کچھ نہیں ہوسکتا۔ وہ مر چکی ہے۔ بہرحال اگر آپ کہیں تو آپ کے لئے ریڈ روزی سے بھی زیادہ حسین لڑکی تلاش کی جا سکتی ہے۔ آپ جیسا انسان ہمارے ساتھ رہے اس سے بڑی خوشی کی بات ہمارے لئے اور کیا ہوسکتی ہے''...... سردار امیر قاسم نے کہا۔

"سردار امیر قاسم صاحب۔ اب ہمیں اجازت دیں۔ ہم بے کار لوگ نہیں ہیں کہ یہاں بیٹھے فضول باتیں کرتے رہیں۔ ہم شادیوں کے چکروں میں نہیں پڑتے"...... جولیا نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے اٹھتے ہی وہ سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ارے ارے۔ اتنی جلدی۔ ارے بیٹھیں۔ ابھی تو ہم نے آپ سب کی خدمت کرنی ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی واپسی کے تمام انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ ہم خفیہ طور پر جلد ہی آپ کو یہاں سے بھجوا دیں گے"...... اسد بن طالب نے کہا۔ عمران کرسی پر بیٹھا بیٹھا مسکرا دیا۔ وہ جولیا کی ذہنی کیفیت کو بخوبی سمجھ رہا تھا۔

"سوری مسٹر اسد۔ اور سنو۔ تم بھی اٹھو۔ تم کیوں بیٹھے ہوئے ہو"...... جولیا نے اسد بن طالب سے معذرت کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم۔ مم۔ میں اتنی جلدی کیسے جا سکتا ہوں۔ اگر ریڈ روزی مر گئی ہے تو کیا ہوا۔ اسد بن طالب کہہ تو رہا ہے کہ یہ دوسری کا انتظام کر دے گا۔ شاید مجھے کوئی پسند آ جائے اور اسرائیل میرا سسرال بن جائے"...... عمران نے کہا۔

"یہاں تمہاری قبر تو بن سکتی ہے سسرال نہیں۔ سمجھے تم۔ فوراً اٹھو اب۔ ورنہ......" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ پکے



ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں انگارے برسا رہی تھیں۔

"یہ سب کیا ہے مس جولیا۔ آپ کو اتنا غصہ کیوں آ رہا ہے"...... سردار امیر قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ چپ رہیں پلیز۔ یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے"...... جولیا نے سردار امیر قاسم سے سخت لہجے میں کہا۔

"ارے واہ۔ ویری گڈ۔ مبارک ہو سردار امیر قاسم اور اسد بن طالب۔ اب تمہیں میرے لئے کسی اور کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپس کا معاملہ مطلب ہمارا پرائیویٹ معاملہ ہے۔ چلو کوئی بات نہیں اسرائیل نہیں تو سوئٹزر لینڈ کو ہی میں اپنا سسرال بنا لوں گا۔ کیوں جولیا"...... عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا کچھ دیر تک تو ساکت۔ کھڑی رہی۔ شاید عمران کے فقروں کا پورا مفہوم اس کے ذہن میں نہ آیا تھا لیکن جیسے ہی اسے عمران کے جملے کا مفہوم سمجھ میں آیا اس کے چہرے پر تیزی سے شرم کے تاثرات نمایاں ہو گئے اور چنگاریاں برساتی آنکھوں سے یکلخت پھلجھڑیاں سی پھوٹنے لگیں۔

"تت۔ تت۔ تم واقعی شیطان ہو۔ بڑے شیطان"...... جولیا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اپنا منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس کی بات سن کر وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"اوہ اوہ۔ واقعی مس جولیا سوئس نژاد ہیں۔ اسرائیل نہیں تو

سوئٹزر لینڈ بہرحال عمران صاحب کا سسرال بن سکتا ہے''...... سردار امیر قاسم نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ سب ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ جولیا تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ وہ جانتی تھی کہ اگر وہ زیادہ دیر وہاں رکی رہی تو عمران نے اسے اسی طرح زچ کرتے رہنا ہے اس لئے بہتری اسی میں تھی کہ وہ وہاں سے چلی جائے۔ سب ہنس رہے تھے لیکن تنویر کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔

''تمہیں ہر وقت مذاق ہی سوجھتا ہے اپنی شکل دیکھو حقیقت میں احمقوں کے سردار دکھائی دے رہے ہو''...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ تو سچ ہے۔ ظاہر ہے تمہارے گروپ کا لیڈر ہوں اور لیڈر کا مطلب سردار ہی ہوتا ہے''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور کمرہ زوردار کھلکھلاتے ہوئے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

# ختم شد